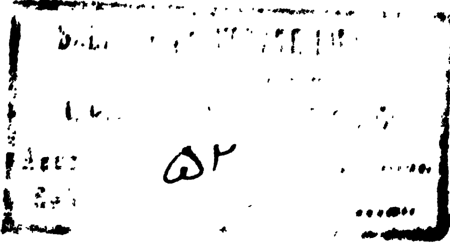




بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ المؤمنین

یہ سورت مکہ شریف مین اُتری ہے قرطبی نے کہا یہ سورت باتفاق علماء بلا اختلاف مکی ہے بصریون کے نزدیک اس مین ایک سو انیس آیتین ہین اور کوفیون کے نزدیک ایک سو اٹھارہ اور بصریون اور کوفیون کے اس اختلاف کا سبب یہ ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے قول ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ بِاٰیٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ مین مختلف ہین آیا یہ اللہ سبحانہ کا قول پوری آیت ہی یا آیت کا بعض عبداللہ بن سائب نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مین صبح کی نماز پڑہائی تو سورہ مومنین شروع کی جب موسیٰ اور ہرون کے ذکر تک پہونچے یا کہا عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر تک تو آپ کو کہانسی آنے لگی اسلیے آپنے قرأت کو چھوڑ کر رکوع کیا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَغَیْرُهُمْ انس رفعاً کہتے ہین کہ جب اللہ تعالیٰ نے بہشت کو بنایا تو اسکو فرمایا بول کلام کر وہ بولی قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ رَوَاہُ الْبَیْهَقِیُّ اور اس سورت کے ابتدا کی دس آیتون کی فضیلت مین جو احادیث وارد ہوئی ہین ہم انکو انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب بیان کرینگے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰۤی اَزْوَاجِهِمْ

اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ کام نکال گئے ایمان
والے جو اپنی نماز مین نوے ہین اور جو نکمی بات پر دہیان نہین کرتے اور جو زکوۃ دیا کرتے ہین اور جو اپنی شہوت
کی جگہہ تہامتے ہین مگر اپنی عورتون پر یا اپنے ہاتہہ کے مال پر سو انپر نہین اولاہنا پہر جو کوئی ڈہونڈے اسکی
سوای سو وہی ہین حد سے بڑہنے والے اور جو اپنی امانتون سے اور اپنے قرار سے خبردار ہین اور جو اپنی نمازون سے
خبردار ہین وہی ہین میراث لینے والے جو میراث پاوینگے باغ ٹہنڈے چہاؤنکی وہ اسی مین رہ پڑے عبدالرحمن
بن عبد القاری کہتے ہین مینے امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی سے سنا فرماتے تہے جب حضرت رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپکے مبارک چہرے کے پاس شہد کی مکہیون کے آواز کیطرح کچہ سنائی دیتا
ایکبار جو آپ پر وحی نازل ہوئی) توہم ایک ساعت ٹہیرے آپنے قبلہ کیطرف اپنا سنہ مبارک کیا اور دونو ہاتہہ
اٹہائے اور فرمایا اَللّٰهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَاَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَاَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَاٰثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا
وَاَرْضِ عَنَّا وَاَرْضِنَا یعنے الٰہی ہمکو بڑہا اور مت گہٹا اور ہماری عزت کر اور مت ذلیل کر ہمکو اور دے ہمکو
اور مت خالی چہوڑ ہمکو اور ترجیح دے ہمکو اور لوگون پر اور مت ترجیح دے اور لوگون کو ہمپر اور خوش ہو جا ہمسے اور خوش کر ہمکو پہر فرمایا مجہپر
دس آیتین اتری ہین جو شخص انکو قائم کرے (عمل کرے انپر) وہ بہشت مین جاویگا پہر پڑہا قد افلح المومنون۔
یہانتک کہ دس آیتین ختم کین رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ بِاِسْنَادِهٖ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ وَالنَّسَائِيُّ
فِي الصَّلٰوةِ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ بِهٖ کہا امام ترمذی نے یہ حدیث منکر ہے ہم کسی کو نہین پہچانتے جسنے
اسکو روایت کیا ہو یونس بن سلیم کے سوا اور یونس مجہول ہے یزید بن بابنوس کہتے ہین ہمنے کہا ام المومنین عائشہ
صدیقہ رضی سے لیے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق کسطرح تہا تو انہون نے فرمایا آپ کا خلق قرآن تہا پہر انہون
نے پڑہا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ یہانتک کہ پہنچی آیت والذین ہم علے صلوتہم یحافظون تک (اور فرمایا) ایسا ہی تہا
خلق جناب شاہ رسالت علیہ التحیۃ والتسلیم کا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ بِاِسْنَادِهٖ اور کعب احبار اور مجاہد اور
اور ابو العالیہ وغیرہم سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالی نے جنت عدن کو پیدا کیا اور اسکو گاڑا اپنے مبارک ہاتہہ کے
ساتہہ تو اسکی طرف دیکہا اور اسکو فرمایا تو کلام کر وہ بولی قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ کعب احبار کہتے ہین جنت نے
مومنون کی فلاح پائی اسلیے بیان کی کہ اللہ نے جنت مین انکے لیے عزت کی چیزین طیار کر رکہین ہین ابو العالیہ نے
کہا اللہ نے اسکا ذکر اپنی کتاب مین اتارا ابو سعید خدری رضی سے مرفوعاً مروی ہے کہ اللہ نے بنایا بہشت کو (جسم
کی عمارت کی) ایک سونے کی اینٹ ہے اور ایک چاندی کی اور اسکو گاڑا اور اسکو فرمایا تو کلام کر وہ بولی قد افلح

المؤمنون پھر اسکے اندر ملائکہ آئے اور بولے تجھے خوشی ہو تو بادشاہون کے اترنیکا مقام ہے رَوَاهُ اَبُوْبَکْرٍ
اَلْبَزَّارُ ابوسعید سے کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ نے پیدا کیا بہشت کو جسکی عمارت کی ایک
سونیکی اینٹ ہے اور ایک سیم کی اور ان مین گارا کستوری کا ہے رَوَاهُ اَبُوْبَکْرٍ الْبَزَّارُ اَیْضًا بزار کہتے ہین
ہمنے اور مقام مین اس حدیث کے الفاظ اسطرح دیکھے کہ (بنایا اللہ تعالی نے) جنت کی حائط کو چاندی اور سونیکی
اینٹون سے جن مین کیچڑ کستوری ہے اور طیار کرکر) فرمایا کلام کر تو وہ بولی قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ اور فرشتے بولے
تیرے لیے خوشی ہو تو بادشاہون کے اترنے کا مقام ہے پھر بزار نے کہا ہم کسی شخصکو نہین پہچانتے جس نے اسکو
مرفوع کیا ہو عدی بن فضل کے سوا اور وہ کچھ حافظ نہین ہے ابن عباس رض کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا جب اللہ تعالی نے جنت عدن کو بنایا تو اس مین وہ چیزین بنائین جنکو (مخلوق) کی کسی آنکھ نے نہین
دیکھا اور نہ کسی بشر کے دلپر انکا خیال گذرا پھر اسکو فرمایا کلام کر وہ بولی قد افلح المؤمنون حافظ ابن کثیر نے
کہا بقیہ جو اس حدیث کا ایک راوی ہے ابن جریج سے وہ حجازیون سے روایت کرنے مین ضعیف ہے رَوَاهُ الْحَافِظُ اَبُو
الْقَاسِمِ الطَّبْرَانِیُّ ابن عباس رض کہتے ہین کہ جب اللہ تعالی نے جنت عدن کو بنایا اپنے مبارک ہاتھ سے اور
لٹکائے اس مین پھل اسکے اور بہائین اس مین ندیان تو اسکی طرف نظر کی اور فرمایا قد افلح المؤمنون کہ اور
فرمایا مجھے اپنی عزت اور بزرگی کی قسم تجھہ مین کوئی بخیل میرا ہمسایہ ہو کر نہ رہیگا رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ اَیْضًا انس رض
کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ نے جنت عدن کو بنایا اپنے ہاتھہ سے (جسکی عمارت کی) ایک
اینٹ سفید موتی کی ہے اور ایک سرخ یاقوت کی اور ایک سبز زبرجد کی (اور) اسکا گارا کستوری کا ہے
اور اس مین کنکری موتی ہین اور اُسکا گھاس زعفران ہے پھر اسکو فرمایا تو بول وہ بولی قد افلح المؤمنون تو اللہ تعالی
نے فرمایا مجھے اپنی عزت اور بزرگی کی قسم تجھہ مین کوئی بخیل میرا ہمسایہ ہو کر نہ رہیگا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے (استشہادًا) یہ آیت پڑہی وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنے اور جسکو بچا دیا اپنی
جی کے لالچ سے سو وہ لوگ وہی مراد کو پہونچے اور فلاح سے اللہ تعالی کے قول قَدْ اَفْلَحَ مین فوز اور
سعادت مراد ہے اور مؤمنون سے وہی لوگ مراد ہین جو صفات مذکورہ کے ساتھہ متصف ہین علی بن ابی طلحہ
کہتے ہین کہ ابن عباس رض نے خشوع کی تفسیر خوف اور سکون کے ساتھہ کی اور ایسا ہی مروی ہے مجاہد اور حسن اور
قتادہ اور زہری سے علی بن ابی طالب کہتے ہین خشوع سے دل کا ڈرنا مراد ہے اور یہی قول ہے ابراہیم نخعی
کا حسن بصری نے کہا انکا خشوع تو دلون مین ہی ہوتا اور اسکا اثر یہ ہوتا کہ وہ اس ڈر کی وجہ سے آنکھون کو

نیچے رکھتے اجنبی اور بیگانی عورتون کیطرف نظر کرنے سے اور اپنے بازو جہکاتے ماں باپ کے آگے اور اسکی آگے جیسے آگے اسکا جہکانا سزاوار ہے محمد بن سیرین کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نمازمین اپنی آنکہین آسمان کیطرف اٹہاتے جب یہ آیت اتری قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون تو پہر انہون نے کبہی اپنی آنکہون کو اونچا نہ کیا بلکہ سجدہ گاہون کیطرف دیکہنے لگے محمد بن سیرین کہتے ہین صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے نمازی کی نظر اسکے سجدہ گاہ سے تجاوز نہ کرے اگر نمازی سمجہے میری نظر نہ رکے گی اور سجدہ گاہ سے تجاوز کریگی تو آنکہہ کو بند کر لیوے رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم عطا رسیہ مرسلا مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سجدہ گاہ کے سوا اور طرف دیکہ لیتے تہے یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی حافظ ابن کثیر کہتے ہین نماز مین ڈرنا اسی شخصکو حاصل ہوتا ہے جس نے اپنے دل کو صرف نماز کے واسطے خالی کر دیا ہو اور اور چیزون سے خیال کو ہٹا کر نماز ہی کی طرف ہمہ تن مصروف کیا ہو اور اس نے ترجیح دی ہو نماز کو غیر نماز پر ایسے نمازی کی نماز اسکے واسطے راحت کا سبب ہے اور اسکی آنکہون کی ٹہنڈک جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس حدیث مین جسکو روایت کیا امام احمد اور نسائی نے انس سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا تمہاری دنیا کی چیزون مین سے مجکو خوشبوئی اور عورتین پسند ہین اور کی گئی ہے میری آنکہون کی ٹہنڈک نماز مین محمد بن حنفیہ کہتے ہین مین اپنے باپ حضرت علی علیہ السلام کے ساتہہ ایک ایسے انصار کے سرپر داخل ہوا جسکی ہماری ساتہہ دامادی کی قرابت تہی تو ایک نماز کا وقت آیا وہ بولا ای لڑکے لا میرے پاس وضو کے لیے پانی تو کہ مین نماز پڑہکر راحت حاصل کرون پہر اس نے ہمکو دیکہا کہ ہمنے اوپرا جانا اس امر کو اسپر تو وہ بولا مینے سنا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے اٹہ اے بلال راو تکبیر کہکر ہمکو نماز کے ساتہہ آرام دی اور اللہ سبحانہ وتعالی کے قول والذین ہم عن اللغو معرضون مین اعراض سے اعراض عن الباطل مراد ہے اور باطل شامل ہے شرک کو جیسے یہ بعض مفسرین کا قول ہے اور شرک کے سوا اور سب معاصی کو جیسے یہ دوسرے مفسرین کا قول ہے اور لغو کہتے ہین ان اقوال اور افعال کو جن مین کچہ فائدہ نہین ہے جیسے اللہ تعالے نے فرمایا واذا مروا باللغو مروا کراما یعنے اور جب ہو نکلین کہیل کی باتون پر نکلین بزرگی رکہکر قتادہ کہتے ہین آئی ہے مومنون کے پاس اللہ کی قسم اللہ کے حکم سے وہ چیز جس نے ان کو روک دیا ہے اس سے اور یہ جو فرمایا والذین ہم للزکوۃ فاعلون تو بہت مفسرون کا تو یہ قول ہے کہ

زکوۃ سی اس آیت مین اموال کی زکوۃ بہی مراد ہے باوجود اسکے کہ آیت مکی ہی اور زکوۃ مدینہ منورہ مین ہجرت
کے دوسرے سال فرض ہوی حافظ ابن کثیر نے کہا غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ مین زکوۃ کے نصاب
اور خاص ہتا ادیر مقرر ہوئی ہین ورنہ اصل زکوۃ تو مکہ معظمہ مین ہی واجب تہی دیکہتے نہین ہو اللہ تبارک وتعالے
سورۂ انعام مین فرماتا ہے حالانکہ سورۂ انعام مکی ہے وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ یعنے اور دو زکوۃ میوجات
کی جسدن میوے کٹے اور یہ بہی ممکن ہے کہ زکوۃ سے اس سورت مین نفوس کا شرک اور گناہون کی چرک اور
آلودگی سے پاک صاف کرنا مراد ہو جیسے اللہ تعالی نے سورہ شمس مین فرمایا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ
مَنْ دَسّٰىهَا یعنے اور مراد کو پہونچا جسنے نفس کو سوارا اور نامراد ہوا جسنے اسکو خاک مین ملایا اور جیسے
فرمایا وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ یعنے اور خرابی ہے ان مشرکون کی جو اپنے آپکو
شرک سی پاک نہین کرتے اور یہہ بہی احتمال ہے کہ دونون باتین مراد ہون نفوس کی زکوۃ بہی اور اموال کی
زکوۃ بہی کیونکہ اموال کی زکوۃ بہی منجملہ نفوس کی زکوۃ ہی کے ہے اور کامل مومن تو وہ ہے جو اپنے نفس
کو شرک سی اور کفر و معاصی کے چرک و آلودگی سے بہی پاک و صاف کری اور اموال کی زکوۃ بہی نکالے وَاللّٰهُ
اَعْلَمُ اور یہ جو فرمایا وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ
فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ تو اس سے یہ غرض ہے
کہ جن لوگون نی اپنی شہوت کی جگہون کو تمام رکہا ہے حرام سے وہ زنا اور لواطت مین نہین پڑتے
جن سے ان کو اللہ تعالے نے روکدیا اور منع کر دیا اور اپنے ازواج اور لونڈیون کے سوا کسی کے پاس
بہی نہین پہٹکتے جنکو اللہ نے ان کے لیے حلال کر دیا تو اب ازواج اور سراری کے قرب مین ان پر
کوئی لعن وطعن اور کوئی سب و شتم اور کوئی ملامت والاہنا نہین ہے ولہذا اللہ تبارک وتعالی نے
فرمایا فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ یعنے مومنون کو اپنی عورتین پر اور اپنے ہاتہ کے مالون پر کوئی الاہنا
نہین ہے اور جو لوگ اپنی بی بیان اور لونڈیان چہوڑکر اور جگہون مین اپنی شہوتون کو نکالین اور غیر
محل مین اپنا پانی گرادین تو وہ لوگ وہی ہین حد سے بڑہنے والی قتادہ کہتے ہین ایک عورت نے اپنی
غلام کو متقرر کر لیا اپنی شہوت رانی کے لیے اور بولی مین قرآن کی اس آیت پر عمل کر رہی ہون اَوْ مَا
مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ تو اسعورت کو امیر المومنین خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی
اللہ تعالے عنہ کے پاس لائے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مین سے کچہ لوگون نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

یہ کہا کہ اس عورت نے قرآن کی آیت کی الٹی تاویل کی ہے قتادہ کہتے ہین پہر حضرت عمرؓ نے اس غلام کو اپنے ملک سے نکالدیا اور اُسکا سر منڈوا ڈالا اور اس عورت کو فرمایا) تو اس بات کی پیچھے ہر مسلمان پر حرام ہے رواہ ابن جریر حافظ ابن کثیر نے کہا یہ اثر غریب اور منقطع ہے اور ابن جریر نے اسکو سورہ مائدہ کی ابتدا تفسیر مین بیان کیا حالانکہ یہان اسکا بیان کرنا بہت مناسب و لائق تر ہے اور اُسکو اور لوگون پر حرام کر دیا اسکی سزا کے لیے اسکی نیت اور قصد کی مخالفت واللہ اعلم اور امام شافعی علیہ الرحمۃ اور ان لوگون نے جو امام شافعی کے موافق ہین استمنا بالید (مشت زنی) کی حرمت پر اس آیت کریمہ سے دلیل لی ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ سے فرمایا پہر منی کے نکالنے کا یہ طریق اور طرز اور طور او کیفیت ان دونون قسمون سی خارج ہے اور اللہ تعالے نے اندونو کیفیتون کو بیان کرکے فرمایا فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ یعنے اور جو شخص اندونون کیفیتون کے سوا کسی اور کیفیت کے ساتھہ منی کو خارج کرے تو وہ حد سی بڑہنے والا ہے اور اس مسئلہ کی دلیل ہین امام شافعی اور انکے اتباع نے ایک حدیث بہی بیان کی ہے جسکو امام حسن بن عرفہ نے اپنی مشہور جز مین باسنادہ بیان کیا انس بن مالک سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سَبْعَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَا يَجْمَعُهُمْ مَعَ الْعٰلَمِيْنَ وَيُدْخِلُهُمُ النَّارَ اَوَّلَ الدَّاخِلِيْنَ اِلَّا اَنْ يَّتُوْبُوْا وَمَنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّاكِحُ يَدَهٗ وَالْفَاعِلُ وَالْمَفْعُوْلُ بِهٖ وَمُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالضَّارِبُ وَالِدَيْهِ حَتّٰى يَسْتَغِيْثَا وَالْمُؤْذِيْ جِيْرَانَهٗ حَتّٰى يَلْعَنُوْهُ وَالنَّاكِحُ حَلِيْلَةَ جَارِهٖ یعنے سات نفر مین جو نہ نگاہ کرے گا اللہ انکی طرف قیامت کے دن اور نہ سنواریگا انکو اور نہ اکٹھا کرے گا انکو جہان کے لوگونکے ساتھ (بلکہ) ان کو سب سے پہلے دوزخ مین داخل کریگا مگر جب توبہ کرین اور جو شخص اللہ کے پاس تائب ہو کر آتا ہے اللہ (بہی) اسپر رحمت سی پہر آتا ہے ایک تو منی کو ہاتھہ سی نکالنے والا اور دوسرا فاعل لواطت کرنیوالا) اور تیسرا مفعول بہ (جس سے لواطت کی جاوے) چوتہا ہمیشہ شراب پینے والا پانچوان اپنے مان باپ کو مارنیوالا یہان تک کہ ان کو فریاد کرنے کی نوبت پہونچے چہٹا اپنے ہمسایہ کو دکہہ دینے والا یہانتک کہ وہ اسکو لعن طعن کرین ساتوان اپنے ہمسایہ کی عورت کے ساتھہ زنا کرنے والا حافظ ابن کثیر نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور اسکی سند مین وہ شخص ہے جو بسبب اپنی جہالت کے معلوم نہین ہے واللہ اعلم اور یہ جو فرمایا وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ تو اسکے یہ معنے ہین کہ جب انکے پاس امانت رکھی جاتی ہے وہ اس مین خیانت نہین کرتے بلکہ پہونچاتے ہین

امانتین امانت والون کو اور جب قرار کرتے ہین یا معاملہ کرتے ہین تو اسکو پورا کرتے ہین نہ منافقون کی طرح کہ وہ امانت مین خیانت کرتے ہین اور اقرار کو پورا نہین کرتے حدیث مین آیا ہے اٰیَۃُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ یعنے منافق کی تین نشانیان ہین جب منافق بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب اقرار کرے تو خلاف کرے (پورا نہ کرے) اور جب اسکی پاس امانت رکھی تو خیانت کری اور یہہ جو فرمایا وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ تو اسکے یہ معنی ہین کہ وہ نمازون کو ان کے وقتون مین ادا کرتے ہین ابن مسعودؓ کہتے ہین مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچہا کون سا کام اللہ کو بہت پیارا ہے فرمایا نماز اپنے وقت پر مینے عرض کیا پہر کون فرمایا ماں باپ کے ساتہ سلوک کرنا نیکی کرنا بھلائی کرنا مینے عرض کیا پہر فرمایا جہاد (لڑنا) اللہ کی راہ مین اَخْرَجَاہُ فِی الصَّحِیْحَیْنِ اور حاکم کے مستدرک مین یہ لفظ ہین نماز کو ادا کرنا اسکے اول وقت مین ابن مسعودؓ اور مسروقؒ نے اس آیت کی تفسیر یہی بیان کی ہے کہ اس آیت مین نماز کو اسکے وقت مین ادا کرنا مراد ہے اور یہی قول ہے ابو الضحے اور علقمہ بن قیس اور سعید بن جبیر اور عکرمہؒ کا اور قتادہؒ کہتے ہین کہ اس مین صرف موقتیت کی محافظت ہی مراد نہین ہے بلکہ موقتیت اور رکوع اور سجود سب کی محافظت مراد ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تبارک و تعالے نے ان اوصاف کو جنکے ساتہ مؤمن متصف ہوکر جنت مین داخل ہونیکا مستحق ہوتا ہے نماز ہی کے ساتہ شروع کیا ہے اور پہر اسی صفت پر ختم کیا ہے یہ عظم و شرف دلیل ہے نماز کی افضل ہونے پر اور اعمال سے جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِسْتَقِیْمُوْا وَلَنْ تُحْصُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ خَیْرَ اَعْمَالِکُمُ الصَّلٰوۃُ وَلَا یُحَافِظُ عَلَی الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ یعنے سیدہے چلو اور تم پورا نہ کر سکوگے اور جانو کہ تمہاری کامون مین سے عمدہ کام نماز ہے اور نہین محافظت کرتا وضو پر مگر مؤمن اور جب اللہ سبحانہ و تعالی نے مؤمنین کی وصف مین فرمایا کہ وہ ان صفات حمیدہ اور افعال رشیدہ کے ساتہ قائم رہتے ہین تو فرمایا اُولٰٓئِکَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ صحیحین مین ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰہَ الْجَنَّۃَ فَاسْاَلُوْہُ الْفِرْدَوْسَ فَاِنَّہٗ اَعْلَی الْجَنَّۃِ وَاَوْسَطُ الْجَنَّۃِ وَمِنْہُ تَفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّۃِ وَفَوْقَہٗ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ یعنے جب تم اللہ سے بہشت مانگو تو فردوس مانگو اسلیے کہ وہ بہشت کا عمدہ مقام ہے اور بہشت کا (دل) ہے اور اسی سے جنت کی ندیان پہوٹتی ہین اور اسی کے اوپر رحمن کا تخت ہی ابو ہریرہؓ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم مین سے کوئی نہین ہے مگر اسکے لیے دو مقام ہین ایک مقام بہشت مین اور ایک دوزخ مین اگر مر گیا اور دوزخ مین گیا تو بہشت والی ایک مقام کے

وارث ہوجاتی ہین اور یہی تفسیر ہے اللہ عزوجل کے قول اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ کی مجاہد کہتے ہین کہ کوئی بندہ ایسا
نہین ہے جسکے لیے دو منزلین نہین ہین ایک بہشت مین اور ایک دوزخ مین رہا مومن تو اسکا وہ گھر بنایا جاتا ہی
جو بہشت مین ہی اور اسکا وہ گھر گرایا جاتا ہے جو دوزخ مین ہی اور رہا کافر تو اسکا وہ گھر گرایا جاتا ہے جو بہشت مین
ہے اور وہ گھر بنایا جاتا ہے جو دوزخ مین ہے اور سعید بن جبیر سے بھی اسکی مثل مروی ہے حاصل یہ کہ مومن منازل
کفار کی وارث ہوجاتے ہین اسلیے کہ اللہ تعالی نے سب کو اپنی عبادت کے واسطے بنایا تو جب مومنون نے اس
عبادت کے ساتھ قیام کیا جو انپر واجب ہے اور کفار نے اسکو چھوڑ دیا جسکے ساتھ وہ مامور تھے اور جسکے لیے پیدا
کیے گئے تھے تو لے لیا مومنون نے کفار کا حصہ جو انکو ملتا اگر وہ اپنے رب عزوجل کی اطاعت کرتے ابو موسیٰ رضی
رفعاً کہتے ہین کہ کچھ لوگ مسلمانون مین سے پہاڑون کیطرح گناہ لیکر آوین گے تو انکو اللہ تعالی معاف کردیگا اور
ان گناہون کو یہود اور نصاری پر رکھدیگا اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ دَفَعَ اللّٰهُ لِكُلِّ مُسْلِمٍ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا فَيُقَالُ هٰذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ یعنے
جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالی ہر ایک مسلمان کو ایک یہودی یا ایک نصرانی دیگا اور فرماویگا یہ تیرا
بدلہ ہے دوزخ سے عمر بن عبد العزیز خلیفہ عادل نے ابو بردہ سے تین بار قسم کرای اللہ کی کہ تیرے باپ نے اس
حدیث کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یقینا بیان کیا ہے راوی کہتا ہے تو ابو بردہ نے عمر بن عبد العزیز کی
واسطے حلف اٹھائی حافظ ابن کثیر کہتے ہین اور یہ آیت بھی ویسی ہی ہے جیسے اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا
تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا یعنے یہ وہ بہشت ہی جو میراث دین گے ہم اپنے بندون
مین سی اسکو جو کوئی ہوگا پرہیزگار اور جیسے فرمایا وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ
اور یہ وہ بہشت ہے جسکے وارث ہوئے تم بدلا اپنے کامون کا مجاہد اور سعید بن جبیر کہتے ہین کہ جنت رومی
زبان مین فردوس کو کہتے ہین بعض سلف کا یہ قول ہے کہ جس بستان مین انگور نہ ہون اوسکو فردوس نہین
کہتے فاللہ اعلم انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ فتح البیان کا بیان فاتحہ یہ ہے کہ حرف قد آیت قد افلح
مین مومنین کی فلاح کی تاکید کے لیے ہے اور اس چیز کے ثبوت کے لیے جسکی ثبوت کی پہلے سے امید ہی قالہ الفراء
یا زمانہ ماضی کو زمانہ حال کے قریب کرنیکے لیے تو نہین دیکھتا کہ پانچون نمازون کے قائم ہونے سے پہلے کہا کرتے
ہین قد قامت الصلوۃ اور حاصل یہ ہے کہ فلاح ان لوگون کے لیے حاصل ہے جو ان صفات کے ساتھ موصوف
ہین اور یہ لوگ الحال بھی اسی فلاح پر ہین اور فلاح سے مراد کے ساتھ فتحیاب ہونا اور مقصود کو حاصل کرنا اور

گروہ ہی نجات پانا مراد ہی بعض نے کہا خیر مین باقی رہنا مراد ہے اور خشوع کو بعض نے افعال قلوب سے قرار دیا ہے خوف اور رہبت کی طرح اور بعض نے افعال جوارح سے سکون اور ترک التفات اور عبث کیطرح اور خشوع لغت مین سکون اور تواضع اور خوف اور تذلل کو کہتے ہین اب لوگون کا اس مین اختلاف ہی کہ آیا خشوع نماز کے فرائض مین سے ہے یا اسکے فضائل مین سے دو قولون پر بعض نے کہا صحیح پہلا قول ہے اور بعض نے کہا دوسرا قول صحیح ہے اور عبد الواحد بن زید نے اجماع کا دعوی کیا ہے اسپر کہ بندہ کے لیے کچھ نہین ہے اسکی نماز مین سے مگر وہی جو سمجھے اسکو نیشاپوری نے اپنی تفسیر مین حکایت کیا کہا اور اس قول کے صحیح ہونے پر اللہ تعالی کا قول دلیل ہے اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا یعنے کیا دھیان نہین کرتے قرآن مین یا دلون پر لگ رہے ہین انکے قفل اور تدبر بدون وقوف علی المعنی متصور نہین ہے اور اسیطرح فرمایا اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ اور غفلت ذکر کے مخالف ہی اور اسیلیے فرمایا وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ اور اسقول کے صحیح ہونے پر اللہ کا یہ قول بھی دلیل ہے حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ اس مین متوالے (شراب سے مست کو) نماز کے قرب سے منع کیا ہے جبتک اپنی بات کو نہ سمجھنے لگے تو جو شخص دنیا کے ہموم و غموم مین مستغرق ہی اور ڈوبا ہوا وہ بھی متوالے کے جا بجا اور قائم مقام اور نائب مناب ہے محمد بن سیرین مرسلاً کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اپنی آنکھین آسمان کیطرف اٹھاتے پھر اتری یہ آیت قد افلح المؤمنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون اور عبد الرزاق نے زیادہ کیا کہ پھر اللہ تعالی نے حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خشوع کرنیکا پھر آپکی نظر اپنے سجدہ گاہ سے نہ بڑھتے ابو ہریرہؓ کہتے ہین کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تو اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھا لیتے پھر آیت باب اتری تو آپنے اپنے سر کو جھکا لیا اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي سُنَنِهٖ علیؓ کہتے ہین خشوع سے دلمین ڈرنا مراد ہے اور یہ کہ تو اپنا بازو مرد مسلمان کیلیے جھکا دے اور نرم کرے اور یہ کہ تو اپنی نماز مین ادھر ادھر نہ دیکھے بعض نے کہا خشوع سے دل مین ڈرنا اور جوارح کو ٹھیرانا مراد ہے پھر وہ نہین دیکھتے داہنے اور نہ بائین اور امام غزالی نے اسکو نماز کے فرضون مین شمار کیا ہے اور بعض کا یہ مذہب ہے کہ یہ واجب نہین ہی اسلیے کہ خضوع اور خشوع کی شرط اجماع فقہا کے مخالف ہے تو اسکی طرف التفات نہین چاہیے اور نماز مین خشوع کے مشروع ہونے اور ادھر ادھر دیکھنے کے منع ہونے مین اور آسمان کیطرف نظر کے اٹھانے کے منع ہونے مین حدیثین وارد ہین جو حدیث کی کتابون مین معروف ہین زجاج نے کہا لغو وہ ہر باطل اور لہو اور ہزل اور معصیت ہے اور وہ قول اور فعل جو عمدہ نہین ہے اور اسکی تفسیر سورہ بقرہ مین

گذر چکی ضحاک نے کہا لغو سی بیان آیت سورہ مومنون مین شرک مراد ہی حسن نے کہا جمیع معاصی مراد ہین بعض نے
کہا لغو سی سب وشتم کے ساتھ کفار کا معارضہ مراد ہی ابن عباسؓ نے کہا لغو باطل ہے بعض نے کہا لغو سی ہر وہ چیز
مراد ہی جو حرام ہو یا مکروہ یا وہ مباح جسکی طرف کوئی ضرورت اور حاجت داعی نہ ہو اور معنے یہ ہین کہ وہ ایسی
چیز مین کو شان اور ساعی ہین جسنے انکو ہٹا کرنے سے روک لیا ہے اور پہلے اللہ نے انکی وصف کی خشوع کے
ساتھ پہر لغو سے اعراض کے ساتھ اس مین اللہ نے انکے لیے فعل اور ترک کو اکھٹا کر دیا جو وہ دونون نفوس کو
ناگوار ہین اور یہی دونو تکلیف کی بنار کی اساس و بنیاد اور قاعدہ ہین اور اعراض عن اللغو سے اُن کا
اس سے بچنا مراد ہے اور انکا اسکی طرف توجہ نہ کرنا اور آیت کا ظاہر تو یہ ہے کہ ہر وقت لغو سی اعراض کے
ساتھ متصف ہین تو اس مین نماز کا وقت بطریق اولی داخل ہوگا اور جملہ اسمیہ بہی اسی امر کا مفید ہے
اور وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ مین فعل زکوۃ سے ادا زکوۃ مراد ہے تو ادا کرنے سے فعل کے
ساتھ تعبیر کی اسلیے کہ ادا کرنے پر فعل صادق آتا ہے یا زکوۃ سے مراد مصدری معنے ہین اور وہ ایسے چیز
ہے کہ فاعل سے صادر ہوتی ہے اور بعض نے کہا نہین زکوۃ سے عین زکوۃ مراد ہے پر مضاف محذوف ہی
اور تقدیر عبارت یون ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ لِتَادِيَةِ الزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ فرج بولا جاتا ہے مرد اور عورت دونون
کی شرمگاہون پر تو فروج وہ اسم ہے مرد اور عورت کی شرمگاہ کا اور انکی حفاظت سے مراد ہے کہ وہ اسکو ان
جگہون مین استعمال کرنے سے روکتی ہین جہان اسکا استعمال کرنا حلال نہین ہے بعض نے کہا آیت مین خاص
مرد مراد ہین عورتون کے سوا اور اسپر دلیل اللہ کا یہی قول ہے اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ الآیۃ اور دوسرا اس امر پہ
اجماع ہو چکا ہے کہ کسی عورت کو یہ حلال نہین ہے کہ اپنے غلام مملوک سے وطی کراوے علامہ ابو الطیب محمد صدیق
حسن خان صاحب بہادر کہتے ہین کہ یہ آیت خاص مردون کے حق مین نازل ہوئی ہے اسلیے کہ کسی عورت کو
یہ امر جائز نہین ہے کہ وہ اپنی مملوک کے فرج کے ساتھ فائدہ اٹھاوے قاسم بن محمد سے پوچھا گیا متعہ کی جواز
عدم جواز کی بابت تو انہون نے جواب دیا کہ متعہ کو قرآن مین اللہ تعالی نے حرام کیا ہے پہر انہون نے
اسی آیت باب کو پڑہا علامہ ابو الطیب نے کہا یہ آیت نکاح متعہ کے حرام ہونیکی دلیل ہے اور اس آیت سے بعض
علم والون نے مشت زنی کی حرمت پر دلیل لی ہی اسلیے کہ وہ بہی ان دونون کیفیتون کے سوا ہی جن کو
اللہ سبحانہ وتعالی نے بیان کیا ہے تو وہ جمہور کے نزدیک حرام ہے اور امام شوکانی نے اس مسئلہ مین
ایک رسالہ لکہا ہے جسکو نامزد کیا ہے بلوغ المنی فی حکم الاستمناء کے ساتھ اور اس مین منع اور جواز کے

دلائل بیان کیے ہین اور ان مین سے راجح کو ترجیح دی ہے مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے سلیمان جمل نے لکھا ہے
کہ مشت زنی جمہور کے نزدیک حرام ہے اور امام احمد بن حنبل اسکو جائز خیال کرتے تھے اور اسپر دلیل یہ ہے
کہ یہ فضلہ ہے بدن کا جسکا اخراج جائز ہے فصد اور حجامت اور پچھنی لگانے کی طرح لیکن تین شرطون کے ساتھ
اول تو یہ کہ زنا سے ڈرتا ہو دوسرا یہ کہ اسکو حرہ کا مہر نہ ملے یا لونڈی نہ خرید سکتا ہو جیسے اس شرط کو انہون نے کتاب
المنتهی مین بیان کیا ہے تیسرا یہ کہ اپنے ہاتھ سے نکالے اور اس مین تفصیل ہے وہ یہ کہ اگر اپنی بی بی یا لونڈی کے
ہاتھ سے منی نکلوائے تو جائز ہے اور اگر بیگانی عورت کے ہاتھ سے نکلوائے تو حرام ہے ملخصًا من الرازی۔
مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے امامنا امام احمد بن حنبل اگرچہ پیشوای اہلحدیث و قرآن ہین لیکن انکا یہ قول صریح
اس آیت کے مخالف ہے اور ہمپر کچھ اسکا ماننا حجت نہین ہے قرآن نے منی کے اخراج کی دو ہی صورتین بیان
کی ہین تیسری چوتھی یا پانچوین ما عدا ہا کو عادون قرار دیا ہے عفا اللہ عنا وعنہم وعن سائر المسلمین امانت
وہ ہے جسپر لوگون کو امین جانا جاوے اور عہد وہ ہے جسکا اللہ کیطرف سے انکے ساتھ معاہدہ ہو یا بندون کی
طرف سے اور عہد اور امانت نے دین اور دنیا کی ہر اس امر کو جمع کر لیا ہے جسکو ساتھ انسان مکلف ہے پھر اعتراض
وارد نہ ہوگا کہ جو لوگ ان سات وصفون کے ساتھ موصوف ہین انپر کیونکر فلاح کا حکم لگایا گیا باوجود اس کے
کہ اللہ نے ان عبادات کا تو ذکر ہی نہین کیا جو نماز کے علاوہ انسان پر واجب ہین جیسے روزہ اور حج اور
امانت عہد سے عام ہے تو ہر عہد امانت ہے اور رعایت سے حفاظت مراد ہے اور راعی وہ شخص ہے جو کسی چیز
کی حفاظت اور اصلاح پر مقرر ہو جیسے بکریون کا چرانے والا اور نماز کی حفاظت سے اسکا قائم کرنا مراد ہے
اسکے وقتون مین اور پورا کرنا اسکے رکوع اور سجود اور قرات کا اور ان اذکار کا جنکو شارع علیہ السلام نے
مقرر فرمایا ہے ابن مسعود سے پوچھا گیا کہ اللہ تبارک و تعالی نے نماز کا قرآن مین بہت ذکر فرمایا ہے جیسے فرمایا
الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ اور فرمایا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ بولا ان دونو
آیتون مین نماز کے اپنے وقت مین ادا کرنیکی تاکید ہے لوگون نے کہا ہم تو یہ خیال کرتے تھے کہ ان آیتون مین
نماز کے چھوڑنے سے بچنا مراد ہے وہ بولا نماز کا چھوڑ دینا تو کفر ہے پہلی آیت مین اللہ نے مومنین کی نماز
مین خشوع کرنے کے ساتھ وصف بیان کی ہے اور پچھلی آیت مین نماز پر محافظت کی وصف مذکور فرمائی
ہے تو آیت مین تکرار نہین ہے اور طہارات نماز پر محافظت کرنے مین داخل ہین اسلیے کہ طہارات نماز کی
شرطون مین سے ہین اور اسکے بجالانے کے سوا نماز پر محافظت ممکن نہین ہے پھر اللہ تعالی نے ان لوگون

کی جو صفات مذکورہ بالا کے ساتھ موصوف ہیں مدح بیان کی اور فرمایا اُولٰٓئِکَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ یعنے یہی لوگ اسبات
کے سزاوار اور لائق ہیں کہ اس اسم کے ساتھ موسوم ہوں اور اس اسم کے ساتھ ملقب ہونا انہیں کے شان کی شایان
ہے انکے غیر کے سوا کیونکہ فصل کا ضمیر جو مبتدا اور خبر کے درمیان واقع ہوا ہے تخصیص پر دلالت کرتا ہے اور
حصر اضافی ہے حقیقی حصر نہیں ہے کیونکہ ثابت ہوا ہے کہ جنت میں اطفال اور مجنون اور بچے اور جوان بھی
داخل ہونگے اور داخل ہونگے اس میں اہل قبلہ میں سے فساق معاصی کے پیچھے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ اللہ
تعالی فرماتا ہے وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ قَالَهُ الْکَرْخِیُّ پھر اللہ تعالی نے موروث کو بیان فرمایا اور فرمایا
اَلَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ فردوس رومی بولی کا لفظ ہے اور معرب ہے اور بعض نے کہا فارسی ہے بعض نے کہا
حبشی ہے بعض نے کہا عربی ہے اور وہ جنت کا میانہ طبقہ ہے اور وہ سب بہشتوں سے اوپر ہے اور یہ تفسیر اس
لفظ کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے اور معنے یہ ہیں کہ جو شخص ان چیزوں پر عمل کرے جو ان آیتوں
میں مذکور ہیں تو وہ وہی ہے جو جنت کے اس طبقہ کا وارث ہوگا اور یہ بیان ہے اس چیز کا جسکے وہ وارث
ہونگے اور اس میں تقیید ہے وراثت کی اسکے مطلق بیان کرنے کے پیچھے اور یہ تفسیر ہے اس وراثت
کی اسکے ابہام کے بعد اور اس میں بیان ہے اسکی عظمت و فخامت کا اور اس میں رفعت ہے اسکے محل کی
اور بعض نے کہا اس آیت کے معنے ہیں کہ وہ کفار کے ان منازل کے وارث ہونگے جنکو انہوں نے اپنی نفسوں
سے جدا کر دیا اللہ کی بے فرمانی کرکے پھر اس پر وہی حدیثیں اور اثر بیان کیے جو حافظ ابن کثیر نے بیان کیے هُمْ
فِیْهَا خٰلِدُوْنَ جملہ حالیہ ہے یا جملہ مستانفہ ہے جسکا کوئی محل نہیں ہے اور خلود کے یہ معنے ہیں کہ وہ اس میں
ہمیشہ رہیں گے اور نہ مرینگے اور جب اللہ سبحانہ نے اپنے بندوں کو عبادت پر راغب کیا اور اسکی بجالانے پر فردوس
کا وعدہ دیا تو پھر مبدء اور معاد کے ثابت کرنے کی طرف عود فرمایا تاکہ مکلفین کے نفوس میں یہ بات جم جاوے
اور قرار گیر ہو جاوے کیونکہ عادۃً ابتداءً کام کرنا دوسری بار کام کرنے سے مشکل ہوتا ہے اللہ تعالی نے فرمایا وَهُوَ
اَهْوَنُ عَلَیْهِ یعنے اللہ پر دوسری بار بنانا پہلی بار بنانے سے بھی زیادہ آسان ہے اور جن دلیلوں کو اللہ سبحانہ
وتعالی نے بیان فرمایا ہے وہ چار قسم کی دلیلیں ہیں پہلی نوع میں اللہ تعالی نے استدلال کیا دوبارہ بنانے پر
انسان کے الٹ پلٹ کے ساتھ اطوار خلقت میں اور وہ نو طور ہیں جن میں کا پچھلا طور یہی جی اٹھنا ہے دوسری
نوع میں اللہ نے استدلال کیا آسمانوں کی پیدائش کے ساتھ اپنے قول وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَکُمْ سَبْعَ
طَرَآئِقَ کے ساتھ اور تیسرے نوع میں اللہ نے استدلال کیا انزال ماء کے ساتھ اپنے قول وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ

ماء کے ساتھ اور چھٹی نوع میں اُسنے استدلال کیا حیوانات کے احوال کے بیان کرنے کے ساتھ اپنے قول وَاِنَّ لَکُمْ
فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً الآیة کے ساتھ اور حیوانات کے احوال میں جنکو اللہ تعالی نے آیت کریمہ میں بیان فرمایا ہے وَلَقَدْ
خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ
عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَکَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۝ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا
اٰخَرَ فَتَبٰرَکَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّکُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ لَمَیِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ
تُبْعَثُوْنَ ۝ اور بنایا ہمنے آدمی چن لی مٹی سے پھر رکھا اسکو بوند کر کر ایک جمے ٹھہراؤ میں پھر بنائی اس بوند سے
پھٹکی پھر بنائی اس پھٹکی سے بوٹی پھر بنائیں اس بوٹی سے ہڈیاں پھر پہنایا ان ہڈیوں پر گوشت پھر اٹھا کھڑا کیا
اسکو ایک نئی صورت میں سو بڑی برکت اللہ کی جو سب سے بہتر بنانے والا پھر تم اسکے پیچھے مرو گے پھر تم قیامت
کے دن کھڑے کیے جاؤ گے انتہی ما فی الموضح ابن کثیر نے کہا اللہ سبحانہ وتعالی خبر دیتا ہے کہ میں نے انسان کو پہلی
بار چن لی مٹی سے بنایا اور وہ آدم علیہ السلام ہیں بنایا اسکو اللہ نے بجنے والی مٹی سے جو بجتی تھی کیچڑ سڑی ہوئی
سے ابن عباسؓ کہتے ہیں سلالہ سے پانی کا نچوڑ مراد ہے اور مجاہد کہتے ہیں سلالہ سے آدم علیہ السلام کی منی مراد ہے
ابن جریر نے کہا آدم علیہ السلام کو طین اسلیے کہا گیا کہ وہ مٹی سے پیدا ہوئے اور قتادہؓ نے کہا انسان سے مراد
یہاں آدم ہیں اور معنے یہ ہیں کہ آدم کو مٹی سے نکالا اور یہی معنے ظاہر ہیں اور سیاق کو مناسب ہیں کیونکہ
آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے چپکتی مٹی سے اور وہی بجنے والی مٹی ہوتی ہے جو بنتی ہے کیچڑ سڑے ہوئے سے
جو اصل میں تراب ہے جیسے اللہ نے فرمایا وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ
یعنے اور اسکی نشانیوں سے یہ کہ تم کو بنایا مٹی سے پھر اب تم انسان ہو پھیل پڑے ابو موسیٰؓ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ نے بنایا آدم علیہ السلام کو ایک مٹھی سے جسکو بھر لیا ساری زمین سے تو آدم علیہ السلام
کی اولاد زمین کے موافق ہوتی ہے کوئی ان میں سے سرخ رنگ ہے اور کوئی ان میں سے سفید رنگ اور کوئی ان
میں سے کالا اور کوئی انکے درمیان اور کوئی پلید اور کوئی ستھرا اور کوئی پلیدی اور ستھرائی کے درمیان
رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَقَدْ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ مِنْ طُرُقٍ عَنْ عَوْفٍ الْاَعْرَابِیِّ بِهٖ نَحْوَهٗ
امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً میں ضمیر جنس انسان کی طرف لوٹتی ہے جیسے
اللہ نے الم تنزیل سجدہ کی آیت میں فرمایا وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ
مَّآءٍ مَّهِیْنٍ یعنے شروع کی انسان کی پیدائش ایک گارے سے پھر بنائی اسکی اولاد نچڑے پانی بے قدر سے

جیسے فرمایا اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِنْ مَّاءٍ مَّهِيْنٍ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ
یعنے کیا ہمنے نہین بنایا تمکو بیقدر پانی سے پہر رکہا اسکو ایک جمے ٹہیراؤ مین یعنے رحم مین ایک عدی مقرر تک پہر ہم
کرسکے سو کیا خوب سکت والے ہین ولہذا یہان فرمایا ثم خلقنا النطفة علقة اور نطفہ وہ ہے یعنی پانی ہے جو نکلتا ہے مرد کی
پیٹہ اور عورت کی چہاتی سے پہر وہ ایک سرخ سی پہٹکی ہوجاتی ہے لنبی سی عکرمہ نے کہا علقہ خون کو کہتے ہین یعنے
وہ نطفہ پہر خون ہوجاتا ہے پہر گوشت کی بوٹی جسکی کوی شکل نہین ہوتی اور اس مین کوئی خط یا دہاری بہی نہین
ہوتی پہر اس گوشت کی بوٹی کا سر بنتا ہے اور دو ہاتھ اور دو پاؤن ہڈیون اور پٹہون کی سمیت اور عروق کی سمیت
ابو ہریرہؓ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا كُلُّ جَسَدِ ابْنِ اٰدَمَ يَبْلٰى اِلَّا عَجْبُ الذَّنَبِ مِنْهُ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ
یعنے ابن آدم کا سارا وجود گلجاتا ہے (مرنے اور مدفون ہونیکے بعد) مگر عجب الذنب کی ہڈی کہ اسی سے آدمی بناہے
اور اسی سے پہر دوبارہ بنانے کیوقت) ترکیب پایا جاویگا اور اس بوٹی کے اعضا بننے کے بعد پہر اسپر گوشت پہنایا
جاتا ہے پہر اس مین روح کو پہونکا جاتا ہے پہر وہ حرکت کرتا ہے اور آجاتا ہے ایک نئی صورت مین جس مین کان
ہین اور آنکہین ہور اور ناک اور حرکت اور اضطراب سو بڑی برکت اللہ کی جو سب سے بہتر ہے بنانیوالا امیر المومنین
حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہین جب نطفہ پہ چار مہینے گذر جاتے ہین تو اسکیطرف اللہ تبارک وتعالیٰ ایک فرشتہ بہیجتا
ہے جو اس مین روح پہونکتا ہے تین اندہیرون مین یہی معنے ہین اللہ تعالیٰ کے قول ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ کے
اور یہی قول ہے مجاہد اور عکرمہ اور شعبی اور حسن اور ابو العالیہ اور ضحاک اور ربیع بن انس اور سدی اور ابن زید
کا کہ خلق آخر سے روح کا پہونکنا مراد ہے اور اسکو ابن جریر نے اختیار کیا ہے اور عوفی نے ابن عباسؓ سے ثُمَّ
اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ کی تفسیر مین روایت کیا کہ اسکو ایک حال سے دوسرے حال کیطرف نقل کیا جاتا ہے یہانتک کہ
وہ طفل ہوکر خارج ہوتا ہے پہر وہ پرورش پاتا ہے لڑکپن مین پہر بالغ ہوتا ہے پہر جوان پہر ادہیڑ پہر شیخ پہر بوڑہا
اور قتادہ اور ضحاک سے بہی ایسے ہی مروی ہے اور ان اقوال کے درمیان کوئی منافات نہین ہے اسلیے کہ
جب سے اس مین روح پہونکی جاتی ہے اس مین یہ انتقال شروع ہوجاتے ہین واللہ تعالیٰ اعلم ابن مسعود رضی اللہ عنہ
کہتے ہین کہ حدیث بیان کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور آپ صادق ہین اور مصدوق ہین کہ ایک تمہارا
اپنی ماں کے پیٹ مین چالیس دن (ویسا ہی نطفہ) ٹہکا رہتا ہے پہر وہ خون ہوکر چالیس دن خون ہی رہتا ہے پہر وہ بوٹی
ہوکر چالیس دن تک بوٹی ہی رہتا ہے پہر اسکی طرف اللہ تعالیٰ فرشتہ بہیجتا ہے جو اس مین روح پہونکتا ہے اور
اسکو حکم ہوتا ہے چار باتون کا اسکی روزی اور اسکی عمر اور اسکے عمل لکہنے) کا اور آیا وہ شقی (بدبخت) ہے یا سعید

نیک بخت) پہر اس ذات کی قسم جسکے سوا کوئی پوجنے کے لایق نہین ہے ایک تمہارا ضرور عمل کرتا رہتا ہے بہشت والون کے یہانتک کہ اسکے اور بہشت کے درمیان اتنا ہی فاصلہ رہجاتا ہے جسقدر ایک ہاتہہ ہوتا ہے پہر اسپر تقدیر غالب آجاتی ہے اور اسکا انجام دوزخیون کے کام پر ہوتا ہے پہر وہ دوزخ مین داخل ہوتا ہے اور ایک آدمی دوزخیون کے کام کرتا رہتا ہے یہانتک کہ دوزخ مین اور اس مین اور کوئی فاصل نہین ہوتا سوا ایک ہاتہہ کے تو اسپر تقدیر غالب آتی ہے اور اسکا انجام بہشتیون کے کام پر ہوتا ہے اور وہ بہشت مین داخل ہوتا ہے اَخْرَجَاہُ مِنْ حَدِیْثِ سُلَیْمَانَ بْنِ مِہْرَانَ الْاَعْمَشِ عبد اللہ بن مسعود رضی کہتے ہین نطفہ جب رحم مین پڑجاتا ہے تو وہ (عورت کے) ہر بال و ناخون کی طرف اڑتا ہے پہر وہ چالیس دن نطفہ ہی رہتا ہے پہر رحم کی طرف لوٹ کر پہٹکی (خون) ہوجاتی ہے رَوَاہُ اِبْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عبد اللہ بن مسعود رضی کہتے ہین ایک یہودی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سے گذرا اور آپ باتین کررہے تہے اپنے اصحاب سے تو قریش کے لوگ بولے ای یہودی یہ شخص (محمد) کہتا ہے کہ مین نبی (پیغمبر) ہون وہ بولا مین اس شخص سے ایک بات پوچہتا ہون جسکو نبی کے سوا اور کوئی نہین جانتا عبد اللہ کہتے ہین پہر وہ یہودی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا یہانتک کہ بیٹہ گیا اور بولا ای محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) انسان کی پیدایش کس چیز سے ہے تو آپنے فرمایا اے یہودی انسان ہر ایک (مرد اور عورت) کے نطفے سے پیدا ہوتا ہے مرد کے نطفے سے بہی اور عورت کے نطفے سے بہی پہر مرد کا نطفہ تو وہ گاڑہا ہوتا ہے اس سے بچے کی ہڈیان اور پٹہے طیار ہوتے ہین اور عورت کا نطفہ تو وہ پتلا ہوتا ہے اس سے گوشت اور خون بنتا ہے تو وہ یہودی بولا اسیطرح کہتے تہے وہ نبی جو تجہسے پہلے تہے رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِہٖ حذیفہ رضی بن اسید غفاری کہتے ہین کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تہے داخل ہوتا ہے فرشتہ نطفہ پر جب وہ رحم مین قرار گیر ہوجاتا ہے چالیس۴۰ رات کے بعد اور کہتا ہے اے میرے رب یہ بدبخت ہے یا نیک بخت تو اللہ تعالی فرماتا ہے یہ دونون لکہے جاوینگے اور لکہتا ہے وہ فرشتہ اسکا عمل اور اسکی عمر اور اسکی مصیبت اور اسکی روزی پہر لپیٹا جاتا ہے وہ صحیفہ پہر نہ اسپر زیادہ کیا جاتا ہے اور نہ اس مین کمی متصور ہوسکتی ہے رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَقَدْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ فِیْ صَحِیْحِہٖ مِنْ حَدِیْثِ سُفْیَانَ بْنِ عُیَیْنَۃَ عَنْ عَمْرٍو وَھُوَ ابْنُ دِیْنَارٍ نَحْوَہٗ مِنْ طَرِیْقٍ اٰخَرَ عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَۃَ عَنْ حُذَیْفَۃَ بْنِ اُسَیْدٍ اَبِیْ سُرَیْحَۃَ الْغِفَارِیِّ بِنَحْوِہٖ وَاللہُ اَعْلَمُ انس رضی اللہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے رحم کے ساتھہ ایک فرشتہ موکل کیا ہے جو کہتا ہے ای میرے رب یہ نطفہ ہے ای میرے رب یہ علقہ (پہٹکی) ہے اے میرے رب بوٹی ہے جب اسکے بنانے کا اللہ ارادہ کرتا ہے تو فرشتہ عرض

کرتا ہے اوی یہ سب ہی یا مادہ کہ بہجت ہے یا نیک بخت اسکی روزی کسقدر ہے اور اسکی عمر کس قدر ہی حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا یہ سب باتیں اسوقت لکھی جاتی ہیں جب وہ پیٹ میں ہوتا ہے اَخْرَجَاهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ مِنْ
حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ بِهٖ اور جب اللہ تعالی نے بیان کیا اپنی قدرت کا اور اپنی باریک بینی کا اس نطفہ
کی پیدایش میں ایک حال سے دوسرے حال کیطرف اور ایک شکل سے دوسری شکل کی طرف یہانتک کہ وہ
انسان برابر کامل الخلق ہوکر باہر نکلا فرمایا فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ عمر بن خطاب کہتے ہیں مینے
موافقت کی اپنے مالک کی اور اس نے موافقت کی میری چار باتوں میں اتری یہ آیت وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ
مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ آخر آیت تک تو مینے کہا فتبارک اللہ احسن الخالقین تو یہ آیت اتری فَتَبَارَكَ
اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ زید بن ثابت کہتے ہیں پڑہی مجہپر یہ آیت حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ سے خَلْقًا آخَرَ تک تو معاذ بولا فتبارک اللہ احسن
الخالقین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑے معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کیوں ہنسے آپ نے
فرمایا انہیں لفظوں پر یہ آیت ختم ہوئی ہے رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ اَيْضًا حافظ ابن کثیر نے کہا اسحدیث کی
سند میں جابر جعفی ہے جو بہت ضعیف ہی اور اسکی اسحدیث میں بہت نکارت ہی اور وہ اسلیے کہ یہ سورت
مکہ میں اتری اور زید بن ثابت تو مدینہ میں کاتب وحی تہے اور ایسا ہی معاذ بہی مدینہ منورہ ہی میں مشرف
باسلام ہوئے واللہ اعلم اور یہ جو فرمایا ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ الآیہ تو اسکے یہ معنی ہیں کہ تم عدم
سے موجود ہونے کے بعد مر جاوگے پہر قیامت کے دن دوسری بار اٹہائے جاوگے جیسے فرمایا ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ
النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ یعنے پہر اللہ دوسری بار اٹہاویگا قیامت کے دن اور ارواح کو اجساد کی طرف لوٹاویگا
اور مخلوق کا حساب ہوگا اور ہر عامل کو اسکے عمل کے مطابق اور ہر فاعل کو اسکے فعل کے موافق جزا سزا ملیگی
اگر اچھا کام کیا ہے تو عمدہ جزا ملیگی اور اگر برائی کی ہے تو عذاب ابدی میں گرفتار ہوگا فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ
ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ فتح کا بیان یہ ہی کہ انسان سے جنس انسان مراد ہے کیونکہ
انسان اپنے باپ آدم علیہ السلام کی پیدایش کے ضمن میں ہی پیدا ہوے ہیں اور بعض نے کہا یہاں انسان
سے آدم مراد ہے اور سلالہ کہتے ہیں خلاصہ کو بعض نے کہا اس مٹی کا نام ہے جس سے آدم علیہ السلام کو پیدا
کیا گیا اسکا نام سلالہ اسلیے رکہا گیا کہ وہ ساری مٹی میں سے چہن لی گئی کہتے ہیں سَلَلْتُ الشَّعْرَةَ مِنَ الْعَجِيْنِ وَ
السَّيْفَ مِنَ الْغِمْدِ فَانْسَلَّ یعنے مینے بال کو آٹے سے کہینچ لیا اور تلوار کو میان سے پہر وہ نکل آئی تو نطفہ

انسان کا خلاصہ ہوتا ہے اور بچہ سلیل علامہ ابو الطیب نے کہا اور تابعین کے سلالہ کی تفسیر مین اقوال ہین جنکی طرف اشارہ کیا اور ثم جعلناہ مین ضمیر جنس انسان کی طرف ہے باعتبار انسان کی افراد کے کہ وہ آدم کی اولاد ہین یا کہو کہ مضاف محذوف ہے اور تقدیر عبارت یہ ہے ثم جعلنا نسلہ یعنے پہر کیا ہمنے اسکی نسل کو جب انسان سے آدم مراد لیا جاوے اور نطفہ کی تفسیر سورہ حج مین گذری اور اسیطرح علقہ اور مضغہ کی تفسیر بہی اور قرار مکین سے رحم مراد ہے اور پہر نطفہ کو علقہ بنانے سے یہ مراد ہے کہ پہر سبحانہ وتعالی نے نطفہ بیضا کو علقہ حمرا بنادیا پہر اسکو گوشت کی بوٹی بنادی پہر اس ساری بوٹی یا بعض بوٹی کی ہڈیان بنائین تو کہ بدن کے لیے ستونون کے قائم مقام ہون خاص شکلون پر پہر ہر ہڈی کو اس قدر گوشت پہنایا جو اسکے لائق ہے اور اسکے حال کے مناسب ہے پہر ہمنے ایک اور پیدایش کی جو پہلی پیدائش کے مخالف ہے وہ یہ کہ اس مین روح پہونکی اسکے پیچھے کہ وہ جماد تہا قالہ ابن عباسؓ اور یہی قول ہے مجاہد اور عکرمہ اور شعبی اور حسن اور ابو العالیہ اور ربیع بن انس اور سدی اور ضحاک اور ابن زید کا اور اسکو ابن زید نے پسند کیا اور بعض نے ثُمَّ اَنْشَاْنٰہُ خَلْقًا اٰخَرَ کی تفسیر مین کہا کہ ہمنے اسکو دنیا کی طرف نکالا اور بعض نے کہا خلق آخر سے بالون کا اگانا مراد ہے اور بعض نے کہا دانتون کا نکلنا خلق آخر ہے قالہ ابن عباسؓ ایضا اور بعض نے کہا خلق آخر سے ان قوے کا کامل کرنا مراد ہے جو اس مین پیدا ہوئے بعض نے کہا خلق آخر سے کمال شباب مراد ہے بعض نے کہا خلق آخر سے اسکے احوال کا پہیرنا مراد ہے ولادت کی بعد استہلال سے رضاع کی طرف اور رضاع سے قعود کیطرف اور قعود سے قیام کیطرف اور قیام سے مشی کی طرف اور مشی سے فطام (دودہ چہوڑنے) کیطرف اور فطام سے کہانے پینے کیطرف اور پہر بالغ ہونے کی طرف اور پہر شہرون کیطرف آنے جانے کیطرف الی مالانہایۃ لہ اور صحیح امر یہ ہے کہ خلق آخر شامل ہے ان سب کو اور انکے سوا نطق اور ادراک اور حسن مجادیت اور تحصیل معقولات کو یہانتک کہ مر جاوے کرخی کہتے ہین ہمنے نطفہ کو اسکے صفات سے تحویل کر کے ایسی صفت مین نقل کیا جسکو وصف کرنے والون کی وصف احاطہ نہین کر سکتے تو اسمہی تعظیم اور ثنا کا استحقاق رکہتا ہے اور وہ بہت اچہا ہے بنانے والون کا اور خالقین سے مصورین مراد ہین اور اصل مین خلق کہتے ہین اندازہ کرنے کو صالح ابو الخلیل کہتے ہین جب یہ آیت نازل ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو آپنے فرمایا اس ذات پاک کی قسم جسکی ہاتہہ مین میری جان ہے یہ آیت اسی جملہ پر ختم ہوئی جسکے ساتہہ تو نے تکلم کیا ہے ای عمرؓ انسؓ کہتے ہین حضرت عمرؓ نے فرمایا مین نے موافقت کی اپنے مالک (عزوجل) سے چار باتون مین مینے عرض کی یا رسول اللہ کاش ہم نماز پڑہین مقام

ابراہیم کے پیچھے تو اللہ تعالیٰ نے اتاری یہ آیت وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى اور مین نے عرض کیا یا رسول
اللہ کاش آپ اپنی بی بیون پر حجاب مقرر کرین کیونکہ آپکے پاس نیک و بد ہر قسم کے لوگ) آتے ہین تو اتاری اللہ
نے یہ آیت وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اور مین نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ازواج سے تم ضرور باز رہو (حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے سے) ورنہ بدلے مین دیگا اللہ نبی کو بیبیان
بہتر تمسے تو اتاری اللہ نے یہ آیت عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ آخر آیت تک اور اتری آیت (سورہ مومنون کی)
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ سے اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ تک تو مین نے کہا فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ
پھر اتاری اللہ نے یہ آیت (فتبارک اللہ احسن الخالقین) اخرجہ الطیالسی و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابن عساکر پھر
علماء نے زید بن ثابت کی حدیث کو بیان کیا جس مین جابر جعفی ضعیف ہے، وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ
وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ۝ اور ہم نے بنائے ہین تمہارے اوپر سات راہین اور ہم نہین ہین خلق سے بیخبر
جب اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدایش کو بیان فرمایا تو اسپر سبع سموات کی خلق و پیدایش کا عطف ڈالا
اور ایسا بہت ہے کہ اللہ سبحانہ نے سموت اور ارض کی آفرینش کو انسان کی پیدایش کے ساتھ بیان کیا
ہے کما قال تعالےٰ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ یعنے بیشک آسمانون اور زمین
کا بنانا لوگون کے بنانے سے بڑا ہے اور ایسا ہی الم السجدہ کی ابتدا مین جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے
دن کی صبح مین پڑھتے تھے سموات اور ارض کی پیدایش کو مذکور فرمایا ہے پھر انسان کی پیدایش سلالۃ الطین
سے بیان کی ہے اور معاد اور جزا وغیر ذلک مقصودون کو اس مین کھولا ہے مجاہد نے کہا سبع طرائق سے
ساتون آسمان مراد ہین اور یہ آیت اس آیت کی طرح ہے تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ
فِيْهِنَّ یعنے اوسکی ستھرائی بولتے ہین آسمان ساتون اور زمین اور جو کوئی ان مین ہے اور اس آیت کی
طرح اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا یعنے کیا تم نے نہین دیکھا کیسے بنائے اللہ نے سات
آسمان تہ برتہ اور اس آیت کی طرح اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ
الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا یعنے
اللہ وہ ہے جسنے بنائے سات آسمان اور زمین بھی اتنی اترتا ہے حکم انکے بیچ تو تم جانو کہ اللہ ہر چیز کر سکتا ہے
اور اللہ کے علم نے سمائی ہر چیز کی اور ایسا ہی اس آیت مین بیان فرمایا کہ ہمنے تمہارے اوپر سات راہین بنائین
اور یہ جو فرمایا کہ ہم نہین ہین خلق سے بے خبر تو اسکے یہ معنے ہین کہ وہ جانتا ہے جو پیٹھتا ہے زمین مین اور

اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو اترتا ہے آسمان سے اور جو اس مین چڑہتا ہے کما قال تعالیٰ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَهُوَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ یعنے وہ جانتا ہے جو اندر جاتا ہے زمین کے اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو اُترتا ہے آسمان سے اور جو اس مین چڑہتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہان کہین تم ہو اور جو کرتے ہو وہ دیکھتا ہے اسیکا ہے راج آسمانون کا اور زمین کا اور اسیہی تک پونچتے ہین سب کام داخل کرتا ہے رات کو دن مین اور داخل کرتا ہے دن کو رات مین اور اسکو خبر ہے جیون کی بات کی اور ایک آسمان دوسرے آسمان کے آگے اس سبحانہ وتعالیٰ کے لیے حجاب و پردہ نہین ہے اور نہ ایک زمین دوسری زمین کے آگے اور درپردہ نہین ہین اس سبحانہ سے ٹیلے اور نہ ریگستان اور نہ دریا اور نہ جنگل اور نہ درخت اسی کے پاس ہین کنجیان غیب کی انکو کوئی نہین جانتا اُسکے سوا اور وہ جانتا ہے جو جنگل اور دریا مین ہے اور نہین جہڑتا کوئی پات ریتہ) جو وہ نہین جانتا اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندہیرون مین اور نہ ہرا نہ سوکہا جو نہین کہلی کتاب مین فتح مین کہا ہے کہ لام ولقد خلقنا مین قسم محذوف کا جواب ہے اور اس جملہ مین ان چیزون کی آفرینش کا مذکور ہے جنکی مخلوق کو اپنے پیدا ہونے کے بعد ضرورت وحاجت ہے اور فوق سے مراد علو کی جانب و جہت ہے نوقیت کے اعتبار ولحاظ کے سوا اسلیے کہ فوقیت کی نسبت تو لوگون کو انکی مخلوق ہونے کے بعد عارض ہوئی ہے اور سمٰوٰت کی آفرینش کے وقت تو مخلوق مخلوق ہی نہ تھی اور نہ سموٰت ہمارے فوق تھے ملکہ ہم تو انکے بعد مخلوق ہوئے قالہ الخفاجیؒ اور طرائق سے سموات مراد ہین خلیل اور فراء اور زجاج کہتے ہین سموات طرائق کے ساتھ اسلیے موسوم ہوئے کہ وہ بعض بعض پر تہ بر تہ ہین جیسے نعل کو نعل پر رکہا جاتا ہے ابوعبیدہ نے کہا جب ایک چیز کو اوپر نیچے رکہین تو کہتے ہین طارقت الشیٔ یعنے میرنے اسکے بعض کو بعض پر رکہا اور عرب کے لوگ اسچیز کو جو کسی چیز کے اوپر ہو اسکا طریق کہتے ہین بعض نے کہا طرائق کے ساتھ سموت اسلیے نامزد ہوئے کہ وہ فرشتون کے اترنے اور چڑہنے اور اڑنے کے لیے رستے ہین قالہ الرازیؒ بعض نے کہا سموات کو اکب کے طریقے ہین اور انکے الٹ پلٹ ہونے کے مقام اور خلق سے مراد وما کنا عن الخلق مین مخلوق ہے اور معنے یہ ہین کہ ہم ان سبع طرائق اور انکی حفاظت سے کہ وہ گر نہ پڑین بے خبر نہین ہین اور اکثر مفسرین کا یہ خیال ہے کہ خلق سے کل مخلوقات مراد ہے اور معنے یہ ہین کہ ہم

سموات کو تھام رکھا ہی گر پڑنے سی اور زمین والوں کو محفوظ رکھا ہے اس طرح کہ انپر آسمان گرے اور ان کو نابود کر دیوے
یا زمین انکو دہنسا دیوی یا کسی اور سبب کے ساتھہ انکی بیخ کنی ہو جاوے اور ممکن ہے کہ یہ مراد ہو ہم انکی مصلحتون
اور معایش کے ساتھہ قیام سے غافل اور انکی حفاظت اور اعمال اور اقوال سے بیخبر نہین ہین وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ
مَاۗءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ڰ وَاِنَّا عَلٰي ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ۝ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ
نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَاۗءَ تَنْۢبُتُ
بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ۝ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا
مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَعَلَيْهَا وَعَلَي الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝ اور اتارا ہمنے آسمان سے
پانی ناپ کر پہر ٹہیرا دیا زمین مین اور ہم اسکو لیجاوین تو سکتے ہین پہر اگائے تمہارے لیے ہمنے باغ اس سے کہجور اور
انگور کے تم کو ان سے میوے ہین اور انہین مین سے کہاتے ہو اور وہ درخت جو نکلتا ہے سینا پہاڑ سے لیکر اوگتا ہے تیل
اور روٹی ڈبونا کہانے والون کو اور تم کو چوپاؤن مین دہیان کرنا ہے پلاتے ہین ہم تمکو انکے پیٹ کی چیز سے اور
تم کو ان مین بہت فائدے ہین اور بعضون کو کہاتے ہو اور ان پر اور کشتی پر لدے پہرتے ہو انتہے مافی الموضح اسد
تعالی اپنی ان نعمتون کا مذکور فرماتا ہے جنکو اُس نے اپنے بندونپر اتارا اور وہ نعمتین اسقدر ہین کہ عدد مین نہیں
آسکتین فرماتا ہے کہ ہم حاجت و ضرورت کے مطابق اور موافق بادل سے پانی گراتے ہین نہ بہت کہ زمینون اور
عمارتون کو نقصان پہونچاوے اور نہ تہوڑا کہ کہیت اور پہلون کو بہی کافی نہ ہو بلکہ اسقدر جسکی پینے پلانے
اور اس سے فائدہ اٹھانے کی طرف لوگ محتاج ہون یہانتک کہ جن زمینون کو بہت پانی کی ضرورت و حاجت
ہوتی ہے زراعت کے لیے اور وہ بسبب اپنی بنجر ہونے کے اس قابل نہین ہوتین کہ انپر بارش ہو تو ان کی
طرف دوسرے شہرون سے پانی ہانک لاتا ہے جیسے مصر کی زمین کہ اسکی طرف اسد تعالی نیل کا پانی ہانک
دیتے ہین اور اس مین سرخ رنگ کی مٹی ملی ہوتی ہے جسکو نیل بارش کے زمانے مین حبش کے ملک سے کہود
کہود کر بہا لاتا ہے وہ مٹی مصر کی زمین پر اکر ٹہیر جاتی ہے تو کہ مصر والے اس مین زراعت کرین کیونکہ انکی
زمین ایسی ہے جسپر ریت غالب ہے فَسُبْحَانَ اللَّطِيْفِ الْخَبِيْرِ الرَّحِيْمِ الْغَفُوْرِ اور یہ جو فرمایا پہر ٹہیرا دیا
اسکو زمین مین تو اسکا مطلب یہ ہے کہ جب پانیکو ہم بادل سے گراتے ہین تو وہ زمین مین دہس جاتا ہے اور زمین
مین ہم نے ایسی قابلیت رکہی ہے کہ وہ اسکو پی لیتی ہے اور وہ دانے اور گٹہلیاں اور پہل پہول جو اس مین گڑی
ہوتے ہین ان اشیا کو اندر ہی اندر سے نمو اور تری پہونچتی ہے اور یہ جو فرمایا اور ہم اسکو لیجاوین تو سکتے

ہین تو اسکے یہ معنی ہین کہ ہم اگر چاہین کہ بارش نہ ہو تو کر سکتے ہین اور اگر ہم تمہارا تکلیف مین ڈالنا پسند کرین اور
پانی کو جنگلون اور ایسی جگہون مین گرادین جہان اسکی ضرورت نہین ہے تو کر سکتے ہین اور اگر اسکو کڑوا بناوین ایسا
کہ وہ فائدہ اٹھانیکے قابل نہ رہے پینے پلانے کی لائق نہ ہو تو کر سکتے ہین اور اگر ہم اسکو زمین پر نہ اتارین اور
اسکو اپنی جگہہ مین ہی کہپا دین تو کر سکتے ہین اور اگر ہم چاہین تو اسکو اتار کر ایسے جگہون مین داخل کر سکتے ہین
جہان تم پہونچ نہ سکو کہ فائدہ اٹھاؤ لیکن اسکی نوازش ہے اور لطف پروری اور مہربانی کہ وہ تمپر اتارتا ہے پانی
بادل سے میٹھا چپا چپا پہر اسکو ٹہیراتا ہے زمین مین اور اسکو چلاتا ہے زمین کے چشمون مین پہر لوگ نکالتے ہین
ان چشمون سے ندیان اور نالی اور پلاتے ہین زروع اور ثمار کو اور خود پیتے ہین اور پلاتے ہین اپنے چارپایون کو
اور پاک صاف ہوتے ہین اسکے ساتہہ فلہ الحمد والمنۃ اور یہ جو فرمایا پہر اگاتے ہین ہم تمہارے واسطے اس پانیکے
ساتہہ کہجور اور انگور کے باغ تو اسکے یہ معنی ہین کہ ہم اس پانی کے ساتہہ جسکو ہم بادل سے اتارتے ہین پہل پہول
نکالتے ہین اور باغ بارونق کہجور اور انگور کے اور ان دونو چیزون کا ذکر اسلیے فرمایا کہ حجاز کے ملک مین غالباً
یہ دو ہی چیزین موجود ہین اور ایک چیز اور اسکی نظیر مین کچہ فرق نہین ہے جیسے اہل حجاز کے حق مین کہجور اور
انگور نعمت ہی جسکے شکر کے ساتہہ قیام سے وہ عاجز ہین ایسی ہر اقلیم وولایت والون کے پاس اللہ کے وہ نعام
واحسان موجود ہین جنکے شکر کے قیام سے وہ ہاری ہین اور لو اللہ سبحانہ وتعالی نے آپ ہی فیصلہ کر دیا کہ
تمہاری اور پر کچہ ان دو ہی چیزون کا انعام نہین بلکہ تمہارے لیے زمین مین بہت میوے ہین لَكُمْ فِيهَا فَوَاكِهُ
كَثِيرَةٌ کہکر یعنے تمہارے لیے اس پانی کے ساتہہ جمیع اقسام کے فواکہ ومیوجات نکلتی ہین كَمَا قَالَ تَعَالٰى
يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ یعنے اگاتا ہے تمہارے
واسطے پانی سے کہیتی اور زیتون اور کہجورین اور انگور اور ہر قسم کے میوے اور وہ درخت جو طور سینا سے نکلتا ہے
اس سے زیتون مراد ہے اور طور وہ پہاڑ ہے جس مین درخت ہون اور جو پہاڑ خشک بے گیاہ ہو اسکو جبل کہتے ہین
اسکو طور نہین کہتے اور طور سینا سے طور سینین مراد ہے اور وہ وہ پہاڑ ہے جسپر موسی علیہ السلام نے اللہ کے ساتہہ
بات چیت کی اور طور سینین مین اور ان پہاڑون مین جو طور سینین کے آس پاس ہین زیتون کا درخت بہت ہوتا
ہے اور صبغ سے سالن مراد ہے مالک بن ربیعہ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا كُلُوا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوا
بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ یعنے زیتون کا تیل کہاؤ اور اسکو سر مین لگاؤ اسلیے کہ برکت والا درخت ہے
رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ حضرت عمر رفعاً کہتے ہین اِئْتَدِمُوا بِالزَّيْتِ وَادَّهِنُوا بِهٖ فَاِنَّهٗ يَخْرُجُ مِنْ

شجرۃ مبارکۃ یعنے زیتون مین روٹی ڈبوکر کہاؤ اور زیتون کا تیل سر مین لگاؤ اسلیے کہ زیتون کا تیل برکت والی درخت سی نکلتا ہے رواہ عبد بن حمید فی مسندہ و رواہ الترمذی و ابن ماجۃ من غیر وجہ عن عبد الرزاق قال الترمذی و لا یعرف الا من حدیثہ و کان یضطرب فیہ فربما ذکر فیہ عمر و ربما لم یذکر فیہ یعنے اوسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے کئی سندون کے ساتھ عبد الرزاق سی نکالا ترمذی نے کہا اور یہ حدیث معروف نہین ہے مگر عبد الرزاق کی روایت سی اور عبد الرزاق اسحدیث مین متردد تہا کبہی اس مین عمر فاروق کا نام لیتا اور کبہی اس مین عمر کا ذکر نہ کرتا شریک بن نملیہ کہتے ہین کہ مین عمر بن خطاب کا مہمان ہوا عاشورا کی رات تو اونہون اونٹ کا سر ذبح کرکے کہلایا اور زیتون کہلایا اور فرمایا یہ وہ برکت والا زیت ہی جسکا ذکر اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کیا ہے اور یہ جو فرمایا وَ اِنَّ لَکُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَۃً الآیۃ تو اس مین اللہ سبحانہ و تعالی نے ان منافع اور فوائد کو بیان فرمایا ہے جو اس نے چوپایون مین اپنی مخلوق کے لیے رکہے ہین اور وہ یہ کہ پیتے ہین چوپایون کے دودہ جو گوبر اور لوہو کے بیچ مین سے نکلتی ہین ستہرا رچتا اور کہاتے ہین ان مین سی بعض کے گوشت اور پہنتے ہین انکی اون اور انکی پیرہان اور انکے بال اور سوار ہوتے ہین انکی پیٹہون پر اور لادتے ہین ان پر بہاری بوجہ ان ملکون کی طرف کہ وہان نہین پہونچ سکتے مگر جان توڑکر کما قال تعالی وَ الْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَکُمْ فِیْهَا دِفْءٌ وَّ مَنَافِعُ وَ مِنْهَا تَاْکُلُوْنَ وَ لَکُمْ فِیْهَا جَمَالٌ حِیْنَ تُرِیْحُوْنَ وَ حِیْنَ تَسْرَحُوْنَ وَ تَحْمِلُ اَثْقَالَکُمْ اِلٰی بَلَدٍ لَّمْ تَکُوْنُوْا بٰلِغِیْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ اِنَّ رَبَّکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ یعنے اور چوپای بنادیے تم کوان مین جڑاول ہے اور کتنے فائدے اور بعضون کو کہاتے ہو اور تم کوان سی رونق ہے جب شام کو پہیر لاتے ہو اور جب چراتے ہو اور اٹہالی چلتے ہین بوجہ تمہاری ان شہرون تک کہ تم نہ پہونچتے وہان مگر جان توڑکر بیشک رب تمہارا بڑا شفقت والا مہربان ہی و کما قال تعالی اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَیْدِیْنَاۤ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِکُوْنَ وَ ذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَکُوْبُهُمْ وَ مِنْهَا یَاْکُلُوْنَ وَ لَهُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَ مَشَارِبُ اَفَلَا یَشْکُرُوْنَ یعنے کیا اور نہین دیکہتے وہ کہ ہم نے بنادیے انکو اپنی ہاتہون بنای سے چوپایے پہر وہ انکو مالک ہین اور عاجز کردیا انکو انکے آگے پہر ان مین کوئی ہے انکی سواری اور کسیکو کہاتے ہین اور ان کوان مین فائدے ہین اور پینے کے گہاٹ پہر کیون شکر نہین کرتے فتح مین کہا ہے یہ منجملہ انعامات الٰہی کے ہے کہ اس نے بادل سے پانی اتارا اور آیت مین ماء سی مراد مطر مراد ہے کیونکہ

وہ زمین اور زمین مین رہنے والون جاندار چیزون کے زندہ رہنے کا باعث ہی اور یہ ندیان اور چشمے اور کنوین جو زمین
مین نکالی جاتے ہین توان مین کا پانی بھی نفے الاصل آسمان کا پانی ہے اور بعض نے کہا ماء سے عذب مراد ہی
یعنے میٹھا پانی اتارا کیونکہ کڑوا پانی تو زمین مین باوجود قحط کے موجود رہتا ہے اور کم ہوتا ہے تو میٹھا
ہوتا ہے اور اس قول پر بھی کوئی دلیل نہین ہے کیونکہ زمین مین کوئی پانی نہین ہے مگر وہ آسمانی پانی ہی
اور حدیثون سے ثابت ہوتا ہے کہ پانی آسمانون اور زمینون کے بنانے سے پہلے موجود تھا پھر اللہ نے اس مین
سے کچھ پانی آسمان مین رکھا اور کچھ زمین مین کذا فی البحر اور قدر سے تقدیر مراد ہے یا قدر سے وہ مقدار مراد
ہے جسکے ساتھ زراعتون اور پھلون کی اصلاح ہو کیونکہ پانی اگر بہت ہو جاوے تو اسکے ساتھ تو زراعتین
اور پھل خراب ہو جاتی ہین اور اسی آیت کی طرح ہے اللہ کا قول وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُہٗ
وَمَا نُنَزِّلُہٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ یعنے اور ہر چیز کے ہم پاس خزانے ہین اور اُتارتے ہین ہم ٹھیرے ہوئے اندازے
پر اور یہ جو فرمایا پھر ہمنے ٹھیرا دیا زمین مین یعنے کچھ پانی زمین کی پیٹھ پر ثابت رکھا اور کچھ اسکے پیٹ
مین جسکے ساتھ اپنی ضرورت کے وقت فائدہ اٹھاوین جیسے وہ پانی جو جوہڑون اور جھیلون مین ٹھیرتا ہے
اور چشمون مین اور انقطاع بارش کے زمانے مین کام آتا ہے ابن مردویہ اور خطیب نے ضعیف سند کے ساتھ
نکالا ابن عباسؓ سے اس نے جناب شاہ رسالت علیہ التحیۃ والتسلیم سے کہ اللہ نے بہشت سے زمین کیطرف
پانچ ندیان اُتارین سیحون اور وہ ہند مین ندی ہے اور جیحون اور وہ بلخ مین ندی ہے اور دجلہ اور فرات
اور یہ دونون عراق مین ہین اور نیل اور یہ مصر مین ندی ہی ان کو اللہ نے ایک ہی چشمہ سے اُتارا جو بہشت
کے چشمون سے نکلا ہے بہشت کے نیچے کے درجہ سے جبریل علیہ السلام کے دو بازوون پر پھر اس چشمے کو جبریل علیہ
السلام نے جبال کے سپرد کر دیا ہے اور بہایا ہے انکو زمین مین اور کیا ان کو ایسا کہ لوگ انسے اپنی معاشون
مین فائدہ اٹھاوین تو یہی معنے ہین اللہ کے قول وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْکَنّٰہُ فِی الْاَرْضِ
کے جب یاجوج ماجوج کے خروج کا زمانہ ہوگا تو اللہ تعالی جبریل علیہ السلام کو بھیجے گا وہ زمین سے قرآن اور علم اور حجر اسود
کو بیت اللہ کے رکن سے اور مقام ابراہیم اور موسی علیہ السلام کے تابوت کو سمیت ان چیزون کے جو اس مین ہے
اٹھا لیجاوے گا اور ان پانچ ندیون کو اٹھا لیجاوے گا اور یہی معنے ہین اللہ کے قول وَاِنَّا عَلٰی ذَهَابٍۭ بِہٖ لَقٰدِرُوْنَ
کے جب یہ چیزین دنیا مین سے مرفوع ہو جاوین گی (تو دنیا والون کے پاس خیر و برکت نہ رہیگی) اور وہ دنیا اور
آخرت کی بھلائی سے محروم رہجاوینگے اور معنے یہ ہین کہ جیسے ہم پانی کے اتارنے پر قادر ہین ہم اسکے

لیجانے پر بھی قادر ہین کسیطرح لیجاوین اسکو بگاڑ دیوین یا اٹھا لیجاوین یا اسکو گہراؤ ہین ڈالدین جہان تم پونچ نسکو یا اتار کر خشک کر دیوین اور اس آیت مین تہدید شدید ہی اور اسی آیت کی مثل ہے یہ آیت قُلْ اَرَاَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَاؤُکُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْکُمْ بِمَاءٍ مَّعِیْنٍ یعنے تو کہہ بہلا دیکہو تو اگر ہو رہے صبح کو پانی تمہارا خشک پہر کون ہے جولاوے تم پاس پانی نترا اپہر بیان کیا اللہ سبحانہ وتعالی نے اس نتیجہ اور ثمرہ کو جو انزال ما کے بعد ظاہر ہوتا ہی فرمایا فَاَنْشَاْنَا لَکُمْ بِہٖ جَنّٰتٍ الآیۃ نخیل اور اعناب کو خاصکر اسلیے بیان فرمایا کہ ان دونون پہلون میں اور پہلون سے بڑہکر فائدے ہین اور یہ دونون پہل روٹی اور سالن کے قائم مقام ہو جاتے ہین خشک بہی اور تر بہی اور بعض نے کہا ان دونون کو خاصکر اللہ نے اسلیے بیان فرمایا کہ طائف اور مدینہ مین یہی دونون موجود ہین نکہہ اور ابن جریر کا یہی قول ہے بعض نے کہا ان دونون کو بالاستقلال اسلیے ذکر کیا کہ ان دونون درختون کا پہل سب درختون سے عمدہ ہوتا ہے اور سب سے بڑہکر لذیذ اور خوش گوار تمہارے لیے ان باغون مین بہت پہل ہین اور انہین سے کہاتے ہو سردی گرمی دونون موسمون مین بعض نے کہا ومنہا تاکلون کے یہ معنے ہین کہ ان باغون مین تمہاری روزی اور معاش کی صورتین ہین اور یہ اللہ تعالی کا قول عرب کے اس محاورے سے ماخوذ ہے فلان یاکل من حرفۃ کذا یعنے فلان شخص فلان کام کر کر کہاتا ہے بعض نے کہا لکم فیہا فواکہ کے یہ معنے ہین کہ تمہارے لیے ان باغون مین کہجور اور انگور کے سوا اور بہی پہل پہول ہین اور بعض نے کہا معنے یہ ہین تمہارے لیے خاص ان دو قسمون مین میوے ہین کیونکہ ان دونون جنسون کی مختلف قسمین ہین جو لذت اور رنگ مین متفاوت ہین اور فقہ والون نے فاکہ کے لفظ مین بہت اختلاف کیا ہے کہ آیا فاکہہ کا اطلاق کس چیز پر آتا ہے اور ان اقوال مین سے عمدہ قول یہ ہے کہ فاکہہ کا اطلاق ان میوون پر ہوتا ہے جنکو لوگ کہاتے ہین لیکن وہ انکے قوت نہین ہین اور نہ وہ طعام ہین اور نہ سالن اور بقول مین اختلاف ہی آیا ترکاریان بہی فاکہہ مین داخل ہین یا ترکاریان فاکہہ مین داخل نہین ہین واحدی اور سب مفسرون کا یہی قول ہے کہ شجرۃ سے زیتون کا درخت مراد ہے اور اس درخت کا خاص ذکر اسلیے کیا کہ اسکی حفاظت کرنیکی پانی پلانے کے ساتہ لوگون کو عادت نہین ہے بلکہ یہ درخت خود بخود نشو ونما پاتا ہی اور اسی سے دہن نکلتا ہے اور طوفان کے بعد یہ درخت سب درختون سے پہلے اگا اور یہ درخت بہت زمانہ تک رہتا ہے تلف نہین ہوتا یہانتک کہ بعض کا یہ قول ہے کہ اس درخت کی تین ہزار سال کی عمر ہوتی ہے اسکو خازن نے ذکر کیا تو اسکا ذکر بہی اللہ نے احسان کے طور پر فرمایا کیونکہ یہ سب درختون سے عزت والا درخت ہے

اور اسکی فائدے عام ہین اور یہ درخت کثیر البرکت ہی اور جو فرمایا تخرج من طور سیناء با وجود اسکے کہ یہ درخت
طور سینین کے سوا اور جگھون مین بھی پایا جاتا ہی تو یا اسلیے کہ اسکی اصل طور سینین ہی مین ہے پھر وہان سے لیکر
اور مقامون مین گاڑا گیا ذکرہ زکریا اور طور سینین بیت المقدس کے پہاڑ کا نام ہے اور کلام عرب
مین طور پہاڑ کو کہتے ہین اور بعض نے کہا عجمی نام ہے جسکو معرب کہا گیا اب سینا کے معنے مین اختلاف ہی بعض نے
کہا وہ نبطی بولی مین عمدہ چیز کو کہتے ہین بعض نے کہا حبشی زبان مین بعض نے کہا سریانی بولی مین اور اسکے معنی
یہ ہین پہاڑ جس مین بہت درخت ملے جلے ہون بعض نے کہا جس پہاڑ مین پھلدار درخت ہون اُسکو سینا اور سینین
کہتے ہین اور بعض نے کہا سینا مشتق ہے سنا سے اور سنا کہتے ہین بلندی کو اور بعض نے کہا سینا برکت کے معنے مین
مبارک اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ سینین پہاڑ کا نام ہے جیسے کہتی ہین احد کا پہاڑ بعض نے کہا فلسطین کے پہاڑ
کا نام ہے بعض نے کہا طور سینا اس مکان کا نام ہے جس مین یہ پہاڑ ہے بعض نے کہا سینا ایک پتھر کا نام ہے
اور جبل کو اسکی طرف مضاف کیا گیا اسلیے کہ سینا پتھر اس مین موجود ہے اور سینا ہر اس پہاڑ کا نام ہے جو پھلدار
درخت والا ہو ابن عباس کہتے ہین یہ وہی پہاڑ ہے جس سے موسی علیہ السلام کو آواز آئی اور انعام کی تفسیر سورہ
نحل مین گزری اور وہ ابل ہین اور گائین اور بکریان نیسابوری نے کہا شاید یہان انعام سے خاص اونٹ
مراد ہین کیونکہ عادۃ انہین کی سواری ہوتی ہے اور دوسری اسپر دلیل یہ ہے کہ اللہ نے اسکو مقرون کیا ہے
فلک کے ساتھ اور یہ جنگل کی کشتیان ہین جیسے فلک سفائن بحر ہین ذوالرمہ شاعر نے کہا ع سفائنُ
برٍّ تحت خدّی زمامُها اور اللہ سبحانہ وتعالی نے بیان فرمایا کہ ان مین عبرت اور نصیحت ہی کیونکہ یہ ان چیزون
مین سے ہین جنکی پیدایش اور افعال سے قدرت الٰہیہ کی عظمت پر دلیل لیجاتی ہے اور ان کو خاص کیا عبرت
کے ساتھ نبات کو سوا اسلیے کہ عبرت نبات مین بہت ظاہر ہے پھر اللہ سبحانہ نے چوپایون مین جو انعام کیے ہین
انکو مفصل طور بیان فرمایا اس عبرت پر خبردار کرنیکے بعد جو اس نے چوپایون مین بندون کے لیے رکھی ہے
فرمایا نسقیکم مما فی بطونها کیونکہ علف کے منعقد ہونے مین جسکو چوپائے کہاتے ہین اور اسکی ایسی لذیذ
غذا اور ایسا مشروب نفیس بنجانے مین معتبرین کے لیے عظیم عبرت اور متعظین کے لیے کبیر موعظت ہی پھر انکے
منافع کو اجمال کے طور پر بیان فرمایا جو ان چوپایون کے دودھ کے علاوہ ہین فرمایا ولکم فیها منافع کثیرۃ
الآیہ یعنے تمہارے لیے ان چوپایون کی پیٹھون مین اور انکے دودھ مین اور انکی اولاد مین اور انکی اونون مین اور انکی پیرین مین
اور انکی بالون مین جب یہ چوپائے زندہ ہون بہت فائدے مین پھر ایک خاص فائدہ بیان فرمایا اور فرمایا اور

ان مین سے کسیکو ذبح کرکر کہاتے ہو اور سکو اسلیے بیان فرمایا کہ کہانے مین لوگون کیواسطے ایک عظیم نفع ہے اور سیطرح
انپر سوار ہونا بیان فرمایا اسلیے کہ اس مین بہی منفعت عظیمہ ہے بندون کے لیے فرمایا اور انپر اور کشتیونپر لدے
پہرتے ہو علامہ ابو الطیب کہتے ہین اگر انعام سے ابل اور بقر اور غنم آیت مین یہ تینون مراد ہون تو معنے یہ ہونگے
ان مین سے بعضپر اور کشتیونپر لدے پہرتے ہو اور اگر انعام سے خاص اونٹ ہی مراد ہون تو پہر معنے مین کوئی خفا
نہین ہے پہر چونکہ انعام پر غالبًا جنگلون مین ہی سواری کی جاتی ہے اسلیے اسکے ساتھ اسچیز کو بہی بیان فرمادیا
جسپر دریا مین سواری کیجاتی ہے نعمت کی تتمیم اور منت کی تکمیل کے لیے اور جب اللہ سبحانہ نے کشتی کا بیان
فرمایا تو اسکے پیچہے نوح علیہ السلام کا مذکور فرمایا کیونکہ اونہون نے ہی پہلے کشتی کو بنایا اور بیان کیا ہر
برتاؤ کا جو نوح علیہ السلام کے قوم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ کیا اور ایسا اونہون نے اسلیے برتاؤ کیا کہ انہون نے
اللہ کی مخلوقات مین فکر اور غور اور نظر سے کام نہ لیا اور ان نعمتون کو اونہون نے یاد نہ کیا جنکے ساتھ اللہ نے
انپر انعام کیا اور فرمایا وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ
اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيْدُ اَنْ
يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ
اِلَّا رَجُلٌ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ اور ہمنے بہیجا نوح کو اسکی قوم پاس تو اسنے کہا ای قوم
بندگی کرو اللہ کی تمہارا کوئی حاکم نہین اسکے سوا کیا تم کو ڈر نہین تب بولے سردار جو منکر تہے اسکی قوم کے یہ کیا
ہے ایک آدمی ہے جیسے تم چاہتا ہے کہ بڑائی کرے تمپر اور اگر اللہ چاہتا تو اتارتا فرشتے ہمنے یہ نہین سنا
اپنے اگلے باپ دادون مین اور کچہ نہین یہ ایک مرد ہے کہ اسکو سودا ہے سو راہ دیکہو اسکی ایک وقت تک
ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالے نوح علیہ السلام کی خبر دیتا ہے کہ جب انکو بہیجا انکی قوم کیطرف
توکہ ان کو ڈراوی اللہ کے عذاب اور اسکے سخت باس اور انتقام سے ان لوگون مین سے جنہون نے اللہ
کے ساتھ شرک کیا اور اسکے امر کے مخالفت کی اور اسکے رسولون کی تکذیب کی تو اونہون نے فرمایا ای میری
قوم اللہ کی پرستش اور عبادت اور پوجا کرو اسکے سوا تمہارا کون حاکم ہے کیا تم ڈرتے نہین ہو اللہ تعالے
سے تو ان مین کے سادات اور اکابر بولے یہ نوح تو تمہاری مثل ایک آدمی ہے چاہتا ہے نبوت کا دعوی کرکر
تمپر کچہ بڑائی حاصل کرے حالانکہ وہ تمہاری طرح ایک بشر ہے ہم نہین جانتے کہ خدا نے تمکو چہوڑ کر اس کی
طرف وحی کیون کی اور اگر پروردگار کو پیغمبر کا بہیجنا منظور تہا تو فرشتہ کو نبی کرکر اپنے پاس سے بہیجتا اور

وہ پیغمبر بشر نہ ہوتا ہمنے تو دہوم دہام ضیہ میں اباو اجداد کے زمانوں میں کسی بشر کو پیغمبر ہوتے نہیں سُنا یہ تو ایک ایسا آدمی ہی دعویٰ کرتا ہے کہ اسکو اللہ نے تمہاری طرف تمہارے درمیان سے وحی دیکر بھیجا یا سو راہ دیکھو یعنی اسکی ساتھ زمانہ کے انقلاب کی راہ دیکھو اور ایک مدت اسپر ٹھیرو یہانتک کہ اسکو ہاتھ سے راحت پاؤ فتح میں کہا ہی اس میں تسلی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اس بات کے بیان کرنے کے ساتھ کہ تیرے سوا اور پیغمبرون کی قومین بہی اپنے اپنے نبیون کے ساتھہ یہی معاملہ کرتی ہین اور یہان پانچ قصے مذکور فرمائے ہین جن مین سے پہلا قصہ ہے اور دوسرا ہود علیہ السلام کا قصہ ہے جو شروع ہوتا ہے ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ سے اور تیسرا شروع ہوتا ہے اللہ کے قول ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ سے اور چوتھا موسے اور ہارون علیہما السلام کا قصہ ہے جو شروع ہوتا ہے اللہ کے قول ثم ارسلنا موسے وہارون الآیہ سے اور پانچوان عیسے اور اسکی مان علیہما السلام کا قصہ ہے جو شروع ہوتا ہے وجعلنا ابن مریم وامہ الآیہ سے نوح علیہ السلام کا نام یشکر اور نوح انکا لقب ہے رازی کے قول پر یا انکا نام عبداللہ ہے سیوطی کے قول پر اور نوح علیہ السلام کی عمر ایک ہزار پچاس سال کی ہوئی جیسے کئی بار گذرا اور نوح علیہ السلام کے قصہ کو اور قصون سے پیشتر بیان کیا تو کہ آدم علیہ السلام کے قصہ کے متصل ہے اسلیے کہ نوح اور آدم کے درمیان ایک مناسبت ہی اور دوسرا یہ کہ نوح آدم ثانی ہے کیونکہ نوع انسانی نوح کے بعد اسیکی نسل مین محصور ہے عبادت سے مراد توحید ہی اور اسکی اطاعت اور اسکے ساتھ شرک نہ کرنا اور جملہ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ پہلے جملہ کی علت ہی یعنے اسکے سوا تمہارا معبود موجود نہیں ہے اور حرف من زائد ہے تم نہین ڈرتے اس سے کہ اپنے مالک کی عبادت چھوڑتے ہو جسکی سوا اس عبادت کا کوئی مستحق نہین ہے حالانکہ اسکے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہین ہے اور بعض نے کہا اَفَلَا تَتَّقُوْنَ کے یہہ معنے ہین کہ کیا تم اس بات سے نہین ڈرتے کہ جن نعمتون کے ساتھہ اس نے تم کو سرافراز کیا ہے انکو تم پر سے اٹھالیوے بعض نے کہا اسکے معنی ہین کیا تم اپنی جانون کو اسکے عذاب سے نہین بچاتے جس عذاب کے حلول ونزول کے تمہارے ذنوب ومعاصی مقتضی ہین اور ان ذنوب ومعاصی کا بار اور حملان اللہ کو چہوڑ کر اسکے سوا اورون کی پرستش کرکے اپنے سرون پر اٹھا لیا ہے ملا سے اشراف مراد ہین اور شل سے جنس مراد ہے یعنے یہ نوح بہی تمہاری جنس کا بشر ہے اس مین اور تمہارے درمیان کوئی فرق نہین ہے فضیلت کی طلب والا ارادہ سے سیادة اور شرافت کا طلب کرنا مراد ہے یہانتک کہ تم اسکے تابع ہوجاؤ اسکے حکم کو مانو اور لَوْ شَاءَ اللّٰهُ الآیۃ مین ان کافرون نے تصریح کی کہ بشر رسول نہین ہوسکتا اور یہہ دوسرا شبہ اور اعتراض ہے اور ارسال سے

انزال کے ساتھ تعبیر کی کیونکہ رسل کا عباد کیطرف بھیجنا انکے بندون کیطرف نزول کو مستلزم ہے بعض نے کہا اسکو
معنے یہ ہین کہ اگر اللہ چاہتا کہ اسکے سوا کسی اور کی عبادت و پرستش نہ کیجاوے تو فرشتے اُتارتا بشر نہ اتارتا ہمنے
ایسا دعوی کہ بشر نبوت کا مدعی ہو کبھی سنا نہین یا یہ معنے کہ ہمنے کسی بشر سے آبا و اجداد مین یہ نہین سنا
کہ ان مین سے کوئی اکیلے اللہ کی عبادت کا حکم کرے اور تیسرا اعتراض ہے اور تعجب ہے کہ کفار پتھرون کی الوہیت
پر خوش ہو بیٹھے اور بشر کے نبی ہونے پر راضی نہ ہوئے اور یہ جو اونہون نے کہا کہ ہمنے اپنے ابا مین یہ دعوے
نہین سُنا تو اس سے امم ماضیہ مراد ہین یعنے امم گذشتہ سالقہ مین کسی بشر نے یہ دعوی نہین کیا اور یہ کلمہ انھون نے
تقلید پر بھروسا کرکے اور اُنکی رسی کے ساتھ تمسک کر کے کہا اور اسی پر قناعت نہ کی یہانتک کہ اسکے ساتھ نرا
جھوٹ اور صریح بہتان بھی ملا دیا اور بولے یہ تو سودائی آدمی ہے نہین جانتا کیا کہہ رہا ہے اور یہہ اُنکا چوتھا
اعتراض ہے تم ایک مدت تک اسکی راہ دیکھو یہانتک کہ اسکا امر کھلجاوے اسطرح کہ اسکا یہ جنون دور ہو جاوے
اور اس دعوی کو چھوڑ دیوے یا مر جاوے اور تم اس سے راحت پاؤ اور یہ پانچوان اعتراض ہے اور اللہ نے ان
اعتراضات کو رد نہین کیا کیونکہ ان کا فساد ظاہر ہے فراء نے کہا حین سے اس آیت مین وقت معین مراد
نہین ہے اور اس سے یہ غرض ہے کہ کسی دن تک اُسکی راہ دیکھو جب حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے جواب
سُنے اور پہچان لیا کہ یہ اپنے کفر پر اڑے ہوئی ہین اور جمے ہوئے فرمایا رب انصرنی قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا
كَذَّبُونِ ۝ فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَإِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ
فَاسْلُكْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ وَلَا
تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُمْ مُغْرَقُونَ ۝ فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ
الَّذِي نَجَّانَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَقُلْ رَبِّ أَنْزِلْنِي مُنْزَلًا مُبَارَكًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ۝ إِنَّ
فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ وَإِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِينَ ۝ بولا اے رب تو مدد کر کہ اونہون نے مجھکو جھٹلایا پھر ہمنے حکم بھیجا
اسکو کہ بنا کشتی ہماری آنکھون کے سامنے اور ہمارے حکم سے پھر جب پہونچے ہمارا حکم اور اُبلے تنور تو تو ڈالدے
اس مین ہر چیز کا جوڑا دو ہرا اور اپنے گھر کے لوگ مگر جسکی قسمت مین آگے پڑ چکی بات اور نہ کہہ مجھسے ان ظالمون
کے واسطے انکو ڈوبنا ہے پھر جب چڑھ چکے تو اور جو تیرے ساتھ ہے کشتی پر تو کہہ شکر اللہ کا جس نے چھڑایا ہمکو گنہگار
لوگون سے اور کہہ اے رب اُتار مجھکو برکت کا اُتارنا اور تو ہے بہتر اُتارنیوالا اس مین نشانیان ہین اور ہم ہین
جانچنے والے **ف** تفسیر ابن کثیر مین کہا ہے کہ اللہ تعالی نوح علیہ السلام کی طرف سے خبر دیتا ہے کہ انہون نے

پکارا اپنے رب کو اپنی قوم پر مدد کے لیے جیسے اللہ تعالی نے نوح کیطرف سے دوسری آیت مین خبر دی ہے فرمایا فَدَعَا
رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ یعنے پھر پکارا اپنے رب کو کہ مین دب گیا ہون پھر بدلا لے اور یہان فرمایا رَبِّ انْصُرْنِیْ
بِمَا كَذَّبُوْنِ تو اسوقت نوح علیہ السلام کو اللہ نے کشتی بنانے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ حیوانات اور نباتات اور ثمار
کے ہر قسم سے جوڑا دو دو یعنے نر اور مادہ ناؤ مین ڈال لین اور ڈال لین ناؤ مین اپنے گھر والے مگر انکو سوار نہ کرین
جنکی قسمت میں ہلاکت مقرر ہو چکی ہے اور انکے گھر کے لوگون مین سے یہ وہ لوگ تھے جو آپ پر ایمان نہ لائے جیسے آپ کی
بی بی اور آپ کا بیٹا واللہ اعلم اور یہ جو فرمایا اور نہ کہہ مجھکو ان ظالمون کیواسطے انکو ڈوبنا ہے یعنے سخط عظیم کے
انزال کیوقت تجھکو اپنی قوم پر ترس نہ آجاوے اور انپر شفقت سے پھر تو حرص کرنے لگے انکے چھوڑ دینے مین یہانتک کہ
وہ ایمان لاوین کیونکہ مینے فیصلہ کر دیا ہے کہ انہون نے ڈوبنا ہے اپنی کفر و طغیان کیوجہ سے اور یہ قصہ سورہ ہود
مین بڑی شد و مد سے گذرا جو اپنے اعادہ سے مغنی ہے اور یہ جو فرمایا پھر جب چڑھ چکے تو اور تیرے گھر والے ناؤ پر تو کہہ شکر
اللہ کا جس نے چھڑایا ہمکو گنہگار لوگون سے تو یہ ویسا ہی ہے جیسے فرمایا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ
مَا تَرْكَبُوْنَ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا
سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ یعنے اور جس نے بنا دی
تم کو کشتی (ناؤ) اور چوپائے جن پر سوار ہوتے ہو تا چڑھ بیٹھو انکی پیٹھ پر پھر یاد کرو اپنے رب کا احسان جب بیٹھ
چکو اسپر اور کہو پاک ذات ہے وہ جس نے بس مین دیا ہمارے یہ اور ہم نہ تھے اسکے مقابل ہونیوالے اور ہمکو
اپنے رب کیطرف پھر جانا ہے اور نوح علیہ السلام نے اللہ تعالے کے اس ارشاد کی تعمیل کی کما قال تعالی حاکیا
عنہ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنے اور بولا سوار ہو
ناؤ مین اللہ کے نام سے اسکا بہنا اور اسکا ٹھیرنا تحقیق میرا رب بخشنے والا ہے مہربان تو یاد کیا نوح علیہ السلام نے
اللہ تعالی کو ناؤ کے چلنے کی ابتدا مین اور اسکے چلنے کی انتہا مین اور فرمایا اللہ تعالی نے وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا
مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ یعنے اور کہہ اے نوح اے رب اتار مجھکو برکت کا اتارنا اور تو ہے اچھا اتارنیوالا
اور یہ جو فرمایا اس مین نشانیان ہین اور ہم ہین جانچنے والے یعنے اسکام مین مؤمنین کے نجات دینے اور کفار کے
ہلاک کرنے مین ضرور آیات اور حجج اور دلالات واضحات ہین انبیا کی صداقت پر اسچیز مین جسکو وہ اللہ کے پاس سے
لائے اور وہ سچا نہ کرنیوالا ہے جو چاہے قادر ہے ہر چیز پر جانتا ہے ہر چیز کو جانچتا ہے اپنے بندون کو ارسال
مرسلین کے ساتھ فتح مین کہا ہے اس دعا کا حاصل یہ ہے کہ تو انتقام لے ان سے جس چیز کے ساتھ تو چاہے اور

جس طرح نوح چاہے کیونکہ انہوں نے میری تکذیب کی ہے اور ایحاء سے ارسال رسول مراد ہے اور ان اصنع الفلک جملہ مفسرہ ہے
اور فلک کہتے ہیں سفینہ کو اور باعیننا سے ہماری رویت مراد ہے یا متعلق محذوف ہے اور معنی یہ ہیں متلبس ہماری حفاظت
کے ساتھ اور بعض نے اسکی بعلمنا کے ساتھ تفسیر کی ہے تو کہ اسکا کوئی تعرض نہ کرے اور کوئی شخص اسکے عمل کو نہ بگاڑے
لیکن پہلے معنے اولی ہیں اور اعین کی جمع میں مبالغہ ہے اگرچہ عادۃً دیکھنے والے کی دو ہی آنکھیں ہوتی ہیں اور
اس لفظ کے معنے سورۂ ہود میں بھی گذر چکے اور وحی سے مراد امر اور اسکے بنانے کی کیفیت کی تعلیم ہے بعض نے کہا
نوح علیہ السلام نے اسکو دو سال میں طیار کیا اسکا طول تین سو ہاتھ کا تھا اور عرض پچاس ہاتھ کا اور تیس ہاتھ
اونچی تھی اور اس میں تین طبقے رکھے نیچے کا طبقہ درندوں اور زہریلے جانوروں کے لیے اور میانہ درجہ دواب و انعام
کے لیے اور اوپر کا درجہ انسانوں کے لیے جیسے سورۂ ہود میں یہ قصہ گذرا اور امر سے فاذا جاء امرنا میں عذاب
مراد ہے اور فور تنور اس عذاب کی آمد کی علامت اور نشانی تھی اور تنور وہ آدم علیہ السلام کا تنور تھا جس
میں حضرت حوا علیہا السلام روٹیاں پکاتی تھیں اور وہ نوح علیہ السلام کو وراثۃً پہونچا اور وہ پتھر کا تھا بعض نے
کہا تنور سے زمین کا منہ مراد ہے اور سلوک سے دخول مراد ہے اور یہ حکم فرمایا کہ ہر ایک قسم کا جوڑا اس میں ڈال
لے تو یہ انسان کے سوا اور جنسین مراد ہیں اسلیے کہ انسانوں میں سے تو ستر یا اسی عدد نفر کشتی میں داخل ہوئے
تھے اور یہ عدد بہر کیف دو سے زائد ہے اور اہل سے زوجہ اور اولاد مراد ہے اور قول سے اہلاک کا وعدہ ازلی مراد ہے
اور نوح علیہ السلام کے اہل میں سے جنکی ہلاکت مقدر ہو چکی وہ کنعان تھا اور اسکی والدہ اور اس قصہ کی تفسیر تمامہ
و کمالہ سورہ ہود میں گذر چکی برکت سے مبارکا میں غرق سے نجات پانا اور نجات پانے کے بعد کثرت نسل مراد ہے اور
آیت میں تعلیم ہے عباد کے لیے کہ جب وہ ناؤ پر سوار ہو کر اتریں تو یہ کلمہ کہیں واحدی کہتے ہیں مفسرین نے کہا ہے
اللہ نے حکم کیا ہے کہ جب لوگ ناؤ پر سوار ہوں تو اسکے تعریف اور توصیف کہیں اور جب اتریں تو مبارک اترنا
مانگیں ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ○ فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا
لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ○ وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ
وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ
مِمَّا تَشْرَبُونَ ○ وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ ○ أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ
وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا أَنَّكُمْ مُخْرَجُونَ ○ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ○ إِنْ هِيَ
إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ○ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

وَمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِیْنَ ○ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ○ قَالَ عَمَّا قَلِیْلٍ لَّیُصْبِحُنَّ نٰدِمِیْنَ ○

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ○ پہر اٹھای ہمنے ان سے پیچھے ایک سنگت اور پہر بہیجا ہمنے ان مین ایک رسول ان مین کا کہ بندگی کرو اسکی کوی نہین تمہارا حاکم اسکے سوا پہر کیا تمکو ڈر نہین اور بولے سردار اسکی قوم کے جو منکر تہے اور جہٹلاتی تہے آخرت کی ملاقات کو اور آرام دیا تہا ہمنے ان کو دنیا کے جیتے اور کچہ نہین یہ ایک آدمی ہے جیسی تم کہاتا ہے جس قسم سے تم کہاتے ہو اور پیتا ہے جس قسم سے تم پیتے ہو اور کبہی تم چلے کہے پر ایک آدمی کے اپنے برابر کی تو تم بیشک خراب ہوئی کیا تمکو وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیان کہ تم کو نکالنا ہی کہان ہو سکتا ہی کہان ہو سکتا ہے جو تم کو وعدہ ملتا ہے اور کچہ نہین یہی جینا ہے ہمارا دنیا کا مرتے ہین اور جیتے ہین اور ہمکو پہر اٹہنا نہین اور کچہ نہین یہ ایک مرد ہی باندہ لایا اللہ پر جہوٹ اور اسکو ہم نہین ماننے والے بولا ای رب میری مدد کر کہ اونہون نی مجہکو جہٹلایا فرمایا اب تہوڑے دنون مین صبح کو رہجاوین گے پچہتاتے پہر پکڑا ان کو چنگہاڑ نے تحقیق پہر کر دیا ہمنے انکو کوڑا سو دور ہو جاوین گنہگار لوگ **ف** موضح القرآن مین کہا ہے اس سے معلوم ہوا یہ قصہ ہی ثمود کا کہ چنگہاڑ سے مری حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ تعالی خبر دیتا ہے کہ نوح علیہ السلام کی قوم کے پیچہے اللہ نے ایک اور قرن اٹہایا بعض نے کہا اس قرن سے عاد کا قرن مراد ہے کیونکہ عاد ہی نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد جانشین ہوئے بعض نے کہا اس قرن سے ثمودیون کا قرن مراد ہے کیونکہ اللہ تعالی نے یہان فرمایا فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ بِالْحَقِّ یعنی پہر پکڑا انکو چنگہاڑ نے تحقیق اور چنگہاڑ سے ثمود ہی ہلاک ہوئے اور ان لوگون کا قصہ اسطرح ہے کہ اللہ نے ان مین رسول بہیجا ان مین کا پہر اس نے انکو بلایا اللہ اکیلے کی عبادت کیطرف جسکا کوئی شریک نہین ہے پہر اونہون نے اللہ کی رسول کی تکذیب کی اور اسکی مخالفت کی اور انکار کیا اسکی تابعداری سے اور اسپر دلیل یہ بیان کی کہ ہماری طرح بشر ہے اور برا مانا ایسے رسول کو اور جہٹلایا اللہ کی ملاقات کو آخرت کے دن اور انکار کیا معاد جسمانی کا اور کہنے لگے کیا تمکو وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مر جاؤگے اور مٹی ہو جاؤگے اور ہڈیان تو تم قبرون سے نکالے جاؤگے کہان ہو سکتا ہے کہان ہو سکتا ہے جو تم وعدہ دیے جاتے ہو اور کچہ نہین یہی جینا ہے ہمارا دنیا مین مرتے ہین اور جیتے ہین اور ہم پہر نہین اٹہین گے اسکے سوا اور کیا ہے کہ یہ ایک مرد ہے جو رسالت اور نذارت اور اخبار بالمعاد مین جہوٹ بولتا ہے اور ہم کب اسکی بات کو مانتے ہین پیغمبر نے اپنے اللہ سے فتح مانگی اور اپنے رب سے اپنی مدد طلب کی اور فرمایا اے رب میری مدد کر کہ انہون نے مجہکو جہٹلایا اور قبول فرمایا اللہ نے اسکی دعا کو اور فرمایا اب تہوڑے

دنون مین صبح کو رہ جاوینگی پچتاتے کہ ہائی ہمنے اپنی پیغمبر کی باتون کی اور جس کو وہ اللہ کے جانب سے لایا کیون مخالفت کی اور کیون اسکے ساتھ عناد کیا پہر ان کو پکڑ لیا چنگہاڑ نے تحقیق اور وہ اپنے کفر اور طغیان کیوجہ سے ہی لائق تہے اور ظاہر یہی ہی کہ انکو پکڑا چنگہاڑ نے اور اسکے ساتھ باؤ تہے سخت تند زور آور سرد جو اکہاڑتی تہی اور ہلاک کرتی تہی اور برہم و درہم کرتی تہی ہر چیز کو اپنے مالک کے حکم اور اجازت سی پہر وہ ایسے ہوگئی کہ انکے گہرون کے سوا اور کچہ دیکہائی ندیتا تہا اللہ یون ہی سزا دیتا ہے گنہگارون کو اور یہ جو فرمایا پہر ہمنے انکو کردیا کوڑا یعنے ہلاک ہو کر گر گئے جیسے پانی ہر کوڑے کچرے کو پہینک دیتا ہے اور غثاء اس شئے کو کہتے ہین جو حقیر قلیل ہالک ہو اور اس سے فائدہ نہ اٹہا سکیے اور یہہ جو فرمایا فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ تو یہ ویسا ہی ہے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ یعنے ہمنے انپر بے انصافی نکی پر وہ آپ ہی بے انصاف تہے جو کفر کرتے رہے اور عناد اور اللہ کے رسول کی مخالفت سی نہ ٹلے اب ان کے احوال سننے والے اپنی رسول کی تکذیب و عناد و مخالفت سی ڈرین فتح مین کہا ہے قرن سے قوم مراد ہے اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ یہ عاد کا قرن تہا جسکا اس آیت مین مذکور ہے کیونکہ عادیون کا قصہ نوح علیہ السلام کے قصہ کے بعد قرآن مین اس مقام کے سوا بہی واقع ہے اور دوسری دلیل اسپر یہی کہ اعراف مین ہی نوح علیہ السلام کے قصہ کے بعد عاد کا قصہ مذکور ہے اور اس مین آتا ہے کہ ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ یعنے اور یاد کرو جو کردیا اس نے تمکو جانشین نوح کے قوم کے بعد بعض نے کہا ان لوگون سے ثمود مراد ہین کیونکہ وہی چنگہاڑ کے ساتھ ہلاک ہوئے اور اللہ نے اس قصہ مین اسقوم کا چنگہاڑ کے ساتھ ہلاک کرنا مذکور فرمایا ہے بعض نے کہا ان لوگون سے مدین کے لوگ مراد ہین کیونکہ وہ بہی منجملہ ان اقوام کے ہین جو چنگہاڑ کے ساتھ ہلاک ہوئین اور ملاء سے انکی منبردار اور اشراف مراد ہین اور لقاء آخرت کی تکذیب سی حساب و کتاب و عقاب و بعث و نشر کی تکذیب مراد ہے اور اتراف سی دنیا کی نعمتون کا فراخی سے دینا مراد ہے پہر وہ اترائے کثرت مال اور رفاہت عیش کے سبب سے یہانتک کہ انہون نی اپنے رسول کی وصف کی اپنی برابری کے ساتھ بشریت مین اور کہانے اور پینے مین اور بولی نہین ہے یہ مگر تمہاری طرح ایک آدمی کہاتا ہے جو تم کہاتے ہو اور پیتا ہے جو تم پیتے ہو اور یہا اس قوم کا اپنے رسول پر پہلا شبہ اور اعتراض ہے جو اللہ کے قول خٰسِرُوْنَ پر ختم ہوتا ہے اور انکی حماقت سی ہے یہ کہ اپنے مثل کی اتباع سے انکار کیا اور جو لوگ انہسے عاجز تہے رتبہ

انکی عبادت کرنے پر آمدہ کے قول اَیَعِدُکُمْ مین ہمزہ انکار کے لیے ہے اور یہ جملہ مستانفہ ہے اس مین پہلی جملہ کی تقریر ہے ہیہات اسم فعل ہے ساتھ معنے بَعُدَ کے اور ابن عباس نے ان دونون لفظون کو بعید بعید کے ساتھ تفسیر کی ابن الانباری نے کہا ہیہات مین دس لغتین ہین پھر ان کو بیان کیا اور ہیہات مبنی ہے اور سلیمان جمل نے کہا اس لفظ مین بہت لغتین ہین جو چالیس سے بھی بڑھجاتی ہین پھر جو ان مین سے مشہور لغتین ہین انکو بیان کیا جنکو ہمنے چھوڑ دیا اسلیے کہ انکے بیان مین چندان فائدہ مقصود نہین ہے اور یہ اسم فعل ماضی ہے مصدر کے معنے کے ساتھ اور غالبًا اس کلمہ کی اِستعمال تکرار کے ساتھ آتی ہے اور دوسرا تاکید لفظی ہوتا ہے اور لِمَا تُوْعَدُوْنَ مین لام امر مستبعد کے بیان کے لیے ہے جیسے هَيْتَ لَكَ مین پھر اللہ نے انکا اقرار بیان کیا کہ وہ کہتے ہین اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا یعنے یہی دنیا کا جینا ہی ہے نہ وہ جینا جسکا تو ہمارے ساتھ وعدہ کرتا ہے اور وہ یہ کہ باپ دادی مرجاتے ہین اور اولاد زندہ رہتی ہے یا یہ کہ ایک قوم مرجاتی ہے اور ایک قوم جیتے رہتی ہے یا یہ کہ بعض مرجاتے ہین اور بعض پیدا ہوتے ہین اور ایک قرن گزرجاتا ہے اور دوسرا آجاتا ہے پھر صراحت کی بعث کی نفی کے ساتھ کہ ہمنے کوئی جی کر اٹھتا نہین یہ محض اسکا بہتان ہے اللہ پر اور عَمَّا قَلِيْلٍ کے عنقریب معنی ہین اور عَنْ معنے مین بَعْدَ کے ہے اور مَا زائدہ ہے ظرف کے درمیان قلت زمان کے تاکید کے لیے آیا ہے جیسے اللہ کے قول فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ مین مفسرین نے کہا ہے صیحہ کی تفسیر مین کہ جبریل علیہ السلام نے ایک چیخ ماری اس ہوا کے ساتھ جس کے ساتھ اللہ تعالی نے انکو ہلاک کیا پھر وہ ساری مرگئے بعض نے کہا صیحہ وہ ایک معین عذاب کا نام ہے اور ہلاکت کا عذاب جو ان پر اترا اور حق سے عدل مراد ہے یعنی یہ عذاب انپر کچھ بے انصافی کے طور پر نہین اتارا بلکہ عدل کے ساتھ انتہی مافی الفتح

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا جَاۗءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝

پھر اٹھا دیے ہمنے ان سے پیچھے سنگتین اور نہ ٹہل جاوے کوئی قوم اپنے وعدے سے نہ پیچھے رہین پھر بھیجتے رہے ہم اپنے رسول لگتے تار جہان پہونچا کسی امت کے پاس انکا رسول اسکو جھٹلا دیا پھر چلاتے گئے ہم ایک کے پیچھے دوسرے اور کر ڈالا انکو کہانیان سو دور ہوجاوین جو لوگ نہین مانتے **ف** ابن کثیر مین کہا ہے اللہ تعالے فرماتا ہے پھر ہمنے انکے پیچھے اور قرون یعنے امم اور خلائق پیدا کیے کوئی امت اپنی

اجل معین سے سبقت نہین کرتی اور نہاپنے مقررہ مدے سے پیچہے ہٹتی ہے بلکہ ہرایک اس قضاکے موافق جواسکی واسطے
اللہ تعالی نے لوح محفوظ مین ٹہیرادی ہے پکڑا جاتا ہے اور ثم ارسلنا رسلنا تترا مین تترا سے ایک رسول کا دوسرے
رسول کے پیچہے آنا مراد ہے اور یہ آیت اس آیت کی طرح ہے وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا
اللهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُمْ مَنْ هَدَى اللهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ یعنے اور ہمنے
اٹہائے ہین ہر امت مین رسول کہ بندگی کرو اللہ کی اور بچو ہر فنگے (رتبون) سے سو کسیکو راہ دی اللہ نے اور کسی پر
ثابت ہوئی گمراہی اور یہ جو فرمایا جہان پہونچا کسی امت پاس انکا رسول اسکو جہٹلایا تو اس سے مراد یہ ہے کہ انکے
جمہور نے جہٹلایا اور یہ آیت اس آیت کیطرح ہے يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا
بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ یعنے کیا افسوس ہے بندونپر کوئی رسول نہین آتا ان پاس جس سی ٹہٹہا نہین کرتے اور یہ جو
فرمایا پہر چلاتے گئے ہم ایک کے پیچہے دوسرے یعنے ہلاک کرتے رہے انکو اور یہ آیت اس آیت کی طرح ہے وَكَمْ
أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِنْ بَعْدِ نُوحٍ یعنے اور کتنے کہپادین ہمنے سنگتین نوح سے پیچہے اور یہ جو فرمایا اور
کرڈالا ان کو کہانیان یعنے انکے قصون کو لوگون کی اخبار اور حدیثین اور کہانیان بناڈالا جنکے ساتہ لوگ
آپس مین باتین کرتے ہین اور یہ قول اسکے اس قول کیطرح ہے فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ
مُمَزَّقٍ یعنے پہر کرڈالا ہمنے انکو کہانیان اور چیر کرڈالا انکو ٹکڑے فتح مین کہا ہے ان قرون سی صالح اور
لوط اور شعیب اور یونس اور ایوب وغیرہم علیہم السلام الی یوم القیام کی قومین مراد ہین جیسے انکی قومون کے
قصے اسی ترتیب پر سورہ اعراف اور ہود مین وارد ہین اور بعض نے کہا ان قرون سے بنی اسرائیل مراد ہین اور
موسی علیہ السلام سی پہلے ان مین بہت رسول آئے اور یہان قرن کو جمع کیا اور فیما سبق مین مفرد تو یہ اسلیے کہ
یہان قرون سی متعدد امتین مراد ہین اور وہان ایک ہی جماعت مراد تہی پہر اللہ تعالی نے اپنی کمال قدرت اور اپنا کمال
علم اپنے بندون کو احوال مین بیان کیا اور فرمایا کوئی جماعت اور امت اپنی آجال مکتوبہ معینہ سے پیشدستی
نہین کرتے اور نہ اپنی ہلاکت کیوقت سی متاخر ہو سکتی ہے اور اسیکی مثل ہے اللہ کا قول فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ
لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ یعنے جب پہونچا انکا وعدہ نہ دیر کرینگے ایک گہڑی اور نہ جلدی
پہر اللہ نے بیان فرمایا کہ ان قرنون اور سنگتون کے پیچہے بہی برابر متواتر لگاتار رسول آتے رہے اپنی قومون
کیطرف لیکن ان کی امتون کا حال تکذیب مین ایک جیسا ہی تہا اور فرمایا ثم ارسلنا رسلنا تترا ابن عباسؓ
نے تترا کی تفسیر مین کہا بعضہم علی اثر بعض یعنے ایک کو بہیجا دوسرے کے قدم پر اور یہ غرض نہین ہے کہ ان

قرون کے بعد بہت رسول ایک ہی بار بہیجے ہین اسلیے کہ دو رسولون کے درمیان کا زمانہ طویل ہوتا تہا اور اسکی تفسیر
کرتا ہے اللہ کا قول کلما جاء امۃ رسولہا کذبوہ کیونکہ یہ جملہ بیان کر رہا ہے کہ ہر ایک رسول خاص ایک ایک امت کیطرف
آتا رہا اور مجی سے تبلیغ مراد ہے اور احادیث جمع ہے احدوثۃ کی اور احدوثۃ کہتے ہین اس بات کو جسکو لوگ آپس مین
کرین اور احادیث احدوثۃ کی جمع ہے جیسے اعاجیب اعجوبہ کی جمع ہے اور اعجوبہ وہ چیز ہے جس سے لوگ تعجب
کرین یا احادیث حدیث کی جمع ہے غیر قیاس پر اور حدیث کا اطلاق شر مین ہوتا ہے خیر کے سوا جیسے کہتے ہین
صار فلان حدیثا یعنے فلان شخص تو عبرت ہو گیا ہے علامہ ابو الطیب نور اللہ مرقدہ نے کہا اور یہ کلیہ درست
نہین ہے کہ حدیث کا اطلاق شر مین ہوتا ہے خیر مین نہین ہوتا پہر کبہی کہتے ہین صار فلان حدیثا حسنا اور عرب نے
کچہ لفظون مین قیاس کا خلاف کیا ہے اور مفاعیل کے صیغہ پر انکی جمع کا استعمال کیا ہے جیسے اباطیل اور
اقاطیع اور کہا زمخشری نے احادیث حدیث کی اسم جمع ہے اور اسی قبیل سے ہے احادیث رسول صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور افاعیل کا وزن جمع کے اوزان مین سے نہین ہے اور اسکو ہماری اصحاب نے ان جمعون کے
وزنون مین بیان کیا ہے جو قیاس کے خلاف ہین جیسے قطیع اور اقاطیع اور حسب عبادید کے وزن پر انہون نے
حکم لگایا ہے کہ یہ جمع تکسیر ہے باوجود اس بات کے کہ اس واحد کے ساتہ کسینے تلفظ نہین کیا تو لائق ہے کہ احادیث
بہی جمع تکسیر ہو اور اسکی تو واحد کے ساتہ تلفظ ہوا ہے اور وہ حدیث ہے پس معلوم ہوا کہ احادیث جمع تکسیر ہے
اسم جمع نہین ہے جیسے ہمنے بیان کیا پہر اللہ تعالے نے اس چیز کو بیان کیا جو فرعون اور اسکی قوم سے موسی اور
ہارون ع کے انکے پاس جانیکے وقت وقوع مین آئی ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَ
سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۙ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ۚ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ
لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ۚ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ۝ وَلَقَدْ
اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ پہر بہیجا ہمنے موسی اور اسکے بہائی ہارون کو اپنی نشانیان
دیکر اور سند کہلی فرعون اور اسکے سردارون پاس پہر بڑائی کرنے لگے اور تہے وہ لوگ چڑہ رہے سو بولے کیا ہم مانینگے
ایک دو آدمیون کو اپنے برابر کے اور انکی قوم کرتے ہین ہماری بندگی پہر جہٹلایا ان دونون کو پہر ہوے کہپنے والون
مین اور ہمنے دی موسی کو کتاب شاید وہ راہ پاوین ف تفسیر ابن کثیر مین ہے کہ اللہ تعالی خبر دیتا ہے کہ اسنے
موسی اور اسکے بہائی ہارون کو فرعون اور اسکے سردارون پاس نشانیان اور حجج سے بہوڑنیوالے اور براہین
قاطعات دیکر بہیجا اور فرعون اور اسکی قوم نے موسی اور ہارون کی اتباع سے استکبار کیا اور اندہون کے امر

کو نہ مانا اور اسکی دلیل یہ بیان کی کہ یہ دونون ہماری برابر کے آدمی ہین جیسے گذشتہ امتون نے بشر ہونے سے رسولون کے
مبعوث ہونیکا انکار کیا ایک سے ہین دل انکے پہر ہلاک کیا اللہ نے فرعون اور اسکی قوم کو اونکو ڈبو دیا ایک ہی دن
مین سب کے سب کو اور اتاری موسی علیہ السلام پر کتاب یعنے توریت جس مین اسکے احکام ہین اور اسکے اوامر اور
اسکے منہیات اور توریت کو اللہ تعالی نے فرعون اور اسکی قوم کے ہلاک کرنے کے بعد اتارا پہر پکڑا انکو پکڑنا غالب
قدرت والے کا اور توریت کے اتارنے کے پیچہے اللہ تعالی نے کسی ساری امت کو ہلاک نہین کیا بلکہ مومنون کو کافرون کے ساتہ
لڑنے کا حکم دیا کما قال تعالے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ
وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ یعنے دی ہمنے موسی کو کتاب اسکے پیچہے کہ کہپا چکے ہم پہلی سنگتین ١
سوجہانے لوگون کو اور راہ بتائی اور مہر شاید وہ یاد رکہین قسم کا بیان یہ ہے کہ آیات سے مراد وہ نونشانیان ہین
جنکا بیان کئی بار ہو چکا اور دریا کے پہٹ جانیکو آیات مین شمار کرنا صحیح نہین ہے کیونکہ مراد آیات سے بیان وہ
آیتین ہین جنکو اونہون نے جہٹلایا اور جن سے انہون نے استکبار کیا اور سلطان مبین سے مراد حجت واضحہ ہے بعض نے کہا سلطان مبین سے بہی مراد نونشانیان ہین
اور یہ عطف تفسیری ہے اور بعض نے کہا سلطان مبین سے صرف لاٹہی مراد ہے اسلیے کہ وہ آیات کی اصل ہے
تو اسوقت یہ ترکیب اس قبیل سے ہوگی جیسے جبریل کا عطف ملائکہ پر بعض نے کہا آیات سے وہ علامتیں مراد ہین جو
ان مدعیون کے واسطے تہین اور سلطان مبین سے نونشانیان مراد ہین اور ملاء سے اشراف مراد ہین جیسے یہ ملاء کی تفسیر
کئی بار گذری اور استکبار کہتے ہین کبر کے طلب کو اور غرض یہ ہے کہ اونہون نے تکلف کے ساتہ تکبر کیا اور ایمان
سے بڑائی کی اور حق کے تابع نہ ہوئے اور عالین سے قاہرین مراد ہین یعنے فرعونی لوگون پر زور جتانے والے
تہے بنی اسرائیل پر بغی اور ظلم کے ساتہ اور انپر اپنا مرتبہ جتانے والے اور کبر اور عناد اور تمرد کی وجہ سے انپر گردنین
اٹہانے والے اور بشرین سے موسی اور ہارون مراد ہین اور ہمزہ انومن مین استفہام انکار کے لیے ہے یعنے
ہم کیسے انکی تصدیق کرین جو بشریت مین ہمارے برابر ہین اور بشر بولا جاتا ہے واحد پر جیسے اللہ نے فرمایا بَشَرًا
سَوِيًّا جیسے بولا جاتا ہے جمع پر جیسے اللہ تعالی نے فرمایا فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اور بشر کا مثنے ہونا آیت باب
مین معنے اول کے اعتبار سے ہے اور بولا جاتا ہے مثنے پر اور مذکر پر اور مونث پر اور فکذبوہما کے یہ معنے ہین
فَاَصَرُّوْا عَلٰى تَكْذِيْبِهِمَا یعنے اونہون نے موسی اور ہارون کی تکذیب پر اصرار کیا پہر اللہ تعالی نے
حکایت کیا اس بات کو جو موسی علیہ السلام کی قوم پر جاری ہوئے فرعون اور اسکی قوم کی ہلاکت کے بعد اور فرمایا
اور ہمنے دی موسی کو کتاب تو کہ موسی کی قوم راہ پاوین اور موسی علیہ السلام کا ذکر خاص اسلیے کیا کہ توریت

انہین پر اوتری طور مین اور ہارون آپ کا خلیفہ تہا آپ کی قوم مین پہر اللہ نے عیسی علیہ السلام کے قصہ کیطرف اجمالا
اشارہ کیا اور فرمایا وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ اور بنایا
ہمنے مریم کے بیٹے اور اسکی مان کو ایک نشانی اور انکو ٹھکانا دیا ایک ٹیلے پر جہان ٹہیراؤ تہا اور پانی نترا ف
حضرت عیسیٰ جب یہان سے پیدا ہوئے اسوقت کے بادشاہ نے نجومیون سے سنا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ پیدا ہوا وہ
دشمن ہوا انکی تلاش مین پڑا انکو بشارت ہوئی کہ اسکے ملک سے نکلجاؤ نکلکر مصر مین گئے ایک گاؤن کے
زمیندار نے حضرت مریم علیہا السلام کو اپنی بیٹی کرر کہا جب حضرت عیسے علیہ السلام جوان ہوئے اس وطن
کا بادشاہ مرچکا تب پہر آئے اپنے وطن کو وہ گاؤن تہا ٹیلے پر اور پانی وہان کا خوب تہا انتہی مافی الموضح
ف ابن کثیر مین لکہا ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندے اور رسول عیسیٰ مریمؑ کے بیٹے کیطرف سے خبر دیتا ہے کہ
اس نے ان دونون کو حجت قاطعہ بنایا لوگون کے واسطے تو کہ وہ جانین کہ اللہ تعالی جو چاہے کر سکتا ہے
کیونکہ اس نے آدم کو بنایا ماں باپ کے سوا اور حوا کو پیدا کیا نر سے مادہ کے سوا اور عیسیٰؑ کو پیدا کیا مادہ سے نر کے
سوا اور پیدا کیا باقی لوگون کو نر اور مادہ دونو کے واسطے سے اور ربوہ سے مرتفع مکان مراد ہے جسکو ہماری
زبان مین اُتاڑ کہتے ہین اور ایسے مکان پر زراعت بہت عمدہ ہوتی ہے یہی قول ہے مجاہد اور عکرمہ اور
سعید بن جبیر اور قتادہ کا ابن عباسؓ کہتے ہین ذات قرار سے ذات خصب مراد ہے یعنے ارزانی والا مکان
اور معین سے پاک پانی نتہرا پانی مراد ہے اور یہی قول ہے مجاہد اور عکرمہ اور سعید بن جبیر اور قتادہ کا اور
مجاہد کہتے ہین ربوہ کہتے ہین ہموار زمین کو اور سعید بن جبیر کہتے ہین ذات قرار و معین سے یہ مراد ہے کہ
پانی اس مین مستوی تہا اور مجاہد اور قتادہ کہتے ہین معین سے جاری پانی مراد ہے اب مفسرین کا اسمین
خلاف ہے کہ یہ ربوہ (اتاڑ جسکا بیان اس آیت مین ہے) کس زمین مین ہے تو عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے
کہا ہے یہ ربوہ مصر مین ہے مگر مصر کی زمین مین پاتا نہین ہین تو مصر کی بستیان پانی نیل کی طغیانی مین ڈوب جاوین کیونکہ مصر کی بستیان اسی
اتاڑ پر واقع ہین اور وہب بن منبہ سے اسی کی مثل مروی ہے لیکن یہ نہایت بعید ہے اور ابن ابی حاتم نے
سعید بن مسیب سے ربوہ کی تفسیر مین روایت کیا کہ وہ ربوہ دمشق ہے ابن ابی حاتم کہتے ہین اور مروی ہے
یہ عبد اللہ بن سلام اور حسن اور زید بن اسلم اور خالد بن معدان سے اسی کی مثل عکرمہ نے ابن عباسؓ
سے روایت کیا کہ ذات قرار و معین سے دمشق کی نہرین مراد ہین اور لیث بن ابی سلیم نے مجاہد سے روایت
کیا کہ ربوہ سے دمشق کا غوطہ اور اسکا آس پاس مراد ہے ابوہریرہؓ سے اسی آیت کی تفسیر مین مروی ہے

کہ رَبْوَہ سے رملہ مراد ہے جو فلسطین کے فروع میں ایک بستی ہے رَوَاہُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ مرہ بہزی کہتے ہیں میں نے
سُنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے واسطے ایک مرد کی تو رَبْوَہ میں مریگا تو مراد رملہ ہے رَوَاہُ ابْنُ
اَبِی حَاتِمٍ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں یہ حدیث سخت غریب ہے اور ان سب قولوں میں بہت قریب قول وہ ہے جسکو
عوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کیا وَ اٰوَیْنٰھُمَا اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ کی تفسیر میں
کہ معین سے وہ جاری پانی مراد ہے اور وہ پانی اس نہر کا پانی تھا جسکی نسبت اللہ تعالی نے قرآن میں ارشاد
فرمایا قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا اور یہی قول ہے ضحاک اور قتادہ کا کہ ربوہ ذات قرار ومعین سے
بیت المقدس مراد ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہیں پھر یہ تفسیر کہ رَبْوَہ سے بیت المقدس مراد ہے واللہ اعلم یہی بہت
ظاہر ہے کیونکہ بیت المقدس دوسری آیت میں مذکور ہے اور بعض قرآن بعض کی تفسیر کرتا ہے اور یہ بہت
عمدہ طریق ہے جسکے ساتھ تفسیر کیجاوے اسکے بعد قرآن کی حدیثوں کے ساتھ تفسیر عمدہ ہے اسکے بعد آثار کے
ساتھ فتح میں کہا ہے کہ آیت سے آیت باہین علامت مراد ہے جو اللہ کی عظیم قدرت اور بدیع صنعت پر دلیل
ہے اور اس لفظ پر سورہ انبیا کے آخر میں گفتگو گذری اللہ تعالے کے قول وَ جَعَلْنٰھَا وَ ابْنَھَاۤ اٰیَۃً
لِّلْعٰلَمِیْنَ کی تفسیر میں قتادہؓ نے کہا آیۃ سے یہ مراد ہے کہ مریم نے اسکو نر کے سوا جنا اور نطفہ کے سوا اور ربیع
بن انس کہتے ہیں کہ آیت سے عبرت مراد ہے اور آیتین تثنیہ کے ساتھ نہیں فرمایا اسلیے کہ اجنا کی بات
ان دونو میں ایک ہی ہے یا یہ مراد ہے کہ کیا ہمنے ابن مریم کو آیت اور اسکی ماں کو آیت تو پہلی آیت کو حذف
کیا گیا اسلیے کہ دوسری آیت پہلی آیت پر دلیل ہے بعض نے کہا رَبْوَہ سے دمشق کی زمین مراد ہے اور یہی قول
ہے عبد اللہ بن سلام اور سعید بن مسیب اور مقاتل کا اور بعض نے کہا بیت المقدس کی زمین مراد ہے یہہ
قتادہ اور کعب کا قول ہے اور بعض نے کہا فلسطین کی زمین مراد ہے یہ سدی کا قول ہے ابن عباسؓ کہتے
ہیں ربوہ کہتے ہیں برابر زمین کو اور بلند جگہہ کو زمین سے اور ایسی جگہہ میں مزروعات وغیرہ بہت عمدہ ہوتی ہے
اور ہم خبر دیے گئے ہیں کہ وہ دمشق ہے اور بعض نے کہا اس سے وہ مکان مراد ہے جو ساری زمینوں سے
اونچا ہے اور وہ اجان میں اپنے سوا اور مکانوں سے اٹھارہ میل اونچا ہے اور وہ مکان زمین کے ٹکڑوں میں
سے آسمان کے بہت قریب ہے مرہ بہزی کہتے ہیں میں نے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے ربوہ وہ رملہ
ہے اخرجہ الطبرانی وابن ابی حاتم وابن جریر وغیرہم اور ابو ہریرہ کہتے ہیں ربوہ وہ رملہ ہے جو فلسطین کے
فروع میں سے ایک بستی ہے بعض نے کہا اس سے مصر مراد ہے اور وہاں جانے کا سبب وہی نقل کیا جسکو

ہمنے موضح القرآن سے نقل کیا لیکن اتنا زیادہ کیا کہ مریم علیہا السلام اپنے بیٹے سمیت وہان بارہ سال رہین
یہانتک کہ وہ ظالم بادشاہ ہلاک ہوگیا ابن عباس کہتے ہین ذات قرار سے ذات خصب اور ذات ثمار مراد ہے
یعنے ارزانی والی زمین اور پہلون والی زمین انتہی ما فی الفتح يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ
اعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝
فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ
حَتّٰى حِيْنٍ ۝ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ
بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ اے رسولو کہاؤ ستہری چیزین اور کام کرو بہلا جو کرتے ہو مین جانتا ہون یعنی سب رسولوں
کے دین مین یہی ایک حکم ہے کہ حلال کہانا حلال راہ سے کما کر اور نیک کام کرنا نیک کام سب لوگ جانتے
ہین اور یہ لوگ ہین تمہارے دین کے سب ایک دین پر اور مین ہون تمہارا رب سو مجہہ سے ڈرتے رہو پہر ٹکڑے
کرلیا اپنا کام آپس مین ٹکڑے ٹکڑے ہر فرقہ جو انکے پاس ہے اسپر ریجہ رہے ہین **ف** ہر پیغمبر کے ہاتہہ اللہ
نے جو اسوقت کے لوگون مین بگاڑ تہا اسکا سنوار فرمایا ہے پیچہے لوگون نے جانا انکا حکم جدا جدا ہے آخر ہمارے
پیغمبر کے ہاتہہ سب بگاڑ کا سنوار اکٹہا بتا دیا اب سب دین ملکر ایک دین ہوگیا **ف** سو چہوڑ دے انکو
انکی بیہوشی مین ڈوبے ایک وقت تک کیا خیال رکہتے ہین کہ یہ جو ہم انکو دیے جاتے ہین مال اور اولاد دوڑ
دوڑ ملاتے ہین انکو بہلائیان کوئی نہین انکو بوجہ نہین **ف** حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ تعالی اپنے
مرسل بندون کو ان سب پر درود و سلام حلال کہانے اور نیک کامون کے ساتہہ قائم رہنے کا ارشاد فرماتا
ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ حلال کے کہانے سے نیک کام پر مدد ملتی ہے تو انبیا اس امر کو پوری طرح عمل
مین لائے اور جمع کی اونہون نے ہر بہلائی زبان سے اور عملی طور پر اور لوگون کو بتلا کر اور لوگون کی خیرخواہی
کرکر جزاہم اللہ عن العباد خیرا حسن بصری نے آیت یا ایہا الرسل کلوا من الطیبت کی تفسیر مین کہا اللہ کی
قسم اللہ نے تم کو زرد چیز کے لینے یا سرخ کے لینے یا شیرین کے لینے یا ترش کے لینے کا ارشاد نہین فرمایا اس
نے تو تم کو حلال کہانے کا ارشاد فرمایا (خواہ وہ کیسے ہی رنگ کی ہو اور اسکا کچہہ ہی مزا ہو) سعید بن
جبیر اور ضحاک کا یہی قول ہے کہ طَيِّبٰتِ سے حلال مراد ہے ابو اسحاق سبیعی نے ابو میسرہ عمرو بن شرحبیل
سے روایت کیا کہ عیسے مریم کے بیٹے اپنی مان کے کاتنے کی مزدوری سے کہایا کرتے اور بخاری مین ہے
کوئی ایسا پیغمبر نہین ہے جس نے بکریان نہ چرائین لوگون نے عرض کیا اور آپ نے بہی بکریان چرائین

یا رسول اللہ فرمایا ہان اور مین بہی کچہ قیراط لیکر مکے والون کی بکریان چراتا رہا اور بخاری مین ہی کہ داؤد علیہ السلام اپنے ہاتہ کی کمائی سی کہاتے تہے صحیحین مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک بہت پیاری نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور اللہ کے نزدیک بہت پیارا روزہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے اور اللہ کے نزدیک بہت پیارا قیام داؤد علیہ السلام کا قیام ہے کہ وہ آدہی رات تک سوتے تہے پہر تیسرا حصہ کہڑے ہوتے پہر چہٹا حصہ سوتے اور ایک دن روزہ رکہتے اور ایک دن افطار کرتے اور نہ بہاگتے جب دشمن کا سامنا ہوتا شداد بن اوس کی بیٹی ام عبد اللہ کہتی ہین مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک دودہ کا پیالہ بہیجا تو کہ افطار کے وقت اسکو پیوین اور آپ روزہ دار تہے اور یہ سخت گرمی کے دن کی بات ہی تو آپنے پیالہ لیجانیوالے کے ہاتہ واپس بہیجا کہ اگر تیری بکری ہی تو مین لے لیتا ہون تو اُس نے کہلا بہیجا کہ مینے اسکو اپنی گرہ سے خریدا ہے تو آپنے پیا جب اگلا دن ہوا تو ام عبد اللہ آپکے پاس آئی اور بولی یا رسول اللہ مین نے آپکے پاس دودہ بہیجا سخت گرمی کیوقت مین اور آپنے میرے آدمی کو واپس کر دیا (اور دودہ قبول نہ کیا) آپ نے فرمایا اسی بات کے ساتہ رسولون کو حکم کیا گیا ہے کہ وہ نہ کہاوین مگر ستہری چیزین (حلال چیزین) اور نہ کام کرین مگر اچہا رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ ابو ہریرہؓ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یَاۤ اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ اللہَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا وَّاِنَّ اللہَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَاۤ اَمَرَ بِہِ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَالَ یٰۤاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ وَقَالَ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ یعنے ای لوگو اللہ پاک صاف ہی نہین قبول کرتا مگر پاک صاف کو اور اللہ نے مومنون کو اسی چیز کا حکم دیا جس چیز کا اس نے رسولون کو حکم دیا ہے فرمایا ای رسولو کہاؤ ستہری چیزین اور کام کرو بہلا جو کرتے ہو مین جانتا ہون اور فرمایا اے ایمان والو کہاؤ ستہری چیزین جو تم کو روزی دی ہم نے پہر آپنے بیان کیا اس آدمی کا جو لنبا کرتا ہے سفر پراگندہ بال پاؤن پر خاک پڑی حالانکہ اسکا کہانا حرام کا ہے اور اسکا پینا حرام کا ہے اور اسکا پہننا حرام کا ہے اور حرام کہا کہا کر پلا ہے پہیلاتا ہے اپنے دونون ہاتہ آسمان کیطرف (اور کہتا ہے) ای میرے مالک ہے میرے مالک (حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین) اس آدمی کی دعا کیونکر قبول ہو رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالْاِمَامُ اَحْمَدُ اور کہا امام ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب ہے اسکو ہم نہین پہچانتے مگر فضیل بن مرزوق کی حدیث سی اور اُمت سے دین مراد ہے اور معنی یہ ہین اے پیغمبرون کی جماعت تمہارا دین ایک ہی دین ہے اور ایک ملت ہے اور وہ بلاتا ہے اسی اکیلی کی عبادت کی

طرف جسکا کوئی شریک نہین ہی ولہذا فرمایا وانا ربکم فاتقون اور اس آیت پر گفتگو سورۂ انبیا مین گذری اور یہ جو فرمایا
پہر پہوٹ کر لیا اپنا کام آپس مین ٹکڑے ٹکڑے یعنی جن امم کیطرف انبیا بہیجے گئی انہون نی پہوٹ ڈالکر اپنا دین ٹکڑے
ٹکڑے کر دیا اور یہ جو فرمایا سو چہوڑ دی ان کو انکی بیہوشی مین تو یہ ویسا ہی ہے جیسے فرمایا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ
رُوَيْدًا یعنے سو ڈہیل دی منکرون کو ڈہیل دی انکو تہوڑے دن اور فرمایا ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَ
يُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ یعنے چہوڑ دی انکو کہا لین اور برت لین اور امید پر بہولی رہین کہ آگی معلوم
کرینگے اور یہ جو فرمایا اَيَحْسَبُوْنَ الآیہ تو اس سے مراد یہ ہی کہ کیا یہ مغرور خیال کرتے ہین کہ جو مال اور اولاد انکو ہم دیتی ہین
اسلیے دیتی ہین کہ انکی ہماری ہان کچہ عزت ہی ہرگز نہین یہ امر ایسا نہین ہے جیسا اونہون نے خیال کیا ہے اپنی اس
قول مین نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ یعنے ہمارے پاس زیادہ مال اور اولاد ہے اور
ہمپر آفت نہ آویگی بے شک غلطی کی اونہون نی اپنے اس قول مین اور خسارہ پایا انکی امید نی اور ہم جو یہ کام کرتے
ہین تو اس مین ہمارا استدراج ہی اور مہلت دینا ولہذا فرمایا بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ جیسے فرمایا فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ
وَلَآ اَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ یعنی
سو تو تعجب کر انکے مال اور اولاد سے یہی چاہتا ہے اللہ کہ انکو عذاب کری ان چیزون سی دنیا کی جیتے اور نکلے
جان انکی اور وہ کافر ہون اور جیسے فرمایا وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ
اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ یعنے اور نہ خیال کرین منکر کہ ہم جو فرصت دیتی
ہین انکو کچہ بہلائی ہے انکے حق مین ہم تو فرصت دیتی ہین انکے حق مین تا بڑہتے جاوین گناہ مین اور انکو ذلت
کی مار ہے اور جیسے فرمایا فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ
اب چہوڑ دی مجہکو اور جہٹلانیوالون کو اس بات کو اب ہم سیڑہی سیڑہی اتارینگی انکو جہان سی وہ نہ جانین گے
اور فرمایا ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا وَّمَهَّدْتُّ
لَهٗ تَمْهِيْدًا ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ كَلَّا اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا چہوڑ دی مجہکو اور اسکو جو مین نی
بنایا اپنے ماں باپ کے یہان ایک بیٹا اور دیا مین نے اسکو مال پہیلا کر اور بیٹے مجلس مین بیٹہنے والے اور تیار
کر دی اسکو خوب طیاری پہر لالچ رکہتا ہے کہ اور دون کوئی نہین وہ ہی ہماری آیتون کا ہے مخالف اور
فرمایا وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ
لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِى الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ یعنے اور تمہاری مال اور اولاد وہ نہین کہ نزدیک کر دین

ہماری پاس ہمارا اور جو پر جو کوی ایمان لایا اور بہلا کام کیا سو انکو ہے بدلا دونا انکے کیے پر اور وہ جہروکون مین بیٹہی
ہین خاطر جمع سے اور اس بارے مین آیتین بہت ہین قتادہ آیت وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ
نُسَارِعُ لَهُمْ فِی الْخَیْرٰتِ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ کی تفسیر مین کہتے ہین کہ بخدا یہ مکر ہے اللہ کا لوگون کے ساتہہ ان کو
مال اور اولاد دینے مین اے ابن آدم تو لوگون کا مالون اور اولاد کے ساتہہ اعتبار نہ کر اور لیکن تو انکو عمل صالح کی
ساتہہ معتبر جان عبد اللہ بن مسعود کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ قَسَمَ بَیْنَكُمْ اَخْلَاقَكُمْ
كَمَا قَسَمَ بَیْنَكُمْ اَرْزَاقَكُمْ وَاِنَّ اللّٰهَ یُعْطِی الدُّنْیَا مَنْ یُّحِبُّ وَمَنْ لَّا یُحِبُّ وَلَا یُعْطِی الدِّیْنَ اِلَّا لِمَنْ
اَحَبَّ فَمَنْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ الدِّیْنَ فَقَدْ اَحَبَّهٗ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَا یُسْلِمُ عَبْدٌ حَتّٰی یُسْلِمَ
قَلْبُهٗ وَلَا یُؤْمِنُ حَتّٰی یَاْمَنَ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ قَالُوْا وَمَا بَوَائِقُهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ غَشْمُهٗ وَظُلْمُهٗ وَلَا یَكْسِبُ عَبْدٌ
مَالًا مِنْ حَرَامٍ فَیُنْفِقُ مِنْهُ فَیُبَارَكُ لَهٗ فِیْهِ وَلَا یَتَصَدَّقُ بِهٖ فَیُقْبَلُ مِنْهُ وَلَا یَتْرُكُهٗ خَلْفَ
ظَهْرِهٖ اِلَّا كَانَ زَادَهٗ اِلَی النَّارِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَمْحُو السَّیِّئَ بِالسَّیِّئِ وَلٰكِنْ یَمْحُو السَّیِّئَ بِالْحَسَنِ اِنَّ
الْخَبِیْثَ لَا یَمْحُو الْخَبِیْثَ یعنے اللہ سبحانہ وتعالے نے تمہارے درمیان اخلاق کو تقسیم
کیا ہے جیسے تمہارے درمیان روزیان بانٹی ہین اور اللہ دیتا ہے دنیا اسکو جسکو دوست رکہتا ہی اور اسکو
بہی جسکو دوست نہین رکہتا اور دین نہین دیتا مگر اسی کو جسکو دوست رکہے پر جسکو اللہ تعالی دین دیتا ہے تو اسکو
وہ دوست رکہتا ہی اس ذات کی قسم جسکے ہاتہہ مین محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہی بندہ مسلمان نہین ہوتا
جبتک اسکا دل مسلمان نہ ہو اور (بندہ) ایمان نہین لاتا جبتک اسکے ہمسایہ اسکے بوائق سے محفوظ نہ رہین
لوگون نے عرض کیا اسکے بوائق کیا ہین فرمایا اسکا جور ظلم اور بندہ نہین کماتا کچہہ مال حرام (طریق) اسی پہر
اس سے خرچ کرے اور اس مین برکت کی جاوی اسکے واسطے (یعنے حرام مال مین سے خرچ کرنا برکت کا موجب نہین
ہوتا لیکن دوزخ مین لیجانے کا باعث اور سبب ہو جاتا ہے) اور نہین خیرات کرتا مال حرام سے پہر وہ قبول ہو
اور نہین چہوڑ جاتا اسکو اپنے پیچہے مگر وہ اسکا زاد (توشہ) ہوتا ہے آگ کی طرف جانے کے لیے اللہ نہین مٹاتا
پلیدی کو پلیدی کے ساتہہ اور وہ تو مٹاتا ہے پلیدی کو پاکی کے ساتہہ گناہ گناہون کے ارتکاب سے معاف نہین ہوتے
رواہ الامام احمد فتح مین کہا ہے اللہ تعالی کے قول یا ایہا الرسل الآیۃ مین خطاب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کے لیے بعض نے کہا خطاب کیا گیا اس مقالہ کی ساتہہ ہر ایک پیغمبر اپنے اپنے وقت مین کیونکہ یہی انکا طریق
ہے جسپر چلنا انکو لازم و واجب ہے اور اس خطاب مین عیسے علیہ السلام بطریق اولی داخل ہین ملکہ ابن جریر

کا تو یہ قول ہے کہ اس آیت مین خطاب ہی عیسے کو ہی لیکن اسپر دلیل موجود نہین ہے) اور طیبات سے عمدہ اشیا اور مستلذات مراد ہین بعض نے کہا طیبت سے حلال چیزین مراد ہین بعض نے کہا طیبت سے وہ اشیا مراد ہین جن مین دو صفتین پائی جاوین حلت بہی اور عمدگی بہی پہر طیبات کے کہانے کے امر کے بعد انکو عمل صالح کا ارشاد فرمایا اور فرمایا واعملوا صالحاً اور صالح عمل سے وہ کام مراد ہین جو شرع کے موافق ہون اور اس آیت مین دلیل ہے اس پر کہ راہبون نے جو عمدہ چیزین جو واقع مین انکو اللہ نے بندون کی واسطے حلال کردیا ہے چہوڑ رکہی ہین یہ انکا فعل باطل ہے اور جملہ اِنِّی بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ امر عمل صالح کے ساتہ امر کی علت ہی یعنے مجہپر تمہاری اعمال سے کوئی شے مخفی نہین ہے اور مین تم کو تمہاری اعمال کے موافق جزا دینے والا ہون اگر اچہا عمل کروگے تو عمدہ جزا دونگا اور اگر برائی کروگے تو سخت سزا طیار ہے اور ظاہر مین تو یہ رسولون کو خطاب ہی لیکن مقصود اس خطاب مین انکی امتین ہین پہر وہی ابوہریرہؓ کی حدیث بیان کی جسکو ہمنے تفسیر ابن کثیر سے نقل کیا پہر عیسے علیہ السلام کا اثر کہ وہ اپنی مان کے کاتنے کی مزدوری مین سے کہاتے تہے اور اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً یہ اللہ کا قول من جملہ ان اقوال کے ہے جنکے ساتہ انبیاؑ کو خطاب کیا گیا اور اسکے معنے یہ ہین کہ ای رسولو جانو کہ تمہارا دین اور ملت اور شریعت ایک ہی ملت ہی اور شریعت یگانہ جسکو جمع کرتا ہے ایک اصل اور قاعدہ اور دستور جو وہ ان سب اشیا سے اعظم ہے جنکو دیکر اللہ نے انبیاؑ کو بہیجا اور اتاری اس اصل مین اپنی کتابین اور وہ بہی بلانا ہی جمیع انبیاؑ کا اللہ اکیلے کی عبادت و پرستش کیطرف جسکا کوئی شریک نہین ہی اس صورت مین ملت سے مراد وہ عقائد ہین جن مین تمام شریعتون کا اتفاق ہے رہی احکام فرعیہ تو انہین شریعتین مختلف ہین خلیل کہتے ہین اس جملہ کے یہ معنی ہین مین جانتا ہون کہ یہی تمہارا دین ہی جسکے ساتہ ایمان لانیکا مینے تم کو حکم کیا فراء نے کہا اس کے یہ معنے ہین اور جانو کہ تمہارا دین ایک ہی دین ہے اور سیبویہ نے کہا مجہہ سے ڈرو اسلیے کہ تمہارا دین ایک دین ہے اور ملت کی طرف اشارہ کیا هٰذِهٖ کے ساتہ اسکے امر کی پوری طرح ظاہر ہونے کی ساتہ صحت اور سداد مین پہر اللہ سبحانہ وتعالیٰ امم گذشتہ کی اس مخالفت کا ذکر فرمایا جو ان سے رسولون کو مقابلہ وقوع مین آئی اور فرمایا فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ الآیہ اور معنے یہ ہین کہ امم نے باوجود دین کے متحد و متفق ہونے کے ٹکڑے ٹکڑے جدا جدا مختلف فرقے بناڈالے پہر کہتے ہین زبر سے فرق اور قطع مختلفہ مراد ہین اسکا واحد زبور ہے اور زبور کہتے ہین فرقہ کو اور طائفہ کو اور اسی کے معنے مین ہے زبرہ اور اسکی جمع ہے زُبَر با کے ضم اور با کے فتحہ کے ساتہ اور بعض نے کہا زبر سے کتابین مراد ہین تو اللہ نے امم ماضیہ کی وصف بیان کی کہ انہون نے اختلاف کیا تو ایک جماعت

نے توریت کا اتباع کیا اور ایک طائفہ نے انجیل کا اور ایک جتھے نے زبور کا پہر اونہوں نے تحریف کی اور اللہ کی کتاب کو بدل ڈالا اور جو مشرک تہے اور پیچھے چلے اپنے باپ دادون کی عادتون اور رسمون کی پہر ان میں سے ہر ایک اس دین کے ساتھ جسکو لیے بیٹھا ہے مسرور ہے اور خوش کیونکہ ہر ایک اعتقاد رکھتا ہے کہ مین حق پر ہون پہر تو انکو چھوڑ دے انکی جہالت اور نادانی مین کیونکہ وہ ہدایت کے اہل اور لائق نہین ہین اور تیرا دل تنگ ہووے کہ ان سے عذاب کیون پیچھے ہٹ رہا ہے ہر چیز کا ایک معین وقت ہے اللہ سبحانہ نے انکی جہالت کو تشبیہ دی اس پانی کے ساتھ جس مین داخل ہونے والا ڈوب جاتا ہے اور چھپ جاتا ہے اور غمرت لغت مین اس چیز کو کہتے ہین جو کچھ سے بلند ہو اور چھپا دیوے کچھ کو اور غمر مارکثیر کو بہی کہتے ہین اسلیے کہ وہ زمین کو ڈہانک لیتا ہے اور کینے اور حسد کو بہی غمر کہتے ہین (کیونکہ وہ آدمی کے دل پر چہا جاتا ہے) اور یہان غمرت سے حیرت اور غفلت اور ضلالت مراد ہے اور آیت مین تہدید شدید ہے کفار کے لیے اور تسلی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اور اس مین حضرت کو انکے مقابلہ سے نہین روکا بلکہ انکے لیے عذاب کے جلدی مانگنے اور انکی عذاب کی تاخیر مین گہبرانے سے روکا ہے اور حین سے انکی عذاب کا وقت مراد ہے یا کفر پر مرجانا تو کہ وہ دوزخ مین معذب ہون اور اللہ کے قول ایحسبون الآیہ مین حجت ہے معتزلہ پر اصلح کے مسئلہ مین کیونکہ وہ کہتے ہین کہ اللہ مخلوق مین سے کسی شخص کے ساتھ کوئی ایسا معاملہ نہین کرتا جس مین اسکے دین کی صلاحیت نہ ہو اور حالانکہ اللہ خبر دیتا ہے اس آیت مین کہ کفار مالی اور جانی امداد مین یہ خیال نہ کرین کہ یہ انکی دین کی بہترائی کا بدلا ہے یا ان کی وسعت اس مین بہلائی ہے اور صلاحیت بلکہ یہ تو بہائم کی طرح کم فہم اور کم عقل ہین ہم جو ان کو آرام دے رہے ہین نعمتون اور آسائشون کے ساتھ تو یہ انکے لیے استدراج ہے اور زیادہ گناہون مین ڈالنا اور جب اللہ سبحانہ نے حقیقی خیرات کی کفار سے جو دنیا کے جیتے جیتے آسودگی اور آرام مین بسر کرتے ہین نفی کی تو انکے پیچھے ان لوگون کا بیان کیا جو خیرات کی دنیا وآخرت دونو جہانون مین اہل اور مستحق ہین اور انکے چار صفتین بیان کین اور فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ هُم مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُم بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ۝ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ۝

البتہ جو لوگ اپنے رب کے خوف سے اندیشہ رکھتے ہین اور جو لوگ اپنے رب کی باتون یقین کرتے ہین اور جو لوگ اپنے رب کے ساتھ شریک نہین ٹھیراتے اور جو لوگ کہ دیتے ہین جو دیتے ہین اور انکے دلون مین ڈر ہے کہ انکو ہے اپنے رب کی طرف

پہر جاناو وہ دوڑ دوڑ لیتے ہین بہلائیان اور اونپر پہونچے سب سے آگے یہ جو فرمایا کہ انکے دلون مین ڈر ہے کہ انکو اپنے رب کیطرف
پہر جانا ہے یعنے کیا جانین وہان قبول ہو یا نہ ہوا آگے کام آوے یا نہ آوے دیتے ہین یعنے اللہ کی راہ مین خرچ
کرتے ہین انتہے مافی الموضح ف تفسیر ابن کثیر مین ہے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جو لوگ اپنے رب کے خوف سے اندیشہ
رکہتے ہین وہ اپنے احسان اور ایمان اور اپنے اعمال صالحہ کے ساتہ اللہ سے ڈرتے ہین اور اس سے خائف ہین اور
اس کے داؤ سے ہراسان ہین جیسے حسن بصری نے کہا کہ مومن جامع احسان و شفقت ہوتا ہے اور منافق مین
برائی اور بیخوفی جمع ہوتی ہے پہر فرمایا اور جو لوگ اپنے رب کی باتین یقین کرتے ہین یعنے اسکی آیات کونیہ اور
شرعیہ کو مانتے ہین جیسے اللہ نے مریم علیہا السلام کیطرف سے خبر دی اور فرمایا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا
وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ یعنے اور سچ جانی اس نے اپنے رب کی باتین اور اسکے کتابین یعنے اس نے
یقین کیا کہ جو کچہ ہوا ہے وہ اللہ تعالی کی قضا و قدر سے ہوا ہے اور جس چیز کو اس نے مقرر فرمایا ہے تو
وہ دو حال سے خالی نہین ہے یا تو وہ امر ہے اور یا روک ہے اگر ارشاد ہے تو جس چیز کا ارشاد کیا ہے وہ اسکے
نزدیک محبوب اور پسندیدہ ہے اور اگر نہی (روک) ہے تو جس چیز سے روکا ہے وہ لامحالہ اسکو غصہ
مین لانیوالی اور ایسی چیز ہے جسکو مکروہ جانتا ہے اور اس سے انکار کرتا ہے اور اگر خبر ہے تو وہ حق ہے جیسے
اللہ نے فرمایا پہر فرمایا اور جو لوگ اپنے مالک کے ساتہ شرک نہین کرتے یعنے اسکے ساتہ کسی اور کی پوجا نہین
کرتے بلکہ اسی ایک فرد احد صمد لم یلد ولم یولد کی پرستش کرتے ہین اور جانتے ہین کہ اسکے سوا کوئی عبادت
کے شایان نہین ہے جو ایک ہے اور نرا ادہار ہے جس نے نہ رکہی بی بی اور نہ اولاد اور جس کا کوئی مثیل نہین
ہے کوئی ہمسر نہین ہے پہر فرمایا اور جو لوگ کہ دیتے ہین جو دیتے ہین اور انکے دلون مین ڈر ہے کہ انکو پہر
اپنے رب کی طرف پہر جانا یعنے جب کچہ اللہ دیتے ہین تو ڈرتے ہین اور کہتے ہین ہم کیا جانین وہان
قبول ہوا یا نہ ہوا آگے کام آوے نہ آوے کیونکہ دینے کی شرطون کے ساتہ ہم سے پوری طور پر قیام نہین ہوا
اور یہ اشفاق اور احتیاط کے قبیل سے ہے عائشہ رضہ کہتی ہین مینے عرض کیا یا رسول اللہ یہ جو فرمایا اللہ نے
وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ کیا اس آیت مین وہ
لوگ مراد ہین جو چوری کرتے ہین اور زنا کرتے ہین اور شراب نوش ہین اور وہ با این ہمہ اللہ سے بہی
ڈرتے ہین فرمایا نہین اے صدیق کی بیٹی ولیکن اس آیت مین ان لوگون کا مذکور ہے جو نماز پڑہتے ہین
اور روزہ رکہتے ہین اور خیرات کرتے ہین اور با این ہمہ خائف ہین اس سے کہ شاید یہ اعمال ہمارے اللہ

مان قبول نہوی ہون یہ لوگ دوڑ دوڑ کرتے ہین بھلائیان رَوَاہُ الامام احمد وَھٰکَذَا رَوَاہُ التِّرمِذِیُّ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ مِنْ حَدِیْثِ مَالِکِ بْنِ مِغْوَلٍ بِہٖ بِنَحْوِہٖ امام ترمذی نے کہا اور یہ حدیث عبدالرحمن بن سعید کے طریق سے بھی مروی ہے اس نے اسکو روایت کیا ابوحازم سے اور اس نے ابوہریرہؓ سے اور اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی کی مثل اور یہی قول ہے ابن عباسؓ اور محمد بن کعب قرظی اور حسن بصری کا اس آیت کی تفسیر مین اور آور لوگون نے اس آیت کو سطرح بھی پڑھا ہے وَالَّذِیْنَ یَاْتُوْنَ مَا اَتَوْا وَّقُلُوْبُھُمْ وَجِلَۃٌ اور معنے یہ ہونگے اور جو لوگ کہ کرتے ہین جو کرتے ہین اور انکے دل ڈرتے ہین اور یہ قرءت مروی ہوئی ہے مرفوعاً حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کہ آپ نے بھی ایسا ہی اس آیت کو پڑھا ابوخلف بنی جمح کے مولی کہتے ہین مین عبید بن عمیر کے ساتھ عائشہؓ کے پاس آیا تو اونہون نے فرمایا ابو عاصم کا آنا مبارک ہووے رای ابو عاصم کیون آپ ہماری زیارت کے لیے نہین آتے وہ بولا مین ڈرتا ہون ہلاک ہونے سے آپ نے فرمایا تو کیون ہلاک ہونے لگا بولا مین آپکے پاس اللہ کی کتاب مین سے ایک آیت پوچھنے کے لیے آیا ہون کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کو کیونکر پڑھا کرتے تھے ام المؤمنینؓ نے فرمایا وہ کونسی آیت ہے عبید بن عمیرؓ نے کہا وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا توام المؤمنینؓ نے فرمایا پھر کونسی قرءت دو قرءتون مین سے تجھکو پسند آتی ہے مینے کہا اسکی قسم جسکے ہاتھ مین میری جان ہے ان مین سے ایک قرءت میرے نزدیک ساری دنیا سے یا کہا دنیا وما فیہا سے زیادہ پیاری ہے ام المؤمنینؓ نے فرمایا وہ کونسی قرءت تجھے بہت پیاری ہے مینے کہا وَالَّذِیْنَ یَاْتُوْنَ مَا اَتَوْا توام المؤمنینؓ نے فرمایا مین گواہی دیتی ہون کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کو اسیطرح پڑھا کرتے تھے اور اسیطرح یہ آیت اتری ہے لیکن ہجا مین تحریف ہوگئی ہے اور اس حدیث کی سند مین اسمعیل بن مسلم مکی ضعیف ہے (لہذا یہ حدیث قابل احتجاج نہین ہے) اور آیت کے معنے پہلی قرءت پر جو جمہور کی قرءت ہے ظاہر ہین کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا اُولٰٓئِکَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَھُمْ لَھَا سٰبِقُوْنَ تو جنکی یہ وصف ہے انکو اللہ نے سابقین مین سے گردانا اور دوسری قرءت کے معنے کی رو سے وہ سابقین مین سے نہین ہوسکتے بلکہ مقتصدین مین ہو سکتے ہین یا مقصرین مین سے وَاللہُ اَعْلَمُ فتح مین کہا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مِّنْ خَشْیَۃِ رَبِّھِمْ مُّشْفِقُوْنَ مین اہل خیرات کی صفات اربع مین ایک صفت مذکور ہے اور اشفاق کہتے ہین خوف کو جبکوئی شخص کسی امر سے خائف ہو تو وہ کہا کرتا ہے اَنَا مُشْفِقٌ مِّنْ ھٰذَا الْاَمْرِ بعض نے اشفاق کی خشیت کے ساتھ تفسیر کی ہے تو اسصورت مین آیت مین تکرار ہوگا اور اسکا جواب یہ ہے

کہ خشیت عذاب کے معنے میں ہیں اور معنے یہ ہین اور جو لوگ اپنے مالک کے عذاب سے خائف ہین اگرچہ انہون نے کوئی گناہ نہین
کیا کلبی اور مقاتل کا یہی قول ہے اور تکرار کا یہی جواب ملا ہے کہ اشفاق آیت باب مین خشیت کی اثر پر محمول ہے اور
وہ مداومت اور مواظبت ہی طاعت پر اور تکرار کا ایک تیسرا جواب ہے وہ یہ کہ اشفاق سے کمال خوف مراد ہے بعض
نے کہا یہ تکرار تاکید کے لیے ہے اور اہل خیرات کی صفات اربع مین سے دوسری صفت یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی باتون
پر یقین رکھتے ہین بعض نے کہا آیات سے آیات تنزیلیہ مراد ہین اور بعض نے کہا تکوینیہ بعض نے کہا دونو مراد ہین
بعض نے کہا آیات کی ساتھ ایمان لانے سے فقط یہی غرض نہین ہے کہ انکے وجود کی تصدیق کرے کیونکہ یہ
تو بالبداہت معلوم ہی ہے کہ آیات موجود ہین اور یہ تصدیق کچھ مدح کے قابل بھی نہین ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ انکی
دلائل ہونے کی تصدیق کرے اور جانے کہ انکا مدلول حق ہے اور صفات اربعہ مین سے تیسری وصف یہ ہے
کہ وہ اپنے مالک کے ساتھ شرک نہین کرتے اور اس صفت کے یہ معنے ہین کہ وہ شرک کے ظاہرًا اور باطنًا تارک
ہین اور چوتھی وصف یہ ہے کہ وہ دینے کے وقت اسکی قبولیت وعدم قبولیت سے خائف ہوتے ہین اور وہ سمجھتے ہین
کہ یہ انکو اللہ کے عذاب سے نجات دینے والا نہین اور ڈرنے کا سبب صرف یہی نہین ہے کہ انہون نے اللہ کیطرف پھرجانا
ہے بلکہ اسکے ساتھ یہ بھی خیال ہے کہ شاید ہم سے یہ اعمال قبول ہی نہ ہوے ہون اور بعض نے کہا جو شخص اعتقاد
کرے جزا اور حساب کیطرف رجوع کا اور جانے کہ مجازی اور محاسب وہ مالک ہے جسپر کوئی خافیہ مخفی نہین ہے اور
آسمان وزمین مین اُسپر کوئی امر غائب نہین ہے تو وہ کبھی ڈر سے خالی ہی نہین رہتا پھر علامہ نے وہی دونون
حدیثین بیان کین جو حافظ ابن کثیر نے لکھین اور ہُم لَہَا مین ضمیر راجع ہے خیرات کی طرف کیونکہ وہ لفظًا
پہلے مذکور ہے بعض نے کہا جنت کی طرف عاید ہے بعض نے کہا سعادت کی طرف لوٹتا ہے جب کلام مین
مکلفین کے اعمال کی گفتگو کا ذکر تہا تو اسکے دو حکم بیان فرمائے اور فرمایا وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا
وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِنْ
دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِمْ بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْأَرُونَ ۝ لَا تَجْأَرُوا
الْيَوْمَ إِنَّكُمْ مِنَّا لَا تُنْصَرُونَ ۝ قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ
تَنْكِصُونَ ۝ مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ ۝ اور ہم کسی پر بوجھ نہین ڈالتے مگر جو اسکو سمائی ہے اور
ہمارے پاس لکھا ہے جو بولتا ہے سچ اور ان پر ظلم نہ ہوگا کوئی نہین انکے دل بیہوشی مین اس طرف سے اور انکو
کام لگے ہین اسکے سوا کہ وہ انکو کر رہے ہین یہانتک کہ جب پکڑینگے ہم انکے آسودہ لوگون کو آفت مین

تب ہی وہ لگین گے چلانے مت چلاؤ آج کے دن تم ہمسے چھڑائے نہ جاؤ گے سنائی جاتی تہی میری آیتین تم کو تو
تم ایڑیون پر الٹے بہاگتے تہے اس سے بڑائی کرکر ایک کہانیوالے کو چہوڑ کر چلے گئے **ف** تفسیر ابن کثیر
مین کہا ہے اللہ تعالی خبر دیتا ہے کہ مینے جو شرع اپنے بندون پر دنیا مین اتاری ہے مینے اس مین عدل سے
کام لیا ہے اس مین جور و ستم وظلم کا دخل نہین ہے وہ یہ کہ ہم کسیپر بوجہ نہین ڈالتے مگر اسی قدر جتنی اسکو طاقت
ہے اور جتنا بار وہ اٹھا سکتا ہے اور جسکے ساتہ وہ قیام کرسکتا ہے اور اللہ قیامت کے دن لوگون کو انکے اعمال
کے مطابق و موافق جزا دیگا جو اس نے اپنی کتاب مسطور (لوح محفوظ) مین لکھدیا ہے کوئی چیز اس سے ضائع
نہین ہو سکتی ولہذا فرمایا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ اور کتاب سے اعمال کی کتاب مراد ہے اور انکی بہلائیون
مین سے کچہ نقصان نہ ہوگا اور رہی برائیان تو انکو وہ معاف کردیگا اور درگذر کرے گا اپنے مومن بندون کی بہت
سی برائیون سے پہر اللہ نے قریش کے کفار اور مشرکون پر انکار فرمایا اور فرمایا بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا
اور غمرت سے غفلت اور ضلالت مراد ہے اور ہذا سے قرآن مجید کیطرف اشارہ کیا ہے جسکو اس نے اپنے رسول
پر اتارا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم بن ابان نے عکرمہ سے اس نے ابن عباسؓ سے وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ
لَهَا عٰمِلُوْنَ کی تفسیر مین روایت کیا کہ اعمال سے اس آیت مین بری عمل مراد ہین اور ذلک کا اشارہ من دون
ذلک مین شرک کی طرف ہے یعنے شرک کے علاوہ اور بہی انکے برے کام ہین جنکو وہ لامحالہ عمل مین لاوین گے مجاہد اور
حسن اور غیر واحد سے ایسا ہی مروی ہے اور اور لوگون نے اسکی تفسیر مین کہا ہے کہ انکی بدقسمتی مین اعمال سیئہ کا کرنا
لکہا گیا ہے جنکو وہ بالضرور عمل مین لاوینگے تو کہ ان پر عذاب کا کلمہ ثابت ہوجاوے اور اسی کی مثل مروی ہے مقاتل بن
حیان اور سدی اور عبد الرحمان بن زید بن اسلم سے اور یہ معنی عمدہ ہین اور ظاہر ہین اور عبد اللہ بن مسعودؓ کی حدیث
کو ہم بیان کرچکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کہا کر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہین
ہے آدمی البتہ بہشتیون کے کام کرتا رہتا ہے یہانتک کہ اسکے اور بہشت کے درمیان نہین رہتا مگر ایک ہاتہہ کا
فاصلہ تو اسپر کتاب (تقدیر) غالب آجاتی ہے پہر وہ دوزخ والے کام کرکے دوزخ مین داخل ہوجاتا ہے اور یہ جو
فرمایا یہانتک کہ جب پکڑین ہم آسودہ لوگون کو کسی آفت مین تب ہی وہ لگین گے چلانے یعنے جب آسودہ لوگون
پر دنیا مین اللہ کا عذاب اور کسی آفت آجاتی ہے تو وہ اسوقت فریاد و نالہ و آہ مین شروع ہوجاتے ہین کما
قال تعالی ذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا وَّطَعَامًا
ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا یعنے اور چہوڑدے مجہکو اور جہٹلانیوالون کو جو آرام مین رہے ہین اور ڈہیل دے

انکو تہوڑی البتہ ہماری پاس بیڑیان ہین اور آگ کا ڈہیر اور کہانا گلے مین اٹکتا اور دُکہہ کی مار اور فرمایا کَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ یعنی بہت کہپا دین ہمنے ان سی پہلی سنگتین پہر لگر پکارنی اور وقت نرہا تہا خلاصی کا اور یہ جو فرمایا نہ چلاؤ آج دن تمکو ہماری طرف سی مدد نہ ہوگی یعنے نہ مدد دیگا تمکو کوئی شخص اس عذاب کے دور کرنے مین جو تمپر اتر چکا ہے تم چلاؤ یا چپ کرو بہاگنے اور خلاصی کی جگہہ کوئی نہین ہے امر لازم ہوگیا اور عذاب واجب پہر اللہ نے انکا کبیرہ گناہ بیان کیا اور فرمایا قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ یعنے جب تمکو آیات کی طرف بلایا جاتا تو تم انکار کرتے اور جب تم کو طلب کیا جاتا تو تم رک جاتے کما قال تعالے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ذٰلِكُمْ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ یعنے جو لوگ منکر ہین انکو پکار کے کہینگے اللہ بیزار ہوتا تہا زیادہ اس سے جو تم بیزار ہوئے اپنے جی سے جسوقت تم کو بلاتی تہے یقین لانیکو پہر تم منکر ہوتے تہے بولی ای رب ہمارے تو موت دی چکا ہمکو دو بار اور زندگی دی چکا دو بار اب ہم قائل ہوئے اپنے گناہون کے پہر اب بہی ہے نکلنے کو کوئی راہ (کہا جاویگا یہ عذاب) تمپر اسواسطے اترا ہے کہ جب کسینے پکارا اللہ کو اکیلا تو تم منکر ہوئے اور جب اسکی ساتہہ شریک پکارا تو تم یقین لانے لگے اب حکم وہی جو کرے اللہ سب سے اوپر بڑا اور اللہ کے قول مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ مین دو قول ہین ایک قول مین تو مستکبرین کفار سے حال ہے جب وہ حق سی اولٹے بہاگتے اور انکار کرتے اسکا اسپر تکبر کر کر اور حقیر جانتے حق کو اور حق والون کو اس صورت مین بِهٖ کی ضمیر مین تین قول ہین ایک تو یہ کہ ضمیر مکہ کی طرف عائد ہی انکی مذمت کی گئی ہے کہ وہ حرم مین قرآن کے مخالف باتین کرتے ہین دوسرا ضمیر قرآن کی طرف راجع ہے جو قرآن مجید کی نسبت گری گرے کلمی بولتے کبہی کہتے یہ جادو ہے اور کبہی کہتے یہ شعر ہے اور کبہی کہتے یہ کہانت ہی اور وہ قرآن مجید کی نسبت اور بہت باطل اقوال بولتے تیسرا یہ کہ ضمیر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف راجع ہے کیونکہ وہ اپنی مجلسون مین جب ملکر بیٹہتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت بہت بیجا باتین اور فاسد اقوال کا استعمال کرتے اور آپکے واسطے باطل کہاوتین بیان کرتے کوئی کہتا یہ شاعر ہے اور کوئی کاہن کہکر خوش ہوتا اور کوئی ساحر کے ساتہہ آپکو نامزد کرتا اور کوئی کذاب کہکر اپنا دل بہلاتا

اور کوئی مجنون کہکر اپنے یارون کو ہشاش بشاش کرتا قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰی یُؤْفَكُوْنَ اور حقیقت مین یہ سب اقوال
باطل تہے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اللہ کے بندے تہے اور اسکے رسول جنکو اللہ نے ان پر غالب کر دیا اور جس نے
انکو حرم سے خوار اور ذلیل کر کے نکالدیا بعض نے کہا ضمیر بیت اللہ کیطرف راجع ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ کفار
بیت اللہ کی وجہ سے بڑائی اور استکبار کرتے اور اعتقاد کرتے کہ ہم اسکے مالک ہین حالانکہ وہ اسکے مالک نہ تہے
ابن عباسؓ کہتے ہین عشا کے بعد باتین کرنا اسوقت مکروہ ہوا جب آیت نازل ہوئی مستکبرین بہ سامراً تہجرون
اور بہ سے مراد بالبیت ہے مشرک کہتے ہم اسکے مالک ہین اور بڑائی کرتے اور بیت اللہ مین رات کو باتین کرتے
اور اسکو آباد نکرتے بلکہ یون ہی چہوڑ دیتے رَوَاهُ النَّسَائِیُّ فِی التَّفْسِیْرِ اور ابن ابی حاتم نے بہی اس
مقام مین بہت طویل گفتگو کی جسکا حاصل یہی ہے فتح کا بیان یہ ہے کہ جن دو حکمون کو اللہ نے مکلفین
کے عملون کے واسطے بیان کیا ان مین سے پہلا حکم تو یہ ہے کہ اس نے تکلیف مالا یطاق کو اٹہا دیا اور اسکی
تفسیر سورہ بقرہ کے آخر مین گذری اور وسع کی تفسیر مین دو قول ہین پہلا قول تو یہ ہے کہ وسع سے طاقت
مراد ہے جیسے اسکے ساتھ لغت والون نے اس لفظ کی تفسیر کی ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ وسع سے دون
الطاقت مراد ہے یعنی وہ کام جس سے طاقت زیادہ ہو اور یہی قول ہے مقاتل اور ضحاک اور کلبی اور معتزلہ
کا کہتے ہین وسع کو اسلیے وسع کہتے ہین کہ وہ فاعل پر اسکے فعل کو وسیع کر دیتا ہے اور اسپر کوئی حرج نہین رہتا ہر جو
شخص بیٹہ کر نماز پڑہنے کی طاقت نہ رکہے وہ اشارہ سے پڑہے اور جو شخص روزہ رکہنے کی طاقت نرکہے وہ افطار
کرے اور یہ جملہ مستانفہ ہے جس مین حرص دلائی ہے سابقین کے کامون کی جو کرامات کی تحصیل کے موجب و
باعث ہین یہ بیان کرکے کہ وہ بہی کچہ مشکل نہین ہین بلکہ سہل ہین اور حد وسع اور طاقت سے باہر نہین ہین
اور یہی اللہ کی عادت ہے اپنے بندون کی تکلیف دینے مین اور اس مین رد ہے اس شخص کا جو تکلیف مالا
یطاق کو جائز خیال کرتا ہے اور جملہ ولدینا کتاب ینطق بالحق مین تکلیف مالا یطاق کی نفی کا تتمہ ہے
اور کتاب سے اس جملہ مین اعمال کے صحیفے مراد ہین اور معنے یہ ہین کہ ہمارے پاس ایسی کتاب ہے جس مین
مکلفین مین سے ہر ایک کے عمل ثابت ومندرج ہین ویسے کے ویسے ظاہر ہو جاوینگے اسکے ساتھ جو جو واقع
کے مطابق ہے افراط اور تفریط کے سوا اور اسیطرح ہے اللہ کا قول هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ
اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ یعنے یہ ہمارا دفتر ہے بولتا ہے تمہارے کام ٹہیک ہم لکھواتے جاتے تہے
جو کچہ تم کرتے تہے اور اس مین تہدید ہے عاصیون کے لیے اور تانیس ہے فرمانبردارون کے واسطے حیف

اور ظلم سے بعض نے کہا مراد کتاب سے لوح محفوظ ہی کیونکہ اس مین ہر چیز مکتوب ہی بعض نے کہا کتاب سے قرآن مراد
ہے لیکن پہلی تفسیر بہت بہتر ہے اور اس مین تشبیہ دی ہے کتاب کو اس شخص کے ساتھ جو زبان کی ساتھ اپنا فی
الضمیر ادا کرتا ہے کیونکہ کتاب بھی اس چیز کو بیان کر دیتی ہے جو اس مین ہوتا ہے جیسے بولنے والا اپنا مافی الضمیر ادا
کر دیتا ہے اور جملہ وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ مین ماقبل کا بیان ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندون کو جزا دینے مین اپنے
فضل و عدل سے کام لیگا ظلم و جور و ستم و حیف کو روا نہ رکھیگا اور ایسا ہی ہے اللہ تعالی کا قول وَوَجَدُوْا
مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَّلَا یَظْلِمُ رَبُّکَ اَحَدًا یعنے اور پاوینگے اپنا کیا اور اپنے کرتوت سامنے اور نہ ظلم کریگا
تیرا رب کسیپر پہر اللہ سبحانہ نے اس سے اعراض فرمایا اور فرمایا بَلْ قُلُوْبُھُمْ فِیْ غَمْرَۃٍ یعنے بلکہ ان کافرون
کے دل اس کتاب سے جو حق کی ساتھ بولیگی ایک گہرے گڑھے مین ہین یا ان کے دل اس امر سے بیہوش ہین
جسپر ہین ایمان والے اور غمرت سے بیان بیہودہ اور غفلت اور حیرت اور اندھاپن اور جہالت مراد ہے ابن عباسؓ
نے کہا غمرت سے کفر اور شک مراد ہی اور وَلَھُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِکَ مین ابن عباسؓ کا یہ قول ہے کہ شرک کے
سوا بھی انکے بُری عمل ہین ان مین سے ہی لونڈیون سے زنا کرانا اور قتادہ اور مجاہد کا یہ قول ہے کہ انکے لیے
گناہ ہین جنکو یہ کفار ضرور عمل مین لاوینگے حق کے سوا اور حسن اور ابن زید کا یہ قول ہے کہ انکے لیے ردی
اعمال ہین جنکو انہون نے ابہی نہین کیا اور وہ کام انکے سوا ہین جنپر یہ قائم ہین اور ضرور انکو کر کر دوزخ
مین جاوینگے اور دون سے غیر مراد ہے اور معنے یہ ہین کہ کفار کی اعمال مسلمانون کے عملون کے مخالف ہین
جنکو اللہ سبحانہ نے بیان کیا واحدی نے کہا مفسرین اور اصحاب معانی کا اسپر اتفاق ہے کہ یہ اخبار ہے
ان کفار کی اعمال خبیثہ سے جو انپر لکھے گئے ہین اور یہ ضرور ان کامون کو بجا لاوینگے اور جملہ وَھُمْ لَھَا
عَامِلُوْنَ اسکا مقرر و مثبت ہی یعنے انپر انکا بجا لانا واجب ہے تو کہ وہ کام کر کر دوزخ مین بیٹہین
اس بدقسمتی اور کمبختی کیوجہ سے جو انکیلیے ازل مین سبقت کر چکی ہے اور وہ اس سے بہاگ نہین سکتے پہر
اللہ سبحانہ نے کفار کی وصف کی طرف رجوع فرمایا اور فرمایا حَتّٰی اِذَا اَخَذْنَا مُتْرَفِیْھِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا
ھُمْ یَجْئَرُوْنَ اور ضمیر مترفیہم میں ان کفار کی طرف راجع ہے جن کا مذکور ہوا اور مترفین سے آسودہ اور متنعم
لوگ مراد ہین جنکو اللہ نے دنیا کے جیتیس اور اولاد کے ساتھہ مدد دی یا مترفین سے رئیس اور غنی مراد ہین اور
عذاب سے وہ انکا بدر کے دن تلوار کے ساتھہ مارا جانا مراد ہے یا عذاب سے وہ بھوک اور قحط مراد ہے جو حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بد دعا کیوجہ سے انپر پڑا جب آپنے فرمایا اَللّٰھُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَکَ عَلٰی مُضَرَ

اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ یعنی یا اللہ سخت کر لتاڑ اپنی مضر قبیلے) پر اور کر اسکو اُنپر قحط (سات) یوسف علیہ السلام کے قحطون کیطرح بعض نے کہا عذاب سے عذاب آخرت مراد ہے اور اسی کو ترجیح دیگئی ہے اسلیے کہ یہ چلانا اور فریاد و نالہ و آہ تو ان سے آخرت کی عذاب کیوقت وقوع مین آویگا اور یہ ان سے نہ بدر کی دن واقع ہوا اور نہ ان قحط کی سالون مین اور اسکا جواب دیا گیا ہے کہ جؤار لغت مین چیخنے اور چلانی کو کہتے ہین جوہری نے کہا الجوار مثل الخوار یقال جار الثور یجار اذا صاح یعنے جرار کے بھی وہی معنے ہین جو خوار کے معنے ہین کہتے ہین جار الثور جب بیل بولے اور یہ چیخنا بدر کے دن کفار اور کفار کی اولاد سے جب وہ تلوار سے مارے گئے وقوع مین آیا اور اسیطرح چیخنا ان سے وقوع مین آیا قحط کے سالون مین جب وہ بھوکے مرنے لگے اور قرآن مین جؤار کچھ تضرع کے ساتھ مقید تو نہین ہے تا کہ اس قائل کا اعتراض بجے ابن عباسؓ کہتے ہین کہ وہ استغاثہ کرین گے اپنی رب سے اور کشف عذاب کے لیے اسکی طرف پناہ جو ہونگے اور معذلک یہ استغاثہ کچھ انکو فائدہ نہ کریگا اسلیے اللہ سبحانہ نے خبر دی کہ تبکیت کی طور پر انکو کہا جاویگا لَا تَجْأَرُوا الْيَوْمَ إِنَّكُم مِّنَّا لَا تُنصَرُونَ یعنے ہماری طرف سے تم کو کوئی مدد نہ ملے گی جو تمہارے اوپر سے عذاب کو اٹھا دیوے پھر اللہ سبحانہ نے توبیخًا انکی برائیون کو بیان فرمایا اور فرمایا قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنكِصُونَ ابن عباسؓ نے نکوص کی ادبار کے ساتھ تفسیر کی اور نکوص کی لغت مین یہ معنے ہین کہ پیچھے کیطرف جاوے اور یہ سب چالون سے بری چال ہے کیونکہ اس چال مین آدمی جسطرف جاتا ہے اسطرف کی چیزون کو نہین دیکھ سکتا اور یہان یہ اعراض عن الحق سے استعارہ ہے اور علی بن ابیطالب نے أَعْقَابِكُمْ کے عوض أَدْبَارِكُمْ کو پڑھا اور مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ کی ضمیر مین وہی اختلاف بیان کیا جو حافظ ابن کثیر نے بیان کیا اور کہا ضمیر بیت عتیق کیطرف راجع ہے یا حرم کی طرف اور ضمیر کو اسلیے حذف کر دیا کہ حرم کے ساتھ استکبار اور بڑائی کرنا انکا مشہور تھا اور اسکی ولایت کی ساتھ انکا فخر کرنا اور وہ کہتے ہمپر کوئی غالب نہ ہوگا کیونکہ ہم اہل حرم ہین اور اسکے خادم اور جمہور مفسرین اسیطرف گئے ہین پھر کہا یا ضمیر قرآن کیطرف عائد ہے اور معنے یہ ہین کہ قرآن کے سننے سے وہ زیادہ اتراتے اور سرکشی مین آتے ابن عطیہ نے کہا اور یہ قول بہت جید ہے اور نحاس نے کہا کہ اول قول اولی ہے اول قول کی صورت مین بہ مستکبرین کی متعلق ہوگا اور دوسری صورت مین سامرا کے متعلق کیونکہ کفار بیت اللہ کے از دگرد رات کو جمع ہو جاتے پھر باتین کرتے اور انکی باتین رات مین بیشتر آن کا ذکر اور اس مین طعن کرنا

ہوتا ابن عباسؓ کہتے تہے تم اے لوگو کعبے کے پاس جمع ہوکر رات کو باتین کرتے ہو اور پہر بکواس کرتے ہو اور قریش ہی حلقے حلقے ہوکر کعبے کے ازدگرد باتین کیا کرتے تہے اور وہی کہتے ہین کہ مشرک ہجو کرتے تہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی رات کی باتون مین اور وہی کہتے ہین کہ عشا کے بعد باتین کرنے سے اسوقت روکا گیا جبکہ آیت نازل ہوئی اخرجہ النسائی اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَاۗءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَاۗءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلْ جَاۗءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۝ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَاۗءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ اَمْ تَسْاَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ڰ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ۝ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ سو کیا دہیان نہین کی یہ بات یا آیا ہے ان پاس جو نہ آیا تہا انکے پہلے باپ دادون پاس یا پہچانا نہین انہون نے اپنا پیغام لانیوالا سو اسکو اوپرے سمجہتے ہین یا کہتے ہین اسکو سودا ہے کوئی نہین وہ لایا ہے انکے پاس سچی بات اور ان بہتون کو سچی بات بری لگتی ہے اور اگر سچا رب چلے انکی خوشی پر تو خراب ہون آسمان اور زمین اور جو کوئی انکے بیچ ہے کوئی نہین ہمنے پہونچائی ہے انکو نصیحت سو اپنی نصیحت کو دہیان نہین کرتے یا تو ان سے مانگتا ہے کچہ حاصل سو حاصل تیرے رب کا بہتر ہے اور وہ بہتر روزی دینے والا اور تو تو بلاتا ہے انکو سیدہی راہ پر اور جو لوگ نہین مانتے پچہلا گہر راہ سے ٹیڑہے ہوئے ہین اور اگر ہم انکو رحم کرین اور کہولدین جو تکلیف ہے انپر مقرر لگے جاوین اپنی شرارت مین بہکے **ف** یہ جو فرمایا سو کیا دہیان نہین کی یہ بات یعنے قرآن مین فکر نہین کرتے اور نصیحت کرنے والے ہمیشہ ہوتے رہے ہین پیغمبر ہوئے یا پیغمبر کے تابع اور یہ جو فرمایا یا پہچانا نہین انہون نے پیغام لانیوالا یا اسکو اوپرا سمجہے ہین یعنے ہمیشہ اس رسول کی خو اور خصلت سے واقف ہین اور اسکی سچائی اور نیکی جان رہے ہین اور یہ جو فرمایا اور اگر ہم رحم کرین اور کہولدین جو تکلیف ہے انپر مقرر لگے جاوین اپنی شرارت مین بہکے تو شاید یہ اسکو فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے ایک بار مکہ مین لوگون پر قحط پڑا تہا پہر حضرت ہی کی دعا سے کہلا انتہی ما فی موضح القرآن **ف** حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ تعالی مشرکون پر انکار کرتا ہی انکے نہ سمجہنے مین قرآن مجید کو اور انکے اس مین نہ دہیان کرنے مین اور اسسے منہ پہیرنے مین باوجود اسکی

کہ وہی ایسی کتاب کے ساتھہ مخصوص ہوئی جس سے بڑہکر کامل کتاب کسی پیغمبر پر نازل نہیں ہوئی اور نہ اس سے اشرف خاص انکے باپ دادی کہ وہ کفرہی مین مری اور انکے پاس کوی کتاب نہین پونچی اور نہ کوئی ڈرانے والا تو ان مشرکون کے حال کے لائق تو یہ بات تہی کہ اس نعمت کا مقابلہ بھلی قبولیت کے ساتھہ کرتے اور اسکے شکر مین کہڑے ہوتے اور اسکو سمجہتے اور اسکے مقتضا پر عمل کرتے رات کی گہڑیون اور دن کے اطراف مین جیسے ان مین سے نجبا نے کیا جنہون نے اسلام کو اختیار کیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے خوش ہوئے قتادہ کہتے ہین کیا لوگون نے قرآن مین اب تک دہیان نہین کیا اللہ کی قسم اگر اس مین تدبر اور تفکر سے کام لین (اور غور کو اپنا شعار بنا لین اور نظر کو دثار) تو ضرور قرآن مین اللہ تعالی کی معصیت سے زاجر (روکنے والا) معلوم کرین اور اسکو سمجہ لین لیکن لوگون نے لیا قرآن مین سے وہ جو کہ طرف لگتا ہے پہر وہ ہلاک ہو گئے اسوقت پہر اللہ نے قریش پر انکار کی طور پر فرمایا اَمۡ لَمۡ یَعۡرِفُوۡا رَسُوۡلَهُمۡ فَهُمۡ لَهٗ مُنۡكِرُوۡنَ یعنے کیا یہ مشرک محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسکی سچائی اور امانت اور صیانت کو نہین جانتے حالانکہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہین لوگون مین نشو ونما پایا کیا یہ اسکی امانت اور صیانت اور صداقت کا انکار کر سکتے ہین و لہذا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ نے نجاشی بادشاہ حبشہ سے کہا اَیُّهَا الۡمَلِكُ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ فِیۡنَا رَسُوۡلًا نَعۡرِفُ صِدۡقَهٗ وَنَسَبَهٗ وَاَمَانَتَهٗ یعنے ای بادشاہ بے شک اللہ نے ہماریطرف ایسا رسول بہیجا ہے جسکی سچائی اور نسب اور امانت کو ہم جانتے پہچانتے ہین اور ایسا ہی کہا مغیرہ بن شعبہ نے کسری بادشاہ ایران کی نائب کو جب اسکا مقابلہ کیا اور ایسا ہی کہا ابوسفیان صخر بن حرب نے روم کے بادشاہ ہرقل کے لیے جب اس نے ابوسفیان اور اسکے اصحاب سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفتون اور نسب اور صداقت اور امانت سے پوچہا اور اسکے بعد وہ کافر ہی رہے (ابوسفیان بن حرب کے سوا کہ وہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہو گیا) مسلمان نہوی اور باوجود کافر رہنے کے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سچ کے سوا کچہ اور نہ بول سکے اور یہ جو فرمایا اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ بِهٖ جِنَّةٌ تو یہ اللہ تعالی نے مشرکون کے قول کو حکایت کیا ہے کہ وہ کہتے ہین محمد نے قرآن کو اپنے آپ سے بنا لیا ہے اور یہ سودائی ہے یہ نہین جانتا ہے جو مونہہ سے نکالتا ہے اور اللہ نے خبر دی کہ اس بات کو انکے دل نہین مانتے اور وہ جانتے ہین کہ یہ جو ہم قرآن کی نسبت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طعن دہرتے ہین یہ ہمارا خیال لغو اور بیہودہ اور باطل ہے کیونکہ

انکے پاس اللہ کی کتاب ہے وہ چیز ہو پہنچ چکی ہے جسکے مقابلہ کی طاقت اور جسکی مدافعت کی قدرت کسی بشر
کو نہین ہے اور اس نے انکو مقابلہ کے لیے بلایا ہے اللہ نے یمن والون کو اور کہدیا ہے کہ وہ اس قرآن کی
مثل (یا قرآن کی دس سورتون کی مثل یا قرآن کی ایک سورت کی مثل) بنا کر لاوین اگر وہ سچے ہین اور
وہ ابد الآبدین کبھی اس امر کی طاقت نہ پاوینگے ولہذا فرمایا بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ
كٰرِهُوْنَ قتادہ کہتے ہین ہمارے لیے مذکور ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک آدمی کو ملے اور
اسکو فرمایا مسلمان ہوجا وہ بولا تو مجھے بلاتا ہے ایسے امر کی طرف جسکو مین برا جانتا ہون حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگرچہ تو اسکو برا مانے اور ہمارے لیے مذکور ہوا ہے کہ آپ ملے ایک اور آدمی کو
اور فرمایا اسکو مسلمان ہوجا تو اسکو یہ بات بری معلوم ہوئی اور اسپر ناگوار گذری پھر فرمایا اسکے لیے حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھلا بتلا تو اگر کسی تنگ راستے مین ہووے پھر تو ایسے آدمی کو ملے جسکو تو پہچانتا
ہو اور اسکی نسبت تجھی معلوم ہو اور وہ تجھہ کو ایک کھلی اور آسان راہ کیطرف ملا دے کیا تو اس آدمی
کے کہنے پر عمل کریگا وہ بولا جی ہان فرمایا اسکی قسم جسکے ہاتھہ مین محمدؐ کی جان ہے بیشک تو اس تنگ راہ
سے بھی زیادہ دشوار راہ مین ہے اگر تو اسی حالت پر رہا اور مین تجھہ کو اس سے آسان راہ کیطرف
بلاتا ہون اگر تو اسکو قبول کرے اور ہمارے لیے بیان کیا گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کو ملے
اور اسکو فرمایا تو مسلمان ہوجا تو اسکو یہ کہنا برا معلوم ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو فرمایا بھلا
بتلا تو اگر تیرے پاس دو غلام ہون ان مین سے ایک غلام تو ایسا ہو کہ جب تیرے ساتھ بات کرے تو سچ
بولے اور جب تو اسکے پاس امانت رکھے تو تیری امانت کو ادا کرے کیا یہ غلام تیرے نزدیک محبوب اور
پسندیدہ ہے یا تیرا وہ غلام کہ جب وہ تجھہ سے بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب تو اسکے پاس کچھہ
امانت رکھتا ہے تو وہ اس مین سے چوری کرلیتا ہے وہ شخص بولا نہ مجھے وہ غلام پیارا ہے جو جب مجھہ
سے بات کرے تو سچ بولے اور جب مین اسکے پاس امانت رکھون (تو اس مین خیانت نکرے) وہ امانت
دیدیوے مجھکو تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہاری اپنے مالک کے پاس یہی مثال ہے (یعنے
مسلمان اپنے مالک کے نزدیک اس غلام کی طرح ہے جو بات مین سچا ہے اور امانت مین پورا ہے اور
کافر اس غلام کی طرح ہے جو بات مین جھوٹا ہے اور امانت مین ادھورا ہے) اور یہ جو فرمایا وَلَوِ اتَّبَعَ
الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ تو مجاہد اور ابو صالح اور سدی کا

یہ قول ہے کہ حق سے مراد اس آیت مین وہ اللہ عزوجل ہے اور معنے یہ ہین کہ اگر اللہ تعالی جو سچا مالک ہے انکی خواہشون
اور خوشیون کے پیچھے چلے اور امور کو انکی خوشی کے مطابق مقرر کرے تو ضرور بگڑ جاوین آسمان اور زمین
اور وہ چیزین جو ان مین موجود ہین جیسے اللہ عزوجل نے کفار سے انکا یہ قول ہین خبر دی کہ ان کا یہ خیال
ہے کہ رب العالمین ہمارے طبیعتون کے موافق کام کرے فرمایا کہتے ہین لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ
عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ یعنے کیون نہ اترا یہ قرآن کسی بڑے سردار ان دو بستیون کے یعنے
مکے اور طائف کے کسی سردار پر پھر انکے اس خیال کو رد فرمایا یہ کہکر اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ
نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ
بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ یعنے کیا یہ کا فر بانٹتے ہین تیرے رب کی
مہر ہمنے بانٹی ہے ان مین روزی انکی دنیا کے جیتے اور اونچے کیے درجے ایک کے ایک سے کہ ٹھیراوے
ایک دوسرے کو کمیرا اور تیرے رب کی مہر بہتر ہے ان چیزون سے جو سمیٹتے ہین یعنے اللہ نے روزی دنیا کی
تو انکی تجویز پر بانٹی نہین پھر پیغمبری کیونکر دے انکی تجویز پر اور فرمایا قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ
رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا یعنے کہہ اگر تمہارے
ہاتھ مین ہوتے میرے رب کی مہر کے خزانے تو مقرر موندہ رکھتے تم اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جاوین اور ہے انسان
دل کا تنگ اور فرمایا اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا یعنے یا انکا کچھ
حصہ ہے سلطنت مین پھر تو یہ نہ دین گے لوگون کو ایک تل برابر تو ان آیتون مین اللہ تعالی نے بندون کا
عجز اور انکے آراء اور اہواء کا اختلاف بیان کیا ہے اور وہی اللہ تعالی اپنی ساری صفتون اور قول
اور افعال اور شرع اور قدر اور مخلوق کی تدبیر مین کامل ہے وہ برتر اور پاک ہے فَلَآ اِلٰهَ غَيْرُهٗ وَ
لَا رَبَّ سِوَاهُ ولہذا فرمایا بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ اور ذکر سے
آیت مین قرآن مراد ہے اور یہ جو فرمایا اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّهُوَ خَيْرُ
الرّٰزِقِيْنَ تو خراج سے اجر اور مزدوری مراد ہے قالہ الحسن یا ماصل مراد ہے قالہ قتادہ یعنے تو نہین مانگتا
ان سے کچھ مزدوری اور نہ کچھ حاصل اور نہ اور کوئی چیز اسپر کہ تو انکو ہدایت کیطرف بلاتا ہے بلکہ تو تو اس مین اللہ
سے جمیل و جزیل ثواب کا طالب ہے کما قال تعالے قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ یعنے
تو کہہ مین مانگتا نہین تم سے اسپر کچھ نیگ اور مین نہین آپکو بنانے والا اور جیسے فرمایا قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ

مِنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ یعنے جو مزدوری مینے تم سے طلب کی ہے اسکو تم اپنے پاس رکہو
میری مزدوری نہین مگر اللہ پر اور فرمایا قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى یعنے کہہ مین نہین
مانگتا اللہ کے احکام پہونچانے پر مزدوری مگر یہی ناتا پروری اور فرمایا وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى
قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْئَلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ یعنے آیا شہر کے پرلے
سرے سے ایک مرد دوڑتا بولا اے قوم چلو راہ پر ان بھیجے ہوؤن کے چلو راہ پر ایسون کے جو تم سے نیگ نہین
مانگتے اور راہ سوجھی ہین اور یہ جو فرمایا وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ تو ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس خواب مین دو فرشتے آئے تو ایک ان مین سے آپکے مبارک قدمون کے پاس بیٹھا اور دوسرا آپ کے مبارک
سر کے پاس اور وہ فرشتہ جو پاؤن کے پاس بیٹھا بولا اس فرشتے کو مخاطب کرکے جو سر کے پاس بیٹھا تھا
بیان کر کہاوت اس شخص کی اور اس شخص کی امت کی تو وہ بولا اس شخص اور اس شخص کی ایک امت کی کہاوت ایک مسافر
لوگون کی سی ہے کہ وہ ایک جنگل مین پہونچے اور انکے پاس اتنا خرچ نہ رہا جس سے اس جنگل کو قطع کر سکین اور نہ
اتنا خرچ رہا جس سے واپس ہی ہو سکین تو وہ اسی حال مین تہے کہ انکے پاس ایک مرد حبرہ جوڑا پہنے ہوئے آیا
اور بولا بہلا بتلاؤ اگر تم کو مین سرسبز باغون اور بہرے حوضون مین لیچلون تو میرے پیچہے چلوگے وہ
سب کے سب بولے جی ہان کیون نہین چلینگے فرشتے نے کہا پہر وہ مرد انکو لے چلا اور انکو جاکر سرسبز باغون
اور بہرے حوضون مین داخل کردیا پہر انہون نے وہان کہایا اور پیا اور موٹے تازے ہوئے پہر اس مرد نے ان کو
کہا کیا مینے تمہارے ایسی نازک حالت مین خبرگیری نہین کی (کہ تم بے زاد و خرچ ایک جنگل بے زراعت و
گیاہ مین پڑے تہے) پہر مینے تم کو سرسبز ملک مین لا کر ڈالدیا وہ بولے بیشک فرمایا پہر بیشک تمہارے آگے
ایسے باغ ہین کہ وہ ان سے کہین بڑہکر سرسبز ہین اور ایسے حوض ہین کہ وہ ان سے کہین زیادہ بہرے ہین
آؤ پہر میرے پیچہے پیچہے چلو تو ایک جماعت بولی اللہ کی قسم یہ شخص سچا ہے ہم تو اسکے پیچہے ضرور چلین گے
اور ایک جماعت بولی ہم اسی کے ساتہ خوش ہین ہم تو یہان ہی رہین گے رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ عمر بن خطاب
کہتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنِّيْ مُمْسِكٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَتَغْلِبُوْنَنِيْ تَتَقَاحَمُوْنَ
فِيْهَا تَقَاحُمَ الْفَرَاشِ وَالْجَنَادِبِ فَاُوْشِكُ اَنْ اُرْسِلَ حُجَزَكُمْ وَاَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ فَتَرِدُوْنَ
عَلَيَّ مَعًا وَاَشْتَاتًا اَعْرِفُكُمْ بِسِيْمَاكُمْ وَاَسْمَائِكُمْ كَمَا يَعْرِفُ الرَّجُلُ الْغَرِيْبَ مِنَ الْاِبِلِ فِيْ

ابله فيذهب بكم ذات الشمال فاناشد فيكم رب العلمين اى رب قومى اى رب امتى فيقال يا محمد انك لاتدرى ما احدثوا بعدك انهم كانوا يمشون بعدك القهقرى على اعقابهم فلا عرفن احدكم ياتى يوم القيمة يحمل شاة لها ثغاء ينادى يا محمد يا محمد فاقول لا املك لك من الله شيئا قد بلغت ولا عرفن احدكم ياتى يوم القيمة يحمل بعيرا له رغاء ينادى يا محمد يا محمد فاقول لا املك لك شيئا قد بلغت ولا عرفن احدكم ياتى يوم القيمة لها حمحمة فينادى يا محمد يا محمد فاقول لا املك لك شيئا قد بلغت ولا عرفن احدكم ياتى يوم القيمة يحمل سقاء من ادم ينادى يا محمد يا محمد فاقول لا املك لك شيئا قد بلغت يعنے مین تم کو کمرون سے پکڑ پکڑ آگ سے نکالتا ہون اور تم اس مین گرے جاتے ہو جیسے پروانے اور ٹڈیان آگ مین پڑتی ہین اور قریب ہی کہ مین تمہاری کمرین چھوڑ دون گا (یعنے مین فوت ہوجاؤن گا) اور مین تمہارا پیش خیمہ ہون گا حوض (کوثر) پر اور تم میرے پاس اکٹھے آؤگے اور جدا جدا ہوکر آؤگے پہچان لونگا تم کو تمہاری علامتون سے اور تمہاری نامون سے جیسے مرد اپنے اونٹون مین بیگانے اونٹ کو پہچان لیتا ہے پھر تمکو بائین طرف سے اچک لیا جاویگا پھر مین جھگڑون گا تمہاری بابت مین رب العالمین سے (اور کہون گا) ای میرے مالک یہ میرے لوگ ہین اے میرے مالک یہ میری امت ہے پھر جواب ملیگا اے محمد تو نہین جانتا انہون نے کیا کرتوتین کین تیرے پیچھے یہ تیرے بعد اپنی ایڑیون پر پھر گئے (یعنے مرتد ہوگئے) پھر مین پہچانون گا تم مین سے ایک کو کہ وہ آویگا اٹھاتا ہوا بکری جو مین مین کرتی ہوئی ہوگی اور پکاریگا ای محمد اے محمد پھر مین کہون گا نہین اختیار رکھتا مین تیرے واسطے اللہ کیطرف سے کسی چیز کا مینے تو (دنیا مین تمکو اللہ کے حکم) پہونچا دیئے اور ضرور پہچانون گا مین ایک تمہاری کو جو آویگا اٹھاتا ہوا اونٹ جو بلبلاتا ہوگا پکاریگا اے محمد اے محمد پھر مین کہون گا نہین مالک ہون تیرے واسطے کسی چیز کا مینے تجھ کو اللہ کے حکم پہچا دیے اور ضرور پہچانون گا تم مین سے ایک کو کہ وہ آویگا قیامت کے دن اٹھاتا ہوا گھوڑا جو ہنہناتا ہوگا پھر وہ پکاریگا اے محمد اے محمد مین کہون گا مین نہین مالک ہون تیرے لیے کسی چیز کا مینے تو تم کو اللہ کے حکم پہونچا دیے اور ضرور پہچانون گا مین ایک تمہاری کو کہ وہ آویگا قیامت کے دن اٹھاتا ہوا مشک چمڑے کی پکاریگا ای محمد اے محمد پھر مین کہونگا مین نہین مالک ہون تیرے واسطے کسی چیز کا مینے تو اللہ کے احکام پہنچا دیے رواہ الحافظ ابو یعلی الموصلی علی بن مدینی کہتے ہین اس حدیث کا اسناد اچھا ہے مگر حفص حمید کا بیٹا

مجہول ہے مین نہین جانتا کہ کسی شخص نے اس سے یعقوب بن عبد اللہ اشعری عمی کے سوا روایت کیا ہو حافظ ابن کثیر کہتے ہین مین کہتا ہون بلکہ اس سے اشعث بن اسحاق نے روایت کی ہے اور یحییٰ بن معین نے اسکی نسبت کہا وہ صالح ہے اور نسائی اور ابن حبان نے اسکو ثقہ کہا اور یہ جو فرمایا وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ اس مین اللہ تعالیٰ انکے کفر مین سخت ہونیکی خبر دیتا ہے اسطرح کہ اگر اُن سے اللہ تعالیٰ ضرر کو دور کردیوے اور قرآن ان کو سمجھا دیوے تو بہی اسکی فرمانبرداری نہ کرین اور اپنے کفر اور عناد اور سرکشی پر جمے رہین كما قال تعالیٰ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ یعنے اور اگر اللہ جانتا ان مین کچہ بہلائی تو انکو سُناتا اور جو ان کو اب سنادے تو اولٹے بہاگین مونہہ پہیر کر اور فرمایا وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ وَقَالُوْۤا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ یعنے اور کبہی تو دیکہے جسوقت انکو ٹہیرایا ہے آگ پر تو کہتے ہین اے کاشکے ہمکو پہیر بہیجین اور ہم نہ جہٹلاوین اپنے رب کی آیتین اور رہین ایمان والون مین کوئی نہین بلکہ کہل گیا جو چہپاتے تہے پہلے اور اگر پہر بہیجے تو پہر کرین وہی جو منع ہوا تہا ان کو اور وہ جہوٹ بولتے ہین اور کہتے ہین ہم کو زندگی نہین مگر یہی دنیا کی اور ہم کو پہر نہین اوٹہنا حافظ ابن کثیر نے کہا تو یہ اللہ کے ما لا یکون لو کان کیف یکون کے ساتہ عالم ہونے کے باب سے ہے ضحاک نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ جس شرط مین لَوْ کا حرف ہے وہ شرط کبہی موجود نہ ہوگی فتح مین کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکے کفر کی طرف پیشدستی کرنیکا سبب بیان کیا اور وہ چار امر ہین اول تو یہ کہ قرآن مین دہیان نہین کرتے اگر قرآن کے معنون مین غور کرین تو ضرور انکے لیے اس قرآن کی سچائی ظاہر ہو جاوے اور وہ اسکے ساتہ ایمان لے آوین اور قول سے قرآن مراد ہے اور اسی کی مثل ہے اللہ تعالیٰ کا یہ قول اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا یعنے کیا قرآن مین دہیان ہی نہین کرتے یا دلون پر انکے قفل لگ رہے ہین اور یہ قول اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا یعنے کیا غور نہین کرتے قرآن مین اور اگر یہ ہوتا کسی اور کا سوا اللہ کے تو پاتے اس مین بہت تفاوت اور دوسرا سبب یہ ہے کہ انکے باپ دادون کے پاس کوئی رسول نہین آیا اسلیے یہ بہی انکار کرتے ہین اور اسیکی مثل ہے اللہ کا یہ قول لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَنْذِرَ

ع
الا یکون وہ چیزین
جنکا موجود ہونا ۔۔
تو ہرگز نہین ہے
اور لو کان کیف ۔
سے یعنی کہ ان ۔۔
وہ چیزین نقد ۔۔
تو ان کا انکار ۔۔
۱۲

اٰبَآءَهُمْ یعنے توکہ توڈرا وے ان لوگون کو جنکے باپ دادی نہین ڈرائے گئے اور بعض نے کہا یہان پر انکار
ہے اور مطلب یہہ ہے کہ انکے آبا و اجداد کے پاس بہی اللہ نے رسول بہیجے جیسے اللہ سبحانہ و تعالی کی عادت ہے
کہ بندون کی طرف پیغمبر بہیجا کرتا ہے اور یہ جانتے ہین اس امر کو پہر اس قرآن کی کیون تکذیب کرتے ہین اور
بعض نے کہا معنے یہ ہین کیا یہ عذاب سے بے ڈر ہین اور انکے باپ دادی بیڈر نہین تہے اور تیسرا سبب یہ
ہو سکتا ہے کہ اس رسول کو امین اور سچا نہ جانین اور اسکا انکار کرین اور معلوم ہے یہ بات کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کو سچا اور امانت دار خیال کرتے تہے ابو صالح کہتے ہین اونہون نے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو
پہچانا و لیکن حسد کے مارے مخالفت کرتے رہے یا یہ اسکو سودائی خیال کرتے ہین اور یہ چوتہا سبب ہے حالانکہ انہون
نے جانا کہ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عقل کا پلہ سب لوگون کی عقلون کے پلون سے بہاری ہے اور حضرت
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ان سب سے ذہین ہین اور دانا و لیکن بات یہ ہے کہ آپ اس چیز کو لائے جو انکی خواہشون
کے مخالف ہے پہر تعصب اور پیچ کی راہ سے اسکو نہ مانا اور اسکا انکار کیا پہر اللہ نے انکی ان سب باتون سے اضراب و
اعراض فرمایا اور فرمایا بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ یعنے بات وہ نہین ہے جو انکی
زعم فاسد اور خیال کاسد مین جمے ہوئے ہے قران اور رسول کے حق مین اور حق سے دین قویم مراد ہے یا قرآن
جو توحید اور شرائع اسلام پر شامل ہے ابو صالح کہتے ہین حق سے وہ اللہ عز و جل مراد ہے اور اگر اللہ تعالی ان
کی خواہشون کے مطابق کرے اور اپنے واسطے شریک ٹہیراوے اور اولاد تو اس سے ایک بڑا فساد ظہور مین آوے
اور جہان کا بالکل انتظام بگڑ جاوے ابن جریج اور مقاتل اور سدی کا تو یہی قول ہے کہ حق سے اللہ مراد ہے اور معنے
یہ ہین اگر اللہ اپنے ساتہہ تمہاری خوشی کے مطابق شریک ٹہیراوے تو آسمانون اور زمینون اور تمام مخلوق مین
فتور پڑ جاوے اور فرا اور زجاج کا یہ قول ہے کہ حق سے قرآن مراد ہے یعنے اگر قرآن انکی خواہشون کے موافق
شرک لیکر اترتا تو جہان کا انتظام بگڑ جاتا اور بعض نے کہا معنے یہ ہین اگر سچ بات یہی متعدد معبودون کا ٹہیرانا
ہوتا تو متعدد معبودون کی ضرور پہوٹ پڑتی اور اسی کی مثل ہے اللہ کا یہ قول لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا
اللّٰهُ لَفَسَدَتَا کیونکہ عادت یہ چاہتی ہے کہ تعدد حاکم کے وقت اختلاف موجود ہو بہت مفسرین کا یہ مذہب
ہے کہ اسکے قول وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ مین حق سے اللہ مراد ہے اور اسپر اعتراض ہوتا ہے کہ یہان حق سے وہی
معنے مراد ہین جو اللہ تعالے کے قول بل جاءہم بالحق مین مراد ہین اور بل جاءہم بالحق مین حق سے اللہ مراد لینا
درست نہین ہے تو بہتر ہے کہ حق کی دونو جگہون مین صدق صحیح کے ساتہ تفسیر کی جاوے اور مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ

والارض سے ساری مخلوق مراد ہے اور ذوی العقول کا اسلیے خاص طور پر ذکر کیا گیا کہ غیر ذوی العقول انکے تابع
ہین پہر فرمایا یہ کیونکر قرآن کو برا جانتے ہین باوجود اسکے کہ اس مین انکی شرافت او عظمت ہے تو انکی حال کے تو
لائق یہ ہے کہ یہ قرآن کے پیرو ہوں اور ذکر سے قرآن مراد ہے اور معنے یہ ہین کہ ہمنے انپر ایسی کتاب اُتاری
ہے جو انکے فخر اور شرافت کا موجب ہے کیونکہ رسول جسپر کتاب اتری ہے انہین مین سے ہے اور قرآن کی لغت بولی
انہین کی لغت ہے اور اسی کی مثل ہے اسکا قول وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ یعنے
اور یہ مذکور رہے گا تیرا اور تیری قوم کا اور آگے تم سے پوچھہ ہوگی اور بعض نے کہا ذکر سے وہ آیات مراد ہین
جن مین انکا ثواب و عقاب مذکور ہے اور بعض نے کہا ذکر سے وہ چیز مراد ہے جس چیز کی انکو دین کے امور
مین ضرورت ہی اور بعض نے کہا ذکر سے وعظ مراد ہے اور بعض نے کہا اس سے وہ ذکر مراد ہے جسکی خواہان تہے
اور کہتے تہے اگر ہم پاس احوال ہوتا پہلے لوگون کا تو ہم ہوتے بندی الله کے چنے کما قال تعالی وَاِنْ كَانُوْا
لَيَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ یعنے اور یہہ تو کہتے تہی اگر ہم
پاس مذکور ہوتا پہلون کا تو ہم الله کے چنے بندی ہوتے پہر فرمایا انکی ٹلنے کی ایک اور صورت بہی ہو سکتی ہے
وہ یہ کہ تو ان سے پونچانے پر اور تبلیغ پر حاصل اور ٹکا مانگے اور وہ بہی مفقود ہے اسلیے کہ وہ جانتے ہین کہ
یہ ہم سے اسپر اجر کا طالب اور سائل نہین ہے صراط مستقیم سے واضح طریق مراد ہے جسکو سیدہی ہونیکی عقلین گواہی
دین اور کہین کہ یہ ٹیڑہا نہین ہے اور صراط لغت مین کہتے ہین راہ کو تو دین کو راہ اسلیے کہا گیا کہ وہ الله تک
پہونچاتا ہے پہر الله نے خبر دی کہ یہ کفر پر اڑی رہین گے اس سے نہ لوٹین گے کبہی اور فرمایا وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ
وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ انتہی ما فی الفتح وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ
بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ حَتّٰىٓ اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ
اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝
وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ
الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَ
كُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَاۗؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ
اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ اور ہمنے پکڑا تہا انکو آفت مین پہر نہ دبے اپنی رب کے آگے اور نہین گڑگڑاتے
یہانتک کہ جب کہولین گے ہم انپر دروازہ ایک سخت آفت کا تب اس مین انکے آس ٹوٹیگی اور اسی نے

بنا دیے تم کو کان اور آنکھیں اور دل تم بہت تھوڑا حق مانتے ہو اور اسی نے تم کو بکھیر رکھا ہے زمین میں اور
اسی کی طرف جمع ہو کر جاؤ گے اور وہی ہے جلاتا اور مارتا اور اسیکا کام ہے بدلنا رات اور دن کا سو کیا تم کو
بوجھ نہیں کوئی نہیں یہ وہی کہتے ہیں جیسا کہہ چکے ہیں پہلے کہتے ہیں کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور
ہڈیاں کیا ہم کو جلا اٹھانا ہے وعدہ مل چکا ہمکو اور ہمارے باپ دادوں کو یہی پہلے سے اور کچھ نہیں یہ نقلیں
ہیں پہلوں کی یہ جو فرمایا یہانتک کہ جب کھولیں گے ہم انپر دروازہ ایک سخت آفت کا تب اس میں انکی
آس ٹوٹیگی تو اس سے شاید لڑائیوں کا دروازہ کھلنا مراد ہے جس میں وہ تھک کر عاجز ہوئے ف
تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ہم نے انکو دکھ اور آفت کے ساتھ پکڑا اور مصائب اور شدائد کے
ساتھ آزمایا پھر وہ اپنے مالک اور تربیت کنندہ کے آگے نہ دبے اور نہ گڑگڑائے اور ان کو کفر اور مخالفت اور
ضلالت اور غوایت سے ہمارے دکھ اور آفت نے نہ روکا بلکہ وہ اپنی سرکشی اور ضلالت پر مستمر اور مصر رہے
کما قال تعالی فلولا اذ جاءھم باسنا تضرعوا ولکن قست قلوبھم وزین لھم الشیطن
ما کانوا یعملون فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیھم ابواب کل شیء حتی اذا فرحوا بما اوتوا
اخذنھم بغتۃ فاذا ھم مبلسون یعنے پھر کیوں نہیں جب پہونچا انپر عذاب ہمارا گڑگڑائے ہوتے
ولیکن سخت ہو گئے دل ان کے اور انکو بھلے دکھائے شیطان نے جو کام کر رہے تھے پھر جب بھول گئے جو نصیحت
کی تھی انکو کھولدیے ہمنے انپر دروازے ہر چیز کے یہانتک کہ جب خوش ہوئے پائی ہوئی چیز سے پکڑا ہمنے انکو
بے خبر پھر تب ہی وہ رہگئے ناامید عکرمہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو سفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پاس آیا اور بولا یا محمد انشدک اللہ والرحم فقد اکلنا العلھز یعنی الوبر
والدم یعنے اے محمد میں تمکو قسم دیتا ہوں اللہ کی اور ڈرتا ہوں ناتا توڑنے سے ہم تو کھا چکے اونٹوں کی
اون اور خون تو اللہ نے یہ آیت اتاری ولقد اخذنھم بالعذاب فما استکانوا لربھم وما
یتضرعون رواہ ابن ابی حاتم اور نسائی نے محمد بن عقیل سے روایت کیا اس نے علی بن حسین سے اس نے
اپنے باپ سے اسی حدیث کو اور صحیحین میں یہ حدیث اس طرح ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش پر
بددعا کی جب انہوں نے نافرمانی پر کمر باندھی اور فرمایا اللھم اعنی علیھم بسبع کسبع یوسف
یعنے الٰہی میری مدد کر ان پر ساتھ سات سالوں قحط والوں کے یوسفؑ کے قحطوں کیطرح وہب بن عمر کہتے
کہتے ہیں وہب بن منبہ محبوس ہوئے تو انکی اولاد میں سے ایک مرد بولا کیا میں تجھ کو ایک شعر نہ سناؤں اے

ابو عبداللہ وہب نے کہا ہم اللہ کے عذاب سے ایک حصہ مین ہین اور فرماتا ہے وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ
فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ کہا اور وہب نے تہ کہ تین روزے رکہے تو کہا گیا یہ کیا وزہ ہے ای
ابو عبداللہ وہب بولا اللہ نے ہماری لیے ایک نیا کام بنایا ہم اسکے لیے نیا کام نکالتے مین یعنے اسلیے ہمکو قید کرایا
ہم اسکی زیادہ عبادت کرتے ہین اور یہ جو فرمایا حَتّٰى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ
فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ یعنے یہانتک کہ جب انکو اللہ کا عذاب پالیگا اور قیامت اچانک آجاویگی توان کو وہ عذاب
پکڑلیگا جس کا انکو خیال نہ ہوگا پہر اسوقت نا امید ہوجاوینگے ہر بہلائی سے اور آس توڑدینگے ہر راحت سے
اور انکی امیدین اور توقعین سب ٹوٹ جاوینگی پہر اللہ تعالی نے بیان کیا کہ یہی ہمارا انعام ہے کہ ہمنے انکو کان دیے
اور آنکہین اور دل اور مراد ان سی عقول اور فہم ہین جن سے اشیاء کا ادراک کرتے ہین اور ان آیات سی جو اللہ کے
ایک ہونے پر دلیل ہین اور جہان مین وہ آیات موجود ہین عبرت لیتے ہین اور جانتے ہین کہ وہی فاعل مختار ہے
جو چاہے کرسکتا ہے اور یہ جو فرمایا قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ تو اس سے یہ مراد ہے کہ تمہارا شکر ہماری انعام کی مقابلہ
مین بہت قلیل ہے کما قال تعالی وَمَا اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ یعنے اور نہین اکثر لوگ ایمان
لانیوالے اگرچہ تو للچاوے پہر اللہ نے اپنی قدرت عظیمہ اور غلبہ قاہرہ سے خبر دی جسکو اسنے مخلوق کے بنانے اور
انکو زمین کے کنارون مین پہیلانے مین باوجود انکی جنسون کی مختلف ہونی اور انکی لغات کے گوناگون ہونے
اور انکی صفات کی رنگارنگ ہونے کے برتا ہے اور استعمال کیا ہے پہر ان سب کے سب پہلون اور پچہلون کو
ایک تاریخ معین مین جمع کریگا پہر نہ چہوڑیگا ان مین سے کسی بڑے کو اور نہ کسی چہوٹے کو اور نہ نر کو اور نہ مادہ
کو اور نہ جلیل کو اور نہ حقیر کو مگر اسکو دوبارہ بناویگا جیسے اسکو پہلی بار بنایا تہا فرمایا وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيِيْ وَ
يُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ یعنے اسی کے امر سے رات اور دن کا اختلاف ہے کہ ان مین سے ہر ایک
دوسرے کے پیچہے لگا آتا ہے دوڑتا کما قال تعالی يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا یعنے اڑہاتا ہے رات
پر دن اسکے پیچہے لگا آتا ہے دوڑتا اور فرمایا لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ
النَّهَارِ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ یعنے نہ سورج کو پہونچے کہ پکڑلے چاند کو اور نہ رات آگے بڑہے دن سے اور ہر
کوئی ایک ایک گہیرے مین پہرتے ہین پہر فرمایا اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ یعنے تمہاری پاس ایسی عقلین نہین ہین جو تم کو
عزیز علیم کی خبر دین جو ہر چیز پر قاہر ہے اور ہر شے پر عزیز اور ہر چیز اسکے آگے گڑگڑانی ہے پہر قیامت کے
منکرون کے قول کو تشبیہ دی پہلے لوگون کے قول کے ساتہہ اور فرمایا بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ

قَالُوْا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ یعنے پہر دوبارہ پیدا ہونا مرنے اور فنا ہونے اور ہڈیون
کے چورا ہوجانے کے بعد بعید خیال کرتے ہین اور کہتے ہین لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ
اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ یعنے اس اعادے کے ساتھ ہماری آباء و اجداد بھی وعدہ دیے گئے اور
یہہ محال ہے اور یہ محمد جو اس اعادہ کی خبر دیتا ہے تو اوسنے اولین کی کتابون سے اسکو لیا ہے اور یہ پہلون کی بناوٹ
ہے آور یہ انکی تکذیب اور انکا ویسا ہی ہے جیسے فرمایا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ فَاِنَّمَا
هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ یعنے کافر کہتے ہین کیا ہم پہر آوینگے اولٹے پاؤن کیا جب
ہو چکے ہم ہڈیان کہوکہری بولے تو تو یہ پہر آنا ٹوٹا ہے سو وہ تو ایک جہڑکی ہے پہر تبہی وہ آرہے میدان مین
اور جیسے فرمایا اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ وَّضَرَبَ لَنَا مَثَلًا
وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّهُوَ
بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ اَوَلَيْسَ
الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ
اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ
یعنے کیا نہین دیکہتا آدمی کہ ہمنے اسکو بنایا ایک بوندسے پہر تبہی وہ ہوگیا جہگڑتا بولتا اور بٹھاتا ہے ہمپر کہاوت
اور بہول گیا اپنی پیدایش کہنے لگا کون جلاویگا ہڈیان جب کہ کہری ہوگئین توکہہ انکو جلاویگا جس نے بنایا
انکو پہلی بار اور وہ سب بنانا جانتا ہے جس نے بنادی تم کو سبز درخت سے آگ پہر اب تم اس سے سلگاتے ہو کیا جس نے
بنائے آسمان اور زمین نہین سکتا کہ بناوے ویسے اور کیون نہین اور وہ ہے اصل بنانیوالا سب جانتا اسکا حکم یہی
ہے جب چاہے کسی چیز کو کہ کہے اسکو ہو وہ ہوجاوے سو پاک ہے وہ ذات جسکے ہاتھ ہے حکومت ہر چیز کی اوسی
کیطرف پہر جاؤگے فتح مین کہا ہے آیت مین عذاب سے وہ بہوک مراد ہے جو مشرکون کو قحط کے سالون مین پہونچی
بعض نے کہا عذاب سے مرض مراد ہے بعض نے کہا بدر کے دن مقتول ہونا اور زجاج نے اسی کو پسند کیا بعض نے
کہا عذاب سے موت مراد ہے اور بعض نے کہا عذاب سے امم گذشتہ مین سے وہ لوگ مراد ہین جنکو عذاب پہونچا
یعنے انکو انکی خبر پہونچی جنکو انسے پہلے عذاب پہونچا بیہقی وغیرہ نے ابن عباسؓ سے نکالا کہ ثمامہ بن اثال بنو
حنیفہ قبیلے کا جب قید ہوکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور آپنے اسکو چہوڑ دیا تو اس نے مکے کیطرف
غلہ جانا بند کر دیا یہانتک کہ قریش نے اونٹون کے بال کہائے پہر ابو سفیان آیا اور بولا کیا تو کہتا ہے اے

محمد کہ تو جہانون کے واسطے مہربان کر بہیجا گیا ہی آپنے فرمایا بیشک مین جہانون کیواسطے مہربان ہون ابو سفیان بولا تو نے
باپ دادون کو تلوار کی ساتہہ مار ڈالا اور انکی اولاد کو بہوک کے ساتہہ تب اللہ تبارک و تعالی نے یہ آیت نازل
فرمائی اور عذاب شدید سی آخرت کا عذاب مراد ہے بعض نے کہا بدر کے دن مقتول ہونا تلوار کی ساتہہ قالہ ابن عباس
بعض نے کہا وہ قحط مراد ہے جو انکو پہونچا بعض نے کہا فتح مکہ مراد ہے بعض نے کہا قیامت کا کہڑا ہونا مراد
ہے پہر اللہ نے وہ بعض انعام جتلا کر ان پر احسان رکہا جو اللہ تعالے نے بندون پر کیے اور فرمایا وَهُوَ
الَّذِیْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ الآیہ اور مقصود اس سے کافرون کی توبیخ اور تقریع ہے اور مومنون کو یاد
دہانی اور یہ کان اور آنکہین اور دل اللہ تعالی نے اس لیے دیے تہے کہ کانون سے مواعظ سنتے اور انکہون
سے عبرتین دیکہتے اور دلون کے ساتہہ غور و فکر کرتے تو انہون نے ان مین سے کسی کے ساتہہ فائدہ نہ اٹہایا
کفر پر اصرار کرکے اور اسکا ان انعامون پر شکر نہ کیا و لہذا فرمایا قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ بعض نے کہا اسکے معنے
یہ ہین کہ وہ شکر کرتے ہی نہین ہین جیسے نعمت کے منکر کو کہتے ہین ما اقل شکرہ اور غرض اس سے یہ ہوتی
ہے کہ وہ شاکر نہین ہے اور اسی آیت کی مثل ہے یہ آیت فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ
وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ اور اس مین خبردار کیا ہے اسپر کہ جو شخص ان اعضا سے وہ کام نہ لے جنکے لیے انکو انکے بنانے
والے نے بنایا ہے تو وہ گویا اس شخص کیطرح ہے جسکے پاس یہ اعضا ہی نہین ہین ذرء سے نسل کے ساتہہ پہیلانا
مراد ہے اور اس لفظ کی تحقیق گذر چکی اور حشر سے قیامت کے دن تفرق کے بعد جمع کرنا مراد ہے اختلاف
لیل و نہار سے یہ مراد ہے کہ وہ ایک دوسرے کے بعد لگاتار چلے آتے ہین بعض نے کہا اختلاف سے رات
کا سیاہ ہونا اور دن کا سفید ہونا مراد ہے بعض نے کہا ایک کا بڑہ جانا اور ایک کا گہٹ جانا مراد ہے بعض
نے کہا اختلاف لیل و نہار سے انکا تکرار مراد ہے کہ ایک دن کے بعد دوسرا دن آتا ہے اور ایک رات کے بعد
دوسری رات پہر اللہ سبحانہ و تعالی نے بیان فرمایا کہ وہ جو بعث کے منکر ہین انکے پاس انکار کے لیے کوئی
دلیل نہین ہے مگر تقلید کا تمسک جو مجرد استبعاد پر مبنی ہے اور فرمایا بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ
پہر بیان فرمایا کہ اونہون نے کیا کہا فرمایا قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ پہر
اللہ سبحانہ و تعالی نے اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ اہل مکہ سے وہ باتین پوچہیے جن کے
اقرار کے سوا انکو کوئی چارہ نہین ہے اور فرمایا قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ○

سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ
كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

توکہ کس کی ہے زمین اور جو کوئی اسکے بیچ ہے بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب کہینگے اللہ کو توکہ پہر تم سوچ نہین کرتے
توکہ کون ہی مالک سات آسمانون کا اور مالک اس بڑے تخت کا اب بتاوینگے اللہ کو توکہ پہر تم ڈر نہین رکہتے
توکہ کس کے ہاتہہ حکومت ہر چیز کی اور وہ بچا لیتا ہے اور اس سے کوئی بچا نہین سکتا بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب بتاوینگے
اللہ کو توکہ پہر کہان سے تمپر جادو پڑتا ہے کوئی نہین ہمنے انکو پہونچا دیا سچ اور وہ البتہ جہوٹے ہین **ف**
حافظ ابن کثیر فرماتے ہین اللہ تعالی اپنی وحدانیت اور اپنا پیدا کرنے اور تصرف اور ملک کی ساتہ مستقل ہونا
ثابت فرماتا ہے تو کہ اس امر کی ہدایت کرے کہ اللہ کے سوا کوئی آلہ نہین ہے اور عبادت کرنا نہین لائق مگر اسی
وحدہ لاشریک لہ کو لیے ولہذا فرمایا اس نے اپنے رسول محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کہ کہے ان مشرکون کو
جو اللہ کے ساتہہ اورونکی عبادت کرتے ہین حالانکہ اقرار کرتے ہین اسکی ربوبیت کا اور اس امر کا کہ رب ہو نہین
اسکا کوئی شریک نہین ہے وباوجود اسکے ساتہہ الوہیت مین شرک کرتے ہین اور اسکے ساتہہ اورون کی پوجا
کرتے ہین جنکی نسبت انکا یہ خیال ہے کہ نہ انہون نے کوئی چیز بنائی ہے اور نہ یہ کسی چیز کے مختار ہین بلکہ ان کی
نسبت ان مشرکون کا صرف یہ خیال ہے کہ یہ ہمکو اللہ کے قریب کر دینگے کما قال تعالے وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ
دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى یعنے جنہون نے پکڑے اس سے ورے حمایتی وہ
کہتے ہین کہ ہم ان کو پوجتے ہین اسواسطے کہ ہمکو پہنچا دین اللہ کیطرف پاس کے درجے تو اللہ تعالی حضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتا ہے کہ پوچہ ان سے لِمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ یعنے زمین کا کون مالک وخالق ہے
اور حیوانات نباتات ثمرات اور مخلوقات کی باقی اصناف کا کون مالک ہے جو زمین مین موجود ہین اگر تم جانتے ہو
تو بتاؤ اور یہی جواب دینگے کہ زمین اور زمین کے اہل کا اللہ مالک ہے اور تیرے آگے اقرار کرینگے کہ یہ سب چیزین اللہ
وحدہ لاشریک لہ کی لیے ہین جب یہ جواب دین تو توکہ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ یعنے کیا تم سوچتے نہین کہ عبادت کا
استحقاق وہی شخص رکہتا ہے جو پیدا کرے اور روزی دیوی نہ اسکا غیر پہر ان سے پوچہہ ساتون آسمانون اور
بڑے عرش کا کون مالک ہے یعنے عالم علوی کا اور ان کواکب نیرات کا جو اس مین چمک رہے ہین اور ان فرشتون
کا جو عالم علوی کے اقطار واطراف مین اسکے آگے خاضع اور خاشع وساجد ہین انکا کون مالک ہے اور عرش
عظیم کا کون مالک ہے جو مخلوقات پر سقف کیطرح ہے جیسے اس حدیث مین جسکو ابوداؤد نے روایت کیا عرش عظیم

کا سقف کیطرح ہوتا مذکور ہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شَانُ اللّٰهِ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ اِنَّ عَرْشَهٗ عَلٰى
سَمٰوٰتِهٖ هٰكَذَا وَاَشَارَ بِيَدِهٖ مِثْلَ الْقُبَّةِ یعنے اللہ کا شان اس سے کہین عظیم تر ہے اسکا عرش آسمانون
پر اسطرح رسایہ کیے ہے اور آپ نے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کرکے بتلایا قبہ (تنبو) کیطرح اور دوسری حدیث مین
ہے مَا السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُوْنَ السَّبْعُ وَمَا فِيْهِنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ فِي الْكُرْسِيِّ اِلَّا كَحَلْقَةٍ مُلْقَاةٍ
بِاَرْضٍ فَلَاةٍ وَاِنَّ الْكُرْسِيَّ بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْعَرْشِ كَتِلْكَ الْحَلْقَةِ فِيْ تِلْكَ الْفَلَاةِ یعنے ساتون آسمان
اور ساتون زمینین اور جو کچہ ان مین موجود ہے اور جو کچہ آسمانون اور زمینون کے درمیان ہی کرسی مین اس
طرح پڑی ہین جیسے ایک کڑا جنگل بن پڑا ہوا اور کرسی سمیت ان چیزون کی جو اس مین اللہ کے پیدا کی ہین بنسبت
عرش کے اس کڑے کیطرح ہے جو جنگل مین پڑا ہو و لہذا بعض سلف کا قول کہ عرش کے دونو کنارون کے درمیان کی
مسافت ایک جانب سے دوسری جانب تک پچاس ہزار سال کی مسافت ہی اور ساتوین زمین سے بہی عرش تک ارتفاع
(اونچان) پچاس ہزار سال کی ہے ضحاک نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ عرش کو عرش اسواسطے کہتے ہین کہ وہ اونچا
ہے اور عمسش نے کعب احبار سے روایت کیا کہ آسمان عرش مین اسطرح ہین جسطرح آسمان اور زمین کے درمیان ایک
قندیل لٹک رہی ہو اور مجاہد کہتے ہین آسمان اور زمین عرش مین اسطرح واقع ہین جیسے ایک کڑا کسی جنگل
مین سعید بن جبیر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ عرش کا کوئی اندازہ نہین کرسکتا اور ایک روایت مین ہی اللہ
عزوجل کے سوا بعض سلف کا یہ قول ہے کہ عرش سرخ یاقوت کا ہے ولہذا یہان فرمایا ورب العرش العظیم اور
اسی سورت کے آخر مین فرمایا ورب العرش الکریم تو عرش نے دونون صفتون کو جمع کرلیا ولہذا کہا جس نے
کہا کہ وہ سرخ یاقوت کا ہے ابن مسعودؓ کہتے ہین اللہ تعالی کے یہان رات دن نہین ہے عرش پر اللہ عزوجل
کے مونہہ کی روشنی ہے اور یہ جو فرمایا سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ تو اسکے یہ معنی ہین کہ جب تم اقرار کرتے
ہو کہ اللہ ہی آسمانون اور بڑی تخت کا مالک ہے تو پہر تم اسکے عذاب سے کیون خوف نہین کرتے اور اس کے
عقاب سے کیون حذر نہین کرتے جو اسکی عبادت مین غیرون کو شریک کرلیا ہے ابن عمرؓ کہتے ہین حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت بار بیان کرتے ایک عورت کا حال جو کفر کے زمانے مین پہاڑ کی چوٹی پر رہا کرتی تہی اور
اسکے ساتہہ اسکا بیٹا تہا جو بکریان چرایا کرتا وہ بولا اپنی مان سے اے مان تجہے کس نے پیدا کیا وہ بولی
اللہ نے وہ بولا میرے باپ کو کس نے پیدا کیا وہ بولی اللہ نے وہ بولا پہر مجہکو کس نے بنایا وہ بولی اللہ تعالی نے وہ بولا پہر آسمان کس نے بنایا وہ بولی اللہ تعالی نے وہ بولا
پہر زمین کو کس نے بنایا وہ بولی اللہ نے وہ بولا پہر پہاڑ کس نے بنائے وہ بولی اللہ نے وہ بولا پہر ان بکریون کو

کس نے پیدا کیا وہ بولی اللہ نے وہ بولا مین نے سنا اللہ کا ایک شان ہے اس نے گرا دیا پہاڑ سے اپنے آپ کو اور گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ابن عمر فرماتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمکو بہت بار یہ حدیث سنایا کرتے اور عبداللہ بن دینار کہتے ہین عبداللہ بن عمر بہت بار یہ حدیث ہمکو سناتی رَوَاہُ اَبُوْبَکْرٍ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ اَبِی الدُّنْیَا الْقُرَشِیُّ فِیْ کِتَابِ التَّفَکُّرِ وَالْاِعْتِبَارِ حافظ ابن کثیر کہتے ہین اس حدیث کی اسناد مین عبداللہ بن جعفر مدینی ہے امام علی بن مدینی کا والد اور لوگون نے اس مین گفتگو کی ہے فَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ اور یہ جو فرمایا قُلْ مَنْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ تو ملکوت سے ملک اور سلطنت اور تصرف مراد ہے یعنے کس شخص کے ہاتھ مین ہر چیز کا تصرف ہے کوئی جاندار نہین ہے مگر اسکے ہاتھ مین ہے چوٹی اسکی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے لَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ یعنے اس ذات پاک کی قسم جسکے ہاتھ مین میری جان ہے اور جب قسم مین مبالغہ کرتے تو فرماتے لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ یعنے قسم ہے دلون کے اولٹ پلٹ کرنے والے کی تو وہ سبحانہ ہی خالق مالک متصرف ہے اور وہ بچا لیتا ہے اور اس سے کوئی نہین بچا سکتا بتاؤ اگر جانتے ہو عرب مین یہ دستور تھا کہ جب ان مین کا سردار کسیکو بچا لیتا تو اب اسکی بچانے مین کوئی خلل انداز نہ ہوتا اور نہ دوسرون کو پہونچتا کہ وہ اسکو بچا لیوین جنکو وہ پکڑے تو معنے یہ ہین کہ جس شخص کی بابت آیت مین دریافت ہے وہ سید عظیم ہو جس سے کوئی عظیم تر نہ ہو اور اسیکا کام ہو بنانا اور حکم فرمانا اسکے حکم کو کوئی پیچھے ڈالنے والا نہ ہو اور وہ جو چاہے ہو جاوے اور جو چاہے نہ ہووے اللہ نے فرمایا لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ یعنے اور وہ نہین پوچھا جاتا اپنے کام سے اور ان سے پوچھ ہوگی اور وہ حاکم ایسا ہو کہ وہ اپنے کام سے نہ پوچھا جاوے بسبب عظمت اپنی کے اور بڑائی اور غلبہ اور قہر اور عزت اور حکمت اور عدل اپنے کے اور وہ ساری مخلوق سے انکے اعمال کی نسبت پوچھ سکے جیسے فرمایا فَوَرَبِّکَ لَنَسْئَلَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ یعنے قسم تیرے مالک کی ہمنے ان سے پوچھنا ہے سب سے اور یہ جو فرمایا سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰہِ تو اس سے یہ غرض ہے کہ یہ کفار معترف و مقر ہین کہ ایسا با عظمت سید جو بچا لیوے اور اس سے کوئی نہ بچا سکے وہ اکیلا اللہ ہی ہے جسکا کوئی شریک نہین ہے تو اب ان سے کہو تم جو اپنی عبادت مین اللہ کے ساتھ اسکے غیر کو ملا لیتے ہو باوجود اپنے اقرار کے اور جاننے کے کہ سبکا مالک و خالق اور ہر چیز مین متصرف وہی اللہ اکیلا زبردست ہے اس مین تمپر کیسا جادو پڑ جاتا ہے اور تمہاری عقلین کہان جاتی ہین پھر فرمایا بَلْ اَتَیْنٰھُمْ بِالْحَقِّ تو اس مین اللہ نے خبردار کیا ہے کہ وہ معبود ایک ہی معبود ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہین اور ہمنے صحیح ادلہ واضح اور قاطع دلیلین اسپر بیان کین پھر

فرمایا وانهم لكذبون یعنے یہ مشرک جو اپنی عبادت مین اسکے ساتھ اورون کو ملا لیتے ہین تو وہ اس مین
جھوٹے ہین اور انکے پاس اس شرک پر کوئی دلیل نہین ہے جیسے اللہ نے اسی سورت کے آخر مین فرمایا ومن
يدع مع الله الها آخر لا برهان له به فانما حسابه عند ربه انه لا يفلح الكفرون یعنے اور
جو کوئی پکارے اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم جسکی سند نہین اسکے پاس سو اسکا حساب ہے اسکے رب کے نزدیک
بیشک بھلا نہ پاوینگے منکر تو مشرک جو شرک کرتے ہین انکے پاس کوئی ایسی دلیل نہین ہے جو انکو جھوٹ اور
گمراہی کا راہ بتاوے اور وہ تو اس مین اپنے آبا اور اسلاف کی تابعداری مین جو جہالت مین حیران تھے کما قال
تعالی وقالوا لو شاء الرحمن ما عبدنهم ما لهم بذلك من علم ان هم الا يخرصون
ام اتينهم كتبا من قبله فهم به مستمسكون بل قالوا انا وجدنا اباءنا على امة وانا
على اثرهم مهتدون وكذلك ما ارسلنا من قبلك في قرية من نذير الا قال مترفوها
انا وجدنا اباءنا على امة وانا على اثرهم مقتدون یعنے اور اگر چاہتا رحمن ہم نہ پوجتے انکو
کچھ خبر نہین انکو اسکی یہ سب اٹکلین دوڑاتے ہین کیا ہمنے کوئی کتاب دی انکو اس سے پہلے سو یہ اسپر مضبوط
ہین بلکہ کہتے ہین ہمنے پائے اپنے باپ اور دادی ایک راہ پر اور ہم انہین کے قدمون پر ہین راہ پائی
اور اسیطرح جو بھیجا ہمنے تجھ سے پہلی ڈر سنانیوالا کسی گاؤن مین سو کہنے لگے وہان کے آسودہ لوگ ہمنے
پائے اپنے باپ دادی ایک راہ پر اور ہم انہین کے قدمون پر چلتے ہین فتح مین کہا ہے من سے من فیہا
مین ساری مخلوق مراد ہے اور تعبیر کی اسنے لفظ من کے ساتھ عقلا کی تغلیب کے لیے اور لمن خبر مقدم
ہے اور ارض مبتدا موخر ہے اور شرط کا جواب محذوف ہے یعنے اگر تم جانتے ہو تو بتلاؤ اور اس مین اشارہ
ہے انکی جہالت اور زیادہ غباوت کی طرف سیقولون لله یعنے ضرور اور لا محالہ یہی جواب دینگے کیونکہ
یہ بات بداہت عقل کے ساتھ معلوم ہے اور یہ اللہ تعالی نے خبر دی ہے اس چیز کی جو مشرکین سے جواب مین
واقع ہوگی اسکے وقوع سے پہلے پہر اللہ نے ارشاد فرمایا کہ جب وہ اس بات کا اقرار کرین تو اب کہہ افلا
تذکرون اس مین انکو رغبت دی ہے تدبر اور امعان نظر اور فکر مین کیونکہ غور کرنا اور سوچنا اتباع
حق اور ترک باطل کی طرف کھینچ لے جاتا ہے اور یہ بات سمجھ مین آجاتی ہے کہ جو شخص پہلی بار بنانے
پر قادر ہے وہ دوسری بار بھی بنا سکتا ہے اور مردون کو جلا سکتا ہے قل من رب السموت
السبع ورب العرش العظيم سيقولون لله اللہ سبحانہ وتعالے کے جواب مین بسر فرمایا الام کے

ساتھ معنی سوال کیطرف نظر کرکے کیونکہ من ربہ اور لمن ہو ان دونو محاورونکے ایک ہی معنی ہین جیسے تو کسی
سے پوچھے مَنْ رَبُّ هٰذِهِ الدَّارِ یعنے اس گھر کا مالک کون ہی اور جواب مین کہا جاوے زَیْدٌ یعنے زید ہی
یا کہا جاوے لِزَیْدٍ یعنے یہ گھر زید کا ہے اور بغیر لام کے بھی پڑہا گیا ہے سوال کے لفظ کی طرف نظر کرکے اور یہ
قرأۃ پہلی قرأت سے بہت مناسب ہے لیکن پہلی قرأت کی تائید کرتی ہے یہ بات کہ ساری مصحفون مین اسد
لام کے ساتھ لکھا ہے الف کے سوا قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ یعنے اسکے غیر کی عبادت سے تم نہین بچتے یا یہ کہ اسکی
عذاب سے نہین ڈرتے یا اس سے نہین ڈرتے کہ اللہ سبحانہ دوبارہ اٹھانے پر قادر ہے تو تم اسکے ساتھ شرک نہ
کرو اور اس مین خبردار کرنا ہے اسپر کہ اللہ کے عذاب سے بچنا نہین حاصل ہوتا مگر بتون کی عبادت کے چھوڑنے
اور اعادہ کے ممکن ہونے کے اقرار کے ساتھ اور اس آیت کا ختم پہلی آیت کے ختم سے ابلغ ہے کیونکہ یہ وعید شدید
پر شامل ہے اور جب اللہ نے زمین کا پہلی آیت مین مذکور فرمایا اور آسمان کا دوسری آیت مین تو اگلی آیت
مین حکم کو عام کیا اور فرمایا قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ ملکوت سے ملک مراد ہی اور تا کی زیادت مبالغہ
کے لیے ہے جیسے جبروت اور رحموت اور رہبوت مین مجاہد نے کہا ہر چیز کے خزانے مراد ہین وَهُوَ يُجِيْرُ یعنے وہ
جب چاہتا ہے تو غیر کی فریاد کو پہونچتا ہے اور اسکو بچالیتا ہے وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اور کوئی شخص کسی شخصکو
اسکے عذاب سے نہین بچا سکتا اور نہ اسکی مدد اور فریادرسی پر طاقت رکہتا ہے اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ
اگر جانتے ہو تو بتاؤ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ اس جواب مین وہی تقریر ہے جو اس سے پہلی آیت کے جواب مین گذری
قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ فرمایا اور زجاج نے کہا یہ کہان سے پھیرے جاتے ہو حق سے اور کیونکر دہوکا دیے جاتے
ہو اور معنے یہ ہین تم کیونکر حق کو باطل اور صحیح کو فاسد خیال کرتے ہو اور دہوکا دینے والا ان کو شیطان ہے
یا خواہش یا دونو پہر اللہ سبحانہ وتعالی نے بیان فرمایا کہ ہمنے انپر حجت کے پیش کرنے مین مبالغہ کیا ہے اور فرمایا
بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ اور حق سے واضح امر مراد ہے جسکی تابعداری ضروری ہے وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ اور یہ
ولد اور شریک کے اسکیطرف منسوب کرنے مین جہوٹے ہین پہر اللہ تعالی نے ان دونون کی اپنے نفس مقدس سے نفی

کی اور فرمایا مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَ
لَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ
اللہ نے کوئی بیٹا نہین کیا اور نہ اسکے ساتھ کسیکا حکم چلے یون ہوتا تو لے جاتا ہر حکم والا اپنی بنائی کو اور
چڑہ جاتا ایک پر ایک اللہ نرالا ہے انکی بتا ہے سے جاننے والا چہپے اور کہلے کا وہ بہت اوپر ہے اس سے

جو یہ شریک بتاتے ہین ف حافظ ابن کثیر فرماتے ہین اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے نفس برتر کی پاکی بیان کرتا ہے اس سے
کہ اسکے لیے اولاد ہو یا اسکے ملک مین کوئی شریک اور تصرف اور عبادت مین کوئی ساجھی ہو اور فرماتا ہے
مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ
عَلٰى بَعْضٍ یعنے اگر تعدد آلہہ کو مانا جاوے اور فرض کیا جاوے تو ضرور ہر ایک حاکم اور آلہ اپنا بنایا لیکر الگ
ہو جاوے اور وجود عالم (جہان) مین انتظام نظر نہ آوے اور جو مشاہدہ اور معاینہ ہو رہا ہے اور نظر آ
رہا ہے وہ یہ ہے کہ عالم مین پورا پورا انتظام ہے عالم علوی (آسمان) اور عالم سفلی (زمینین) بعض بعض کے
ساتھ بالکل مربوط ہین اور ان مین کمال درجہ کا اتفاق اور اتحاد ہے تو نہ دیکھے گا اے دیکھنے والے خدا کی آفرینش
اور اسکی پیدایش اور بنانے مین کچھ بے ضابطگی اور کچھ چوک اور کچھ فرق پھر انمین سے ہر ایک دوسرے کو مغلوب
کرنا چاہتا اور اسکی خلاف ورزی مین کوشش کرتا اور اسکا نتیجہ یہ ہوتا کہ بعض بعض پر چڑھ جاتا اور غالب ہو جاتا
اور متکلمین نے یہی معنے بیان کیے ہین اور اسکا نام دلیل التمانع رکھا ہے اور وہ تمانع کی دلیل یہ ہے کہ اگر دو
صانع یا دو سے زیادہ فرض کیے جاوین اور ان مین سے ایک صانع جسم کی تحریک (ہلانے) کا ارادہ کرے اور
دوسرا اسکی سکون کا اگر ان دونون مین سے کسی کی مراد حاصل نہ ہو تو دونو عاجز ٹھیرینگے اور واجب (باری تعالیٰ)
خدا عاجز نہین ہوتا اور دونون کی مراد کا اکٹھا ہونا اور حاصل ہونا بھی ناممکن اور محال اور ممتنع ہے اور یہہ
محال جو ثابت ہوتا ہے تو تعدد کی فرض کرنے سے ثابت ہوتا ہے پھر تعدد بھی محال ہوگا اور اگر ایک کی مراد حاصل
ہو دوسرے کے سوا تو جو غالب ہوا وہ واجب ہے اور جو مغلوب ہوا وہ ممکن ہے کیونکہ مغلوب ہونا واجب کی صفت
کے مخالف ہے ولہذا فرمایا وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ یعنے اللہ ان ظالمون حد سے
بڑھجانے والون کے قول اور دعوی سے پاک ہے اور اوپر ہے انکی باتون سے بہت دور جیسے فرمایا قُلْ لَّوْ
كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ
عُلُوًّا كَبِيْرًا یعنے کہہ اگر ہوتے اللہ کے ساتھ اور حاکم جیسا یہ بتاتے ہین تو نکالتے تخت کے صاحب کی طرف
راہ یعنے پرایا محکوم رہنا کیون قبول کرتے تخت کے مالک کو اولٹ ڈالتے وہ پاک ہے اور اوپر ہے انکی باتون سے
بہت دور وہ چھپے اور کھلے سے واقف ہے یعنے جو چیزین مخلوق کی نظرون سے غائب ہین اور جنکو وہ دیکھتے
ہین ان سب کا وہ شاہد اور ناظر ہے وہ ظالمون اور منکرون اور مشرکون کے قول سے منزہ اور مقدس
ہے فتح مین کہا ہے کہ اللہ کی اولاد اسلیے نہین ہے کہ وہ نوع اور جنس سے پاک ہے اور اولاد جنس والدسے ہوتی

ہے اور آگے سے شریک نفی الالوہیۃ مراد ہے اور حرف مِن مِن وَلَدٍ اور مِن اِلٰہٍ مین زائدہ ہی جس مین نفی
کی تاکید ہے پھر اللہ سبحانہ نے اس چیز کو بیان کیا جو شریک کے اثبات سے لازم آتی ہے اور فرمایا اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ
اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ یعنی اما محذوف ہے کہ اگر اللہ کے ساتھ اور حاکم ہوتے اور معنی یہ ہین اگر اسکے ساتھ اور حاکم ہوتے
تو ہر ایک حاکم اپنا بنایا لیکر الگ ہو جاتا اور اسکا ملک اور سلطنت دوسرے کے ملک سے ممتاز وجدا ہوتا اور انکے
درمیان تطالب اور تحارب اور تغالب واقع ہوتا وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اور غالب ضعیف پر چڑھ جاتا اور
غالب ہو جاتا اور ضعیف کا ملک لے لیتا جیسے بنی آدم مین بادشاہون کی عادت ہی اور اسوقت پھر یہ مغلوب
اور ضعیف حاکم ہونیکا استحقاق نہ رکھتا اور جب معلوم ہوا کہ مشارکت اس امر مین ممکن نہیں تحقیق در یہ امر ایک ہی
کو سزاوار ہے تو معلوم ہوا کہ وہ ایک اللہ سبحانہ ہی ہے اور یہ دلیل جیسے شریک کے نہ ہونے کی دلیل ہے
ویسے اولاد کے نہ ہونیکی بھی دلیل ہے کیونکہ بیٹا اپنے باپ سے ملک چھین لیا کرتا ہے پھر اللہ تعالی نے اپنی نفس کو
منزہ کیا اور فرمایا سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ تو غیب اور شہادت
سے عالم ہونا یہ خاص اللہ تعالی ہی کی صفت ہے اور اللہ کے سوا اس صفت کے ساتھ کوئی اور متصف نہین ہے کیونکہ وہ
تو اسی چیز کو جانین جسکو دیکھین نہ اسکو جسکو نہ دیکھین اور یہ اللہ تعالی کے ایک ہونے پر دوسری دلیل ہے ایک دوسرے
مقدمہ کے ساتھ ملکر گویا کہا گیا ہے کہ اللہ تعالی چھپے اور کھلے کو جانتا ہے اور اسکا غیر چھپے اور کھلے کو نہین
جانتا تو اسکا غیر الٰہ نہین ہے اور یہ دوسری شکل کے باب سے ہے قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ۝ رَبِّ
فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ۝ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ
هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۭ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ
وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝ تو کہہ اے رب کبھی تو دکھا دی مجھکو جو ان کو وعدہ ملتا ہے تو اے رب
مجھکو نکریو ان گنہگار لوگون مین یعنے دنیا کی آفت مین شامل نہ کریو اور ہم کو قدرت ہی کہ تجھ کو دکھا دین جو
ان کو وعدہ دیتا ہے بُری بات کی جواب مین وہ کہ جو بہتر ہے ہم خوب جانتے ہین جو یہ بتاتے ہین اور کہہ اے
رب مین تیری پناہ چاہتا ہون شیطانون کی چھیڑ سے اور پناہ تیری چاہتا ہون اے رب اس سے کہ میرے
پاس آوین **ف** چھیڑ شیطان کی یہی کہ دین کے سوال وجواب مین غصہ چڑھے اور لڑائی ہو پڑے پیغمبر
فرمایا کہ برے کا جواب دی بھلی بات سے انتہے مافی الموضح اللہ تعالے نے اپنے پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم کرتا ہی
کہ آفات نازل ہونے کیوقت یہ دعا کرے ای رب کبھی تو دکھا دی مجھکو جو انکو وعدہ ملتا ہے یعنے اگر تو کفار

کو عذاب دیکھو اور مین ان کو معذب ہوتا دیکھون تو اے رب مجھہ کو شامل نکرو گنہگار لوگون مین جیسی اس حدیث مین جسکو امام
احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہی اور ترمذی نے اُسکو صحیح کہا ہی آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا مین
فرماتے وَاِذَا اَرَدْتَ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَتَوَفَّنِیْ اِلَیْكَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ یعنے اور جب تو کسی قوم کو جانچنا چاہے
اور ان پر آفت اُتارنا چاہے تو مجھے بُلا لینا اپنے پاس ایسی حالت مین کہ مجھہ پر آفت نہ پڑے اور یہ جو فرمایا
وَاِنَّا عَلٰۤی اَنْ نُّرِیَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ تو اسکے یہ معنی ہین کہ اگر ہم تجھہ کو وہ آفات اور بلیات
اور محنتین دکہانا چاہین جن کا کفار کو وعدہ ملتا ہے تو اسکی ہم کو قدرت ہی پہر اللہ تعالی نے اس تریاق
کا راہ دکہایا جو لوگون کی مخالطت مین مفید اور کار آمد ہے اور وہ یہ ہے کہ بُرائی کرنے والے کی ساتھہ بہلائی
کرے اور اسکے دل کو اچک لیوی پہر اسکی عداوت صداقت ہو جاوی اور اسکا بغض محبت اور فرمایا اِدْفَعْ
بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ اور یہ اللہ کا قول ویسا ہی ہے جیسے دوسرے مقام مین فرمایا وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ
وَلَا السَّیِّئَةُ ط اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ
وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ
نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ یعنے اور برابر نہین نیکی اور نہ بدی جواب مین تو کہہ اس سے
بہتر پہر جو تو دیکہے تو جس مین تجھہ مین دشمنی جیسے دوستداری ناتے والا اور یہ بات ملتی ہے انہین کو جو سہار
رکہتے ہین اور یہ بات ملتی ہے اسکو جس کی بڑی قسمت ہی یعنے حوصلہ کشادہ چاہیے کہ بری بات سہار کر
بہلی کہے یہ اقبالمندون کو ملتا ہے اور کبہی چوک لگے تجہ کو شیطان کے چہکنے سے تو پناہ پکڑ اللہ کی بیشک
وہی ہی سنتا جانتا اور یہ جو فرمایا وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ تو اس مین اللہ تعالے
نے بنی کو شیطانون سی پناہ جوئی کا ارشاد فرمایا کیونکہ انکے ساتہ حیلے کام نہین آتے اور نہ وہ بہلائی کے
ساتہہ سیدہے ہوتے ہین اور ہم استعاذہ کی تفسیر مین لکہہ چکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تہی
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ یعنے مین پناہ مانگتا
ہون جو سننے والا ہے جاننے والا شیطان مردود کی چہیڑ چہاڑ سے اور اسکے جادو سے اور اسکی شعرون
سے اور یہ جو فرمایا وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ یعنے مین تیری پناہ مین آیا ای رب کہ میرے پاس آوین تو اسکے یہ معنے
ہین کہ وہ میرے کسی کام مین دخیل ہوون اسی لئے حضرت صلعم کامون کی ابتدا مین اور کہانے اور صحبت کرنے اور ذبح کرنے وغیرہ ذلک مین اللہ
کی یاد کا ارشاد فرمایا ابوداؤد نے روایت کیا کہ حضرت صلعم فرمایا کرتے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَرَمِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ

الهدم ومن الغرق واعوذ بك من ان يتخبطني الشيطان عند الموت یعنی الٰہی تیری پناہ مین آیا ہون گرنے
سے اور تیری پناہ مین آیا مکان کے نیچے آنے سے اور ڈوب جانے سے اور تیری پناہ مین آیا ہون اس سے کہ باولا کرے مجھکو شیطان مرتے وقت عبد اللہ
بن عمرو بن عاص کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو کچھ کلمے سکھاتے جن کو آپ سوتے وقت پڑھا کرتے اور وہ کلمات یہ ہین
بسم الله اعوذ بكلمات الله التامة من غضبه وعقابه ومن شر عباده ومن همزات الشياطين وان يحضرون
یعنے مین اللہ کا نام لیتا ہون ہر کام کے شروع مین اور مین پناہ لیتا ہون اللہ کے پورے کلمون کی اسکے غضب سے اور اوسکے عذاب سے
اور اسکے بندون کی برائی سے اور شیطانون کی چھیڑ چھاڑ سے اور اس سے کہ شیطان میرے پاس آوین یہ عبد اللہ بن عمرو اپنی اولاد
مین سے بڑون کو تو یہ کلمات سکھا دیتے اور فرماتے کہ سوتے وقت ان کلمات کو کہا کرین اور جو اپنی اولاد مین چھوٹا ہوتا اور اسکو ان
کلمات کی یاد کرنے کی طاقت نہوتی ان کلمات کو لکھ کر اسکے گلے مین لٹکا دیتے رواہ الامام احمد وابو داؤد
والترمذی والنسائی من حدیث محمد بن اسحٰق اور امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے فتح مین کہا
ہے زجاج نے اس آیت کی تفسیر مین کہا ہے کہ اے رب اگر تو کفار پر آفت اتارے تو مجھکو ان سے نکال لینا اور رب کو بیان کیا
دو بار شرط سے پہلے اور شرط کے بعد تضرع اور ابتہال مین مبالغہ کیلیے اور اللہ نے حضرتؐ کو حکم کیا یہ دعا مانگنے کا کہ اللہ اسکو
ظالمون مین سے نکرے باوجود اسکی کہ انبیاء تو کبھی ظالمون کے ساتھ نہونگے تو اسمین حضرتؐ کے لیئے تعلیم ہے مالک کی طرف سے
کسطرح تواضع کیے اور کیسی کسر نفسی کرے یا اس سے یہ سکھایا کہ کفر کی شامت کبھی ان لوگون کو بھی پہونچ جاتی ہے جو کافر نہین
ہوتے کما قال تعالی واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة یعنی اور بچو اس عذاب سے جو تم مین سے بے انصافون
کو ہی نہ پہونچیگا بلکہ سب کو شامل ہوگا اور یہ جو فرمایا وانا على ان نريك ما نعدهم لقادرون تو اسکے یہ معنے
ہین کہ اللہ قادر ہے کہ اپنے رسول کو انکا عذاب دکھلاوے لیکن اسکو پیچھے رکھتا ہے اس لیئے کہ وہ جانتا ہے کہ انمین سے
بعض ایمان لاوینگے یا اس لیے انکو عذاب نہین کرتا کہ انمین رسول موجود ہے بعض نے کہا وہ عذاب جسکا وعدہ کفار کو ملا ہی اسکو حضرتؐ
نے بدر کیدن اور فتح مکہ کے دن دیکھ لیا اور یہ جو فرمایا ادفع بالتي هي احسن السيئة یعنی کفار کے شرک کرنے سے تم
صفح اور اعراض کرو اور خصلت سیئہ سے شرک مراد ہی بعض نے کہا یہ آیت سیف کی آیت کے ساتھ منسوخ ہی بعض نے کہا یہ آیت اس امت کے حق مین
محکم ہے اور کفار کے حق مین منسوخ ہے اور مجاہد نے کہا سو یہ پھیر کفار کی ایذا سے جو بجا دیتے ہین اور عطا کہتے ہین خصلت حسنہ سے سلام مراد ہے
اور اہل علم کہتے ہین اس سے یہ غرض ہے کہ جب کوئی شخص کسی کی حق مین وہ بات کہے جو اسمین نہین ہے تو وہ جواب مین کہے اگر تو اپنی بات مین
جھوٹا ہے تو مین دعا کرتا ہون پروردگار سے کہ تجھکو معاف کرے اور اگر تو سچا ہے اور میرے مین وہ عیب ہے جو دیکھ جسکو تو میری نسبت بیان
کرتا ہے تو مین دعا کرتا ہون کہ پروردگار مجھے معاف فرماوے اور یہ جو فرمایا نحن اعلم بما يصفون تو اسمین کفار کیلیے وعید ہے اور لوگون

وصف شرک اور تکذیب کے دہی اور ہمزات جمع ہی ہمزۃ کی اور لغت مین ہمزۃ کہتی ہین ہاتہ کے ساتہہ یا کسی اور چیز کے ساتہہ ہٹانے کو اور یہان
ہمزات سے وہ خطرات اور وساوس مراد ہین جنکو شیطان انسان کے دل مین ڈالتا ہے بعض نے کہا ہمزات سے شیطانون کی نفخ (جادو) اور نفث
(شعر) مراد ہی اور ہمزات کو جمع کیا انکی بار بار وسوسہ ڈالنے کے لئے یا تنوع وساوس کے لئے یا اسلئے کہ مضاف الیہ متعدد ہین اور اس آیت مین اللہ
نے ارشاد کیا ہی اس بات کو کہ شیطان یعنی شیطانون کی چھیڑ چھاڑ سے پناہ مانگتے رہین اللہ سے پناہ مانگتے رہین انکے پاس آنے سے کیونکہ جب شیطان
پاس آجاتے ہین تو انسان اور کچہہ نہین کرسکتا سوا وسوسون اور برائی پر دوڑنے اور بہلائی سے ہٹنے کے پہر
دہی عبداللہ بن عمرو کی حدیث بیان کی اور کہا کہ اسکے اسناد مین محمد بن اسحاق ہے جس مین مشہور گفتگو ہے اور
امام احمد نے ولید بن ولید سے نکالا کہ اس نے کہا یا رسول اللہ مین وحشت پاتا ہون فرمایا جب تو بستر پر لیٹنے کے
واسطے جگہہ لے تو کہہ اَعُوْذُ بِکَلِمٰتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ
وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ یعنے مین پناہ لیتا ہون اللہ کے پوری کلمون کی اسکے غصہ سے اور اسکے عذاب سے اور اسکے
بندون کی برائی سے اور شیطانون کی چھیڑ چھاڑ سے اور اس سے کہ شیطان میرے پاس آوین (جب تو نے ان کلمات
کو کہہ لیا) تو شیطان تیرے پاس نہ آوینگے اور تجہہ کو تکلیف نہ دینگے انتہی ما فی الفتح حَتّٰٓی اِذَا جَآءَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ
قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ کَلَّا ؕ اِنَّھَا کَلِمَۃٌ ھُوَ قَآئِلُھَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِھِمْ
بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ یہانتک کہ جب پہونچے ان مین ایک کو موت کہیگا ای رب مجھہ کو پہر بہیجو شاید کچہ
مین بہلا کام کرون اس مین جو پیچھے چھوڑ آیا کوئی نہین یہ بات ہے کہ وہی کہتا ہے اور انکے پیچھے اٹکاؤ ہے
جسدن تک اٹہائے جاوین ف معلوم ہوا یہ جو لوگ کہتے ہین آدمی مر کر پہر آتا ہے سب غلط ہے قیامت کو اٹہینگے
اس سے پہلے ہرگز نہین انتہے ما فی الموضح شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین کہ برزخ سے عالم قبر مراد ہے حافظ
ابن کثیر فرماتے ہین اللہ تعالی کافرون یا اللہ کے حق مین کمی کرنے والون مین سے اس شخص کی خبر دیتا ہے جو مرنے
لگتا ہے اور مرتے وقت رجعت (دنیا مین لوٹنے) کا سوال کرتا ہے تو کہ دنیا مین آکر اس چیز کی اصلاح کرے جسکو
اس نے اپنی مدت حیات مین بگاڑا (لہذا فرمایا) وہ کہتا ہے رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا
تَرَکْتُ کَلَّا یعنے اے میرے مالک مجھے پہر بہیجو تو کہ مین واپس ہو کر نیک کام کرون اس جگہہ مین جسکو مین نے چھوڑا
(یعنے دنیا مین) ہرگز نہین اور یہ اللہ تعالے کا فرمانا ویسا ہی ہے جیسے فرمایا وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ مِّنْ
قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ
مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰہُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُھَا وَاللّٰہُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ یعنے اور خرچ کرو کچہ

ہمارا دیا اس سے پہلے کہ پہونچے تم مین کسیکو موت تب کہے اے رب کیون نہ ڈہیل دی تو نے مجھکو ایک تہوڑی مدت
کہ مین خیرات کرتا اور ہوتا نیک لوگون مین اور ہرگز نہ ڈہیل دیگا اللہ تعالی کسی جی کو جب پہونچا اسکا وعدہ اور اللہ
تعالی کو خبر ہے جو کرتے ہو اور فرمایا وَاَنْذِرِ النَّاسَ یَوْمَ یَاْتِیْهِمُ الْعَذَابُ فَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَا
اَخِّرْنَا اِلٰی اَجَلٍ قَرِیْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ
زَوَالٍ یعنے اور ڈرا دے لوگون کو اسدن سے کہ آویگا انکو عذاب تب کہینگے بے انصاف اے رب ہمارے فرصت دے
ہمکو تہوڑی مدت کہ ہم مانین تیرا بلانا اور ساتھ ہون رسولون کے تم آگے قسم نہ کہاتے تہے کہ تم کو نہین کسی طرح
ٹلنا اور فرمایا هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِیْلَهٗ یَوْمَ یَاْتِیْ تَاْوِیْلُهٗ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ
رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَیَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ قَدْ خَسِرُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ یعنی کیا راہ دیکہتے ہین مگر یہی کہ اوسکا ٹہیک پڑے جسدن وہ ٹہیک پڑے گا کہنے
لگین گے جو اسکو بہول رہے تہے پہلے (دنیا مین) سچ لائے تہے ہمارے رب کے رسول اب کوئی ہین سفارش والے
تو ہماری سفارش کرین یا ہمکو پہر جانا ہو تو ہم کام کرین سوا اسکے جو کر رہے تہے تحقیق ہارے اپنی جان اور
بہول گیا جو جہوٹ بناتے تہے اور فرمایا وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ
اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ اور کبہی تو دیکہے جسوقت منکر سر ڈالے ہونگے اپنے رب کے
پاس اے رب ہمنے دیکہہ لیا اور سن لیا اب ہمکو پہر بہیج ہم کرین بہلائی ہمکو یقین آیا اور فرمایا وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ وُقِفُوْا
عَلَی النَّارِ فَقَالُوْا یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنے اور کبہی تو دیکہے
جسوقت کافرون کو ٹہرایا ہے آگ پر تو کہتے ہین اے کاشکے ہمکو پہر بہیجین اور ہم نہ جہٹلاوین اپنے رب کی آیتین
اور رہین ایمان والون مین اور فرمایا وَتَرَی الظّٰلِمِیْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ یَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰی مَرَدٍّ مِّنْ سَبِیْلٍ
یعنے اور تو دیکہے بے انصافون کو جب وہ دیکہین عذاب تو کہین بہلا دنیا کی طرف جانیکو بہی کوئی راہ ہے اور فرمایا
قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰی خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ
یعنے بولے اے رب ہمارے تو موت دے چکا ہمکو دو بار اور زندگی دے چکا دو بار اب ہم قائل ہوئے اپنے گناہون کے پہر
اب بہی ہے نکلنے کو کوئی راہ اور فرمایا وَهُمْ یَصْطَرِخُوْنَ فِیْهَا رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا
نَعْمَلُ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا یَتَذَكَّرُ فِیْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِیْرُ ط فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ
مِنْ نَّصِیْرٍ یعنے اور دوزخی چلاتے ہین دوزخ مین (اور کہتے ہین) اے رب ہمکو نکال کہ ہم کچہ بہلا کام کرین

وہ نہین جو کرتے تہی کیا ہمنے عمر ندی تہی تمکو جتنے مین سوچ لے جسکو سوچنا ہو اور پہونچا تمکو ڈر سُنانیوالا اب چکہو کہ کوئی نہین گنہگارون کا مددگار تو بیان کیا اللہ سبحانہٗ نے کہ اہل نار دنیا مین پہر آنا طلب کرینگے احتضار کیوقت اور قیامت کے دن تو نہ انکے احتضار کیوقت انکا سوال مانا جاویگا اور نہ قیامت کے دن اور کَلَّا ردع اور زجر کا حرف ہے اور معنے یہ ہین کہ ہم انکا مطلوب پورا نہ کرینگے اور نہ انکے اس سوال کو سنینگے عبد الرحمان بن زید بن اسلم اِنَّھَا کَلِمَۃٌ ھُوَ قَآئِلُھَا کی تفسیر مین کہتے ہین کہ ہر ایک ظالم احتضار کیوقت رجعت (دنیا مین لوٹنا) مانگتا ہے اور یہ بہی احتمال ہے کہ اللہ کا قول اِنَّھَا کَلِمَۃٌ ھُوَ قَآئِلُھَا اللہ تعالی کے قول کَلَّا کی علت ہو اور معنے یہ ہون کہ انکے اس سوال کو منظور نہ کیا جاویگا اسلیے کہ یہ انکے منہ کی بات ہے جسپر وہ عمل نہین کرینگے کما قال تعالی وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُھُوْا عَنْہُ وَاِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ یعنے اور اگر پہر بہیجین تو پہر کرین وہی جو منع ہوا تہا انکو اور وہ جہوٹ بولتے ہین قتادہ کہتے ہین اللہ کی قسم ظالم احتضار کیوقت اور قیامت مین رجعت کی تمنّا اسلیے نہین کریگا کہ وہ بی بی کیطرف لوٹے یا قبیلہ کیطرف یا لوٹ کر مال اکٹہا کرے اور شہوات کو پورا کرے لیکن وہ تو نیک کام کے لیے لوٹنے کی آرزو اور تمنّا کریگا اب اللہ رحم کرے اس مرد پر جو عمل کرے اس جگہہ مین جہان لوٹ کر آنے کے لیے کافر تمنّا کریگا جب دوزخ مین عذاب کو دیکہیگا محمد بن کعب قرظی کہتے ہین کَلَّا اِنَّھَا کَلِمَۃٌ ھُوَ قَآئِلُھَا اللہ کیطرف سے کافر کا جواب ہوگا عمر بن عبد اللہ غفرہ کے غلام آزاد کہتے ہین جب کافر کہے گا رَبِّ ارْجِعُوْنِ یعنے اے رب میرے مجہے پہر دنیا مین لیجا تو اللہ تبارک وتعالی فرماویگا نہین نہین تو جہوٹا ہے قتادہ کہتے ہین علاء زیاد کے بیٹے فرمایا کرتے تم مین سے ہر ایک کو چاہیے کہ اپنے آپکو محتضر کے قائم مقام خیال کرے اور سمجہے کہ مینے اپنے رب سے پہر دنیا مین لوٹنا طلب کیا ہے اور اس نے مجہہ کو لوٹا دیا ہے اب مین کچہہ نیک کام کر لون پہر قتادہ کہتے بخدا کافر نے آرزو نہین کی مگر اسی امر کی کہ دنیا مین لوٹ کر اللہ کی طاعت کرے کافر سے ڈرنے والے کی آرزو مین خیال کر کے نیک کام مین دل لگاؤ اور اس امر کی قوت نہین ہے مگر اللہ کی توفیق کے ساتہہ محمد بن کعب قرظی سے بہی ایسا ہی مروی ہے ابو ہریرہؓ کہتے ہین کہ جب کافر کو قبر مین رکہا جاتا ہے اور وہ اپنا مکان آگ مین دیکہتا ہے تو کہتا ہے رَبِّ ارْجِعُوْنِ اَتُوْبُ وَاَعْمَلُ صَالِحًا یعنے اے میرے مالک مجہے پہر بہیجو مین نے رجوع کیا اور مین نیک کام کرونگا ابو ہریرہؓ کہتے ہین اسکو کہا جاتا ہے تجہے اتنی عمر دی گئی جسقدر تو جیتا رہا ابو ہریرہؓ کہتے ہین پہر اسپر قبر کو تنگ کیا جاتا ہے اور وہ قبر (اسپر) ملجاتی ہے پہر نیش زدہ کی طرح (کبہی) سوتا ہے اور کبہی گہبرا اٹہتا ہے (اور) جمع ہوتے ہین اسکے پاس زمین کے زہریلے چیزین

اور اسکے سانپ اور بچھو روایہ ابن ابی حاتم حضرت عائشہ کہتی ہین وَیْلٌ لِّاَهْلِ الْمَعَاصِیْ مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ تَدْخُلُ
عَلَیْهِمْ فِیْ قُبُوْرِهِمْ حَیَّاتٌ سُوْدٌ اَوْ دُهْمٌ حَیَّةٌ عِنْدَ رَاْسِهٖ وَحَیَّةٌ عِنْدَ رِجْلَیْهِ یَقْرِصَانِهٖ حَتّٰی
یَلْتَقِیَا فِیْ وَسَطِهٖ فَذٰلِكَ الْعَذَابُ الَّذِیْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ یعنی
خرابی ہے ان گنہگارون کیواسطے جو قبرون مین مدفون ہین داخل ہوتے ہین انکی قبرون مین سیاہ سانپ ایک
سانپ اسکے سر کے پاس رہتا ہے اور ایک اسکے پاؤن کے پاس اور دونو اسکو ڈستے اور کاٹتے ہین یہانتک کہ کاٹتے
کاٹتے دونون اس شخص کے وسط مین آکر ملجاتے ہین تو یہ برزخ (عالم قبر) کا عذاب ہے جسکی نسبت اللہ تبارک و
تعالی نے فرمایا وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ابو صالح وغیرہ کہتے ہین کہ وراۂم کے معنے ہین امامہم
یعنے انکے آگے مجاہد کہتے ہین برزخ سے دنیا اور آخرت کے درمیان کا پردہ مراد ہے محمد بن کعب کا بھی یہی قول ہے لیکن
اتنا زیادہ کیا ہے کہ اہل برزخ نہ دنیا والون کے ساتھ کہاتے پیتے ہین اور نہ آخرت والون کے ساتھ اپنے
اعمال کی جزا بھگتتے ہین اور ابو صخر کہتے ہین برزخ سے مقابر مراد ہین تو اہل برزخ نہ دنیا مین ہین اور نہ آخرت مین
تو قبرون ہی مین رہینگے قیامت تک اور اس آیت مین اللہ تعالی نے ظالمون کو برزخ کے عذاب سے ڈرایا ہے جیسے
فرمایا وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ اور فرمایا وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِیْظٌ فتح مین کہا ہے موت کے آنے سے موت
کی علامتون کا آنا مراد ہے اور وہ علامت یہی کہ وہ دوزخ مین اپنی جگہہ کو دیکھہ لیتا ہے اور بہشت مین بھی اسکو اسکی
جگہہ دکھلائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اگر تو مسلمان ہوتا تو تیرا یہ ٹھکانا تھا اور رب ارجعون
مین جماعت کی ضمیر کا استعمال کیا مخاطب کی تعظیم و تکریم کے واسطے بعض نے کہا تکریر فعل کے معنے مین ہے گویا ان
کہا ہے اِرْجِعْنِیْ اِرْجِعْنِیْ قالہ ابو البقاء اور اسیکی مثل ہے اللہ کا قول اَلْقِیَا فِیْ جَهَنَّمَ مازنی نے کہا القیا
کے معنے یہ ہین الق الق اور اسیطرح کہا گیا ہے امرء القیس کے اس قول مین قِفَا نَبْكِ مِنْ ذِكْرٰی حَبِیْبٍ وَّمَنْزِلِ
اور اسی کی مثل ہے حجاج کا قول جو کہ اس کے لیے اِضْرِبَا عُنُقَهٗ اور کسی اور نے کہا اَلَا فَارْحَمُوْنِیْ یَا اٰلَهَ مُحَمَّدٍ
بعض نے اسکے یہ معنی بیان کیے کہ حسب اللہ کے پاس فریاد کرینگے تو ان مین سے ایک اللہ کو مخاطب کر کے
کہیگا رب پھر فرشتون کیطرف خطاب کریگا اور کہیگا ارجعون حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی کے لیے
فرمایا اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا عَایَنَ الْمَلٰٓئِكَةَ قَالُوْا نُرْجِعُكَ اِلَی الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ اِلٰی دَارِ الْهُمُوْمِ وَالْاَحْزَانِ
بَلْ قُدُمًا اِلَی اللّٰهِ وَاَمَّا الْكَافِرُ فَیَقُوْلُوْنَ لَهٗ نُرْجِعُكَ فَیَقُوْلُ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْ اَعْمَلُ صَالِحًا یعنی
اے عائشہ مومن جب (موت کے) فرشتون کو دیکھتا ہے تو وہ کہتے ہین ہم تجھہ کو دنیا کی طرف پھیر دین وہ کہتا ہے

سب ہموم اور غموم سے گھر کیطرف لوٹاتے ہو مجھے اللہ کیطرف تب پھیلو اور رہا کافر تو اسکو کہتے ہین کہ مجھکو پھیلین وہ کہتا
ہے ای رب پھر بھیجو مجھکو تو کہ مین نیک کام کرون اور یہ روایت مرسل ہے جابر بن عبد اللہ مرفوعا کہتے ہین اِذَا
حَضَرَ الْاِنْسَانَ الْوَفَاةُ يُجْمَعُ لَهٗ كُلُّ شَيْءٍ يَمْنَعُهٗ عَنِ الْحَقِّ فَيُجْعَلُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَعِنْدَ ذٰلِكَ
يَقُوْلُ رَبِّ ارْجِعُوْنِ الآيۃ یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب آدمی مرنے لگتا ہے تو اسکی لیے وہ
ساری چیزین اکٹھا کی جاتی ہین جو اسکو حق سے روکتی رہین اور اسکی آنکھون کے سامنے انکو کھڑا کیا جاتا ہے
اسوقت آدمی کہتا ہے رَبِّ ارْجِعُوْنِ ابن عباسؓ نے اَعْمَلُ صَالِحًا کی تفسیر مین کہا اَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
یعنے مین لا الہ الا اللہ کہون گا اور فیما ترکت سے وہ مقام مراد ہے جس مین اس نے اللہ کی طاعت کو ضائع کیا
یا اللہ کی طاعت سے رکا یا فیما ترکت سے دنیا مراد ہے اور برزخ کہتے ہین حاجز مین الشیئین کو یعنے دو چیزون
کے درمیان کے پردے کو قالہ الجوهري تو ضحاک اور مجاہد اور ابن زید کا یہ قول ہے کہ یہان موت اور بعث
کے درمیان حاجز مراد ہے کلبی نے کہا دو نفخون کے درمیان کی مدت مراد ہے اور وہ چالیس سال ہوگی اور سدی
نے کہا اس سے موت مراد ہے بعض نے کہا ان لوگون اور رجوع الی الدنیا کے درمیان برزخ ہے اور یوم یبعثون
سے قیامت مراد ہے اور اس آیت مین کلی اقناط ہے اور محض ناامیدی ہے دنیا کی طرف پھر آنے سے کیونکہ
یہ بات معلوم ہے کہ قیامت کے دن دنیا کیطرف رجعت نہ ہوگی فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ
يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ○ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَمَنْ خَفَّتْ
مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ○ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ
وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ○ پھر جسوقت پھونک ماری صور مین تو نہ ذاتین ہین ان مین اسدن نہ آپس مین پوچھنا
سو جسکی بھاری ہوئین تولین وہی لوگ کام لے نکلے اور جسکی ہلکی ہوئین تولین سو وہی ہین جو ہار بیٹھے اپنی
جان دوزخ مین رہا کرینگے مارتی ہے انکے منہ پر آگ اور وہ اس مین بدشکل ہو رہے ہین **ف** یہ جو فرمایا
تو نہ ذاتین ہین اسدن نہ آپس مین پوچھنا تو اس کے یہ معنے ہین کہ باپ بیٹا ایک دوسرے کے شامل نہین ہر ایک
سے اسکے عمل کا حساب ہے اور یہ جو فرمایا اور وہ اس مین بدشکل ہو رہے ہین تو اسکے یہ معنی ہین کہ جلتے جلتے
بدن سوج جاویگا نیچے کا ہونٹ ناف تک اور اوپر کا کھوپری تک اور زبان گھسٹتی ہوگی زمین مین لوگ
اسکو روندین گے انتہی ما فی موضح القرآن **ف** حافظ ابن کثیر فرماتے ہین اللہ تعالی خبر دیتا ہے کہ جب
صور مین پھونکا جاویگا جی اٹھنے کے لیے اور قبرون مین سے لوگ اٹھ کھڑے ہونگے تو نہ ذاتین ہونگی اسروز

اور باپ بیٹے کے تہا شامل ہوگا نہ بیٹا باپ کے تہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ وَلَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا يُبَصَّرُونَهُمْ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا یعنے جسدن ہوگا آسمان جیسے تانبا پگہلا اور ہونگے پہاڑ جیسے اُون رنگی ہوئی اور نہ پوچہے گا دوست دار دوستدار کو سب نظر آجاوینگے انکو خواہش کریگا گنہگار کسیطرح چہڑواتمین وے اسدن کی مار سے اپنے بیٹے اور ساتہ والے اور بہائی اور اپنا گہرانہ جس مین رہتا تہا اور جتنی زمین پر ہین ساری پہر آپ کو بچاوی اور فرمایا يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُسْفِرَةٌ ضَاحِكَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ أُولَئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ یعنے جسدن بہاگیگا مرد اپنے بہائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنے ساتہ والی سے اور بیٹون سے ہر مرد کو ان مین سے اسدن ایک فکر لگا ہے جو اسکو بس ہے کتنے منہ اسدن روشن ہین ہنستے خوشیان کرتے اور کتنے مونہ اسدن انپر گرد پڑی ہے چڑہی آتی ہے انپر سیاہی وہ لوگ وہی ہین جو منکر ہین ڈہیٹہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہین إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ جَمَعَ اللَّهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ثُمَّ نَادَى مُنَادٍ أَلَا مَنْ كَانَ لَهُ مَظْلِمَةٌ فَلْيَجِئْ فَلْيَأْخُذْ حَقَّهُ قَالَ فَيَفْرَحُ الْمَرْءُ أَنْ يَكُونَ لَهُ الْحَقُّ عَلَى وَالِدِهِ أَوْ وَلَدِهِ أَوْ زَوْجَتِهِ وَإِنْ كَانَ صَغِيرًا وَمِصْدَاقُ ذَلِكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ یعنے جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ اولین اور آخرین کو اکٹہا کریگا پہر ایک منادی ندا کریگا (اور کہیگا) جو شخص مظلوم ہے وہ آکر ظالم سے اپنا حق لے لے عبداللہ بن مسعود کہتے ہین پہر مرد خوش ہوگا اسلیے کہ اسکا حق ہوگا باپ پر یا بیٹے پر یا بی بی پر اگرچہ وہ حق حقیر اور اندک ہی ہو اور اسکی دلیل قرآن مجید مین موجود ہے اور وہ یہ آیت ہے فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ مسور بن مخرمہ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فاطمہ میرے وجود کا ٹکڑا ہے جو چیز اسکو رنج مین ڈالتی ہے وہ مجہہ کو بہی رنج مین ڈالتی ہے اور جس سے اسکو خوشی ہوتی ہے اس سے مجہہ کو بہی خوشی ہوتی ہے اور قیامت کے دن ذاتین منقطع ہو جاوینگی مگر میری ذات اور میرا علاقہ اور میرا رحم رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ حافظ ابن کثیر کہتے ہین اس حدیث کی اصل صحیحین مین موجود ہے اور مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

فاطمة بضعة منی یریبنی ما ارابها و یوذینی ما اذاها یعنے فاطمہ میری جود کا ٹکڑا ہے قلق مین ڈالتی
ہے مجھکو وہ بات جو اسکو قلق مین ڈالتی ہے اور دکھ دیتی ہے مجھکو وہ بات جو اسکو دکھ دیتی ہے ابوسعید خدری رضی
رفعا سمعا کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس منبر پر فرماتے تھے مابال رجال یقولون ان
رحم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتنفع قومہ بلی واللہ ان رحمی موصولة فی الدنیا و
الاخرة وانی ایها الناس فرط لکم اذا جئتم قال رجل یا رسول اللہ انا فلان بن فلان
فاقول لهم اما النسب فقد عرفته ولکنکم احدثتم بعدی وارتددتم القهقری
یعنے لوگون کا کیا حال ہے جو کہتے ہین اللہ کے رسول کا ناتا (خدا کے رسول پر درود اور سلام) اسکی قوم کو مفید نہ
ہوگا کیون نہین اللہ کی قسم میرا ناتا دنیا اور آخرت مین ملا ہوا ہے اور مین اے لوگو تمہارا پیش خیمہ ہونگا
جب تم میری پاس (حوض کوثر پر) آؤگے (اور تم مین سے) ایک مرد کہے گا یا رسول اللہ مین فلان فلان کا بیٹا ہون
تو مین جواب دونگا نسب (اور ذات) کا علاقہ تو مجھے معلوم ہے پر تم نے میری بعد نئی کام نکالی اور ایڑیون پر
اولٹے پاؤن پھر گئے رواہ الامام احمد حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہین امیر المومنین عمر رضی بن الخطاب کی سندین
امیر المومنین سے متعدد طریقون سے مروی ہے کہ اونہون نے جب حضرت امیر المومنین علی رضی بن طالب کی صاحبزادی
ام کلثوم رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ نکاح کیا تو فرمایا اللہ کی قسم بخدا مجھے نکاح کی چندان ضرورت نہی ولیکن
مینے تو اس خیال سے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ تعالی عنہا سے نکاح کیا ہے کہ
مینے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے کل سبب ونسب فانه منقطع یوم القیامة الا سببی
ونسبی یعنے قیامت کے دن کل علاقے اور سب کی ذاتین ٹوٹ جاوینگی میرے علاقے اور میری ذات کے سوا
رواہ الطبرانی والبزار والهیثم بن کلیب والبیهقی والحافظ الضیاء فی المختارة حافظ
ضیاء مقدسی نے مختارہ مین ذکر کیا کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو چالیس ہزار درہم
مہر مین دیا انکی تعظیم اور تکریم کے لیے اور حافظ ابن عساکر نے ابوالعاص بن ربیع زوج حضرت زینب بنت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ترجمہ مین ابوالقاسم بغوی کے طریق سے روایت کیا پھر اسناد کو چلایا ابن عمر رضی
تک کہ ابن عمر رضی نے فرمایا مینے سنا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب ذاتین اور ناتے قیامت کے دن ٹوٹ جاوینگے
مگر میری ذات اور میرا ناتا اور عبداللہ بن عمرو رضی کا مرفوع لفظ یہ ہے کہ مین نے اپنے مالک عزوجل سے پوچھا کہ مین اپنی
امت مین سے جس عورت کے ساتھ نکاح کرون اور جو میری امت مین سے (میری بیٹیون کے ساتھ) نکاح کرے

دیکھیے ساتھ جنت میں ہوتو اللہ نے پھر یہ سوال منظور فرمایا رواہ الحافظ ابن عساکر ایضا من طریق عمار
بن سیف عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں اللہ کے قول فمن ثقلت موازینہ فاولئک ہم المفلحون کی تفسیر میں من
رجحت حسناتہ علی سیئاتہ ولو بواحدۃ یعنے جسکی بھلائیاں اسکی برائیوں پر بھاری ہو جاویں اور
برائیوں کے مقابل میں جھک جاویں اگرچہ ایک بھلائی کے ساتھ اور یہ ابن عباسؓ کا بھی قول ہے اور فلاح سے فوز اور
نجات من النار اور جنت میں داخل ہونا مراد ہے ابن عباسؓ نے فاولئک ہم المفلحون کی تفسیر میں کہا
اولئک الذین فازوا بما طلبوا ونجوا من شر ما منہ ھربوا یعنے یہی ہیں وہ لوگ جو مطلوب کے ساتھ مراد
یاب ہوئے اور جس چیز سے بھاگتے تھے اس سے رہائی پائی اور من خفت موازینہ سے یہ مراد ہے کہ اسکی برائیاں
اسکی بھلائیوں سے زیادہ ہوئیں اور خسران سے خیبت اور ہلاکت اور بے سود اور زیان کار تجارت کے ساتھ مراد پایا
ہونا مراد ہے انسؓ بن مالک کا مرفوع لفظ یہ ہے کہ اللہ نے میزان پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے وہ ابن آدم کو لاکر
میزان (ترازو) کے دونوں پلڑوں کے درمیان کھڑا کردیگا (پھر اسکے اعمال تولیگا) اگر اسکی (نیکیوں کا) میزان
(پلہ) بھاری ہوگیا تو وہ فرشتہ ایسی آواز کے ساتھ پکاریگا جسکو ساری مخلوق سنتی ہوگی سعد فلان سعادۃ
لا یشقی بعدہ ابدا یعنے فلان سعید نکلا اور ایسا سعید کہ پھر بدبخت نہ ہوگا اور اگر اسکی (نیکیوں کی) میزان کا
(پلہ) ہلکا نکلا تو وہی فرشتہ آواز کریگا جو مخلوق سنتی ہوگی شقی فلان شقاوۃ لا یسعد بعدھا ابدا
یعنے فلان ایسا بدبخت نکلا کہ اب اسکے پیچھے نیک بخت نہیں ہوگا رواہ الحافظ ابو بکر البزار حافظ ابن کثیر نے
کہا اس حدیث کی سند ضعیف ہے داؤد بن محبر جو اس حدیث کو روایت کرتا ہے وہ ضعیف ہے اور متروک ہے اور اسی لیے
فرمایا فی جہنم خلدون یعنے پھر وہ دوزخ میں سدا رہیں گے اور مقیم اور دائم اور وہاں سے نہ نکلیں گے اور یہ
جو فرمایا تلفح وجوھھم النار یعنے ماریگی انکے مونہوں پر آگ تو یہ اللہ کا قول اسکے مثل کی طرح ہے وتغشی
وجوھھم النار یعنے اور ڈھانک لیگی انکے مونہوں کو آگ اور جیسے فرمایا لو یعلم الذین کفروا
حین لا یکفون عن وجوھھم النار ولا عن ظھورھم یعنے اگر منکر جانیں اسوقت کو جب نہ دور
کرسکینگے یہ اپنے مونہوں سے آگ کو اور نہ اپنی پیٹھوں سے ابو ہریرہؓ رفعاً کہتے ہیں کہ جب دوزخ کی طرف دوزخ والوں
کو ہانکا جاویگا تو آگے آملیں گے دوزخیوں کو دوزخ کی لاٹیں پھر انکو جھلس دیگی پھر نہ بچیگا انکا گوشت ہوگا سب
ایڑیوں پر گر جاویگا رواہ ابن ابی حاتم ابو الدرداء کا لفظ مرفوعاً یہ ہے تلفح وجوھھم النار کی تفسیر میں کہ (آگ)
ایک ایسی لپٹ انکو ماریگی جس سے انکا گوشت ایڑیوں پر آجاویگا رواہ ابن مردویہ ابو الاحوص کہتے ہیں عبد اللہ

بن مسعودؓ نے وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ کی تفسیر میں فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلَى رَاسِ الْمُشَيَّطِ الَّذِي قَدْ بَدَا اَسْنَانُهُ وَ
قَلَصَتْ شَفَتَاهُ یعنے تو نے شانہ (کنگھی) کی سر کیطرف نہیں دیکھا کہ اسکے دانت باہر نکلے ہوتے ہیں اور ہونٹ کھنچے
ہوتے ہیں رواہ الثوری عن ابی اسحاق ابن عباسؓ نے کہا کالحون اسے عابسون یعنے تیوری چڑہانے والے ابو سعید
خدری کا لفظ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ کی تفسیر میں رفعاً یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تَشْوِيهِ النَّارُ
فَتَقَلَّصُ شَفَتُهُ الْعُلْيَا حَتّٰى تَبْلُغَ وَسَطَ رَاسِهِ وَتَسْتَرْخِي شَفَتُهُ السُّفْلٰى حَتّٰى تَبْلُغَ سُرَّتَهُ یعنے جلا
گی اسکو آگ (اور جلتے جلتے بدن سوج جاویگا) اوپر کا ہونٹ کھوپری تک پہنچ جاویگا اور نیچے کا ہونٹ ناف تک
آجاویگا رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ نَصْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
الْمُبَارَكِ بِهٖ وَقَالَ حَسَنٌ غَرِيبٌ فتح کا لفظ یہ ہے کہ اس نفخہ سے نفخہ اولی مراد ہے قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ بعض نے
کہا نفخہ ثانیہ مراد ہے قالہ ابن مسعودؓ اور یہ قول بہت ٹہیک ہے اور یہ وہ نفخہ ہے جو بعث اور نشور کے درمیان
ہوگا بعض نے کہا معنے یہ ہیں جب اجساد میں انکے ارواح پہونکے جاوینگے اس تقدیر پر کہ صور کو صورت کی جمع
گردانا جاوے نہ وہ جسکے معنے قرن ہیں اور ایک یہ قرات بھی ہے اور صاد کے ضمہ اور واو کی سکون کے ساتھ صور
اس قرن کا نام ہے جس میں اسرافیل نفخہ کے لیے مامور ہے اور انساب جمع ہے نسب کی اور نسب کہتے ہیں
قرابت اور ناتے کو اور نسب کی نفی کے یہ معنے ہیں کہ قیامت کے دن قراتیں فخر کا باعث و موجب ہونگے یا یہ معنے
کہ اسدن قراتیں کچھ کارگر نہ ہونگے تراحم اور تعاطف کے دور ہو جانے کے لیے اور مطلب یہ ہے کہ فرط حیرت اور دہشت
کے سخت ہونے کیوجہ سے کوئی ناتا یاد نہ کرے گا اور نہ بعض بعض سے ناتے کا سوال کریگا کیونکہ اسدن میں انکو ایک
شغل ہوگا جو انکو ان امور سے شاغل ہوگا اور اسی قبیل سے ہے اللہ کا قول یوم یفر المرء من اخیہ آخر تک اور اسی
قبیل سے ہے اللہ عزوجل کا قول ولا یسأل حمیم حمیما اور یہ آیت اللہ تعالی کے اس قول کے منافی نہیں ہے وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ
عَلٰى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ کیونکہ یہ سوال بعض مواقف پر محمول ہے تو سوال کا اثبات باعتبار بعض مواقف کے
ہے اور نفی باعتبار بعض آخر کے جیسے ہمنے اس تقریر کو اسی آیت کی نظائر میں بیان کیا ابن عباسؓ نے اس آیت
کی تفسیر میں روایت کیا کہ جب صور میں پہونکا جاوے گا تو کوئی جاندار زندہ نہ رہے گا اللہ (عزوجل) کے سوا
اور ابن عباسؓ ہی سے مروی ہے کہ انسے آیت باب اور اللہ کے قول وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ
کی تطبیق سے سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا یہ محمول ہے مواقف کی تعدد پر تو وہ موقف (یعنی) جس میں نسب
کا اعتبار نہ ہوگا اور نہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھے گا وہ موقف وہ ہے جو صعقہ اولی کے وقت ہوگا جب وہ

بیہوش ہوجاوینگے تو انکے درمیان انساب کا اعتبار رہیگا اور نہ کوئی دوسرے سے پوچھیگا جب دوسری بار قرن میں
پہونکا جاویگا تو وہ کہ اسوقت اٹھکر پوچھنے لگینگے اور انہیں سے جب دوسرے بار کسینے ان دونوں آیتوں کے
درمیان توفیق ہی سوال کیا تو فرمایا ذاتوں کا عدم اعتبار اور آپس میں سوال نہ کرنا نفخ اولے میں ہوگا جب
زمین پر کوئی چیز باقی نہ رہیگی اور آپس میں سوال کرنا اسوقت کی بات ہے جب لوگ بہشت میں آجاوینگے اس
وقت ایک دوسرے سے سوال کریگا ابن مسعودؓ کا لفظ موقوفاً یہ ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ اولین
اور آخرین کو جمع فرماویگا اور ایک روایت میں ہے کہ (ہر ایک) بندے اور لونڈے کا ہاتھ قیامت کے دن
پکڑا جاویگا اولین اور آخرین کے سامنے پھر منادی آواز کریگا خبردار یہ فلان فلان کا بیٹا ہے اور یہ
فلانہ فلان کی بیٹی ہے پھر جسکا (کسیپر) دنیاوی حق ہو وہ اپنا حق لے لے پھر انساب کے منقطع ہونے میں
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسب کے سوا بہی حدیثیں بیان کیں جو حافظ ابن کثیرؒ نے بیان کیں موازین
سے وہ اعمال صالحہ مراد ہے جو تلینگے اسصورت میں موازین موزون کی جمع ہوگی اور موازین کا میزان
کی جمع ہونا بہی ممکن ہے اور موازین کی جمع باوجود میزان کے ایک ہونیکے تعدد موزون کے اعتبار سے
ہے اور مفلحون سے مطالب محبوبہ کیساتہ فائز اور امور مخوفہ سے ناجی مراد ہیں اور نفح سے جلنا مراد ہے لغت
میں لفح کہتے ہیں سخت بہاپ کو بعض نے کہا لفح سے جلانا مراد ہے اور وجوہ کو اسلیے خاص کیا گیا کہ وہ
اشرف اعضا ہیں ابن عباسؓ نے کہا لفح سے نفخ مراد ہے کالح وہ شخص ہے جس کے ہونٹ پیچھے ہٹ گئے ہوں
اور اسکے دانت نظر آتے ہوں قالہ الزجاج اور ابن مسعودؓ کہتے ہیں کلوح راس سے سر کا پکنا مراد ہے اور اہل
نار کی صفت اور انکے اقوال اور ایقال لہم کے بارے میں بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں جو معروف ہیں —

أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَ
كُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ۝ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ۝ تم کو سنائی نہ تہے ہماری
آیتیں پھر تم انکو جھٹلاتے تہے بولے اے رب زور کیا ہمپر ہماری کمبختی نے اور رہے ہم لوگ بہکے اے رب
نکال لے ہمکو اس میں سے اگر ہم پھر کریں تو ہم گنہگار **ف** یہ تقریع ہے اللہ کی جانب سے اور توبیخ ہے اسکی
طرف سے دوزخیوں کے لیے اس کفر اور آثام اور محارم اور عظائم کے ارتکاب پر جنہوں نے انکو دوزخ کا اہل
اور مستحق بنا دیا اور فرمایا کیا ہماری آیتیں اور ہمارے احکام تمپر ہمارے رسول پڑہتے نہ تہے جن کو ہمنے
تمہاری ہدایت کیواسطے تمہارے پاس بہیجا اور انہوں نے تمہارے اعتراضوں اور شبہات کو دور نہ کیا

پہر تمہارے پاس کوئی حجت نرہی کما قال تعالی رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ
الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا یعنے کتنے رسول خوشی سناتے اور ڈر سناتے تا نرہے لوگون کو اللہ پر الزام
کی جگہہ رسولون کے بعد اور اللہ ہے زبردست حکمت والا اور جیسے فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا
اور ہم بلا نہین ڈالتے جبتک نہ بہیجین کوئی رسول اور جیسے فرمایا كُلَّمَا اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَا اَلَمْ
يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ
كَبِيْرٍ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْبِهِمْ فَسُحْقًا لِاَصْحٰبِ
السَّعِيْرِ یعنے جب جب پڑتا اس مین ول پوچہا ان سے اسکے داروغون نے کیا نہ پہونچا تمکو کوئی ڈر سنانیوالا
وہ بولی کیون نہین ہم پاس پہونچا تہا ڈر سنانیوالا پہر ہمنے جہوٹلایا اور کہا کوئی نہین اتاری اللہ نے کچہ چیز تم
پڑے ہو بڑے بہکاوے مین اور بولے اگر ہم ہوتے سنتے یا بوجہتے نہ ہوتے دوزخ والون مین سو قائل ہوئے اپنے
گناہ کے اب دفع ہون دوزخ والے ولہذا وہ کہینگے رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ
یعنے ہمپر الزام قائم ہوگیا تہا یہ ہماری اپنی ہی کم بختی اور بدنصیبی تہی کہ ہمنے رسولون کے کہنے پر عمل نہ کیا پہر
کہینگے رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ یعنے اب پہر ہمکو دنیا کی طرف لوٹا اگر ہمنے پہر وہی
کام کیے جو ہمنے آگے کیے تو ہم گنہگار عقوبت کے مستحق کما قال تعالے فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ
مِّنْ سَبِيْلٍ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ
الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ یعنے کافر کہینگے اب ہم قائل ہوئے اپنے گناہون کے پہر اب بہی ہے نکلنے کو کوئی راہ یہ تم پر
اسواسطے کہ جب کسینے پکارا اللہ کو اکیلا تو تم منکر ہوئے اور جب اسکے ساتہہ شریک پکارے تو تم یقین لانے لگے اب
حکم وہی جو کرے اللہ سب سے بڑا اور غرض یہ ہے کہ اب دنیا کی طرف جانیکے لیے کوئی سبیل نہین ہے کیونکہ تم اللہ کے
ساتہہ شرک کرتے رہے جب مسلمان اسکو ایک کہتے فتح مین کہا ہے آیات سے قوارع قرآن اور اسکے زواجر مراد ہین
جنکے ساتہہ مشرکون اور منکرون کو دنیا مین ڈرایا جاتا تہا اور یہ کفار کو توبیخًا اور تقریعًا کہا جاویگا اور شقوت سے
لذات اور شہوات مراد ہین یعنے دنیا مین ہمپر لذتین اور شہوتین غالب رہین اور لذات اور شہوات کو شقوت
کہا اسلیے کہ یہ شقوت کیطرف لیجاتی ہین اور شقاوت بہی قرأت ہے اور شقاوت ضد ہے سعادت کی ابن مسعود اور
حسن بصری نے شقاوتنا ہی پڑہا ہے قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۞ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۞ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ

ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ فرمایا
پڑے رہو پہٹکارے اس مین اور مجہہ سے نہ بولو ایک فرقہ تہا میرے بندون مین جو کہتے تہے اے رب ہمارے ہم یقین
لائے سو معاف کر ہم کو اور مہر کر ہم پر اور تو سب مہر والون سے بہتر پہر تمنے انکو ٹہٹہون مین پکڑا یہانتک کہ بہولے
انکے پیچہے میری یاد اور تم ان سے ہنستے رہے مینے آج دیا انکو بدلا انکے سہنے کا کہ وہی ہین مراد کو پہونچے ف
جب کفار آگ سے نکلنے اور دنیا کی طرف پہر لوٹنے کا سوال کرینگے تو یہ اللہ عز وجل انکو جواب دیگا اور فرماویگا
پڑے رہو دوزخ مین ذلیل اور خوار اور پہر دوبارہ یہ سوال نہ کرنا کیونکہ تمہارا یہ سوال میرے ہان منظور نہین ہے
عوفی نے ابن عباس رضی سے روایت کیا کہ جب دوزخی بات کر چکین گے تو اللہ تعالی فرماویگا اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ
عبد اللہ بن عمرو رضی کہتے ہین دوزخ والے مالک (دوزخ کے داروغہ) کو بلادینگے اور وہ چالیس سال تک انکو جواب
نہ دیگا پہر جواب دیگا تم اسی مین رہو گے عبد اللہ بن عمرو رضی کہتے ہین بخدا انکی پکار کا مالک اور مالک کے رب کے پاس
کوئی قدر نہ ہوگا پہر دوزخی اپنے رب کو پکارینگے اور کہینگے رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ
یعنے ای رب زور کیا ہمپر ہماری کم بختی نے اور رہے ہم بدنصیب ای رب ہمکو نکال لے اس رنج وغم سے اگر ہم پہر کرین تو
ہم گنہگار (عبد اللہ بن عمرو رضی نے کہا پہر اللہ عز وجل دو دنیا کے اندازے کی موافق چپ رہیگا (اور اتنی مدت مین انکی
یہی پکار رہے گی) پہر انکو جواب دیگا اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ یعنے پڑے رہو اسیمین اور نہ بات کرو میرے
ساتہہ عبد اللہ بن عمرو رضی کہتے ہین پہر دوزخی اسکے بعد آس توڑدینگے اور دوزخ سے سوا زفیر اور شہیق کے اور آواز
نہ نکلیگا یعنے چلانے اور دہاڑنیکا آواز آویگا عبد اللہ بن عمرو رضی نے کہا تو دوزخیون کی آواز گدہون کیطرح ہوگی
جو پہلے چلاتے ہین پہر دہاڑتے ہین رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عبد اللہ بن مسعود رضی کہتے ہین جب اللہ تعالی ارادہ
کریگا کہ دوزخیون مین سے کسی کو باہر نہ نکالے تو ایک ایماندار آکر سفارش کریگا اور کہے گا اے میرے مالک (میری
سفارش منظور کر) اللہ تعالی فرماویگا تو کس کو نکلواتا ہے مومن کہیگا مین ایک مرد کو پہچانتا ہون پہر وہ مومن
مرد دوزخ مین آکر دیکہیگا تو کسی کو نہ پہچانے گا پہر دوزخیون مین سے ایک مرد مومن کو بلاویگا اور کہیگا ای فلانے
مین فلان (مرد ہون جسکو تو نکلوانا چاہتا ہے) تو مومن کہے گا مین تجہہ کو نہین پہچانتا عبد اللہ بن مسعود رضی کہتے
ہین پہر اسوقت وہ کہینگے رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ اور اسوقت اللہ تعالی فرماویگا
اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ جب اللہ یہ فرماویگا تو آگ انکو ڈہانک لیگی پہر انمین سے کوئی نہ نکلیگا پہر اللہ تعالی
انکو وہ ذنوب یاد دلاویگا جنکو وہ دنیا مین کرتے تہے اور وہ استہزا جو مسلمان بندون کو ساتہہ کرتے تہے اور

فرماویگا انه كان فريق من عبادي يقولون ربنا آمنا فاغفر لنا وارحمنا وانت خير الراحمين
فاتخذتموهم سخريا حتى انسوكم ذكري وكنتم منهم تضحكون یعنے اور ایک فرقہ تها میرے بندون مین
جو کہتے تہے اے رب ہم یقین لائے سو معاف کر ہم کو اور مہر کر ہمپر اور تو سب مہر والون سے بہتر ہے پہر تم نے انکو ٹہٹہون
مین پکڑا یعنے انکو مجہ کو پکارنے اور میری طرف گڑگڑانے مین ٹہٹہے اپنے ٹہٹہے کیے یہانتک کہ بہولی انکے پیچہے میری
یاد اور انکی دشمنی اور بغض نے تم کو اس پر ابہارا کہ تم میرا معاملہ بہول گئے اور انکی عبادت اور انکے کامون پر تم
ہنستے رہے کما قال تعالى ان الذين اجرموا كانوا من الذين آمنوا يضحكون واذا مروا بهم يتغامزون
واذا انقلبوا الى اهلهم انقلبوا فكهين واذا راوهم قالوا ان هؤلاء لضالون وما
ارسلوا عليهم حافظين فاليوم الذين آمنوا من الكفار يضحكون على الارائك ينظرون
هل ثوب الكفار ما كانوا يفعلون یعنے وہ جو گنہگار ہین وہ تہے ایمان والون سے ہنستے اور جب ہو نکلتے
ان پاس آپس مین سین کرتے اور جب پہر کر جاتے اپنے گہر پہر جاتے باتین بناتے اور جب انکو دیکہتے کہتے بیشک
یہ لوگ بہک رہے ہین اور ان کو بہیجا نہین انپر نگہبان سو آج ایمان والے منکرون سے ہنستے ہین تختون پر بیٹہے
دیکہتے ہین اب بدلا پایا منکرون نے جیسا کچہ کرتے تہے پہر اللہ نے خبر دی اس جزا سے جو وہ اپنے دوستون اور نیک
بندون کو دیگا انکے کفار کی ایذا مین صبر کرنے پر اور فرمایا انهم هم الفائزون یعنے مین نے انہین کو
سعادت اور سلامت اور جنت کے ساتہ فائز کر دیا اور دوزخ سے انکو نجات دی فتح کا بیان یہ ہے کہ اخسئوا
فيها ولا تكلمون اللہ دوزخیون کو مالک کے زبان پر کہے گا دو دنیا کے اندازے کے بعد اب دنیا کے قدر
مین اختلاف ہے بعض نے کہا دنیا کی سات ہزار سال کی عمر ہے کواکب سیارہ کے عدد کے موافق بعض نے کہا
بارہ ہزار سال بروج کے عدد کے موافق کے اور بعض نے کہا تین لاکہ ساٹہہ سال برس کے دنون کی عدد کی موافق
اسکو قرطبی نے تذکرہ مین ذکر کیا اور اسکی تحقیق کما ینبغی وکما حقہ مینے اپنے رسالہ لقطۃ العجلان مین کی ہے
اور خسا کہتے ہین ذلت اور خواری کے ساتہہ چپ کرنیکو مبرد نے کہا خسا سختی کے ساتہ دور کرنے کو کہتے ہین
اور زجاج نے کہا کتے کے دور کرنے اور بہگانے کے لیے یہ لفظ موضوع ہے اور یہ جو فرمایا کہ میرے ساتہ بات نکرو
تو اس سے یہ مراد ہے کہ اب دوزخ سے نکلنے اور دنیا کی طرف رجعت کی بابت بات نہ کرنا یا عذاب کے اٹہائے جانے کی
بابت مین بات نکرنا یا مطلقًا بات نکرنا حسن بصری نے کہا یہ اہل نار کی آخری کلام ہوگی اسکے بعد وہ کوئی بات
نہین کرینگے سوا چلانے اور دہاڑنے کے اور کتے کیطرح بہونکنے کے فریق سے مؤمنون کا فریق مراد ہے بعض نے

کہا مہاجرین اور مین ان مین سے ہین بلال اور صہیب اور عمار اور خباب قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ
قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَادِّينَ ٥ قٰلَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ
أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ

رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ○ فرمایا تم کتنی دیر رہی زمین مین برسون کی گنتی سے بولو ہم رہے ایک دن یا کچہ دن سے کم پوچہہ لے گنتی والون سے فرمایا تم اس مین بہت نہین تہوڑا ہی رہے ہو اگر تم جانتے ہوتے سو کیا تم خیال رکہتے ہو کہ ہمنے تم کو بنایا کہیلنے کو اور تم ہمارے پاس پہر نہ آؤ گے سو بہت اوپر ہے اللہ وہ بادشاہ سچا کوئی حاکم نہین اسکے سوا مالک اس خاصے تخت کا یہ جو فرمایا تو پوچہہ لے گنتی والون سے یعنے فرشتون سے جنہون نے نیکی اور بدی گن رکہی یہ بہی گنا ہوگا زمین مین رہنا یعنے قبر مین رہنا یا دنیا کی عمر یہ بہی وہان تہوڑی نظر آویگی یہ پوچہنا اسواسطے کہ دنیا مین عذاب کی شتابی کرتے تہے اب جانا کہ شتاب ہی آیا اور تم ہمارے پاس پہر نہ آؤ گے یعنے دنیا مین تو نیکی اور بدی کا اثر نہین ملتا اگر دوسرا دن نہ ہو بدلے کا تو یہ سب کہیل تہا ف

حافظ ابن کثیر فرماتے ہین کہ کفار نے جو دنیا مین اپنے قصیر اور قلیل عمرون مین اللہ کی طاعت اور اسکی عبادت مین تفریط کی اور اسکو ضائع کیا اللہ اسپر انکو متنبہ کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر یہ کافر اپنی قلیل اعمار مین میرے نیک بندون کیطرح صبر کرتے تو ویسے ہی مراد یاب اور ظفریاب ہوتے اور فرمایا كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ یعنے تم دنیا مین کسقدر رہے قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ اور عادین سے حاسبین مراد ہین قَالَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا یعنے بہرصورت تم تہوڑا ہی رہے لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ اگر تم جانتے ہوتے تو فانی دنیا کو آخرت باقی پر ترجیح نہ دیتے اور اپنی جانون کے لیے ایسا برا تصرف اور دست اندازی نکرتے اور اتنی تہوڑی مدت مین اللہ کے عذاب کے مستحق اور اہل نہ ہوتے پہر اگر تم بہی اللہ کی طاعت اور اس وحدہ لا شریک لہ کی عبادت پر صبر کرتے جیسے مؤمنون نے صبر کیا تو تم بہی ویسے ہی مراد یاب اور ظفریاب ہوتے جیسے مؤمنین مراد یاب اور ظفریاب ہوئے ایفع بن عبد کلاعی کہتے ہین مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ لوگون کو خطبہ سنا رہے تہے اور فرماتے تہے جب اللہ بہشت والون کو بہشت مین داخل کرے گا اور دوزخ والون کو دوزخ مین تو فرماویگا اے بہشت والو تم دنیا مین کسقدر رہے وہ عرض کرینگے ہم رہے ایک دن یا کچہ دن سے کم اللہ فرماویگا وہ تجارت اور سوداگری کیسی عمدہ ہے جو تمنے ایک دن یا بعض دن مین کی وہ کیا ہے رہے تمنے اسمین میری رحمت اور خوشنودی اور میری بہشت (کو خرید لیا) رہے تم

ہمیشہ سدا (پہر فرماویگا اے دوزخیو تم دنیا مین کسقدر رہی وہ عرض کرینگی ایک دن یا ایک دن سی کچہ کم تو اسد تعالی فرمایگا بہت بُری ہی وہ سوداگری جو تم نے ایک دن یا بعض دن مین کی (وہ کیا ہے کہ تم نے میری آگ اور میری غصہ کو خرید لیا) (اب) اس مین پڑے رہو ہمیشہ سدا اور یہ جو فرمایا اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا تو اسکے یہ معنے ہین کیا تم نے خیال کیا کہ تم بیکار اور بیہودہ اور بیفائدہ بنائے گئے اور تمہاری بنانے مین ہمارا کوئی قصد اور ارادہ نہین ہے اور تمہاری خلق مین ہمنے حکمت سی کام نہین لیا اور بعض نے عَبَثًا کو مفعول لہٗ گردانا اسصورت مین یہ معنے ہونگے کیا تمنے خیال کیا کہ ہمنے تم کو بنایا اسلیے کہ تم لہو و لعب مین پڑ جاؤ جیسے بہائم بنائے گئے نہ انکو لیے ثواب ہی اور نہ عذاب ہمنے تو تمکو عبادت اور اپنے امور کے قائم کرنے کے لیے بنایا ہی وَاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ یعنے اور تمہارا خیال ہے کہ تم لوٹ کر ہمارے پاس نہ آؤگے اور یہ آیت اللہ کے اس قول کیطرح ہے اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى یعنے کیا آدمی خیال کرتا ہے کہ اسکو بیکار چھوڑا جاویگا فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ یعنے اللہ بادشاہ سچا اس سے پاک ہے کہ کوئی چیز عبث بناوے کیونکہ وہ سچا بادشاہ اس سے منزہ ہے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ اس مین عرش کا ذکر فرمایا کیونکہ عرش مخلوق کی چہت ہی اور اسکی وصف کی کریم کے ساتہہ اور اس سے غرض یہ ہے کہ وہ خوبصورت اور عمدہ شکل ہے اور یہ ویسا ہی ہے جیسے اللہ نے فرمایا وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ سعیب بن صفوان سعید بن عاص کے اولاد مین سے ایک مرد سے روایت کرتے ہین کہ یہ عمر بن عبد العزیز (عمر ثانی) کا آخری خطبہ تہا جو اس نے خطبہ پڑہا وہ یہ کہ اس نے اللہ کی تعریف کی اور اسپر ثنا کہی پہر فرمایا اما بعد اے لوگو تم کہیلنے کے لیے نہین مخلوق ہوئے اور تم کو ہرگز بیکار چھوڑا نہ جاویگا اور تمہارے لیے ایک جائے وعدہ ہے جس مین اللہ بذات خود) فیصلے کے لیے اور تمہارے درمیان حکم کے لیے اُتریگا پہر خائب ہوا اور خاسر ہوا اور بدبخت ہوا وہ بندہ جسکو اللہ نے اپنی رحمت سے نکالدیا اور اپنی اس جنت سی محروم کردیا جسکا عرض آسمان اور زمین جتنا ہے کیا تم نہین جانتے کہ کل (قیامت کے دن) اللہ کے عذاب سے بیخوف نہ ہوگا مگر وہی جو اسدن سے ڈرا اور جس نے ختم ہونیوالی (دنیا) کو باقی (آخرت) کے بدلے بیچڈالا اور قلیل کو کثیر کے بدلے اور خوف کو امان کے بدلے تم نہین دیکھتے کہ تم ہلاکت کے گہر مین ہو اور تمہارے پیچھے ایک باقی گہر ہے جس مین خیر الوارثین (اللہ) کے پاس پہونچوگے پہر تمکو ہر دن کی صبح اور شام مین وداع کیا جاتا ہی (ایک مرد تم مین سے) اپنا ذمہ پورا کر لیتا ہے اور اپنی اجل کو پہونچ جاتا ہے یہانتک کہ تم اسکو زمین کے

ایک ڈر آڑ مین جہان نہ کوئی بستر ا ہوتا ہے اور نہ تکیہ ڈالدیتے ہو وہ احباب سے جدا ہو جاتا ہے اور مٹی کا ہمسایہ اور
حساب کا مواجہ اور اپنے اعمال مین گرو رہینا ہوا) جس چیز کو اس نے پیچھے چھوڑا اس سے بے پرواہ اور جس چیز
کو اس نے آگے بہیجا اسکا محتاج اے اللہ کے بندو پہر اللہ سے ڈرو اسکے میثاقون کے آنے سے پہلے اور موت کے
تمہر آنے سے بیشتر پہر اپنی چادر کا کنارہ اپنے منہ پر ڈالا اور روئی اور لوگون کو رولایا رَوَاهُ ابن اَبِی حَاتِم عبد اللہ
بن مسعود کے پاس ایک آسیب زدہ کو لائے عبد اللہ نے اسکے کان مین اس آیت کو پڑہا اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ
عَبَثًا وَّ اَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ فَتَعَالَی اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ یہانتک کہ سورہ کو ختم کیا پہر وہ آسیب زدہ چنگا
بہلا ہو گیا اس بات کا مذکور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہوا تو آپنے فرمایا (اے عبد اللہ) تو نے کون سورۃ
آسیب زدہ کے کان مین پڑہی اس نے عرض کیا مینے سورۂ مومنون کا آخر اسکے کان مین پڑہا ہے حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا سورہ مومنون کا آخر جب آسیب زدہ کے کان مین پڑہا جاتا ہے تو آسیب جل جاتا ہے حضرت نے فرمایا وَالَّذِیْ
نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ اَنَّ رَجُلًا مُّوْقِنًا قَرَاَھَا عَلٰی جَبَلٍ لَزَالَ یعنی اس ذات کی قسم جسکے ہاتہہ مین میری جان
ہے اگر ایک یقین والا مرد ان آیتون کو پہاڑ پر پڑہے تو پہاڑ بہی اپنی جگہہ سے ٹل جاوے رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ
ابراہیم بن حارث کہتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمکو ایک لشکر کی ٹکڑی مین بہیجا اور ہمکو فرمایا کہ ہم
صبح اور شام یہ آیت پڑہین اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ابراہیم کہتے ہین
پہر ہم اس آیت کو پڑہتے رہے پہر ہمکو غنیمت ملی اور ہم سلامتی کے ساتہہ لوٹے رَوَاہُ اَبُوْ نُعَیْمٍ عبد اللہ بن
عباس سے مروی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَمَانُ اُمَّتِیْ مِنَ الْغَرَقِ اِذَا رَکِبُوا السَّفِیْنَۃَ بِسْمِ
اللّٰہِ الْمَلِکِ الْحَقِّ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ
بِیَمِیْنِہٖ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یعنی
میری امت کے لوگ جب کشتی پر سوار ہون تو انکو ڈوبنے سے ان کلمات کا پڑہنا امان دیتا ہے بِسْمِ اللّٰہِ الْمَلِکِ
الْحَقِّ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ
سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یعنے اللہ سچے بادشاہ
کے نام کے ساتہ اور نہین سمجھے اللہ کو جتنا کچھ وہ ہے اور زمین ساری وہ ایک مٹھی ہے اسکی دن
قیامت کی اور آسمان لپٹے ہین اسکے داہنے ہاتہہ مین وہ پاک ہے اور بہت اوپر ہے اس سے کہ یہ شریک بتاتے
ہین اللہ کے نام سے اسکا بہنا اور ٹہرنا تحقیق میرا رب ہی بخشنے والا مہربان قسم کا بیان یہ ہے کہ قائل کا قائل

اللہ عزوجل ہے اور یہ کفار کو اُس بات کی یاد کرانے کے لیے فرماویگا کہ جس کو انہون نے طویل اور دائم خیال کیا
تہا وہ بہ نسبت اسچیز کے جسکا اونہون نے انکار کیا قلیل تہے اور قُلْ امر کے صیغہ پر بہی پڑہا گیا ہے اور معنے یہ
ہین تو کہہ اے محمد کفار کے لیے یا فرشتہ کو حکم ہوگا انکے سوال کے لیے کہ کَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ یعنے تم جس کیطرف
رجعت اور پہر جانیکا سوال کرتے ہو اس مین پہلے کسقدر ٹہیری اور اس سوال سے مقصود کفار کی تبکیت اور
انکی توبیخ کا ہوگا کیونکہ وہ آخرت مین ٹہیرنیکا بالکلیہ انکار کرتے تہے اور یہ بہی احتمال ہے کہ سوال دنیا کے
جینے اور قبور مین رہنے کی مدت سے ہو بعض نے کہا سوال صرف انکی قبور مین رہنے کی مدت سے ہے کیونکہ اللہ نے
فرمایا فِي الْأَرْضِ اور عَلَى الْأَرْضِ نہین فرمایا اور اسکا جواب دیا گیا ہے کہ یہ بات ٹہیک نہین ہے کیونکہ فی معنے
مین علے کے ہے جیسے اللہ کے قول وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ مین عَدَدَ سِنِينَ یعنے ٹہیرے تم کتنے سال قَالُوا
لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ اس مین انہون نے بیان کیا کہ دنیا مین ہمارا ٹہیرنا بہت تہوڑا تہا اور عذاب
شدید کی وجہ سے جس مین وہ مبتلا ہونگے شک کرینگے بعض نے کہا دو نفخون کے درمیان مین ان سے عذاب اٹہا لیا
جاویگا پہر اس عذاب کو وہ بہولجاوینگے جسکے ساتہ قبرون مین معذب رہے بعض نے کہا اللہ انکو وہ عذاب
بہلا دیگا جسکے ساتہ وہ نفخہ اول سے دوسرے نفخہ تک معذب ہونگے پہر جب انکو معلوم ہوگا کہ شاید ہم بہول گئے ہون
عظیم کی سختی کی وجہ سے تو سوال کے جواب کو دوسرے کے حوالہ کرینگے اور کہینگے فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ اور عادین
جمع ہے عاد کی جو مشتق ہے عدد سے اور یہان عادین سے حفظہ مراد ہین جو عباد کے اعمال اور انکی اعمار سے
واقف ہین بعض نے کہا معنے یہ ہین پہر توپوچہ لوگون مین سے انکو جو محاسب ہین اور عارف بالحساب ہین قَالَ
إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا یعنے نہین ٹہیرے تم زمین مین مگر تہوڑا ٹہیرنا یہ اللہ تعالی مالک دوزخ کے داروغہ کے
واسطہ سے انکو فرماویگا انکی توبیخ اور تقریع کے لیے لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ اگر تم جانتے تو آج تمکو
زمین مین رہنے کی مدت تہوڑی معلوم ہوتی یا قبور مین رہنے کی مدت تہوڑی معلوم ہوتی یا دنیا اور قبور دونو
مین رہنے کی مدت تہوڑی معلوم ہوتی پہر ان مین سے ہر ایک مین ٹہیرنے کی مدت دوزخ مین رہنے کی مدت
کی بہ نسبت قلیل ہے پہر اللہ نے انکی غفلت مین تمادی پر اور نظر صحیح کے ترک پر جو بعث اور قیامت کے حق ہونے
پر دلالت کرتی ہے توبیخ فرمائی اور فرمایا أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا یعنے کیا تمکو خیال ہے کہ ہم نے تم
کو کسی حکمت کے لیے نہین بنایا اور عَبَثًا عابثین کے معنے مین ہے (حیث وہ خلقنا کی ضمیر سے حال ہو) سیبویہ
اور قطرب کا تو یہی قول ہے یا عَبَثًا مفعول لہ ہے یہ ابو عبیدہ کا قول ہے اور عبث لغت مین کہتے ہین کہیل کو

اور اس چیز کو جو مفید نہ ہو اور معنے یہ ہین کیا تم نے خیال کیا کہ تم بیکار چھوڑنے کے لیے بنائی گئے اور تمکو تمہاری اعمال
کی جزا نہ ملیگی بہائم کیطرح وَاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ اور کیا تم کو ہم زندہ کرکے تمہاری اعمال کی جزا دین گے فَتَعٰلَى
اللّٰهُ اللہ اولاد اور شریک سی برتر اور کسی چیز کے عبث اور بیفائدہ بنانے سے بزرگتر ہے اَلْمَلِكُ اور وہ تو ایسا مالک
ہے جو ایجاداً اور اعداماً بدءً اور اعادةً احیاءً اور اماتةً عقاباً اور ثواباً علی الاطلاق بادشاہی اسیکو سزاوار ہے
اور جو چیزین اسکے سوا ہین وہ اسکے بالذات مملوک اور اسکی ملکوت کی مقہور ہین اور اگر ان مین کوئی مالک ہے تو
ایک وجہ سی دوسری وجہ کی سوا اور ایک حال مین دوسرے حال کے سوا اَلْحَقُّ وہ اپنے جمیع افعال اور اقوال مین
سچا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ پہر وہ ان چیزون کا کیونکر الٰہ نہین ہوسکتا جو عرش کریم کے
ماورا اور ما دون ہین اور اس مخلوقات کا جو عرش کے ماتحت ہی اور اس موجودات کا جنکو عرش محیط ہے اور
عرش کو کریم کے ساتھ موصوف کیا وہان سی قرآن کے اترنے کے لیے یا رحمت کے اترنے کے لیے یا وہان سی خیر
کے اترنے کے لیے یا عرش کو باعتبار اس ذات پاک کی جو اسپر مستوی ہے کریم کے ساتھ موصوف کیا جیسی کہا
جاتا ہے بَيْتٌ كَرِيْمٌ جب اسکے رہنے والی کرام ہون یا اسلیے کہ وہ بسبب اعظم المخلوقات ہونے کے اکرم الاکرمین
کیطرف منسوب ہے اور کریم کو مرفوع بہی پڑہا گیا ہے اس صورت مین کریم رب کی وصف ہوگی پہر ابن مسعودؓ کی وہی
حدیث بیان کی جس مین آسیب زدہ کے کان مین ان کلمات کا پڑہنا پہر اسکا اچہا ہونا مذکور ہے اَخْرَجَهُ
الْحَكِيْمُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ يَعْلٰى وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَابْنُ السُّنِّيِّ فِيْ عَمَلِ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ
وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ پہر اللہ نے منکرین کی توبیخ اور تقریع کے لیے انکے اعمال کا کہوٹ بیان

فرمایا اور فرمایا وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا
يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ○ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ○ اور جو کوئی پکارے اللہ کے
ساتھ دوسرا حاکم جسکی سند نہین اسکے پاس سو اسکا حساب ہے اسکے رب کے پاس بیشک بہلا نہ پاوینگے منکر اور
تو کہہ اے رب معاف کر اور مہر کر اور تو ہے بہتر سب مہر والون سی ف حافظ ابن کثیر فرماتے ہین اللہ تعالی اس
شخصکو جو اسکے ساتھ اسکے غیر کو شریک بناوے اور اسکے ساتھ کسی اور کی عبادت کرے ڈراتا ہے اور خبر دیتا
ہے کہ جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا الٰہ اور معبود اور حاکم ٹہیرایا اسکے پاس اسکے اس الٰہ ٹہیرانے پر کوئی دلیل
نہین ہے اور فرماتا ہے وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ اور لا برہان لہ جملہ معترضہ ہے اور
شرط کا جواب تو اللہ کے قول فانما حسابہ عند ربہ مین ہے یعنے اللہ اسکے اس بد فعل کی اسکو سزا دیگا پہر فرمایا

کہ قیامت کے دن اللہ کے پاس کفار کے لیے فلاح اور نجات نہین ہے قتادہ کہتے ہین ہمارے لیے مذکور ہوا کہ پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرد سے فرمایا تو کس کی عبادت کرتا ہے وہ بولا مین عبادت کرتا ہون اللہ کی اور فلان
کی اور فلان کی یہانتک کہ اس نے (بت) بتون کا نام لیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر انمین سے ایسا
معبود کونسا ہے کہ جب تجہ کو تکلیف پہونچے اور تو اسکو پکارے اور وہ تیری تکلیف کو اٹھا دیوے وہ بولا ایسا
تو اللہ عز وجل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر تجہ کو اس بات پر کون حامل ہے کہ تو اللہ کے ساتہ ان بتون
کی بھی پوجا کرے یا تو نے خیال کیا کہ یہ بت اللہ پر غالب ہو جاوینگے وہ بولا مین انکی عبادت کے ساتہ اللہ کا شکر کرتا
ہون تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو اور وہ بت نہین جانتے پھر وہ مرد مسلمان ہوگیا اور مسلمان
ہونیکے بعد کہتا تہا مین ایک مرد کو ملا جسنے مجھے جھگڑ کر سمجھایا حافظ ابن کثیر کہتے ہین یہ قتادہ کی حدیث اس
طریق سے مرسل ہے اور حافظ ابو عیسی ترمذی نے اپنی جامع مین باسناد عمران رضہ بن حصین کے اس نے اپنے باپ
سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کیا ہے پھر اللہ نے گناہون کی معافی کے واسطے
ایک دعا کی طرف ارشاد فرمایا اور فرمایا وَقُل رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ تو غفر جب بلا قید
بیان کیا جاتا ہے تو اسکے معنی ہوتے ہین گناہ کے میٹنے اور لوگون سے اسکو در پردہ رکھنے کے اور رحمت کے
یہ معنی ہین کہ طالب رحمت کو اللہ تعالی اسکے اقوال اور افعال مین سیدہا چلاوے اور سیدہا چلنے کی توفیق
دیوے اخر تفسیر سُورَةِ الْمُؤْمِنِينَ فتح کا بیان یہ ہے کہ دعوت سے عبادت مراد ہے یعنے جو شخص اللہ کے
ساتہ کسی دوسرے کی عبادت کرے (یا دوسرا اکیلے کی عبادت کرے اللہ کے سوا) اور لا برہان لہ بہ الہا کی صفت
کاشفہ ہے جسکا کوئی مفہوم نہین ہے یا یہ صفت لازمہ ہے صرف تاکید کے واسطے بیان کیا گیا ہے جیسے یجناحیہ
کے قول یطیر بجناحیہ مین آور برہان سے حجت نیرہ اور دلیل واضح مراد ہے اور شرط کا جواب البتہ کا قول فانما
حسابہ عند ربہ ہے اور جملہ لا برہان لہ بہ شرط اور جزا کے درمیان جملہ معترضہ ہے بعض نے کہا لا برہان لہ بہی
شرط کا جواب ہے سورۂ مؤمنون کو اللہ نے شروع فرمایا مؤمنون کی فلاح سے اور ختم کیا کافرون کی عدم فلاح پر
فَشَتَّانَ مَا بَيْنَ الْفَاتِحَةِ وَالْخَاتِمَةِ پھر ختم کیا اس سورت کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مغفرت اور رحمت
کی دعا کی تعلیم کے ساتہ اور فرمایا وَقُل رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ اللہ نے حضرت صلی
اللہ کو امر فرمایا استغفار کا اسلیے کہ آپ کی امت آپکی اس مین پیروی کرین بعض نے کہا یہ استغفار کا امر امت
ہی کے واسطے ہے اور اللہ کے ارحم الراحمین ہونیکا بیان ہو چکا اور رحمت مین زیادت ہے مغفرت پر اور وہ احسان

کا ہو پچانا ہے گناہوں کی معافی کے علاوہ دوسرا یہ کہ غفران میں کبھی احسان نہیں ہوتا جو رحمت کے معنے میں ہے
اور اس آیت کا ماقبل کے ساتھ اتصال اور ربط یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جب کفار کے احوال کو کھولکر
بیان فرمایا تو فرمایا کہ تم بھی اسکی مغفرت اور رحمت کی طرف التجا کرو کیونکہ اسکی رحمت جب کسی شخص کو پہنچتی
ہے تو وہ اسکے غیر کی رحمت سے بے نیاز کر دیتی ہے بخلاف غیر کے رحمت کے کہ وہ اللہ کی رحمت سے بے نیاز نہیں
کرتی رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ وَعِزَّتِهٖ تَتِمُّ الصّٰلِحٰتُ

سُوْرَةُ النُّوْرِ

یہ سورت مدینہ منورہ میں اتری ہے اس میں چوسٹھہ آیتیں ہیں ابن عباسؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ کا یہی قول ہے
اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ سے مرفوعًا مروی ہے کہ عورتوں کو بالاخانوں میں نہ رہنے دو اور نہ انکو کتابت
(لکھنا) سکھاؤ اور سکھاؤ انکو کاتنا اور سورہ نور اَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ مَرْدُوَيْهِ اور مجاہد سے
مرفوعًا مروی ہے کہ مردوں کو سورہ مائدہ سکھاؤ اور عورتوں کو سورہ نور سکھاؤ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ الْمُنْذِرِ
سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ اور یہ روایت مرسل ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ
فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ
كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ ایک
سورت ہے ہمنے اتاری اور ذمہ پر لازم کی اور اتاریں اس میں باتیں صاف شائد تم یاد رکھو بدکاری کرنے
والا مرد اور عورت سو مارو ایک ایک کو دونوں میں سے سو چوٹ قمچی کی اور نہ آوے تم کو انپر ترس اللہ کے
حکم چلانے میں اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر اور دیکھیں انکا مارنا کوئی لوگ مسلمان ف
حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں یہ ایک سورت ہے کہ ہمنے اسکو اتارا ہمیں اس سورت کے ساتھ اعتنا اور اہتمام پر تنبیہ
کی ہے اور اس میں ماعدا کے اعتنا کی نفی نہیں ہے وَفَرَضْنٰهَا کی تفسیر میں مجاہد اور قتادہ کا یہ قول
ہے کہ ہمنے حلال اور حرام اور امر اور نہی اور حدود کو اس سورت میں بیان کیا اور امام بخاری نے فرمایا

اور جس نے فرضنا ہا پڑہا ہے اس نے اسکے یہ معنے کیے ہیں فرضنا ہا علیکم وعلی من بعدکم یعنے ذمہ پر لازم کی ہم نے
تمہاری اور تمہارے پچھلوں کی اور آیات بینات سے مفسرات اور واضحات مراد ہیں اور الزانیۃ والزانی الآیۃ
مین زانی کی حد کا حکم ہے اور اہل علم کے اس مسئلہ مین نزاع اور تفصیل ہے کیونکہ زانی دو حال سے خالی
نہین ہے یا تو بکر ہوگا اور بکر وہ ہے جسنے نکاح نہ کیا ہو یا محصن ہوگا اور محصن وہ ہے جس نے صحیح نکاح
کے ساتھ کسی عورت کے ساتھ صحبت کی ہو اور اس سے وطی کی ہو اور وہ حر بالغ عاقل ہو اب اگر زانی کنوارا
ہو یعنے اس نے نکاح نہ کیا ہو تو اسکی حد یہ ہے کہ اسکو سو تازیانہ مارے جاوین اور اسپر یہ زیادت بہی کہ
اسکو ایک سال کے لیے شہر سے باہر نکالا جاوے جمہور علما رکا یہی مذہب ہے بخلاف امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ
کے کہ انکے نزدیک دیس سے نکالنا کچھ ضروری نہین ہے بلکہ یہ امام کی رای پر موقوف ہے اگر اسکا جلا وطن
کرنا مناسب جانے تو جلا وطن کر دیوے اور اگر اسکے قیاس مین اسکا شہر سے نکالنا مناسب نہو تو نہ نکالے
اور جمہور کے پاس ایک سال کی تغریب پر (شہر سے نکالنے پر) وہ حدیث دلیل ہے جو صحیحین مین زہری کی
روایت سے مروی ہے اس نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے اس نے ابو ہریرہؓ اور زید بن خالدؓ
جہنی سے کہ دو گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے ان مین سے ایک بولا یا رسول اللہ میرا یہ بیٹا اس شخص
کے پاس مزدوری کرتا تہا اور اس نے زنا کیا اس کی بی بی سے تو مین نے اپنے بیٹے کی طرف سے سو بکریان
خیرات کین اور ایک لونڈی آزاد کی اور مینے علم والون سے پوچہا تو انہون نے یہ فتوی دیا کہ میرے بیٹے
کو سو تازیانہ مارے جاوین اور ایک سال کیواسطے شہر سے نکالا جاوے اور اسکی بی بی کو رجم (سنگسار) کیا جاوے
پتہرون سے مارا جاوے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَاَقْضِیَنَّ بَیْنَکُمَا
بِکِتَابِ اللّٰهِ اَلْوَلِیْدَةُ وَالْغَنَمُ رَدٌّ عَلَیْکَ وَعَلٰی اِبْنِکَ مِائَةُ جَلْدَةٍ وَّتَغْرِیْبُ عَامٍ وَاغْدُ
یَا اُنَیْسُ لِرَجُلٍ مِّنْ اَسْلَمَ اِلٰی اِمْرَاَةِ هٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَیْهَا فَاعْتَرَفَتْ
فَرَجَمَهَا یعنے اس ذات کی قسم جسکے ہاتہ مین میری جان ہے مین تم دونون مین بے شک اللہ کی کتاب کے
ساتہ فیصلہ کرونگا وہ لونڈی اور وہ بکریان تو تو واپس لے اور تیرے بیٹے کو سو قمچیان ماری
جاوین اور ایک سال کے لیے شہر سے نکالا جاوے اور اسلم قبیلے کے ایک مرد کو جسکا نام انیس تہا فرمایا
اے انیس تو صبح کو جا اس شخص کی عورت کے پاس اگر وہ اقرار کرے کہ مینے مزدور کے ساتہ زنا کیا
ہے تو اسکو پتہرون سے مار ڈال تو اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ زانی جب کوارا ہو اور اس نے نکاح

نہ کیا ہو تو اسکو تسّو تھپیان مار کر ایکسال کے واسطے شہر سے بہی نکالنا چاہیے رہا زانی محصن جسنے صحیح نکاح کے
ساتھہ کسی عورت سے وطی کی ہے اور وہ آزاد بالغ عاقل ہے تو اسکو رجم کیا جاوے ابن عباسؓ نے عبید اللہ بن
عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود کو خبر دی کہ حضرت عمر بن خطابؓ خطبہ کیواسطے اٹھے پہر اللہ کی تعریف کی اور
اسپر ثنا کی پہر فرمایا اما بعد اے لوگو اللہ نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق دیکر بہیجا اور اسپر کتاب اتاری
پہر جو کچھ اسپر اتارا اس مین رجم کی آیت بہی تہی جسکو ہم پڑہتے رہے اور ہم نے اسکو یاد کیا اور حضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجم کیا اور ہمنے رجم کیا آپکے پیچھے پہر مجہکو اسبات کا ڈر ہے کہ لوگون کے ساتہ زمانہ
لنبا ہو جاویگا اور کہنے والا کہیگا ہم تو رجم کی آیت کو اللہ کی کتاب مین نہین پاتے پہر ایک فرض کو چہوڑکر
جسکو اللہ نے اتارا گمراہ ہو جاوینگے تو رجم اللہ کی کتاب مین ثابت ہے اس شخص اور اس عورت پر جو محصن
اور محصنہ ہوکر زنا کرے جبکہ زنا کے لیے گواہ موجود ہون یا حمل ظاہر ہو جاوے یا وہ اقرار کرلین رَوَاہُ
الْاِمَامُ مَالِكٌ وَاَخْرَجَاهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ مِنْ حَدِيْثِ مَالِكٍ مُطَوَّلًا حافظ ابن کثیر کہتے ہین یہ اس
طویل حدیث کا ایک ٹکڑا ہے اور اسی مین ہمارا مقصود ہے عبد الرحمنؓ بن عوف کہتے ہین کہ عمر بن
خطابؓ نے لوگون کو خطبہ سنایا تو مین نے سنا آپ فرماتے تہے اَلَا وَاِنَّ نَاسًا يَقُوْلُوْنَ مَا الرَّجْمُ
فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَاِنَّمَا فِيْهِ الْجَلْدُ وَقَدْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا
بَعْدَهٗ وَلَوْلَا اَنْ يَّقُوْلَ قَائِلٌ اَوْ يَتَكَلَّمَ مُتَكَلِّمٌ اَنَّ عُمَرَ زَادَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا لَيْسَ مِنْهُ
لَاَثْبَتُّهَا كَمَا نَزَلَتْ یعنے اور سن لو اور بیشک کچہ لوگ کہینگے رجم کا حکم اللہ کی کتاب مین موجود نہین
ہے اور اس مین تو تازیانہ مارنے مذکور ہین حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجم کیا اور ہم آپکے
بعد رجم کرتے رہے اور اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ کوئی کہنے والا یا کوئی بولنے والا بولے گا کہ عمرؓ نے اللہ کی
کتاب مین وہ چیز بڑہادی جو اس مین نہ تہی تو مین ضرور اس مین رجم کی آیت کو لکہدیتا جیسے کہ اس کو
اللہ نے اتارا رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَاَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ
بِهٖ ابن عباسؓ کہتے ہین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ سنایا لوگون کو اور رجم کا ذکر کیا اور فرمایا
ہمکو رجم کے سوا کوئی چارہ نہین ہے کیونکہ اللہ کی حدون مین سے ایک حد ہے سن لو اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے رجم کیا اور ہمنے رجم کیا آپکے بعد اور اگر یہ خیال نہ ہو کہ کہنے والے کہینگے عمرؓ نے اللہ کی کتاب مین وہ
چیز داخل کردی جو اللہ کی کتاب مین نہین ہے تو مین ضرور مصحف کی کسی ورق مین اسکو لکہدیتا اور گواہی

دی عمر بن خطاب رضؓ و عبدالرحمان بن عوف اور فلان اور فلان نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجم کیا اور ہم نے رجم کیا آپ کے بعد سن لو عنقریب کچھ لوگ ایسے ہونگے جو رجم کی تکذیب کرینگے اور شفاعت کی تکذیب کرینگے اور عذاب قبر کی تکذیب کرینگے اور ایک قوم کی آگ سے کوئلے ہو کر نکلنے کی بھی تکذیب کرینگے رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ سعید بن مسیب نے حضرت عمرؓ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا بچتے رہو اس سے کہ ہلاک ہو جاؤ رجم کی آیت سے آخر حدیث تک رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ مِنْ حَدِیْثِ سَعِیْدٍ عَنْ عُمَرَ اور کہا امام ترمذی نے یہ حدیث صحیح ہے ابن عمرؓ کہتے ہین مین جنبر دیا گیا کثیر بن صلت سے اس نے کہا ہم مروان کے پاس تھے اور ہم مین زید بن ثابت بھی موجود تھے تو زید بن ثابتؓ بولے ہم پڑھا کرتے تھے اس آیت کو اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْھُمَا اَلْبَتَّۃَ تو مروان بولا تو نے اس آیت کو مصحف مین کیون نہ لکھدیا زید بن ثابتؓ نے کہا ہمنے ذکر کیا اسکے مصحف مین لکھنے کا تو عمر بن خطابؓ ہم مین تھے وہ بولے مین جواب دیتا ہون تمکو اسکا زیدؓ نے کہا ہم نے کہا پھر کیا جواب ہے اسکا فرمایا حضرت عمرؓ نے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور اس نے فلان فلان باتون کا ذکر کیا اور ذکر کیا رجم کا اور وہ بولا یا رسول اللہ رجم کی آیت لکھدو فرمایا اب مین طاقت نہین رکھتا یا اسی کی مثل کچھ اور فرمایا قَدْ رَوَی النَّسَائِیُّ مِنْ حَدِیْثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنّٰی عَنْ غُنْدَرٍ عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ یُوْنُسَ بْنِ جُبَیْرٍ عَنْ کَثِیْرِ بْنِ الصَّلْتِ عَنْ زَیْدِ بْنِ الصَّامِتِ حافظ ابن کثیر فرماتے ہین اور یہ متعدد طرق ہین جو ایک دوسرے کے متعاضد اور مقوی ہین اور دلالت کرتے ہین کہ رجم کی آیت پہلے مصحف مین مکتوب تھی پھر اسکی تلاوت منسوخ ہو گئی اور اسکا حکم باقی رہگیا جسپر آجتک عمل ہوتا ہے واللہ اعلم اور تحقیق حکم کیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کو رجم کرنیکا جو بی بی تھی اس شخص کی جس نے مزدوری پر لگایا تھا اجیر کو جب اس نے اجیر کے ساتھ زنا کیا اور رجم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماعز اسلمی کو اور غامدیہ کو اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ منقول نہین ہے کہ آپ نے انکو رجم سے پہلے قمچیان ماری ہون اور احادیث صحیحہ متعاضدہ متعددۃ الطرق ایسے الفاظ کے ساتھ وارد ہوئی ہین جنکے الفاظ مین صرف رجم کرنا ہی مذکور ہے اور کسی حدیث مین ان حدیثون مین سے ایسا لفظ نہین ہے جس مین ان لوگون کو تازیانہ مارنے مذکور ہون و لہذا یہ جمہور کا مذہب ہے کہ زانی محصن اور زانیہ محصنہ کو صرف رجم ہی کیا جاوے اور اسیطرف گئے ہین امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ اور شافعی رحمہم اللہ اور امام احمدؒ کا یہ مذہب ہے کہ محصن آدمی جب زنا کرے تو اسکی حد مین ان دونو حدون کا جمع کرنا واجب ہے پہلے اسکو تازیانے ماریں آیت

پر عمل کرنے کے لیے پہر اسکو پتہروں سے مارے سنت پر عمل کرنے کے لیے جیسے امیر المومنین حضرت علی علیہ
السلام سے مروی ہی کہ جب انکے پاس سراحہ لائی گئی اور اس نے زنا کیا تہا اور وہ بیاہی ہوئی تہی تو اسکو جمعرات
کے دن تازیانے مارے اور جمعہ کیدن پتہروں سے مارا اور فرمایا تازیانے تو مینے اسلیے مارے کہ اللہ کی کتاب میں
تازیانے ہی مذکور ہیں اور رجم کیا اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محصنہ زانیہ کو رجم کیا کرتے تہے عبادۃ
بن صامت کہتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خُذُوا عَنِّی خُذُوا عَنِّی قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ
سَبِيلًا اَلْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ یعنے لو مجھ
سے لو مجھ سے بیشک نکالدی ہے اللہ نے عورتوں کے لیے راہ یعنے سورہ نساء میں جو فرمایا تہا کہ جو عورتیں
بدکاری کریں تو شاہد لاؤ چار مرد پہر اگر وہ گواہی دیویں تو ان کو بند رکہو گہروں میں جبتک پہر لیوے انکو موت
یا کردے اللہ انکی کچہ راہ تو یہ راہ اللہ نے اب بیان کردی ہے (کوارا اگر کواری کے ساتھ زنا کرے تو دونوں کو
ایک سو تازیانہ مارو اور ایک سال شہر سے نکالدو اور اگر بیاہا بیاہی سے زنا کرے تو اسکو ایک سو قمچیاں مار کر
انکو رجم کرو رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَاَهْلُ السُّنَنِ الْاَرْبَعَةِ وَمُسْلِمٌ اور فی دین اللہ میں دین سے حکم مراد ہے اور
شرع یعنے تم اللہ کا حکم اور شرع جاری کرنے میں ایسے ترس کہاؤ ترک حد پر رافت طبعی اور دلی ترس سے نہیں
روکا گیا وہ تو اس ترس سے روکا گیا ہے جسکی وجہ سے حد کو چہوڑ دیوے تو یہ ترس جائز نہیں اور مجاہد نے وَ
لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِي دِيْنِ اللّٰهِ کی تفسیر میں کہا کہ دین اللہ سے حدود کی اقامت مراد ہے اور وہ
جب حاکم کے پاس پہونچ جاویں تو پہر حاکم پر ان کا قائم کرنا فرض ہو جاتا ہے اب انکا ترک اور تعطیل جائز نہین
ہے اور ایسا ہی مروی ہے سعید بن جبیر اور عطا بن ابی رباح سے اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا تَعَافَوُا الْحُدُوْدَ فِيْمَا بَيْنَكُمْ فَمَا بَلَغَنِيْ مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ یعنے تم آپس میں حدود
کو معاف کر دیا کرو پہر جو حد میرے تک پہونچ جاویگی وہ واجب ہو جاویگی اور اسکو معاف نہیں کرونگا اور دوسری حدیث میں
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَحَدٌّ يُقَامُ فِي الْاَرْضِ خَيْرٌ لِاَهْلِهَا مِنْ اَنْ يُمْطَرُوا اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا
یعنے حد کا زمین میں قائم کرنا اور جاری کرنا زمین والوں کے لیے اس امر سے بہتر ہے کہ انپر چالیس دن مینہ برستا رہے
اور بعض نے کہا وَلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ کے یہ معنی ہیں کہ مبادا تم ایسی حد نہ لگاؤ جیسی
لگانا لائق ہے اسطرح کہ سخت چوٹ نہ لگاؤ جو اسکو گناہ سے روکے اور یہ غرض نہیں ہے کہ اسکو ایسا مارو کہ اسکی
ہڈیاں توڑ ڈالو عامر شعبی نے کہا آیت کی تفسیر میں کہ رافت سے رحمت مراد ہے اور دین اللہ سے سخت مار مراد

ہے یعنے سخت مارنے سے تمکو مہربانی روک ندے حماد بن ابی سلیمان نے کہا کہ قاذف کو حد لگائی جاوے اور اسپر اسکے کپڑے ہون اور زانی کو اسکے کپڑے اتار کر حد لگائی جاوے پھر پڑہی یہ آیت وَلَا تَاْخُذْکُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ رواہ سعید بن ابی عروبة عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہین کہ ابن عمرؓ کی ایک لونڈی نے زنا کیا تو ابن عمرؓ نے تازیانے مارے اسکی دونون لاتون پر اور اسکی پیٹھ پر نافع کہتے ہین مینے کہا اللہ تو فرماتا ہے وَلَا تَاْخُذْکُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ ابن عمرؓ نے فرمایا اے میرے بچے اور کیا تو سمجھتا ہے کہ مجھکو اسپر ترس آیا اللہ نے نہین حکم کیا مجھ کو اسکے قتل کا اور نہ اسکا کہ مین اسکے سر مین قمچیان مارون (اور رہا سخت مارنا) تو مینے اسکو اسقدر مارا کہ وہ درد ظاہر کرتی تھی اور یہ جو فرمایا اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یعنے اگر تم اللہ اور پچھلے دن کو مانتے ہو تو حدود کو قائم کرو ان لوگون پر جو زنا کرین اور انکو سخت مارو ولیکن ایسا نہ مارو کہ انکی ہڈیان ٹوٹ جاوین اور سخت اسلیے مارو کہ وہ زانی اور جو ویسے ہین ایسے ناشائستہ کام سے باز آوین مسند امام احمد بن حنبل مین بعض صحابہ سے مروی ہے کہ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مین بکری ذبح کرتا ہون اور مجھے ترس آتا ہے فرمایا اور تیرے لیے اس مین بھی اجر ہے اور یہ جو فرمایا وَلْیَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ تو یہ اسلیے کہ اس مین عبرت ہوگی زناکارون کو جب انپر لوگون کے سامنے حد قائم کی جاویگی کیونکہ لوگون کے سامنے انکو قمچیان لگانا یا سنگسار کرنا یہ انکی زجر مین ابلغ ہے اور انکے اسکام سے روکنے مین انجع ہے اور جب لوگ موجود ہون تو ان کو زیادہ تقریع اور توبیخ اور فضیحت ہوگی حسن بصری نے اللہ کے قول ولیشہد عذابہما طائفة من المؤمنین کی تفسیر مین کہا کہ انکو علانیة حد لگائی جاوے اور ابن عباسؓ نے کہا کہ طائفہ کا اطلاق ایک مرد پر بھی ہوتا ہے اور ایک سے زیادہ پر بھی اور مجاہد نے کہا علانیہ ایک مرد سے لیکر ہزار تک کو کہتے ہین اور یہی قول ہے عکرمہ کا اور اسلیے امام احمد نے فرمایا طائفہ ایک پر بھی صادق آتا ہے اور عطا بن ابی رباح کا یہ قول ہے کہ طائفہ سے دو مراد ہین اور یہی قول ہے اسحاق بن راہویہ کا اور سعید بن جبیر کا یہ قول ہے کہ طائفہ چار اور چار سے زیادہ لوگون کو کہتے ہین اور زہری نے کہا تین اور تین سے زیادہ آدمیون کو اور امام مالک کا یہ قول ہے اس آیت کی تفسیر مین کہ طائفہ سے چار اور چار سے زیادہ نفر مراد ہین کیونکہ زنا کی شہادت مین چار آدمیون کی گواہی کافی ہوتی ہے اور یہی قول ہے شافعی کا اور ربیعہؒ نے کہا طائفہ سے پانچ آدمی مراد ہین اور حسن بصری نے کہا دس آدمی مراد ہین اور قتادہ کا اس آیت مین یہ قول ہے کہ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ انکے عذاب کے وقت مسلمانون کی ایک جماعت پاس آوے تو کہ یہ انکا عذاب سب کے واسطے

موعظت اور عبرت اور نکال ہو تقیہ کہتے ہین ہمینے نصر بن علقمہ سے سنا اللہ تعالی کے قول وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ کی تفسیر مین کہ مومنون کی جماعت کا انکی عذاب کے وقت حاضر ہونا انکی فضیحت کے واسطے مقرر نہین کیا گیا بلکہ مومنون کی جماعت کا وہان حاضر ہونا تو اسلیے مشروع ہوا ہے کہ مومنون کی جماعت ان دونون کی توبہ اور رحمت کیواسطے دعا کرین انتہے ما فی تفسیر ابن کثیر فتح کا بیان فاتح یہ ہے کہ لغت مین سورت کہتے ہین منزلت شریفہ کو اسی لیے قرآن کی سورت کو سورت کہتے ہین اور اسی قبیل سے ہے زہیر کا قول الم تران اللہ اعطاک سورۃ ٭ تری کل ملک دونہا تتذبذب ٭ اور زہیر کے اس شعر مین سورت سے منزلت مراد ہے اور مبتدا المحذوف ہے یعنے هٰذِهٖ سُوْرَةٌ اور زجاج اور فرا اور مبرد نے اسی کو ترجیح دی ہے کہتے ہین اسلیے کہ سورت نکرہ ہے اور نکرہ مبتدا بننے کی ہر ایک مقام مین صلاحیت اور قابلیت نہین رکھتا یا نکرہ ہے اور جملہ انزلناہا الآیۃ اسکی صفت ہے اب ابتدائیت کا صالح ہوگا اور جملہ الزانیہ والزانی اسکی خبر ہے اور اسی طرف مائل ہوا ہے ابن عطیہ اور معنے یہ ہونگے سورت منزلہ مفروضہ یہ ہے اور یہ ہے کیونکہ سورت عبارت ہے چند آیات سے جنکا ابتدا اور انتہا ہو اور یہ معنے صحیح ہین اور پہلون کے قول کی کوئی دلیل نہین ہے بعض نے کہا تقدیر عبارت یہ ہے فِيْمَا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ سُوْرَةٌ یعنے منجملہ ہماری وحی کی یہ سورت ہے اور اسپر اعتراض ہوا ہے وہ یہ کہ مقام کا مقتضا تو یہ ہے کہ اس سورت کریمہ کے شان کا بیان ہو نہ یہ کہ من جملہ اس وحی کے جو حضرت پر اتری یہ سورت ہے اور سورت منصوب بھی پڑہا گیا ہے اس صورت مین عامل محذوف ہوگا یا اقرء یا انزلنایا دونک قالہ الزمخشری اور ابو حیان نے زمخشری کی ان تقدیرون کو رد کیا ہے بعض نے کہا سورۃ احکام سے حال ہے اور معنے یہ ہین ہمنے اتاری احکام حال یہ کہ وہ احکام ایک سورت ہین قرآن کی سورتون مین سے اور فرض کہتے ہین قطع کو تو فرضناہا مشدد کے تو یہ معنے ہین کہ ہمنے اسکو تھوڑا تھوڑا اتارا اور تشدید تکثیر کے لیے ہے یا مبالغہ کے واسطے یا تاکید ایجاب کے لیے یا اسلیے کہ اس سورت مین فرائض کثرت سے مذکور ہین جیسے زنا اور قذف اور لعان اور استیذان اور غض بصر آنکھون کا نیچے رکھنا وغیر ذلک اور مخفف کے یہ معنی ہین کہ ہمنے اسکو ٹکڑے ٹکڑے کیا بعض نے کہا اَلْزَمْنَاكُمُ الْعَمَلَ بِهَا یعنے تمپر اس سورت کے ساتھ عمل کرنا لازم کر دیا بعض نے کہا فرض تقدیر مراد ہے اور معنے یہ ہین کہ ہم نے حدود کو مقرر فرمایا جو اس سورت مین مذکور ہین اور اسی قبیل سے ہے اللہ عزوجل کا قول اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ بعض نے کہا فرض سے احکام کا بیان کرنا مراد ہے قالہ ابن عباسؓ بعض نے کہا فرض سے احکام کا قطعی

وجہ یہ کہ زنا مراد ہے اور آیات بینات سے وہ آیتین مراد ہین جنکے دلالت اپنے مدلول پر واضح ہے اور انزال کا مکرر کیا
اسلیے کہ اس سورت کو زیادہ اہتمام کے ساتھہ اتارا کیونکہ یہ سورت احکام مفروضہ پر شامل ہے علامہ رازی نے کہا
اللہ نے ابتدا سورت مین احکام اور حدود کی اقسام بیان کیے اور اسکے آخر مین توحید کے دلائل تو اللہ نے اپنے
قول فرضناہا مین احکام کی طرف اشارہ کیا اور اپنے قول ہذا مین دلائل توحید کیطرف اور اللہ کا قول لعلکم
تذکرون ہماری اس تقریر کا مؤید ہے کیونکہ احکام تو معلوم ہی نہ تھے تو کہ ان مین تذکر کے ساتھہ ہم مامور
ہوتے اور بعض نے کہا تذکر سے اتعاظ اور پند لینا مراد ہے بعض نے کہا الزانیۃ والزانی آیات بینات کی اجمال
کی تفصیل ہے اور زنا کہتے ہین آدمی کے عورت کی فرج مین بغیر نکاح اور بغیر شبہ نکاح کے وطی کرنے کو
بعض نے کہا وہ داخل کرنا ایک فرج کا ہے دوسرے فرج مین شہوت کے ساتھہ ایسے طور پر جو شرعاً حرام ہو اور زانیہ
وہ عورت ہے جو زنا کرانے کے واسطے مرد کی فرمانبردار ہوجاوے اور مرد کو اپنے نفس پر قدرت دیدیوی اور جس عورت
کے ساتھہ جبراً کوئی مرد زنا کرے تو وہ عورت زانیہ نہین ہے اور یہی حال ہے زانی کا اور زانیہ کو مقدم کیا زانی
پر کیونکہ زنا کے بارے مین عورت ہی اصل ہوتی ہے اسلیے کہ زنا کی طرف بلانیوالی چیز عورت کے پاس بہ نسبت مرد کے
وافر ہوتی ہے اور اگر عورت مرد کو اپنے نفس پر قادر نہ کرے تو زنا واقع نہ ہو قالہ ابو السعود اور زنا کے حد
مین عورت کو مقدم کیا اور چوری کے معاملے مین مرد کو کیونکہ زنا جو متولد ہوتا ہے تو صحبت کی خواہش سے اور
صحبت کی خواہش عورت مین بہت قوی اور اکثر ہوتی ہے اور چوری دلیری اور قوت اور جرئت سے ہوتی ہے
اور جسارت اور قوت مرد مین عورت کی بہ نسبت زیادہ ہوتی ہے قالہ الکرخی بعض نے کہا زانیہ کو زانی پر بیان مین
مقدم کیا اسلیے کہ اس زمانے مین اکثر عورتین ہی زانیہ تہین یہانتک کہ کنچریون اور رنڈیون نے اپنے
دروازون پر جھنڈی گاڑے تہے تو کہ جو زنا کرنا چاہے وہ پہچان لیوی بعض نے کہا عورتون مین عار زیادہ
ہوتی ہے کیونکہ وہ پردے ہی کے واسطے بنائی گئے ہین تو زانیہ کو تغلیظاً اور اہتماماً مقدم کیا اور جلد کہتے
ہین ضرب کو کہتے ہین جلدہ جب کوئی شخص کسی کے چمڑے پر مارے اور بطنہ جب اسکے پیٹ پر مارے اور راسہ
جب اسکے سر پر مارے اور اس آیت کریمہ مین خطاب حاکمون کو ہے اور انکو جو اسکے جابجا ہون بعض نے کہا
جمیع مسلمین مخاطب ہین کیونکہ حدود کا قائم کرنا جمیع مسلمین پر واجب ہے اور امام تو انکی طرف سے نائب ہوتا ہے
کیونکہ حدود کے قائم کرنے پر انکو طاقت نہین ہوتی علامہ ابو الطیب نے کہا اس آیت مین زانی حر بالغ بکر
کی حد کا بیان ہے اور ایسے ہی زانیہ حرہ بالغہ باکرہ کا اور سنت نے ایک سال کے لیے گھر سے نکالدینا زیادہ

مسئلہ زنا

کردیا اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور ابوحنیفہؒ نے کہا تغریب امام کی رای پر موقوف ہی اور حدیث مین اسقول
کی تردید ہی اور امام مالک کا یہ قول ہے کہ مرد کو تازیانہ ماری جاوین اور جلاوطن بہی کیا جاوی اور عورت کو صرف
تازیانہ ہی ماری جاوین اسکو شہر سے نہ نکالا جاوے اور رہا غلام اور لونڈی تو ان دونون کو پچاس پچاس
تازیانے مارنے چاہیین کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى
الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ یعنی اگر لونڈیان بحیائی کرین تو انپر آدہی مار ہے اسکی جو بی بیون پر مقرر ہے
یہ نص ہے لونڈیون کے باری مین اور غلامون کو بہی لونڈیون کے ساتھ اس حکم مین ملا یا گیا اسلیے کہ غلامون
اور لونڈیون مین کچہ فرق نہین ہے اور رہا وہ شخص جو احرار (آزادون) مین سے بیاہا ہو اور وہ زنا کرے
تو اس پر رجم ہے جو سنت صحیحہ متواترہ سی ثابت ہی اور اہل علم کے اجماع سے بلکہ قران کی آیت سی جسکے لفظ
منسوخ ہین اور اسکا حکم باقی ہے اور وہ یہ آیت ہی اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا اَلْبَتَّةَ اور
اہل علم کی ایک جماعت نے بیاہے ہوئے زانی کیلیے مین سو تازیانہ کو بہی زیادہ کیا ہے اور جو اس مسئلہ
مین حق حقیق ہے اسکو شوکانی نے منتقے الاخبار کی شرح نیل الاوطار مین بڑی وضاحت سی بیان کیا
ہے اور زنا کی حد پر گفتگو پوری طور پر گذر چکی اور یہ آیت حبس (وقید) اور ایذا کی آیت کی ناسخ ہے جو
سورۂ نساء مین مذکور ہے علامہ نسفی نے مدارک مین کہا اور تغریب منسوخ ہے آیت کے ساتھ اور علامہ نسفی
کا یہ قول صحیح نہین ہے کیونکہ وہ سنت صحیحہ کے ساتھ ثابت ہی جیسے ہم نے اسکیطرف اشارہ کیا اور فی
دین اللہ مین دین سی طاعت اور حکم مراد ہے جیسے اللہ کے قول مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ
مین یعنے حدون کے پورا لگانے مین تم کو ترس نہ آوی کہ تم حدون کا لگانا ہی چھوڑ دو اور یہ قول ہے مجاہد
اور عکرمہ اور عطا اور سعید بن جبیر اور نخعی اور شعبی کا بعض نے کہا ایسا نہ ہو کہ تم رأفت کی وجہ سی حد کو ہلکا لگاؤ
اور یہ قول ہے سعید بن مسیب اور حسن بصری کا زہری کہتے ہین زنا اور قذف کی حد مین سخت چوٹ لگانی
چاہیے اور شراب کی حد مین ہلکی چوٹ بعض نے کہا صرف زنا کی حد مین سخت چوٹ لگانا چاہیے نہ اور حدون
مین اور جملہ ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر کا حاصل یہ ہے کہ مؤمنین پر اللہ کے دین مین تصلب اور
رغبت اور متانت کو اختیار کرنا چاہیے اور نہ پکڑے مؤمنون کو نرمی اور عاجزی حدود الہی کے پورا کرنے
مین اور اس مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی خوب ہے اور آپنے فرمایا اگر فاطمہ محمدکی بیٹی چوری کرتی
تو مین اسکا ہاتھ کاٹ دیتا اور طائفہ اس جماعت کا نام ہے جو کسی چیز کے اردگرد ہو اور یہ مشتق ہے طوف

سے اور کم سے کم تین آدمیون کو طائفہ کہتے ہین کیونکہ یہ عدد اقل جمع کا ہے بعض نے کہا طائفہ سے دو نفر مراد ہین قالہ عکرمہ بعض نے کہا طائفہ سے ایک نفر مراد ہے قالہ مجاہد بعض نے کہا طائفہ سے چار نفر مراد ہین کیونکہ یہ زنا کے شاہدون کا عدد ہے ابن عباس کہتے ہین طائفہ ایک آدمی اور ایک سے زیادہ کو کہتے ہین اور یہ شہود کچھ امام پر اور گواہون پر واجب نہیں ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماعز اسلمی کے رجم کا حکم کیا اور غامدیہ کے رجم کا حکم کیا اور آپ انکی رجم مین حاضر نہین ہوئے اور مؤمنین کو حضور کے ساتھ خاص کیا گیا ہے اسلیے کہ مؤمنون کا حاضر ہونا اسکو زیادہ فضیحت کریگا اور فاسق آدمی اپنے لوگون کی نیکون کے درمیان شرمندہ ہوتا ہے پیر اللہ سبحانہ وتعالی نے اسچیز کو بیان کیا جو زانی اور زانیہ کے ساتھ خاص ہے اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً وَّالزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُھَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ○ بدکار مرد نہین بیاہتا مگر عورت بدکار یا شریک والی اور بدکار عورت کو بیاہ نہین لیتا مگر بدکار مرد یا شریک والا اور یہ حرام ہوا ہے ایمان والون پر ف مرد اگر بدکار ہو تو پارسا نہ بیاہ لاوے اور اگر نیک ہو تو عورت بدکار نہ لاوے دو وجہ سے ایک یہ کہ اسکا کفو نہین اسکو عار ہے دوسرے یہ کہ ایک سے دوسرے کو علت نہ لگ جاوے لیکن اگر کرے تو درست ہے مگر مرد کو عورت بدکار نہین درست جبتک بدکاری کرتی رہے اور اگر توبہ کرے تو درست ہے انتہی ما فی موضح القرآن ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہین اس آیت مین اللہ تبارک وتعالی خبر دیتا ہے کہ بدکار زناکار مرد کا کھنا وہی عورت مانتی ہے جو زناکار بدکار ہو یا مشرک یعنے زناکار سے زناکار عورت یا مشرکہ عورت جو زنا کو حرام نہ سمجھتی ہو زنا کراتی ہے اور اسیطرح زناکار عورت کے ساتھ وہی زنا کرتا ہے جسکو یہ علت لگی ہوئی ہے یا مشرک ہے اور زنا کو حرام نہین جانتا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے الزانی لا ینکحہا الا زانیہ او مشرکۃ کی تفسیر مین فرمایا کہ اس آیت مین نکاح سے نکاح شرعی مراد نہین ہے بلکہ اس سے تو لغوی نکاح مراد ہے اور وہ کیا ہے وطی کرنا رواہ سفیان الثوری حافظ ابن کثیر کہتے ہین اس اثر کا اسناد صحیح ہے اور یہ اثر ابن عباس سے اس طریق کے سوا کئی طریقون سے مروی ہے اور مجاہد اور عکرمہ اور سعید بن جبیر اور عروہ بن زبیر اور ضحاک اور مکحول اور مقاتل بن حیان وغیر واحد سے بہی معنی مروی ہین اور یہ جو فرمایا وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ تو اس سے یہ غرض ہے کہ زنا کرنا کرانا مؤمنین پر حرام ہے یا یہ معنے ہین کہ عفیف مردون کو بغایا کے ساتھ نکاح کرنا اور عفائف کا بدکار مردون کے ساتھ ازدواج حرام ہے سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے اللہ کے قول وحرم ذلک علی المؤمنین کی تفسیر مین روایت کیا کہ مؤمنون پر زنا حرام ہے

اور قتادہ اور مقاتل بن حیان کا یہ قول ہے کہ بغایا کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے اور اسی آیت کی طرح اللہ تعالی کا قول مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَّلَا مُتَّخِذَاتِ اَخْدَانٍ یعنے قید مین آئیان مستی نکالتیان اور نہ یار کرتیان چھپ کر اور اللہ تعالی کا یہ قول مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ یعنے قید مین لانیوالے نہ مستی نکالنے والے اور نہ یاری کرنیوالے چھپکر اور امام احمد حنبل کا تو یہی مذہب ہے کہ پارسا مرد کا بدکار عورت کے ساتھ نکاح جائز نہین ہے جبتک وہ عورت بدکار رہے یہانتک کہ وہ عورت توبہ کرے اگر توبہ کرے تو پھر عقد صحیح ہو جاتا ہے ورنہ عقد صحیح نہین ہوتا اور اسیطرح عورت پارساحرہ کو بدکار مرد کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہین ہے جو مستی نکالنے کو واسطے نکاح کرے یہانتک کہ ٹہیک ٹہیک توبہ کرے اسلیے کہ اللہ نے فرمایا وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہین ایک آدمی نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک عورت کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت مانگی جسکا نام ام مہزول تھا اور وہ مستی نکالا کرتی (زنا کرا کر) اور جس سے مستی نکلواتی اسکے ساتھ شرط کرلیتی کہ کھانا پینا تیرا میرے ذمہ ہے تو اس مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسکے پاس رہنے کی اجازت مانگی یا اسعورت کا صرف ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص پر یہ آیت پڑہی اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہین ایک عورت جسکا نام ام مہزول تھا وہ زنا کرایا کرتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحاب مین سے ایک مرد نے اسکے ساتھ نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ نے یہ آیت اتاری اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ عبداللہ بن عمروؓ بن عاص کہتے ہین کہ ایک مرد ابو مرثد نام تھا اسکے باپ کا نام بہی ابو مرثد تھا اور وہ مکہ معظمہ سے قیدیون کو اٹھا لاتا اور مدینہ مین چھوڑ جاتا عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہین اور مکہ مین ایک عورت زنیہ تھی اسکو لوگ عناق کے نام سے پکارتے وہ عورت ابو مرثدؓ کی دوست تھی اور ابو مرثدؓ نے مکہ کی قیدیون مین سے ایک قیدی کو اٹھا لیجانے کا وعدہ کیا تھا ابو مرثدؓ نے کہا پھر مین آیا یہانتک کہ مین مکہ کی دیوارون مین سے ایک دیوار کے سایہ کے نیچے آیا چاندنی رات مین ابو مرثدؓ کہتے ہین پھر عناق آئی اور اس نے دیوار کے نیچے ایک شخص کا (یعنے میرا) سایہ دیکھا جب وہ میرے پاس آئی تو اس نے مجھے پہچان لیا اور بولی کہ ابو مرثدؓ ہو مینے کہا ہان مین ابو مرثدؓ ہون وہ بولے مرحبا و اہلا آ پھر ہمارے ہان آج کی رات کاٹ لے ابو مرثدؓ کہتے ہین پھر مینے کہا اے عناق اللہ نے زنا کو حرام کر دیا تو وہ بول اٹھے اے خیمون والو یہ مرد تمہارے قیدی اٹھا لیجایا کرتا ہے ابو مرثدؓ

کہتے ہین پہر آٹہہ آدمی میری پیچہے پڑے پہر مین کہائی مین گہس گیا اور ایک کہوہ مین پہونچا اور اس مین بیٹہہ گیا پہر وہ
آئے اور اُنہون نے کہڑے ہوکر میرے سر پر بول کیا اور انکے بول کے قطرے میرے سر پر پڑے اور انکو اللہ نے مجہہ سے اندہا
کر دیا اُنہون نے مجہے نہ دیکہا اور وہ چلے گئے اور مین بہی وہان سے اپنے یار کے پاس آیا اور مینے اسکو اٹہا لیا اور
وہ جسیم آدمی تہا یہانتک کہ مین اسکو گہاس تک لے آیا اور مینے اسکی رسیان جنکے ساتہہ وہ جوڑا ہوا تہا کہولدین
پہر مین کبہی اسکو اٹہا لیتا اور کبہی وہ میری مدد کرتا یہانتک کہ مین اسکو مدینہ منورہ مین لے آیا اور مینے حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جناب مین حاضر ہوکر عرض کی یا رسول اللہ عناق سے نکاح کر لون مین عناق سے نکاح
کر لون مینے دو بار یہ کلمہ دوہرایا اور آپنے مجہے کوئی جواب نہ دیا اور چپ ہی رہے یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی اَلزَّانِيْ
لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
پہر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے مرثد زانیہ کے ساتہہ یا مشرکہ کے ساتہہ زناکار ہی نکاح کرتے ہین تو
تو اسکے ساتہہ نکاح مت کر رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ پہر کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب ہے اسکو ہم نہین پہچانتے مگر
اسی طریق سے وَقَدْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ فِيْ كِتَابِ النِّكَاحِ مِنْ سُنَنِهِمَا مِنْ حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللهِ
بْنِ الْاَخْنَسِ بِهٖ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا يَنْكِحُ الزَّانِي الْمَجْلُوْدُ
اِلَّا مِثْلَهٗ یعنے زانی جسکو تازیانہ پڑے ہون وہ نہ نکاح کرے مگر اپنے جیسی سے رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ
وَهٰكَذَا اَخْرَجَهٗ اَبُوْدَاوٗدَ فِيْ سُنَنِهٖ عَنْ مُسَدَّدٍ وَاَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ كِلَاهُمَا
عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ بِهٖ عبد اللہ بن یسار ابن عمرؓ کی غلام آزاد کہتے ہین مین گواہی دیتا ہون کہ مینے
سالم سے سنا کہتے تہے عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ
الْجَنَّةَ وَلَا يَنْظُرُ اللهُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ وَالْمَرْاَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ الْمُتَشَبِّهَةُ
بِالرِّجَالِ وَالدَّيُّوْثُ وَثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللهُ اِلَيْهِمُ الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ وَمُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْمَنَّانُ
بِمَآ اَعْطٰى یعنے تین قسم کے لوگ جنت مین داخل نہ ہونگے اور نہ انکی طرف اللہ نظر رحمت) فرماویگا قیامت
کے دن ماںباپ کے ساتہہ عقوق کرنے والی اور وہ عورتین جو مردون کے بہیس مین رہین اور دیوث بے غیرت
بیحیا بے شرم اور تین شخصون کیطرف اللہ تعالی نہ دیکہیگا قیامت کے دن ماںباپ کے نافرمان کی طرف اور
ہمیشہ کی شرابخور کی طرف اور اس شخص کیطرف جو دیکر احسان رکہے رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ
عَنْ عَمْرِو بْنِ عَلِيٍّ الْفَلَّاسِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ زُرَيْعٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَسَارٍ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کہتے ہین کہ تین شخصون پر اللہ نے جنت کو حرام کر دیا ہے ہمیشہ کی شراب نوش پر اور مان باپ کے
نافرمان پر اور اس شخص پر جو اپنے گہر مین بدکاری ثابت رکہے رَوَاہُ الاِمَامُ اَحْمَدُ اَیْضًا عمار بن یاسر کا
رفعًا یہ لفظ ہے لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ دَیُّوْثٌ یعنے بہشت مین دیوث نہ جاوے گا انس بن مالک کہتے ہین مین نے
سنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تہے مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّلْقَی اللّٰہَ وَھُوَ طَاھِرٌ مُطَھَّرٌ فَلْیَتَزَوَّجِ
الْحَرَائِرَ یعنے جو شخص اللہ سے پاک صاف ہو کر ملنا چاہتا ہے وہ حرائر (آزاد عورتون) سے نکاح کرے
رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ حافظ ابن کثیر فرماتے ہین اس حدیث کی سند مین ضعف ہی اور کہا امام ابو النصر اسمعیل
بن حماد جوہری نے اپنی کتاب صحاح مین کہ دیوث لغت مین قرزع کو کہتے ہین اور قرزع وہ ہے جو بے شرم
ہو اور رہی یہ حدیث کہ ایک شخص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کی میرے پاس
ایک عورت ہی جو مجہہ کو سب لوگون سی زیادہ پیاری ہے پر اس مین عیب یہ ہی کہ جو شخص اسکو ہاتہہ لگاتا ہے
اسکے ہاتہہ کو نہین روکتی (بدکار ہے) فرمایا تو اسکو طلاق دیدے (چہوڑ دے) بولا مین اسکے بغیر صبر نہین
کر سکتا فرمایا تو اس سے فائدہ اٹہا تو اسکو نسائی نے اپنی سنن کے کتاب النکاح مین روایت کیا اور کہا یہہ
حدیث ثابت نہین ہی اور عبد الکریم جو اس حدیث کا ایک ادمی ہے وہ قوی نہین ہے اور ہارون عبد الکریم
سے زیادہ ثابت ہے اور اس نے حدیث کو مرسل بیان کیا ہے اور وہ ثقہ ہے اور اسکی حدیث اولی بالصواب ہے
عبد الکریم کیحدیث سی حافظ ابن کثیر کہتے ہین اور یہ عبد الکریم ابو المخارق بصری مودب کا بیٹا ہے اور تابعی
ضعیف الحدیث ہی اور ہارون بن زیاد نے اسکی مخالفت کی ہے اور ہارون بن زیاد ثقہ تابعی ہے اور مسلم
کے راویون مین سے ہی تو ہارون بن زیاد کی مرسل حدیث عبد الکریم بن ابی المخارق کے مرفوع حدیث سی
زیادہ بہتر ہے جیسے امام نسائی نے کہا لیکن روایت کیا اسی حدیث کو امام نسائی نے کتاب الطلاق مین
اسحاق بن راہویہ سے اس نے نضر بن شمیل سے اس نے حماد بن سلمہ سے اس نے ہارون بن زیاد سے اس نے عبد اللہ
بن عبید بن عمیر سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مسندًا تو امام نسائی نے اس حدیث کو کتاب الطلاق مین اس اسناد
کے ساتہہ بیان کیا اور یہہ راوی مسلم کے راوی ہین مگر امام نسائی نے اسکے روایت کرنے کے بعد فرمایا
اس حدیث کا مسند ہونا غلط ہی اور یہ حدیث مرسل ٹہیک ہے اور نضر کے سوا اور لوگون نے اسکو مرسل ہی روایت
کیا اور اس حدیث کو امام نسائی اور ابو داؤد نے اور طریق سے بہی روایت کیا اور وہ جید اسنادہی اور لوگون
نے اس حدیث مین اختلاف کیا ہے کسی نے تو اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے جیسے امام نسائی کا قول گذرا اور

کسینے اسحدیث کا انکار کیا جیسے امام احمد نے فرمایا یہ حدیث منکر ہے اور ابن قتیبہ نے اسحدیث کے یہ معنی بیان کیے
کہ یہ بی بی سخیہ ہے کسی سائل کو نہیں پھیرتی ہر ایک کو کچھ نہ کچھ دیتی ہے اور اس معنی کو امام نسائی نے اپنی سنن میں بعض
ائمہ سے روایت کیا اور امام نسائی کے لفظ یہ ہیں وقیل سخیۃ تعطی حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں اور یہ معنی مردود
ہیں کیونکہ اگر یہ غرض ہوتی کہ وہ سائل کے ہاتھ کو خالی نہیں پھیرتی تو وہ شخص یون کہتا لَا تَرُدُّ يَدَ مُلْتَمِسٍ
بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ میری عورت کی سجیت اور خلقت اور طبیعت اس قسم کی ہے کہ اگر اس سے کوئی فحش طلب
کرے تو وہ انکار نہ کرے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ فاحشہ ہے اور فحش اس سے واقعہ ہوتا ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ایسی عورت کی مصاحبت کی تو ہرگز اجازت نہ دیتے جو ایسی صفت کے ساتھ موصوفہ ہو کیونکہ اس صورت
مین تو اسکا خاوند دیوث ہو جاتا اور دیوث کے لیے جو وعید ہے وہ گذر الیکن چونکہ اس عورت کی طبع میں ممانعت
اور مخالفت نہ تھی اس شخص کے لیے جو اس سے فحش کا ارادہ کرے اسکو تنہا چھوڑ کر تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اسکے جدا کر دینے کا ارشاد فرمایا جب اس شخص نے اسکے ساتھ اپنی محبت کا ذکر کیا تو اسکے باقی رکھنے کو
مباح کر دیا کیونکہ اس شخص کی محبت تو اس عورت سے ثابت تھی اور فحش کا وقوع اس سے امر موہوم تھا اور توہم آجل
کے لیے ضرر عاجل کیطرف رجوع نہیں کیا جاتا وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ کہتے ہیں اگر توبہ حاصل ہو جاوے
تو اب ان عورتوں کے ساتھ نکاح جائز ہے شعبہ کہتے ہیں ایک شخص نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ میں ایک عورت
سے زنا کیا کرتا تھا تو اب زنا سے اللہ تعالی نے مجھے پھیر دیا ہے اور مینے زنا سے توبہ کر لی ہے اور میں چاہتا ہوں
کہ اسعورت کے ساتھ نکاح کرون لوگون نے کہا اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِکَةً ابن عباسؓ نے کہا یہ
آیت اس شخص کے حق میں نہیں لگتی جا تو نکاح کرے اسعورت کے ساتھ مین ذمہ دار ہون اگر اس میں گناہ
ہوگا تو مجھ پر ہوگا اور اہل علم کی ایک جماعت نے دعوی کیا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے یحیے کہتے ہیں سعید بن مسیب
کے پاس آیت اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِکَةً وَّالزَّانِیَةُ لَا یَنْکِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ کا مذکور
ہوا تو سعید بن مسیب کہنے لگے کہا جاتا تھا کہ اس آیت کو اسکے پیچھے کی آیت وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی نے منسوخ کر دیا
اور یہ بھی کہا جاتا تھا کہ اَلْاَیَامٰی مِنْکُمْ سے ایامی مسلمین مراد ہیں رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَهٰكَذَا رَوَاهُ اَبُوْ عُبَیْدٍ
الْقَاسِمُ بْنُ سَلَّامٍ فِیْ كِتَابِ النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ لَهٗ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیِّبِ اور اسپر امام ابو عبداللہ
محمد بن ادریس شافعی نے بھی نص کی ہے انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ فتح کا لفظ اس آیت کی تفسیر
مین یہ ہے کہ غالبا جو شخص زنا کی طرف مائل ہوتا ہے وہ نیک بخت عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے مین رغبت

نہین ہوتی اور بدکار عورتون کے ساتھہ نکاح کرنے مین نیکوکار راغب نہین ہوتے کیونکہ الفت اور اتحاد کی علت
مشاکلت ہی اور مخالفت تو نفرت اور افتراق کا سبب ہوتی ہے اور اس آیت کی معنے مین کئی قولون پر اختلاف
ہے پہلا آیت سی مقصود زنا اور زانیون کی تشنیع ہے اور زنا مومنون پر حرام ہے اس صورت مین نکاح سے مراد
آیت مین عقد نہ ہوگا وطی مراد ہوگی اور معنے یہ ہونگے کہ زانی نہین زنا کرتا مگر زناکار عورت کی ساتھہ اور زناکار
عورت زنا نہین کراتی مگر زناکار مرد سے اور مشرکہ اور مشرک کا ذکر کیا اسلیے کہ شرک معاصی مین زنا سے عام
ہے اور اس معنے کو زجاج نے رد کیا اور کہا نکاح اللہ کی کتاب مین معروف نہین ہے مگر تزویج کے معنے کے
ساتھہ اور یہ رد مردود ہی اسطرح کہ نکاح وطی کے معنے کے ساتھہ قرآن مجید مین موجود ہے اور اسی قبیل سے ہے
اللہ کا قول حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کر دیا کہ اس آیت مین نکاح سے
وطی مراد ہے اور منجملہ ان لوگون کے جو آیت باب مین نکاح کو وطی پر حمل کرتے ہین سعید بن جبیر ہے اور ابن
عباس اور عکرمہ جیسے ابن جریر نے ان لوگون سی یہ معنے حکایت کی اور ابن عباس کہتے ہین کہ اس آیت مین
نکاح سے عقد مراد نہین ہے بلکہ اس سے وطی مراد ہے اور معنی یہ ہین کہ زناکار عورت کی ساتھہ زناکار مرد ہی
زنا کرتا ہے اور مجاہد کہتے ہین کہ جاہلیت کی زمانے مین زناکار عورتین ہوتین پہر ان مین سے ایک عورت
خوبصورت تہی اسکی کنیت بہی ام جمیل تہی پہر مسلمانون مین سی بعض لوگ ان مین سے کسی کے ساتھہ نکاح
کر لیتے اس خیال سے کہ یہ عورت زناکار اپنی خرچی سے مجہہ کو کہلایا پہنایا کرے گی تو اللہ نے منع کر دیا کہ
کوئی مسلمان ان عورتون کے ساتھہ نکاح نہ کرے اور یہ روایت مرسل ہے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ
یہ آیت ان عورتون کے حق مین اتری جو جاہلیت کی زمانے مین ظاہر بظاہر زنا کرتی تہین اور وہ مشرکہ تہین تو
اللہ نے انکے ساتھہ نکاح کرنا مسلمانون پر حرام کر دیا اور اسی ابن عباس سے مروی ہے کہ جاہلیت مین آل
فلان اور آل فلان کی زناکار عورتین تہین تو اللہ تعالے نے فرمایا اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اور اسی کی
مثل تابعین کی ایک جماعت سے مروی ہے اور ضحاک سے مروی ہے کہ انہون نے کہا اللہ نے آیت نور مین نکاح
سے زنا مراد رکہا ہے اور اس سے عقد اور تزویج مراد نہین ہے دوسرا قول یہ آیت خاص ایک عورت کی حق
مین نازل ہوی ہے اور اسیکی ساتھہ خاص ہے جیسے خطابی نے کہا ابن عمر و کہتے ہین ایک عورت تہی ام مہزول
نام وہ زناکار تہی اور جسکی ساتھہ زنا کرتی اسکے ساتھہ شرط کر لیتی کہ مین خود ہی تجہہ کو کہلاؤن پلاؤن گی اور
صحابہ مین سی ایک مرد نے اسکی ساتھہ نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تبارک وتعالے نے یہ آیت اتاری اخرجہ

احمد والنسائي والحاكم وصححه وغيرهم تیسرا قول آیت خاص ایک مسلمان کے حق مین اتری ہے
قاله مجاهد عبد اللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہین کہ ایک مرد مرثد نام مکے کے قیدی اٹھالا یا کرتا اور ان کو مدینہ
مین چھوڑ جاتا اور مکہ مین ایک بدکار عورت تھی عناق نام وہ اسکی دوست تھی مرثد نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے پوچھا کیا مین عناق سے نکاح کر لون تو آپنے مجھکو کچھ جواب نہ دیا یہانتک کہ یہ آیت اتری اَلزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا
زَانِيَةً الآية پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے مرثد اَلزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ
لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ پہر تو عناق کے ساتھ نکاح مت کر اَخْرَجَهُ
اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ وَالنَّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ وَالْبَيْهَقِيُّ وَغَيْرُهُمْ چوتہا قول
یہ خاص اہل صفہ کے بارے مین نازل ہوئے ہے تو انکے ساتھ خاص ہوگی قَالَهُ اَبُوْ صَالِحٍ پانچوان
قول زانی اور زانیہ سے محدود مرد اور محدودہ عورت مراد ہین حَكَاهُ الزَّجَّاجُ وَغَيْرُهُ عَنِ الْحَسَنِ کہا حسن نے
اور یہ حکم اللہ کا ہے پہر زانی محدود کو نکاح کرنا جائز نہین ہے مگر زانیہ محدودہ کے ساتھ اور اسیکی مثل ابرہیم نخعی
سے مروی ہے اور یہی قول ہے بعض اصحاب شافعی کا ابن العربی کہتے ہین وَهٰذَا لَا يَصِحُّ نَظَرًا كَمَا
لَا يَصِحُّ نَقْلًا یعنے یہ قول غور کرنے اور فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحیح نہین ہے جیسے یہ نقل کی روسے
صحیح نہین ہے چھٹا قول یہ آیت منسوخ ہے اللہ سبحانہ وتعالی کے قول وانکحوا الایامی منکم کے ساتھ نحاس نے کہا
اور یہ اکثر علما کا قول ہے ساتوان قول یہ حکم مبنی ہے غالب عام پر اور معنے یہ ہین کہ اکثر زناکار رغبت نہین
کرتے مگر ان عورتون کے نکاح مین جو انکی مثل زناکار ہون اور اکثر زناکار عورتین نہین رغبت کرتین مگر ان
مردون کے ساتھ نکاح کرنے مین جو انکی طرح بدکار ہون کرخی کہتے ہین بے شک خبیث فاسق جسکی زنا
صفت ہو وہ صالح عورت کے نکاح مین رغبت نہین کرتا اور وہ تو اپنے جیسی فاسقہ کے ساتھ نکاح کرتا ہے یا مشرکہ
کے ساتھ (جسکو حلال وحرام سے سروکار نہو) اور اسیطرح فاسقہ عورت مرد صالح کے نکاح مین رغبت نہین
کرتی بلکہ اسکے ساتھ نکاح کرنے سے بہاگتی ہے اور وہ انکے ساتھ نکاح کرنے مین راغبہ ہوتی ہے جو اسکی
طرح ہون اہ اوس کی جنس سے ہون فاسقون یا مشرکون سے تو یہ حکم اعم اغلب کی طریق
پر ہے جیسے کہتے ہین بہلائی نہین کرتا مگر مرد پرہیزگار حالانکہ کبھی گنہگار ربھی بہلای کرتا ہے تو یہی معنے
ہین اس آیت کے اور اللہ کے قول اَلزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً اور اللہ کے قول والزانیہ لاینکحہا الا
زان او مشرک مین فرق کرنا اسپر دلالت کرتا ہے کہ زانی رغبت نہین کرتا مگر زانیہ کے نکاح مین بخلاف

زانیہ کے کہ وہ کبھی غیر زانی کے نکاح مین بھی رغبت کرتی ہے اور مقصود مومنون کو ڈانٹنا ہے زناکار عورتون
کے نکاح سے زنا سے ڈانٹنے کے بعد علامہ ابو الطیب کہتے ہین یہ قول ارجح الاقوال ہے اور نزول کا سبب اسکا شاہد ہے
جیسے گذرا اور شعبہ ابن عباسؓ کے غلام آزاد سے مروی ہو کہ مین ابن عباسؓ کے ساتھ تھا اتنے مین ابن عباسؓ کے پاس
ایک شخص آیا اور بولا مین ایک عورت کے پیچھے لگا کرتا تھا مین اس سے وہ چیز حاصل کرتا جسکو اللہ نے مجھپر حرام
کیا (یعنے مین زنا کرتا اسکے ساتھ) اور اب اللہ نے مجھے اس سے توبہ نصیب کی ہے اب مین چاہتا ہون کہ اس عورت
سے نکاح کرلون لوگ بولے اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً ابن عباسؓ نے کہا آیت کا یہ محل نہین ہے
وہ تو زناکار عورتین تھین جو کھلم کھلا زنا کرتین اور اپنے دروازون پر نشان کھڑا کرتین جنکو پہچان کر لوگ انکے
پاس زنا کے لیے آتے تو اللہ تعالی نے اس آیت کو اتارا جا اس عورت سے نکاح کرلے اگر گناہ ہوگا تو مین ذمہ دار
ہون اور ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زانی مجلود نکاح نہ کرے مگر زانیہ مجلودہ
سے اَخْرَجَہٗ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَالْحَاکِمُ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَغَیْرُھُمْ امیر المومنین حضرت علیؑ کا لفظ
یہ ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا پھر اس نے زنا کیا اور اسپر حد قائم ہوئی اور اسکو حضرت علی علیہ
السلام کے پاس لائے تو امیر المومنین حضرت علی نے اس شخص اور اسکی عورت کے درمیان جدائی ڈالدی اور فرمایا تو
نکاح نکر مگر اپنے جیسی مجلودہ سے مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے شاید یہ شخص غیر محصن نہ ہوگا عبد ہوگا یا حر بکر کیونکہ
محصن زانی کی حد تو رجم ہے اور رجم کے بعد کون جیتا ہے اب اس مین لوگون کا خلاف ہو کہ آیا جس عورت کے ساتھ
کسینے زنا کیا ہے اسکے ساتھ نکاح کرسکتا ہے یا نہین تو شافعی اور ابو حنیفہ تو اسکے جواز کے قائل ہین ابن عباسؓ
اور عمرؓ اور ابن مسعودؓ اور جابرؓ سے مروی ہو کہ جس عورت کے ساتھ کسی مرد نے زنا کیا اب اسکے ساتھ اسکو نکاح کرنا جائز
نہین ہے ابن مسعودؓ کہتے ہین جب کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ زنا کرے پھر اسکے ساتھ نکاح کرے زنا کے بعد
تو وہ ہمیشہ زنا ہی کیا کرین گے اور یہی مالک کا قول ہے وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَۃِ

شُھَدَآءَ فَاجْلِدُوْھُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَۃً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَھُمْ شَھَادَۃً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ اور جو لوگ عیب لگاتے ہین
قیدوالیون کو پھر نہ لائے چار مرد شاہد تو مارو انکو اسی چوٹ قمچی کی اور نہ مانو انکی کوئی گواہی کبھی اور وہی
لوگ ہین بے حکم مگر جنہون نے توبہ کی اس پیچھے اور سنوار پکڑی تو اللہ بخشتا ہے مہربان یہ جو فرمایا قیدوالیان تو
اس سے مراد یہ ہے کہ کبھی انکو بری بات مین نہین دیکھا اور یہی حکم ہے جو مرد کو عیب لگاوے گواہی بدکاری کی

انتہی مافی موضح القرآن **ف** حافظ ابن کثیر فرماتے ہین اس آیت مین محصنہ کو عیب لگانیوالے کی حد کا بیان
ہے اور محصنہ وہ عورت ہے جو حرہ ہو اور بالغہ اور کبھی اسکو کسینے بری بات مین نہ دیکھا ہو اسیطرح جب مقذوف
مرد ہو تو اسکے عیب لگانے والے کو بھی قمچیان لگین گی اور اس مسئلہ مین اہل علم کے درمیان نزاع و خلاف نہین
ہے اگر عیب لگانے والا اپنے قول کے صحیح ہونے کے گواہ قائم کردے تو اسپر حد نہ لگیگی ولہذا اللہ تعالی نے
فرمایا ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا أُولَٰئِكَ
هُمُ الْفَاسِقُونَ اس آیت مین اللہ تعالی نے قاذف (عیب لگانیوالے) پر جب اپنے قول کے صحیح ہونے پر گواہ
نہ لاوے تین حکم لگائے ایک تو یہ کہ اسکو اسی تازیانے لگائے جاوین دوسرے اسکی گواہی کبھی منظور نہ ہو تیسرے
وہ بحکم ہے انصاف پسند نہین ہے نہ اللہ کے نزدیک اور نہ لوگون کے نزدیک پھر اللہ نے فرمایا إِلَّا الَّذِينَ
تَابُوا مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ اب اہل علم کا اس استثنا مین اختلاف ہے
آیا یہ استثنا فقط جملہ اخیرہ ہی کی طرف لوٹتا ہے اور توبہ فقط فسق ہی کو اٹھاتی ہے اور قاذف مردود الشہادت
ہی رہتا ہے ہمیشہ کے لیے اگرچہ توبہ کرے یا استثنا دونو جملون کی طرف عود کرتا ہے ثانیہ اور ثالثہ کی طرف تو
امام مالک اور احمد اور شافعی کا تو یہ مذہب ہے (کہ استثنا جملتین کیطرف عائد ہے) اور جب قاذف توبہ کرے
تو اسکی شہادت مقبول ہے اور وہ فاسق نہین رہتا اور نص کی ہے اس مسئلہ پر سعید بن مسیب نے جو تابعین
کا سردار ہے اور سلف کی ایک جماعت نے بھی اس مسئلہ پر نص کی ہے اور امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کا یہ مذہب ہے
کہ استثنا فقط جملہ اخیرہ کی طرف عائد ہے اور قاذف جب توبہ کرے تو توبہ صرف اسکا فسق اٹھاتی ہے اور
رہی اسکی شہادت تو وہ کبھی مقبول نہین ہے اور سلف مین سے جو اس مسلک کی طرف گئے ہین قاضی شریح
ہے اور ابراہیم نخعی اور سعید بن جبیر اور مکحول اور عبد الرحمن بن زید بن جابر اور شعبی اور ضحاک کا یہ قول
ہے کہ قاذف اگرچہ توبہ کرے اسکی شہادت مقبول نہین ہے مگر اسوقت جب وہ کہے کہ مینے بہتان لگایا تھا
اسوقت اسکی شہادت مقبول ہوگی واللہ اعلم فتح کا لفظ یہ ہے رمی استعارہ ہے زنا کے ساتھ عیب لگانی
سے اور زنا کے ساتھ عیب لگانے کو قذف بھی کہتے ہین اور محصنات سے وہ عورتین مراد ہین جو عفیف ہین
اور اسیطرح محصنین سے وہ مرد مراد ہین جو عفیف ہین اور اس حکم مین عورتون کو خاص کیا اس
لیے کہ انکو عیب لگانا بہت برا ہے اور ان مین عار بہت سخت ہوتی ہے اور مرد بھی اس حکم مین عورتون
کے ساتھ ملائے گئے ہین اور اس الحاق مین امت کے علماء کے درمیان خلاف نہین ہے اور امام شوکانی نے

نے اس مسئلہ مین ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس مین اونھون نے تردید کی ہے گیارھوین صدی کے علما رمتاخرین کی جنھون نے اپنے زمانہ مین اس مسئلہ مین نزاع شروع کی بعض نے کہا آیت شامل ہے رجال اور نسا رسب کو بلا خصوصیت اور اصل عبارت یون ہی وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْاَنْفُسَ الْمُحْصَنٰتِ اور اس تقدیر کی تائید کرتا ہی اللہ عزوجل کا قول دوسری آیت مین وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ کیونکہ اللہ تعالی نے محصنات کا نسا کے ساتھ بیان فرمایا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محصنات کا لفظ غیر نسا کو بھی شامل ہے ورنہ بیان کے کچھ زیادہ معنے نہین ہین بعض نے کہا محصنات سے فروج مراد ہین کما قال تعالی وَالَّتِیْ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا اس صورت مین بھی آیت رجال و نسا دونو کو شامل ہوگی بعض نے کہا محصنات کا لفظ اگرچہ مؤنث ہی لیکن یہان ہر دو نوع کو شامل ہے تغلیبًا اور اس مین نظر ہے کیونکہ عورتون کی تغلیب رجال پر یہ کچھ عرب کی لغت مین معروف نہین ہے اور سورہ نسا مین ہم احصان کے لفظ اور اسکے معانی پر گفتگو کر چکے اور علما کی ان شرطون مین جو مقذوف اور قاذف مین معتبر ہین طول طویل بحثین ہین جو فقہ کی کتابون مین پوری طور پر مذکور ہین جنمین سے بعض شرط تو دلیل سے ماخوذ ہین اور بعض شرطین مجرد رای ہین جمہور علما کا تو یہ مذہب ہے کہ اگر قاذف کافر یا کافرہ ہو تو اسپر حد نہین ہے اور زہری اور سعید بن مسیب اور ابن ابی لیلے کا یہ قول ہے کہ قاذف پر حد واجب ہے اگرچہ کافر کافرہ ہی ہو اور جمہور تو اس طرف بھی گئے ہین کہ قاذف اگر غلام ہو تو اسکو چالیس تازیانے لگائے جاوین اور عمر بن عبدالعزیز اور عبداللہ بن مسعود اور قبیصہ کا یہ مذہب ہے کہ عبد قاذف کو بھی اسّی قمچیان لگائی جاوین قرطبی نے کہا اور علما کا اتفاق ہے کہ اگر آزاد مرد غلام کو زنا کا عیب لگاوے تو اسپر حد نہ پڑیگی اسلیے کہ ان دونو کے مرتبون مین تباین اور تفاوت ہی اور بخاری مین ثابت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی لونڈی کو زنا کی تہمت لگاوے اسپر قیامت کے دن حد لگائی جاویگی مگر یہ کہ اسنے سچ عیب لگایا ہو اور احصان کی پانچ شرطین ہین اسلام۔ عقل۔ بلوغ۔ حریت۔ زنا سے بچنا۔ اور قذف کی حد کے واجب ہونے مین محصن کا بھی وہی حکم ہے جو محصنہ کا حکم ہے اور اس مسئلہ پر پوری گفتگو کتب فروع مین ہی پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے اقامت حد کی شرط کو بیان کیا اس شخص پر جو محصنات پر عیب لگاوے اور فرمایا ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَۃِ شُهَدَآءَ یعنے پھر نہ لاوین چار گواہ جو زنا کے وقوع کی انکے اپنی رویت کے ساتھ گواہی دیوین اور ثم کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ قذف کی مجلس مین کچھ گواہون کا گواہی دینا شرط نہین ہے بلکہ جائز ہے کہ شاہد قذف

قذف کی مجلس کے سوا دوسری مجلس مین شہادت دیوین اور جمہور کا یہی قول ہے اور امام مالک نے جمہور کا اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے اور آیت کی ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ گواہون سے اکٹھا گواہی لینا ہی جائز ہے اور جدا جدا بھی اور اس مین خلاف کیا ہے حسن اور مالک نے اور جب چار گواہ پورے نہ ہون تو جتنون نے گواہی دی ہے وہ سب کے سب قاذف ہونگے اور ان سب کو قذف کی حد لگیگی اور حسن اور شعبی کا یہ قول ہے کہ اس صورت مین نہ گواہون پر حد ہے اور نہ مشہود علیہ پر اور یہی قول ہے امام احمد اور ابوحنیفہ اور محمد بن حسن کا اور اس مذہب کو رد کرتا ہے وہ جو واقع ہوا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت مین کہ آپنے ان تین مردون کو حد لگائی جنہون نے مغیرہ پر زنا کی تہمت رکھی اور صحابہ مین کسی نے حضرت عمرؓ کی اس باری مین مخالفت نہ کی پھر اللہ نے اس حد کو بیان فرمایا جو قاذف پر واجب ہے فرمایا فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً جلد کہتے ہین ضرب کو اور مجالدت مضاربت کو جلود مین یا مجالدت کہتے ہین مضاربت بالجلود کو اور لاٹھی اور تلوار کے ساتھ مارنیکو بھی جلد کہنے لگے وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا اور جب تک وہ جیتے رہین انکی گواہی بھی منظور نہین ہے کیونکہ وہ قذف کے ساتھ عادل نہ رہے بلکہ فاسق بنگئے جیسے اللہ نے انکے فاسق ہونیکا اس آیت کے آخر مین حکم لگایا اور فرمایا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ اور اس مین دلیل ہے کہ قذف کبائر مین سے ہے کیونکہ فسق کا اسم واقع نہین ہوتا مگر صاحب کبیرہ پر پھر اللہ نے بیان فرمایا کہ یہ انکی گواہی کا ہمیشہ مقبول نہ ہونا ان کی عدم توبہ کے ساتھ ہے اور اگر وہ توبہ کرین تو پھر نہ وہ فاسق رہتے ہین اور نہ انکی گواہی مردود ہوتی ہے اور فرمایا إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ مگر تائبین کے گناہون کو اللہ تعالی معاف کر دیتا ہے اور انپر مہربانی کرتا ہے اب اہل علم کا اس استثنا مین خلاف ہے کہ آیا پہلے دونون جملون سے ہے یا جملہ اخیرہ سے اور اسپر سبکا اتفاق ہے کہ جس جملہ مین جلد مذکور ہے اسکی طرف یہہ استثنا راجع نہین ہے بلکہ قاذف خواہ تائب ہو خواہ مُصِر ضرور مجلود ہو گا اور اسپر بھی سبکا اتفاق ہے کہ استثنا اس جملہ کیطرف تو ضرور عائد ہے جس مین قاذف کا فاسق ہونا مذکور ہے اب محل اختلاف صرف اتنا ہی رہا کہ آیا استثنا اس جملہ کیطرف عائد ہوتا ہے یا نہین جس مین مذکور ہے کہ قاذف کی شہادت ہمیشہ کیواسطے منظور نہین ہے تو جمہور کا تو یہ قول ہے کہ یہ استثنا دونون جملون سے ہے اور قاذف اگر توبہ کرے تو اسکی شہادت بھی مقبول ہے اور فسق بھی اس سے دور ہو جاتا ہے کیونکہ شہادت کا مردود ہونا تو اس سبب سے تھا کہ قاذف بسبب قذف کے فسق کے ساتھ موصوف تھا تو جب فسق توبہ کے ساتھ بالاتفاق

دور ہوجاتا ہے تو شہادت کی مقبول ہونے مین کیا تامل ہے اور قاضی شریح اور ابراہیم نخعی اور حسن بصری اور سعید بن جبیر اور مکحول اور ابن زید اور سفیان ثوری اور ابو حنیفہ کا یہ قول ہے کہ یہ استثنا اسی جملہ سے ہے جس مین قاذف کو فسق کا حکم لگایا گیا ہے اس جملہ کیطرف عائد نہین ہے جس مین قاذف کی شہادت کے مردود ہونیکا مذکور ہے تو توبہ کے ساتھہ قاذف سے فسق کی وصف ہی دور ہوگی اور اسکی شہادت اصلاً مقبول نہ ہوگی اور ضحاک اور شافعی تفصیل کیطرف گئی ہین اور کہتے ہین کہ قاذف اگرچہ توبہ کرے اسکی شہادت منظور نہین ہے مگر جب اقرار کرے کہ مینے بہتان لگایا تھا اب اسکی شہادت مقبول ہوگی اور جمہور کا قول وہ حق اور صواب ہی کیونکہ قید کو جملہ اخیرہ کے ساتھہ مخصوص کرنا پہلی کلام کے سوا باوجود کلام کے شرعی واقعہ مین ایک ہونکی ایک ہی شکل سے لغت عرب کے مقتضا کے خلاف ہے اور یہ بات کہ قید کو جملہ ثالثہ کی قید بنانا اسلیے کہ جملہ ثالثہ قید کے متصل ہے اولی ہے تو اس اولویت سے یہ نہین نکلتا کہ قید جملۂ ثانیہ کی قید نہین ہے غایت مافی الباب یہ ہوگا کہ جملۂ ثالثہ کو قید کے ساتھہ مقید کرنا جملۂ ثانیہ کی قید کے ساتھہ مقید کرنے سے اظہر ہوگا و لہذا اسپر سب کا اتفاق ہے اور اسکے اظہر ہونے سے ماقبل کے ساتھہ مقید ہونے کی ظہور کی نفی نہین نکلتی اور اصولیون نے اُس قید مین ایک طویل گفتگو کی ہے جو بہت جملون کے پیچھے واقع ہو اور گفتگو ان لوگون کو معلوم ہے جو اصول کے فن سے واقف ہین اور حق تو وہ جمہور ہی کا مذہب ہے اور یہ مسئلہ کہ قیدین کبھی ان تمام جملون کیطرف لوٹتی ہین جو اس قید سے پہلے ہوتی ہین اور کبھی بعض جملون کیطرف تو اس سے حجت قائم نہین ہوسکتی اور نہ یہ قول دلیل لینے کے لائق ہے کیونکہ بعض جملون کیطرف قید کا لوٹنا بعض کے سوا کبھی کسی دلیل کے ساتھہ ہوتا ہے جیسے اس مقام مین بھی سب کا اتفاق ہے اور ائمہ اربعہ کا اجماع ہے کہ یہ استثنا اس جملہ کی طرف عائد نہین ہے جس مین جلد مذکور ہے تو قاذف کو جمیع کے نزدیک قمچیان لگائی جاوینگی وہ توبہ کرے یا نہ کرے اور ہماری تقریر کی یہ بات مؤید ہے کہ قبول شہادت سے مانع تو وہ فسق تھا جو قذف کی وجہ سے حاصل ہوا تھا اب جب توبہ کے ساتھہ فسق نہ رہا تو اب ایسی کوئی چیز نہ رہی جو شہادت کے رد کی موجب و باعث ہو اب قاذف کی توبہ کی صورت و کیفیت مین اختلاف ہے تو عمر بن خطاب اور شعبی اور ضحاک اور اہل مدینہ کا یہ قول ہے کہ قاذف کی توبہ منظور نہین ہوتی مگر اسوقت جب اپنے نفس کی اس قذف مین تکذیب کرے جسکی وجہ سے اسپر حد قائم ہوئی ہے اور اہل علم کی ایک جماعت کا یہ قول ہے جن مین سے ہے مالک وغیرہ کہ قاذف کی توبہ یہ ہے کہ وہ اپنے حال کو سنوارے اور اپنے اعمال کی اصلاح کرے اور جو اس سے

قصور ہوا ہے اسپر شرمسار ہووے اور اس گناہ کی بابت اسکی معافی مانگے اور وجب کرے اپنے پر کہ مین پہر ایسا کام نہ کرونگا اگرچہ اپنے نفس کی تکذیب نکرے اور اپنے قول سے رجوع نکرے اور امت کا اتفاق ہے اسپر کہ توبہ گناہون کو دہوڈالتی ہے اگرچہ گناہ کفر ہو تو جب توبہ ماحی کفر ہے تو پہر کیا ان گناہون کی مٹانیوالی نہوگی جو کفر سے کم درجہ مین ہین اس اجماع کو قرطبی نے حکایت کیا ابو عبید کہتے ہین استثنا رجوع کرتا ہے جمل سابقہ کیطرف اور جس نے دوسرے کو زنا کی تہمت لگائی تو یہ کچہ گناہ مین زانی سے بڑہکر نہین ہے اور زانی جب توبہ کرتا ہے تو اسکی شہادت مقبول ہوتی ہے کیونکہ گناہ سے بہر نیوالے کی ایسی مثال ہے جیسے اُسنے گناہ کیا ہی نہین اور جب اللہ تعالی نے بندے کی توبہ کو منظور کر لیا تو بندون کو اسکی توبہ کا منظور کرنا بہت لائق ہے اور اس قسم کے استثنا قرآن مین موجود ہین جیسے اللہ نے فرمایا اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یعنے یہی سزا ہے انکی جو لڑائی کرتے ہین اللہ سے اور اسکے رسول سے اور دوڑتے ہین ملک مین فساد کرنیکو کہ انکو قتل کریے یا سولی چڑہایئے یا کاٹیئے انکے ہاتہہ اور پاؤن مقابل کا یا دور کریئے انکو اس ملک سے یہ انکی رسوائی ہے دنیامین اور انکو آخرت مین بڑی مار ہے مگر جنہون نے توبہ کی تمہارے ہاتہہ پڑنے سے پہلے تو جان لو کہ اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے ابو عبید کہتے ہین اس مین شک نہین ہے کہ اس آیت مین استثنا جمیع جمل کی طرف عائد ہے کہا زجاج نے اور قاذف کا گناہ کچہ کافر کے گناہ سے بڑہکر نہین ہے تو لائق ہے کہ جب قاذف توبہ کرے اور سنوار پکڑے اسکی شہادت کو قبول کیا جاوے اور ابدًا کے یہ معنے ہین مادام قاذفا جیسے کہین لَا تُقْبَلُ شَهَادَةُ الْكَافِرِ اَبَدًا یعنے جبتک کافر ہے اسکی شہادت منظور نہین ہے یہ تو نہین کہ اگر کافر توبہ کرکر مسلمان ہو جاوے تو بہی اسکی شہادت منظور نہین ہے انتہے اور ابن عباسؓ سے آیت کی تفسیر مین مروی ہے کہ اللہ توبہ کے ساتہہ انکے فسق کو دور کر دیتا ہے اور رہی شہادت تو وہ جائز نہین ہے اور عمرؓ بن خطاب نے ابو بکرہؓ سے فرمایا اگر تو توبہ کرے تو تیری گواہی منظور ہوگی اور عمرؓ بن خطاب سے ہی مروی ہے کہ انکی توبہ یہ ہے کہ وہ اپنی جانون کو جہٹلاوین پہر اگر کہین کہ ہمنے جہوٹ بولا تو انکی شہادت مقبول ہے اور ابن عباسؓ سے دوسری روایت مین یہ ہے کہ جو شخص توبہ کرے اور سنوار پکڑے تو اسکی شہادت مقبول ہے اللہ کی کتاب مین

اور اس مسئلہ مین تابعین سے بہت روایتین ہین اور عویمرؓ کے قذف کا قصہ جو حضرت عمرؓ کی خلافت مین واقع ہوا
ہے وہ طرق معروفہ سے مروی ہے اور بخاری اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابن عباسؓ سے نکالا کہ ہلال بن امیہ نے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر اپنی بی بی کو شریک بن سحما کے ساتھہ تہمت لگائی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا گواہ لا ورنہ تیری پیٹھہ پر حد پڑیگی وہ بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہم مین سے کوئی اپنی بی بی
پر کسی شخص کو دیکھے تو وہ گواہ ڈھونڈھنے جایا کرے (وہ کام نکالکر چلدیگا) تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم یہی فرماتے رہے آپ گواہ لایے ورنہ حد کھایے تو ہلال بولا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچ دیکر بھیجا مین
اس معاملہ مین سچا ہون اور ضرور اللہ تعالی وہ حکم اُتاریگا جس مین مین حد سے بچ رہونگا اور جبریل اترے اور
یہ آیتین لائے (لعان کی) وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ یہانتک کہ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ تک پہونچے
پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھرے اور ہلال اور ہلال کی بی بی کیطرف کہلا بھیجا پھر ہلال آیا اور اس نے (چار
بار) گواہی دی (کہ میری بی بی نے شریک بن سحما سے زنا کرایا ہے) اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے
اور اللہ جانتا ہے کہ تم دونو مین سے ایک جھوٹا ہے پھر تم دونون مین سے کوئی توبہ کرتا ہے پھر ہلال کی عورت
اٹھی اور اس نے (چار بار) گواہی دی (کہ مین سچی ہون اور میرا خاوند جھوٹا ہے) جب وہ پانچوین گواہی
پر پہونچی تو آپنے فرمایا اسکو ٹھیراؤ اور کہو یہ بار واجب کردینی والی ہے (دوزخ کو) تو وہ رکی اور پیچھے ہٹی یہانتک
کہ ہمنے خیال کیا شاید اپنی بات سے رجوع کریگی پھر بولی مین اپنے لوگون کو ہمیشہ کیواسطے خوار نہین کرتی اور
پانچوین بار بھی گواہی دیدی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیکھتے رہو اگر یہ سرمیلی آنکھون والا موٹے
چوتڑون والا چھوٹی پنڈلیون والا بچہ لاوے تو وہ شریک بن سحما کا ہے تو وہ اسی قسم کا بچہ لائی حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ اس مین لعان کا حکم نہ اُتارتا تو مین اسکے ساتھہ کرتا جو کرتا اور اس قصے کو ابوداؤد
طیالسی اور عبدالرزاق اور احمد اور عبد بن حمید اور ابوداؤد اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابن
مردویہ نے ابن عباسؓ سے مطولاً نکالا اور اسکو بخاری اور مسلم نے بھی نکالا اور ان دونون نے مرد اور عورت
کا نام نہین لیا اور قصہ کے آخر مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جا (اے ہلال) اب تیرے لیے
اسپر کوئی سبیل نہین ہلال بولا یا رسول اللہ میرا مال حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرے لیے مال نہین اگر تو
سچا ہے (اپنی بی بی کے بہتان لگانے مین) تو وہ مال اسکے بدلے ہے جو تونے اسکے فرج کو اپنے پر حلال
کیا اور اگر تونے جھوٹ بولا تو پھر مال کا ملنا تیرے لیے اور بھی زیادہ بعید ہے اور بخاری اور مسلم نے سہل بن

سعد سے نکالا کہ عویمر عاصم بن عدی کے پاس آیا اور بولا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ کیا اگر کوئی شخص
اپنی بی بی کے پاس کسی پرائے آدمی کو پاوے اور اسکو مار ڈالے تو اسکے بدلے مارا جاویگا یا کیا صورت ہوگی تو عاصم نے
یہ مسئلہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے مسائل کے پوچھنے کو برا جانا
عویمر بولا بخدا مین حاضر ہوکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھون گا پہر عویمر آپکے پاس آیا اور آپ پر (اس
بارے مین) وحی اتر چکی تہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عویمر اور عویمر کی بی بی کو بلا کر انکے درمیان لعان
کرایا عویمر نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر مین اب بہی اسکو لیجاون تو مین جہوٹا ہون تو اس نے
بی بی کو جدا کر دیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسکو جدا کرنے سے پہلے پہر یہی طریق ہو گیا متلاعنین کے درمیان
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیکہتے رہو اس عورت کی طرف اگر اس عورت کا بچہ سیاہ رنگ ہو کالی
آنکہون والا موٹی رانون والا تو مین سمجہتا ہون کہ عویمر سچا ہے اور اگر سرخ بچہ جنے جیسے بہنبہی تو مین سمجہتا
ہون کہ عویمر جہوٹا ہے تو اس عورت نے نعت مکروہ پر بچہ کو جنا اور اس باب مین بہت حدیثین ہین اور جس قدر ہمنے
بیان کین اتنے مین کفایت ہے اور عبد الرزاق نے عمر بن خطاب اور حضرت علی اور ابن مسعود سے نکالا
کہ متلاعنین پہر کبہی اکٹہے نہین ہو سکتے پہر اللہ نے قذف کی عام طور پر بیان کرنے کے بعد قذف کی ایک
قسم کا بیان فرمایا اور وہ تہمت دینا مرد کا ہے بی بی کو اور فرمایا وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ
لَّهُمْ شُهَدَاۤءُ اِلَّاۤ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ
وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ
تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۙ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَاۤ اِنْ كَانَ
مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝ اور جو عیب
لگاوین اپنی جورون کو اور شاہد نہ ہون انکے پاس سوای اپنی جان کے تو ایسے کی گواہی یہ کہ چار گواہی
دے اللہ کے نام کی مقرر یہ شخص سچا ہے اور پانچوین یہ کہ اللہ کی پہٹکار ہو اس شخص پر اگر وہ ہو جہوٹا اور عورت
سے ٹلتی ہے مار یون کہ گواہی دے چار گواہی اللہ کے نام کی مقرر وہ شخص جہوٹا ہے اور پانچوین یہ کہ اللہ
کا غضب آوے اس عورت پر اگر وہ شخص سچا ہے اور کبہی نہ ہوتا اللہ کا فضل تمہارے اوپر اور اسکی مہر اور یہ
کہ اللہ معاف کرنیوالا ہے حکمتین جانتا تو کیا کچہ ہوتا **ف** موضح القران مین کہا ہے اسکے بعد ذکر ہے
طوفان کا جو حضرت کیوقت اٹہا حضرت عائشہ رض پر پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جہاد سے پہر آتے تہے

تھے رات سے کوچ ہوا الفیری ونقارہ نہ تھا ام المومنینؓ جنگل گئی تھین حاجت کو پیچھے رہ گئین ایک مسلمان لشکر سے پیچھے چلتا تھا حضرتؐ کے حکم سے گرا پڑا اٹھا نیکو ان کو دیکھا تھا پہچانا رہ گئین اونٹ پر سوار کیا آپ مہار پکڑ کر لشکر مین لا پہونچایا کمبخت منافق لگے اپنا روسیاہ کرنے ایک مہینے تک یہ چرچا رہا پیغمبر بھی سنتے اور بغیر تحقیق کچھ نہ کہتے لیکن دلمین خفا رہتے مہینے کے بعد جب ام المومنینؓ نے سنا انکو نہایت غم اٹھا تین دن روتے روتے دم نہ لیا تب اللہ تعالی نے یہ اگلی آیتین بھیجین دور کوع تک انتہی ما فی موضح القران

ف حافظ ابن کثیر فرماتے ہین اس آیت کریمہ مین اللہ نے ازواج کی تکلیف کو اٹھایا ہے اور ان سے بار کو ٹلایا ہے اسطرح کہ جب کوئی مرد اپنی بی بی کو زنا کی تہمت لگادے اور گواہون کا قائم کرنا اس شخص پر دشوار ہو جاوے تو وہ اپنی بی بی سے لعان کرے جیسے اللہ عزوجل نے اس آیت مین حکم کیا اور وہ اسطرح کہ مرد اپنی بی بی کو حاکم پاس لاوے اور وہ دعوی ظاہر کرے جسکے ساتھ اس نے بی بی کو عیب لگایا ہے پھر اس مرد سے حاکم چار گواہون کے قائم مقام چار گواہیان لیوے کہ وہ مرد اس تہمت لگانے مین سچا ہے اور پانچوین بار یہ کہلاوے کہ اللہ کی پھٹکار اس شخص پر اگر وہ جھوٹا ہے جب مرد پانچ گواہیان دے چکے تو وہ عورت صرف اس لعان کے ساتھ اس مرد سے جدا ہو جاتی ہے امام شافعی اور اہل علم کی ایک بڑی جماعت کی نزدیک اور ہمیشہ کے لیے اسپر حرام ہو جاتی ہے اور وہ مرد اس عورت کو مہر دیدیوے اور اس عورت پر زنا کی حد لگائی جاوے مگر اسوقت جب عورت بھی لعان کرے اور چار بار کہے کہ یہ مرد جھوٹا ہے مجھ کو زنا کی تہمت لگانے مین اور پانچوین بار کہے اللہ کا غضب آوے اس عورت پر اگر وہ مرد سچا ہے ولہذا فرمایا وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ تو اللہ نے خاص کیا عورت کو غضب کے ساتھ اسلیے کہ مرد غالبا اپنی بی بی کی فضیحت کو نہین اٹھا سکتا اور اپنی بی بی کو زنا کی تہمت نہین لگاتا مگر اسیوقت جب سچا ہو اور معذور ہو اور وہ عورت جانتی ہو کہ میرا خاوند مجھ کو تہمت لگانے مین سچا ہے اسی لیے پانچوین بار اس سے غضب کی بددعا کرائے اور مغضوب علیہ وہی ہوتا ہے جو حق کو جانکر اس سے نفرت کرے پھر اللہ نے اپنی مہربانی کا مخلوقات پر اور اپنا لطف انکے ساتھ بیان کیا ان چیزوں مین جو اس نے انکے لیے تنگی سے نکلنے کے لیے ایک راہ نکالدی ہے اور فرمایا وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ اگر اللہ کا فضل اور اسکی مہربانی اوپر نہ ہوتی تو تم تکلیف مین پڑتے اور دنیا کے بہت کامون مین تم پر حرج واقع ہوتا ہے وَأَنَّ اللَّهَ

تَوَّابٌ یعنی اور اللہ معاف کردیتا ہے بندون کو جب وہ توبہ کرین حَکِیْمٌ حکیم ہے اُن چیزون مین جسکو مقرر فرماتا ہے اور جسکا حکم کرتا ہے اور جس سے روکتا ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہین اور ایسی حدیثین ثابت ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کے موافق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین عمل ہوا اور ان حدیثون مین اس آیت کے نزول کا سبب بہی مذکور ہے اور صحابہ مین سے وہ لوگ بہی مذکور ہین جنکے حق مین یہ آیت نازل ہوئی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہین جب یہہ آیت اُتری وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بولی یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ آیت اسیطرح نازل ہوئی ہے اور سعد رضی اللہ عنہ انصار کے لوگون مین رئیس آدمی تہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَلَا تَسْمَعُوْنَ مَا يَقُوْلُ سَيِّدُكُمْ یعنے اے انصار کے لوگو تم نہین سنتے تمہارا سردار کیا کہ رہا ہے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اسکو ملامت نہ کیجیے یہ نہایت غیرتناک آدمی ہے اللہ کی قسم اس نے کبہی کسی عورت سی نکاح کا ارادہ نہین کیا جسکے ساتھہ نکاح کرنے کے لیے کسینے ہم مین سے دلیری کی ہو اسکی زیادہ غیرت کے واسطے سعد بولی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین جانتا ہون یہ آیت بے شک حق ہے اور یہ آیت اللہ کی جانب سے آئی ہے لیکن مینے تو تعجب اسلیے کیا ہے کہ کیا اگر مین کسی لچے کو اپنی عورت کی رانون پر بیٹہا پاؤن تو مین نہ چہیڑون اور نہ ہلاؤن یہانتک کہ مین چار گواہ لیکر آؤن اللہ کی قسم (اگر ایسا معاملہ ہو) تو وہ تو میرے گواہون کے لانے تک حاجت پوری کر کر چلدے گا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہین پہر تہوڑا ہی عرصہ ہوا کہ ہلال بن امیہ آیا اور ہلال ان تین مین کا ایک ہے جو غزوہ تبوک سی پیچہے رہگئے تہے اور پچاس دن کے بعد) انکی توبہ منظور ہوئی تہی تو اپنی کہیتی سے عشا کے وقت آیا اس نے اپنی بی بی کے پاس ایک مرد کو پایا جس کو اسنے اپنی دونون آنکہون سے دیکہا اور اپنے کانون سے اسکی باتین سنی اور اسکو نہ چہیڑا یہانتک کہ صبح کی پہر سویرے ہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور بولا یا رسول اللہ مین رات اپنے گہر آیا تو مینے اپنی بی بی کے پاس ایک مرد کو پایا جسکو مینے اپنی آنکہون سے دیکہا اور اپنے کانون سے اسکی باتین سنی تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی بات کو برا جانا اور آپ پر ہلال کی یہ بات ناگوار گذری اور انصار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اکٹہے ہوگئے اور بولے ہم تو آزمائے گئے اسی امر مین جو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سے پوچہا شاید حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہلال کو (قذف کی حد) مارینگے اور اسکی شہادت کو باطل کردینگے لوگون مین ہلال بولا اللہ کی قسم مین امید کرتا ہون کہ اللہ میری خلاصی کی صورت نکالیگا اس سے اور ہلال نے

بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین دیکھ رہا ہون جو تکلیف آپکو پہونچی ہے اس بات کی بیان کرنے سے اور آپ
تو جانتا ہے کہ مین سچا ہون ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا اللہ کی قسم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ
ہوا ہی تہا ہلال کو حد قذف لگانے کا کہ اتنے مین جبریل علیہ السلام اُتری اور جب آپ پر وحی آئی تو صحابہ اس
حالت کو آپکے چہرے مبارک کے رنگ بدلنے سے پہچان لیتے پہر لوگ باتین کرنے سے بند ہو گئے یہانتک کہ وحی
سے فراغت ہوئی اور یہ آیتین اتریں وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ
فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ آخر آیت تک جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وحی کی حالت
کہل گئی تو آپنے فرمایا خوش ہو جا ای ہلال اللہ تعالے نے تیری لیے خوشی اور مخلصی کی صورت نکالدی
ہے ہلال بولا مجہے اپنے رب کیجانب سے یہی امید تہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہلال کی بی بی کیطرف
کسیکو بہیجو پہر اونہون نے اسکو بلا بہیجا تو وہ آئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیتین ہلال اور اسکی
بی بی پر پڑہین پہر انکو نصیحت کی اور خبر دی کہ آخرت کا عذاب دنیا کی عذاب سے بہت سخت ہی ہلال بولا یا رسول
اللہ اللہ کی قسم مین تو سچا ہون اسکو تہمت لگانے مین وہ بولی یہ جہوٹ بولتا ہے آپنے فرمایا ان دونون کے درمیان
لعان کرو ہلال کو کہا گیا تو گواہی دے تو اس نے گواہی دی چار بار کہ ہلال سچا ہے جب پانچوین گواہی کی نوبت
آئی تو کہا گیا اے ہلال اللہ سے ڈر دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت ہلکا اور بہت آسان ہی اور
یہ پانچوین گواہی موجب ہی جو تجہپر عذاب کو واجب کردیگی (اگر تو جہوٹا ہوگا) تو ہلال بولا اللہ کی قسم مجہکو اللہ اس
گواہی پر عذاب نہ کریگا جیسے اس نے مجہکو اس تہمت پر قمچیون سی چہڑوایا پہر پانچوین بار اس نے یہ گواہی دی
کہ ہلال پر اللہ کی لعنت اگر وہ تہمت لگانے مین جہوٹ بولتا ہے پہر عورت کو کہا گیا اب تو گواہی دی چار بار
کہ ہلال جہوٹا ہے (مجہکو تہمت لگانے مین) اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو پانچوین بار فرمایا اور کہڑا
کر دیا اللہ سے ڈر دنیا کا عذاب اور کہہ آخرت کے دکہہ کے مقابل ہیچ ہے اور یہ گواہی موجب ہے جو تجہپر عذاب کو
واجب کردیگی پہر ایک گہڑی تک ٹہیری رہی اور اس نے ارادہ کیا کہ اقرار کرڈالے پہر بولی اللہ کی قسم مین اپنی
قوم کو (زنا کا اقرار کرکے) رسوا نہین کرتی ہون تو اس نے پانچوین بار مین کہا اسعورت پر خدا کا غضب اگر
ہلال سچا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے درمیان جدائی کرادی اور فیصلہ کیا کہ اس عورت کے
بیٹے کو باپ کی طرف نہ منسوب کیا جاوی اور نہ اسکے بیٹے کو حرامزادہ کہا جاوے (اور نہ اس عورت کو کوئی طعن
کرے) پہر جس نے اس عورت پر عیب لگایا یا اسکے بیٹے کو عیب کے نام سے بلایا تو اسکو حد پڑیگی اور فیصلہ

کیا کہ ہلال اُسکو عدت مین روٹی نہ دے اسلیے کہ یہ دونون جدا نہین ہوئے طلاق سے اور نہ خاوند کے مرنے سے
اور فرمایا اگر یہہ عورت سرخ رنگ کا بچہ جنے پلا ہوا حمر اشیدہ پنڈلیون والا تو وہ ہلال کا بچہ ہے اور اگر
خاکستر گون ہو گہونگریلے بالون والا موٹا تازہ موٹی پنڈلیون والا فراخ رانون والا تو اس شخص کا بچہ
ہے جسکے ساتھہ ہلال نے اپنی بی بی کو تہمت لگائی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر یہ قسمین نہ کہاتی
تو میری لیے اور اسکے لیے ایک شان ہوتا یعنے مین اسکو حد لگاتا عکرمہ کہتے ہین پہر وہ لڑکا مصر کا امیر ہوا
اور مان کیطرف منسوب ہوتا تہا اور کوئی اسکو باپ کیطرف منسوب نہ کرتا رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَرَوَاہُ
اَبُوْدَاؤدَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ هَارُوْنَ بِہٖ نَحْوَہٗ مُخْتَصَرًا اور صحاح مین اس حدیث
کے شواہد موجود ہین ابن عباسؓ کہتے ہین ہلال بن امیہ نے اپنی عورت کو حضرتؐ کے پاس حاضر ہو کر شریک بن سحما کے ساتھہ متہم کیا حضرتؐ نے
فرمایا (اے ہلال) گواہ لاؤ یا حد کہاؤ اپنی پیٹہہ پر تو ہلال نے کہا اس ذات کی قسم جسنے آپ کو سچ دیکر بہیجا
مین (اپنی بی بی کو تہمت لگانے مین) سچا ہون اور اللہ تعالی ضرور وہ چیز اتاریگا جو میری پیٹہہ کو حد سے بچالیگی
پہر جبرئیلؑ آئے اور یہ آیتین لائے وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ سے لیکر اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ تک
پہر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی سے فراغت پاکر ہلال اور اسکی بی بی کو بلا بہیجا پہر ہلال آیا اور اسنے
(چار) گواہیان دین اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تہے بیشک تم دونون مین سے ایک تو جہوٹا
پہر تم دونون مین سے کوئی توبہ بھی کرتا ہے پہر عورت نے اُٹہکر (چار)
گواہیان دین جب پانچوین گواہی دینے لگی تو لوگون نے اسکو (حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہنے سے)
کہڑا کر لیا (اور پانچوین گواہی دینے سے روک لیا) اور بولے یہ گواہی تو (اللہ کے عذاب کو) واجب کر دیگی
ابن عباسؓ کہتے ہین پہر رک گئی اور پیچہے ہٹی یہانتک کہ ہم نے خیال کیا اب اپنے قول سے رجوع کریگی
پہر بولی مین تمام عمر کیلئے اپنی قوم کو رسوا نہین کرنے کی (زنا کا اقرار کرکے) فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اس عورت کو دیکہتے رہو اگر یہ بچہ ایسا جنے جسکی آنکہین سرمیلی ہون اور رانین موٹی اور
پنڈلیان جہوٹی تو یہ حمل شریک بن سحما کا ہے تو اسنے (اسی مکروہ نعت پر) بچہ جنا حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا اگر وہ نہ ہوتا جو اللہ نے اُتارا یعنے لعان کا حکم تو میرے لیے اور اسکے لیے ایک بات
ہوتی (یعنے مین اسکو رجم کرتا) رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَانْفَرَدَ بِہٖ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوَاہُ مِنْ غَیْرِ
وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَغَیْرِہٖ ابن عباسؓ کہتے ہین کہ ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس

حاضر ہوکر اپنی بی بی کو زنا کا عیب لگایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مرد کے اس عیب لگانے کو برا جانا پہر وہ
بار بار عیب لگاتا رہا یہانتک کہ یہ آتیین اترین وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ آخر آیات تک پہر آپ نے
یہ دونون آتیین پڑہین اور اس شخص کو جسنے بی بی کو عیب لگایا تہا اور اس کی بی بی کو بلا بہیجا (جب وہ آئی)
تو ان دونو کو بلا کر فرمایا اللہ نے تمہاری حق مین حکم اتارا پہر مرد کو بلا کر اسپر لعان کا حکم پڑہا تو اس نے چار بار گواہی
دی کہ مین سچا ہون پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی منہ پر (ہاتہہ) دیا اور اسکو نصیحت کی اور فرمایا ہر چیز
کا اٹہا لینا (وہ تازیانے ہی کیون نہ ہون) اللہ کی لعنت سی بہت آسان ہی پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اسکو چہوڑ دیا تو وہ بولا اس شخص پر اللہ کی لعنت اگر یہ جہوٹا ہے پہر عورت کو بلایا اور اسپر لعان کی آتیین
پڑہین تو اس نے چار بار گواہی دی کہ میرا خاوند مجہکو زنا کا عیب لگانے مین جہوٹا ہے پہر آپنے حکم فرمایا تو لوگون نے
اسکی منہ کو بند کیا پہر اسکو وعظ فرمایا اور فرمایا کمبخت ہر چیز اللہ کے غضب سے سہل اور آسان ہے پہر اسکو چہوڑ دیا
تو وہ بولی اس عورت پر اللہ کا غضب اگر یہ مرد سچا ہے پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا خبردار مین
تمہاری درمیان ایک حکم کرون گا جو (حق اور باطل کے درمیان) فاصل ہوگا ابن عباسؓ کہتے ہین پہر وہ
عورت جنی اور مینے ویسا لڑکا مدینہ مین جنا ہوا کوئی نہین دیکہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر یہ
حمل فلان کا ہے تو اسکے بچے کی صورت ہوگی اور اگر فلان کا ہے تو یہ صورت ہوگی پہر اس عورت نی اس شخص
کا سا بچہ جنا جسکے ساتہہ اسکو تہمت لگی تہی رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ سعید بن جبیر کہتے ہیں ابن زبیر کی امارت مین مجہسے متلاعنین
کی بابت پوچہا گیا کیا ان دونون کے درمیان جدائی کی جاوے .... پہر مینے نہ جانا کہ مین
کیا جواب دون پہر مین اپنے مقام سے اٹہکر ابن عمرؓ کے گہر گیا اور مینے کہا اے ابا عبد الرحمان (عبد اللہ بن
عمر کی کنیت ہی) کیا متلاعنین کے درمیان جدائی کیجاتی ہے تو ابن عمرؓ بولے سبحان اللہ پہلے جس نے مسئلہ پوچہا وہ
فلان تہا فلان کا بیٹا اور بولا یا رسول اللہ فرمایئے اگر کوئی مرد اپنی بی بی کو بدکاری کرتا دیکہے اگر وہ بولیگا تو
بڑی بات کی ساتہہ بولیگا اور اگر چپ رہی تو بڑی بات پر چپ رہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چپ رہی اور آپنے
اسکو کچہہ جواب نہ دیا اسکے بعد پہر وہ شخص آیا اور بولا جو مسئلہ مینے آپسے دریافت کیا مین اسکے ساتہہ
آزمایا گیا تو اللہ نے یہ آتیین سورہ نور مین اتارین وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ سے اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ تک
(جب وہ دونو لعان کرنے لگے) تو آپنے مرد سے ابتدا کیا اور اسکو نصیحت کی اور (اللہ) یاد دلایا (اسکو) اور
اسکو خبر دی کہ دنیا کا عذاب آخرت کی عذاب سے بہت آسان ہی وہ مرد بولا اس ذات کی قسم جسنے آپ کو سچ

دیکر بہیجا میںنے تو جہوٹ نہیں بولا پہر دوسری بار عورت کو وعظ کیا اور اسکو نصیحت کی اور اُسکو خبر دی کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت آسان ہے تو عورت بولی اس ذات کی قسم جسنے انکو سچ دیکر بہیجا میرا خاوند جہوٹا ہے (مجہکو تہمت لگانے مین) ابن عمرؓ نے کہا پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرد سے گواہیان لینے لگے اور اسنے چار بار تو یہ گواہی دی کہ یہ شخص (تہمت لگانے مین) سچا ہے اور پانچوین بار بولا اسکی لعنت اس شخص پر اگر یہ شخص جہوٹا ہے پہر عورت سے گواہیان لین تو اسنے چار بار یہ گواہی دی کہ یہ شخص جہوٹا ہے اور پانچوین بار یہ کہا اس عورت پر اللہ کا غضب اگر یہ شخص سچا ہے پہر انکے درمیان جدائی کر دی رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَرَوَاهُ النَّسَائِیُّ فِی التَّفْسِیْرِ مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِیْ سُلَیْمَانَ بِهٖ وَاَخْرَجَاهُ فِی الصَّحِیْحَیْنِ مِنْ حَدِیْثِ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہین ہم جمعہ کے دن پچھلے پہر مسجد مین بیٹہے تہے تو ایک مرد انصار مین سے بولا ہم مین سے کوئی جب اپنی بی بی کے ساتہہ کسی (پرائے) آدمی کو پاوے (تو کیا کرے) اگر وہ (بیچارا) اس مرد کو مار ڈالے تو تم اسکو مار ڈالوگے اور اگر اس بات کو ظاہر کرے تو تم اسکو تہمت لگاؤگے اور اگر چپ رہے تو ایک غصہ کی بات پر وہ چپ کریگا بخدا اگر مین تندرست رہکر صبح کرون گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچہون گا عبد اللہؓ کہتے ہین پہر اس مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچہا اور بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم مین سے کوئی جب اپنی بی بی کے پاس (بیگانہ) مرد پاوے (تو وہ کیا کرے) اگر وہ (بیچارا) اسکو مار ڈالے تو تم اسکو مار ڈالوگے (قصاص) مین اور اگر بولے تو تم اسکو تہمت لگاؤگے اور اگر چپ رہے تو غصہ کی بات پر چپ رہے الٰہی تو فیصلہ کر عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہین پہر لعان کی آیت نازل ہوئی عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا پہر وہی شخص سب سے پہلے اس آفت مین پہنسا اِنْفَرَدَ بِاِسْنَادِهٖ مُسْلِمٌ فَرَوَاهُ مِنْ طُرُقٍ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ مِهْرَانَ الْاَعْمَشِ بِهٖ سہل بن سعدؓ کہتے ہین عویمر عاصم بن عدی کے پاس آیا اور بولا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچہہ کہ اگر کوئی شخص کسی شخص کو اپنی بی بی کے پاس پاوے اسکو مار ڈالے تو اسکے بدلے مارا جاویگا یا اسکے ساتہہ کیا معاملہ کیا جاویگا عاصم نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے مسئلہ پوچہنے برے جانے سہل بن سعدؓ نے کہا پہر عویمر ملا اور بولا تو نے کیا کیا عاصم بولا مین نے تو کچہ نہین کیا تو نے کوئی اچہی بات نہین پوچہی مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچہا تو آپنے ایسے مسائل پوچہنا برا جانا عویمر بولا بخدا مین خود حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤنگا اور آپ سے یہ مسئلہ ضرور پوچہون گا پہر عویمر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا

اور آپ پر لعان کا حکم اتر چکا تہا سہل بن سعدؓ کہتے ہین پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عویمر اور عویمر کی بی بی کو بلایا اور ان دونون کے درمیان لعان کیا عویمر بولا اب اگر مین اس عورت کو لیجاؤن یا رسول اللہ تو مینے جہوٹ بولا اسپر سہل بن سعدؓ کہتے ہین پہر عویمر نے اپنی بی بی کو جدا کردیا اس سے پہلے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے لیے حکم کرتے تو یہہ فراق مُتَلَاعِنَین کے درمیان سنت ہوگیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس عورت کو دیکہتے رہو اگر یہہ بچہ جنے جو سیاہ گون ہو اور کالی آنکہون والا اور موٹی سانون والا تو مین یہی خیال کرتا ہون کہ عویمر سچا ہے اور اگر سرخ رنگ کا بچہ جنے جیسے بَمنی تو مین خیال کرتا ہون کہ عویمر نے جہوٹ بولا پہر اس عورت نے مکروہ کیفیت پر بچہ جنا رَوَاهُ الإِمَامُ أَحْمَدُ وَأَخْرَجَاهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ وَبَقِيَّةُ الْجَمَاعَةِ إِلَّا التِّرْمِذِيَّ وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ أَيْضًا مِنْ طُرُقٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهِ بخاری کے لفظ زہری کے طریق سے یہ ہین کہ سہل بن سعدؓ نے کہا ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور بولا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایئے اگر ایک مرد اپنی بی بی کے ساتہہ کسیکو پالیوے کیا اسکو ماردیوے پہر تم اسکو ماردوگے (اسکے قصاص مین) یا کیا صورت کرے تو اللہ نے اس میان بی بی کے حق مین لعان کا حکم اُتارا جو قرآن مجید مین مذکور ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ نے فیصلہ کیا تیرے اور تیری بی بی کے حق مین سہل بن سعدؓ کہتے ہین پہر انہونے آپس مین لعان کیا اور مین اسوقت موجود تہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس پہر اس شخص نے بی بی کو جدا کردیا اور یہ طریق ٹہیر گیا کہ دو لعان کرنیوالون کے درمیان جدائی کی جاوے اور وہ عورت حاملہ تہی تو اس مرد نے اسکے حمل کا انکار کیا پہر اسکا بیٹا مان ہی کیطرف منسوب ہوتا تہا پہر میراث مین یہ سنت جاری ہوگئی کہ ملاعنہ کا بیٹا ملاعنہ کا وارث ہو اور ملاعنہ اپنے بیٹے کی وارث ہو جو اللہ تعالے نے اسکی واسطے مقرر فرمایا حذیفہؓ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ای ابوبکرؓ اگر تو ام رومان (جو تیری بی بی ہے) کے پاس کسی مرد (اجنبی) کو پاوے تو تو کیا کرے ابوبکرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ مین برائی کرون اس مرد کے ساتہہ فرمایا پہر تو اے عمرؓ (اگر اپنی بی بی کے پاس کسی اجنبی آدمی کو دیکہے) عمرؓ نے کہا بخدا مین (بہی) اس مرد کے ساتہہ برائی کرون اور ساتہہ ہی یہی کہتا ہون کہ اللہ لعنت کرے اس شخص پر جو اسکے ساتہہ برائی نہ کرے اسلیے کہ وہ خبیث (دیوث) ہے حذیفہ نے کہا پہر اتری یہ آیت وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ رَوَاهُ الْحَافِظُ أَبُوبَكْرٍ الْبَزَّارُ پہر کہا ہم کسیکو نہین جانتے جسنے اس حدیث کو مسند بیان کیا بلفظ بن شمیل کے سوا یونس بن اسحاق سے پہر حافظ ابوبکر نے اس حدیث کو روایت کیا فریی سے اس نے ابو اسحاق سے

اس نے زید بن نُتیع سے مرسلا واللہ اعلم انس رضی اللہ عنہ بن مالک کہتے ہین اسلام مین بلاشبہ پہلا لعان یہ تہا کہ شریک سحماء کے بیٹے کو ہلال بن امیہ نے زنا کا عیب لگایا اپنی بی بی کے ساتہہ اور اس مقدمہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس لے گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چار گواہ لاؤ ورنہ اپنی پیٹہہ پر حد کہاؤ ہلال بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ جانتا ہے کہ مین سچا ہون اور بلاشبہ آپ پر وہ آیتین اتاریگا جو میری پیٹہہ کو حد سے چہڑائینگی تو اللہ نے لعان کی آیت اتاری وَالَّذِینَ یَرْمُونَ اَزْوَاجَهُمْ آخر تک انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہین پہر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہلال کو بلایا اور فرمایا تو گواہی دے اے ہلال کہ تو سچا ہے اس عیب لگانے مین جو تو نے اپنی بی بی کو لگایا ہے تو ہلال نے چار گواہی دین (کہ مین اپنی بی بی کو عیب لگانے مین) سچا ہون پہر پانچوین بار فرمایا اور اللہ کی لعنت تجہہ پر اگر تو اپنی بی بی کو زنا کے عیب لگانے مین جہوٹا ہے تو ہلال نے کہا ہلال پر اللہ کی لعنت اگر ہلال نے اپنی بی بی کو زنا کی تہمت جہوٹی لگائی ہے پہر ہلال کی بی بی کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلایا اور فرمایا اٹہہ اور گواہی دے کہ ہلال بلاشبہ جہوٹا ہے مجہہ کو زنا کی تہمت لگانے مین پہر عورت نے اس قول کے ساتہہ چار گواہیان دین پہر پانچوین بار فرمایا اور خدا کا غصہ تجہہ پر اگر ہلال تجہہ کو زنا کا عیب لگانے مین سچا ہے انس رضی اللہ عنہ نے کہا چوتہی گواہی مین یا پانچوین گواہی مین عورت ذرا ٹہیر گئی یہانتک کہ لوگون نے خیال کیا کہ اب اقرار کرتی ہے پہر بولی مین اپنے لوگون کو عمر بہر خواری مین نہین ڈالتی اور بات کو پورا کر دیا پہر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے درمیان جدائی کر دی اور فرمایا دیکہتے رہو اگر یہ عورت ایسا بچہ جنے جسکے گہنگریلے بال ہون (اور) پنڈلیان جہوٹی تو شریک بن سحماء کا ہوگا اور اگر یہ عورت ایسا بچہ جنے جو سفید رنگ ہو اور سیدہے بال والا اور اسکی چہوٹی آنکہین ہون تو ہلال بن امیہ کا لڑکا ہوگا تو اس کے ہان ایسا بچہ پیدا ہوا جسکے بال گہنگریلے تہے اور پنڈلیان جہوٹی تہین تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر ان دونون کے حق مین اللہ تعالی لعان کا حکم نہ اتارتا تو میرے اور اسکے واسطے ایک حال ہوتا (یعنے مین اس عورت کو سنگسار کرتا) انتہے مافی تفسیر ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے کہ ازواج جمع ہے زوج کے معنے مین زوجہ کی کیونکہ تاء کا حذف کرنا زوجہ سے افصح ہے اسکے اثبات سے مگر فرائض مین اور ازواج کو مقید نہین کیا محصنات کے ساتہہ اسلیے کہ لعان تو محصنہ اور غیر محصنہ سب کے قذف مین مشروع ہے البتہ اتنا فرق ہے کہ اگر محصنہ کو عیب لگایا جاوے تو لعان زوج سے حد کو ساقط کر دیتا ہے اور اگر غیر محصنہ کو عیب لگایا جاوے تو تعزیر کو گرا دیتا ہے اور غیر محصنہ وہ عورت ہے جو ذمیہ ہو یا لونڈی ہو یا بہت چہوٹی ہو لیکن وطی کی

برداشت کرسکتی سو بخلاف اس صغیرہ کے قذف کہ جو وطی کی برداشت نہ کر اسکے اور بخلاف اس بڑی عورت کے قذف کی جسکا زنا گواہون کے ساتھ ثابت ہوا ہو یا اسکے اقرار کے ساتھ کیونکہ واجب انددونون کے قذف میں تعزیر ہے اور صحابہ کی ایک جماعت نے اپنی اپنی بیون کو زنا کا عیب لگایا جیسے ہلال بن امیہ اور عویمر عجلانی اور عاصم بن عدی اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

جو لوگ لائے ہین یہ طوفان تمہین مین ایک جماعت ہین تم اسکو نہ سمجھو برا اپنے حق مین بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے حق مین ہر آدمی کو ان مین سے پہنچتا ہے جتنا کمایا گناہ اور جس نے اٹھایا ہے اسکا بڑا بوجھ اسکو بڑی مار ہے

ف یہ جو فرمایا بلکہ بہتر ہے تمہارے حق مین یہ اسواسطے کہ اللہ کے فرمانے سے اور تم کو بزرگی ملی اور یہ جو فرمایا ہر آدمی کو پہنچتا ہے جتنا کمایا گناہ تو اس سے یہ مطلب کہ بعضے خوشیان کر کے کہتے بعضے افسوس کر کے بعضے چھیڑ کر مجلس مین چرچا اٹھا دیتے آپ چپکے سنا کرتے بعض سنکر تامل مین چپ رہجاتے اور بعضے صاف جھٹلا دیتے ان پہلون کو پسند کیا اور سب کو تھوڑا بہت الزام دیا اور بڑا بوجھ اٹھانے والا عبد اللہ بن ابی تھا منافقون کا سردار انتہے ملخصاً موضح القران **ف** حافظ ابن کثیر فرماتے ہین یہ اٹھارہ آیتین ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے حق مین اتریں جب اہل افک و البہتان نے منافقون مین سے آپکے حق مین ایک محض جھوٹ طوفان کھڑا کیا جس مین اللہ نے ام المومنین اور اسپنے پیغمبر صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے لیے غیرت کی اور ام المومنینؓ کی برارت کو اتارا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کی صیانت اور بچاؤ کے لیے اور فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ عصبہ سے جماعت مراد ہے اور غرض یہ ہے کہ طوفان کھڑا کرنے والے ایک یا دو نہین ہین بلکہ ایک جماعت ہے تو ان مین سے مقدم اور پیشوا اور بڑھکر بات کرنیوالا اور بڑا بوجھ اٹھانے والا عبداللہ بن ابی بن سلول تھا منافقون کا سردار کیونکہ اسی نے اس بات کو بنایا اور پھیلایا یہانتک کہ بعض مسلمانون کے ذہنون مین اس بات نے ٹھکانا پکڑا اور مسلمان بھی یہ بات آپس مین کرنے لگے اور دوسرون نے اس بات کا آپس مین کرنا جائز رکھا اور یہ چرچا ایک ماہ کے قریب تک رہا یہانتک کہ قرآن اترا زہری کہتے ہین مجھ کو سعید بن مسیب نے خبر دی اور عروہ بن زبیر نے اور علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے جب انکے حق مین طوفان والون نے طومار اٹھایا جو اٹھایا اور ام المومنینؓ کو

اللہ تعالی نے پاک کیا انکے بہتان سے زہری کہتے ہین اور ان مین سے ہر ایک نے مجہ کو حدیث انکی کا ایک ایک ٹکڑا سنایا لیکن بعضکو بعض سے حدیث زیادہ یاد تہی اور بعض نے دوسرے بعض سے حدیث کو زیادہ ثابت کیا ہوا تہا اور مینے ہر ایک سے وہ حدیث کا ٹکڑا یاد کر لیا جو اس نے میرے سامنے بیان کیا اور بعض کی حدیث بعض کی حدیث کو سچا کرتی ہے ان سب نے بیان کیا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بی نے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی سفر کے لیے جانیکا ارادہ کرتے تو اپنی عورتون کے درمیان قرعہ ڈالتے پہر آپکے ازواج مین سے جسکے نام کا قرعہ نکلتا اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتہہ لیجاتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے درمیان قرعہ ڈالا ایک جہاد مین لیجانے کے لیے پہر اس مین میرے نام کا قرعہ نکلا اور مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہہ نکلی اور اسوقت حجاب کا حکم اتر چکا تہا تو مجہہ کو ہودج ہی مین اٹہا کر اونٹ پر سوار کر لیتے اور ہودج سمیت مجہ کو اونٹ سے اتار لیتے پہر ہمنے سیر کیا یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جہاد سے فارغ ہوئے پہر لوٹے اور ہم مدینہ کے قریب آئے ایک رات آپنے رات کو کوچ کے لیے اجازت دی پہر مین چلی (پائخانہ کے لیے) یہانتک کہ لشکر سے پار ہو گئی جب مینے اپنی حاجت کو پورا کر لیا اور مین اپنے سواری کے پاس آئی اور مینے چہاتی پر ہاتہہ لگایا تو ناگہان میرا ہار جزع ظفار کا تہا وہ ٹوٹ کر گر گیا تہا پہر مین لوٹی اور مینے اسکو ڈہونڈہا وہان مجہہ کو ڈہونڈہنے مین دیر ہو گئی اور وہ لوگ جو میرے ہودج کو اٹہا کر اونٹ پر رکہا کرتے تہے وہ آئے اور انہون نے ہودج کو میرے اونٹ پر رکہہ لیا جسپر مین سوار ہوا کرتی تہی اور انہون نے خیال کیا کہ عائشہ ہودج ہی مین ہو گی عائشہ رضہ کہتی ہین اور عورتون کا بوجہ اسوقت بہت ہلکا تہا گرانبار نہین ہوئی تہین اور نہ انکو گوشت نے ڈہانکا تہوڑا سا کہانا کہاتین اور ہودج کے اٹہانیوالون نے ہودج کے ہلکاپن کو معلوم نہ کیا یہانتک کہ انہون نے آکر ہودج کو اٹہا کر اونٹ پر لاد لیا اور مین نوخیز لڑکی تہی اور انہون نے اونٹ کو اٹہا لیا اور چلے گئے اور مینے ہار پایا لشکر کے چلے جانے کے بعد اور مین آئی اپنی منزل مین اور وہان کوئی آدمی باقی نہ تہا نہ کوی بلانیوالا اور نہ کوئی جواب دینے والا تو مینے قصد کیا اس جگہہ کا جہان میرا مقام تہا اور مین نے خیال کیا کہ لوگ عنقریب مجہہ کو مفقود پاکر میرے پاس لوٹین گے مجہے بیٹہے بیٹہے جو نیند نے غلبہ کیا تو مین سو گئی اور صفوان بن معطل سلمی ذکوانی وہ لشکر کے

چلے جانے کی بعد وہان رہا اسنے سویری جو دیکھا تو اسکو انسان کا وجود نظر آیا پہر وہ میرے پاس آیا اور مجہی اسنے پہچان لیا جب اوس نے مجہہ کو دیکھا اور انا للہ پڑہا اور مین اسکے انا للہ پڑہنے کی ساتہہ جاگ اٹہی اور مینے اپنا مونہہ ڈہانک لیا اپنے چادر کے ساتہہ اللہ کی قسم اس ربیچاری نے میرے ساتہہ کوئی بات نہین کی اور نہ مین نے اس سے اسکے انا للہ کہنے کے سوا کوئی اور بات سنی جب اس نے اونٹ کو بٹہایا پہر اُس نے سواری کے ہاتہہ پہ پاؤن رکہا (تاکہ اٹہے نہین) اور مین اسپر سوار ہوگئی پہر وہ سواری پر مجہہ کو سوار کرکے لشکر مین لے آیا دوپہر کیوقت پہر روسیاہ کیا جسنے روسیاہ کیا میری شان مین اور ان مین سی جسنے بڑا بوجہ اٹہایا وہ عبد اللہ بن ابی بن سلول تہا اور مین مدینہ مین آکر بیمار ہوگئی ایک ماہ تک اور لوگ بہی چرچا کرتی تہے جو اہل افک نے اوڑایا اور مجہکو کچہ معلوم نہ تہا اور مجہے شک مین ڈالتی تہی یہ بات کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ مہربانی نہ دیکہتی جو مین اس سے آگے بیماری کی حالت مین دیکہا کرتی تہی اور تو کچہ نہ تہا صرف یہی بات تہی کہ حضرت آتی گہر مین اور السلام علیکم فرماتے اور کہتے اسکا کیا حال ہے پہر یہی بات مجکو شک مین ڈالتی تہی لیکن مجہ کو یہ شرارت معلوم نہ تہی یہانتک کہ مین نقاہت کی بعد حاجت کی واسطے رات کو نکلی اور میرے ساتہہ مسطح کی مان بہی نکلی ٹیلون کیطرف اور وہان جاکر ہم حاجت پوری کرتین اور ہم رات رات ہی ضرورت کیلیے باہر جاتین اور یہ اسوقت کی بات ہی جب گہرون کے قریب پائخانے نہین بنے تہے اور ہماری عادت ویسی ہی تہی جیسے عرب کے پہلے لوگون کی عورتون کے پائخانہ کے واسطے باہر جانے مین عادت تہی اور گہرون مین پائخانہ بنانے سے ہمکو تکلیف معلوم ہوتی تہی پہر مین اور مسطح کی مان جو ابو رہم بن مطلب بن عبد المطلب بن عبد مناف کی بیٹی تہی باہر نکلین اور مسطح کی مان صخر بن عامر کی لڑکی تہی جو ابو بکر (میرے والد ماجد) کی خالہ تہین اور ام مسطح کی بیٹی کا نام مسطح تہا جو اثاثہ بن عباد بن عبد المطلب کا بیٹا تہا جب پائخانہ سے فارغ ہوچکین تو مین اور ام مسطح ہم گہرون کیطرف لوٹین اور مسطح کی والدہ گر پڑی اپنی چادر مین اٹکر اور بولی مسطح ہلاک ہووے مینے کہا تو نے برا کلمہ بولا کیا تو اس مرد کو برا کہتی ہے جو بدر مین حاضر ہوا وہ بولی ارے بہولی تو نے نہین سنا مسطح نے کیا کہا ہی مینے کہا پہر اوس نے کیا کہا ہے تو ام مسطح نے مجہکو طوفان والون کی بات سنائی پہر مین اور زیادہ بیمار پڑ گئی جب گہر مین پہونچی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور سلام کہکر فرمایا کیا حال ہے تو مینے عرض کی کیا آپ اجازت دیتے ہین کہ مین ماں باپ کے پاس چلی جاؤن عائشہ کہتی ہین اور میرا اسوقت ارادہ یہ تہا کہ مین مان باپ سے اس بات کا پختہ ہونا پوچہون گی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

مجھکو اجازت فرمائی پھر مین اپنی مان باپ کے پاس آئی اور مین نے اپنی مان کو کہا اَمّان جان لوگ کیا باتین کرتے ہین تو وہ بولین بیٹا تو غم کیون کہاتی ہے بخدا یہ بات تو اکثر ہوتی ہے کہ اگر کسی مرد کے پاس خوبصورت عورت ہو اور اس کی سوکنین بہی ہون تو وہ خاوند کو اس عورت سے جدا کرنے کے لیے باتین بنایا کرتی ہین مینے کہا سبحان اللہ اور لوگون نے یہ بات بنائی ہے عائشہؓ کہتی ہین پھر مین اس رات روتی رہی صبح تک میرا آنسو خشک نہ ہوتا تہا اور نہ مینے دم بہر نیند لی پہر مینے روتے ہوئے صبح کی عائشہؓ کہتی ہین پہر حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے علیؓ بن ابیطالب اور اسامہ بن زیدؓ کو بلایا جب وحی نے دیر کی انسے دریافت کرتے تہے اور میری جدا کرنے مین انسے مشورہ لیتے تہے عائشہؓ کہتی ہین پہر بیچارے اسامہؓ نے تو میری برارت بیان کی جو اسکو میری بابت معلوم تہی اور اسکو ہمارے گہر انے سے محبت بہی تہی اسامہؓ بولا یا رسول اللہ عائشہ صدیقہؓ آپکی بی بی ہے اور ہم تو جہانتک سمجہتے ہین وہ نیکوکار ہے اور پہر امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام تو انہون نے فرمایا یا رسول اللہ آپ پر کچہ تنگی نہین ہے اور اسکے سوا بہت عورتین ہین اور اگر آپ بریرہؓ سے دریافت کرینگے تو وہ سچ سچ کہدیگی عائشہ صدیقہ نے کہا پہر حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بریرہ کو طلب کیا اور فرمایا اے بریرہؓ کیا تونے کوئی ایسی چیز دیکہی ہے جس سے تو عائشہؓ کی بابت کچہ شک کرے تو بریرہؓ بولی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچ دیکر بہیجا اگر مین اسپر کوئی عیب دیکہتی تو کبہی اسکو چہپا نہ رکہتی صرف اتنی بات ہے کہ وہ نوخیز لڑکی ہے اپنا آٹا چہوڑ کر سو جاتی ہے اور بکری آکر اسکو کہا جاتی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اسدن اٹہے اور عبد اللہ بن ابی بن سلول کی بابت عذر خواہی کی اور فرمایا منبر پر کہڑے ہو کر اے مسلمانون کون معذور رکہتا ہے مجہکو اس شخص کی بابت جو مجہکو میری بی بی کے حق مین ایذا دے رہا ہے اور وہ ایسے مرد کا نام لیتے ہین جس سے مینے بہلائی کے سوا اور کچہ نہین جانا اور کبہی میرے گہر مین نہین آیا مگر میرے ساتہ تو اٹہے سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ اور بولے مین آپکو معذور رکہتا ہون اس پلید سے اگر وہ قبیلہ اوس سے ہی تو ہم اسکی گردن اتار دینگے اور اگر ہمارے بہائیون کے قبیلہ خزرج سے ہوگا تو آپ ہمکو ارشاد فرمایئے ہم آپکے ارشاد پر عمل کرینگے پہر سعد بن عبادہ اٹہے اور وہ خزرج کے سردار تہے اور نیک بخت آدمی تہے لیکن اسوقت انکو اپنی قوم کی حمایت نے پیچ مین ڈالدیا اور بولے تو نے جہوٹ بولا اے سعد بن معاذ اللہ کی قسم تو خزرجی کو قتل نہ کرے گا اور نہ تو اسکو مار سکتا ہے اور اگر وہ تیرے قبیلہ سے ہوگا تو تو اسکا مارنا نہ چاہے گا پہر اسید بن حضیر اٹہے اور وہ سعد بن معاذ کے چچا زاد تہے اور سعد بن عبادہ کو مخاطب کرکے فرمایا اللہ کی قسم تو نے جہوٹ بولا ہم ضرور اسکو مار ڈالینگے تو تو دغا باز ہے دغا بازون کیطرف سے ہو کر

جہگڑنا ہے پہر اوس اور خزرج اٹہے اور لڑائی کے لیے طیار ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تہے (آپ منبر پر سے اتر کر) انکو چپ کراتے رہے یہانتک کہ انہوں نے سکوت کی اور سکوت کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور مین اس دن بہی روتی رہی میرا آنسو خشک نہ ہوتا تہا اور نہ مین سوئی تہی اور میرے ماں باپ خیال کرتے تہے کہ رونا میرے جگر کو کاٹ دیگا پہر وہ دونون میرے پاس بیٹہے تہے اور مین رو رہی تہی اتنے مین انصار کی ایک عورت نے میرے پاس آنیکی اجازت مانگی تو مینے اسکو اجازت دی پہر وہ بہی بیٹہ کر میرے ساتہ روتی رہی ہم اسی حال مین تہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے اوپر داخل ہوئے اور جب سے لوگون نے یہ چرچا کیا تہا آپ میرے پاس نہین بیٹہے تہے اور ایک مہینہ گذر گیا تہا کہ آپ کی طرف میری بابت کچہ حکم نہ اترا تہا پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے ایک ہونے کی گواہی دی اور گواہی دی اپنی رسالت کی پہر فرمایا اما بعد اے عائشہ مجہ کو تجہ سے یہ یہ بات پہونچی ہے اگر تو اس سے بری ہے تو تجہ کو عنقریب اللہ بچا لیگا اور اگر تو گناہ کے ساتہ آلودہ ہوگئی ہے تو اللہ سے معافی مانگ اور اسکیطرف توبہ کر کیونکہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اسکی توبہ کو منظور کر لیتا ہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بات کو پورا کر لیا تو میرے آنسو بند ہوگئے یہانتک کہ مین ایک قطرہ گرتا ہی معلوم نہ کرتی تو مینے کہا اپنے باپ سے آپ میری طرف سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دین تو ابوبکر بولے اللہ کی قسم مین نہین جانتا مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا جواب دون پہر مینے اپنی ماں سے کہا تو جواب دے میری طرف سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو انہون نے بہی یہی فرمایا بخدا مین نہین جانتی مین کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دون تو مین نے کہا اور مین نوخیز لڑکی تہی مینے کچہ بہت سا قرآن نہین پڑہا تہا بخدا مینے جان لیا کہ تم نے یہ بات سنی یہانتک کہ یہہ بات تمہارے جیون مین جم گئی اور تمنے اسکو سچا جانا پہر اگر مین برات بیان کرون اور اللہ تو جانتا ہی ہے کہ مین بری ہون تو تم میری تصدیق نہ کروگے اور اگر مین اس امر کا اقرار کرون حالانکہ اس سے میرا بری ہونا اللہ کو معلوم ہے تو تم میرے اقرار کی تصدیق کر لوگے پہر بخدا مین نہین پاتی کوئی مثال اپنے لیے اور تمہارے لیے مگر جیسے یوسف علیہ السلام کے باپ (یعقوب علیہ السلام) نے فرمایا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُونَ یعنے پہر صبر اچہی چیز ہے اور اللہ مددگار ہے اسپر جو تم بیان کرتے ہو پہر وہان سے ہٹ کر اپنے بستر پر لیٹ رہی اور مین بخدا اسوقت جانتی تہی کہ مین اس تہمت سے پاک ہون اور اللہ تعالی مجہکو پاک کرے گا بسبب میرے بری ہونے ولکن مجہ کو یہ خیال نہ تہا کہ میرے حق مین قرآن اترے گا اور سکو لوگ پڑہا کرینگے اور مین

اپنی حالت کو اس سے بہت حقیر سمجھتی تھی کہ اللہ تعالی میری بابت کوئی حکم اتارے اور اسکو لوگ پڑھا کریں اور مجھہ کو
تو یہ خیال تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں میری برات معلوم ہو جاویگی پھر بخدا حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نہ ٹلے اپنی مجلس سے اور نہ گھر والوں سے کوئی باہر گیا یہانتک کہ اللہ نے اپنے پیغمبر پر وحی اتاری پھر آپکو
وہ گرمی ہونے لگی جو وحی کے نازل ہونے کے وقت ہوا کرتی تھی یہانتک کہ آپکے مبارک چہرہ سے موتیوں
کیطرح قطرے گرنے لگے پسینے کے اور وہ سردی کا دن تھا اس قول کی سختی سے جو آپ پر اترا پھر حضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم وحی سے فارغ ہوئے اور آپ ہنس رہے تھے پھر پہلا کلمہ جو آپ نے مونہ سے نکالا یہ تھا کہ فرمایا
خوش ہولے عائشہ رضی اللہ عنہا اللہ عزوجل نے تجھے پاک کر دیا میری ماں بولی اوٹھ اے بیٹا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
طرف تو مینے کہا میں تو بخدا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نہ اٹھوں گی اور میں اللہ عزوجل کے سوا کسی اور
کی تعریف نہ کرونگی اللہ ہی نے میری پاکی اور برات نازل فرمائی ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے اور وہ خرچ کیا کرتے
تھے مسطح بن اثاثہ پر بسبب اسکی رشتہ داری کے اور اسکے محتاج ہونے کی بخدا میں اسپر اب خرچ نہ کرونگا
اسکے پیچھے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں برا بولا تو اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ
وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ سے غَفُورٌ رَحِيمٌ تک یعنی اور نہ قسم کہاویں بڑائی والے تم میں اور
کشایش والے اس سے کہ دیویں ناتے والوں کو اور محتاجوں کو اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں
اور چاہیے معاف کریں اور درگذر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان
ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے کیوں نہیں بخدا میں تو چاہتا ہوں کہ اللہ مجھہ کو معاف کرے پھر مسطح کو وہی خرچ دینے
لگے جو اسکو دیا کرتے تھے اور فرمایا بخدا میں کبھی اس خرچ کو ان سے بند نہ کرونگا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اور
حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اپنی بی بی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بھی میری بابت پوچھتے اور
فرماتے ای زینب رضی اللہ عنہا تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو کیسی جانتی ہے یا تو نے کبھی کچھ دیکھا ہے تو وہ کہتی یا رسول اللہ میں بچاتی ہوں
اپنی کان اور اپنی آنکھیں (کہ میں سمع کے لیے وہ چیز ثابت کروں جو انھوں نے نہیں سنی اور آنکھوں کے لیے
وہ چیز جو انھوں نے نہیں دیکھی) بخدا میں تو نہیں جانتی عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں مگر بھلائی عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اور
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بیوں میں یہی زینب میرا مقابلہ کیا کرتی تھی (اسلیے کہ اسکا نکاح حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ آسمانوں میں اللہ عزوجل نے کر دیا جسکا مذکور سورہ احزاب میں ہے اللہ کے قول
وَزَوَّجْنَاكَهَا میں) تو اسکو اللہ تعالی نے اسکے تقوی کی وجہ سے بچا لیا (ورنہ اسکے مجھکو متہم کرنے کا یہ

خوب موقعہ تہا) اور حمنہ بنت جحش اسکی بہن زینب رضی اللہ عنہا کے لیے لڑائی کرتی رہی (وہ طوفان والون مین شریک ہوگئی
اپنی بہن زینب کیخاطر کہ عائشہ رضی اللہ عنہا میری بہن کی سوکن ہے کسیطرح عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح مین نہ
رہی) اور وہ بہی ہلاک ہوگئی ان مین جنہون نے اپنا روسیاہ کیا کہا ابن شہاب نے پہر یہ وہ خبر ہے جو ہم کو پہنچی
طوفان والون کی امر سے رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَاَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ مِنْ حَدِیْثِ الزُّھْرِیِّ
وَھٰکَذَا رَوَاہُ ابْنُ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّھْرِیِّ کَذٰلِکَ قَالَ وَحَدَّثَنِیْ یَحْیٰی بْنُ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ
الزُّبَیْرِ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو
ابْنِ حَزْمٍ الْاَنْصَارِیُّ عَنْ عَمْرَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ بِنَحْوِ مَا تَقَدَّمَ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ پہر بخاری نے کہا اور کہا ابو
اسامہ نے ہشام بن عروہ سے روایت کرکے اس نے کہا مجہکو میرے باپ عروہ نے خبر دی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا
ام المومنین رضی اللہ عنہا نے جب چرچا ہوا میری بابت جو چرچا ہوا اور مجہے معلوم نہ تہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے
حق مین خطبہ سنایا پہلے اللہ کے ایک ہونیکی شہادت اور اپنی رسالت کی شہادت بیان کی پہر اللہ کی تعریف
کی اور ایسی ثنا کی جیسے اسکے لائق ہے پہر فرمایا اما بعد مشورہ دو مجہکو ان لوگون کی بابت جنہون میرے گہر والون
کو عیب لگایا زنا کا اللہ کی قسم مین نے نہین معلوم کی اُنسے کوی برائی اور انہون نے عیب لگایا میرے گہر والون
کو اس شخص (صفوان بن معطل سلمی ذکوانی) کے ساتہہ جس مین مجہکو کوئی برائی معلوم نہین ہے اور وہ کبہی
میرے گہر مین نہین آیا مگر اسوقت جب مین گہر مین موجود ہوتا ہون اور جب مین سفر مین جاتا ہون (تو وہ
کبہی میرے پیچہے نہین رہا) میرے ساتہ ہی جاتا ہے تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ انصاری اٹہے اور بولے یا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجہے اجازت دیجیے مین طوفان والون کی گردنین اُتارون تو ایک مرد خزرج کے قبیلے سے
اٹہا اور حسان بن ثابت کی ماں خزرج مین سے تہی وہ بولا تونے جہوٹ بولا خبردار اگر وہ لوگ اوس مین سے
ہونگے تو تیری طبیعت کبہی انکے مارنیکو نہ چاہے گی یہانتک کہ اوس اور خزرج تو مسجد مین لڑائی کو طیار ہوگئے
عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین اور مجہے کوئی خبر نہ تہی جب اسدن کی شام ہوی تو مین اپنی بعض ضرورت (پاخانہ) کے لیے
باہر نکلی اور میرے ساتہہ مسطح کی والدہ بہی تہی تو وہ گر پڑی اور بولی مسطح ہلاک ہو مینے کہا اماں جان تم اپنے
بیٹے کو کیون برا کہتی ہو تو وہ چپ رہی پہر دوسری بار گر پڑی اور بولی مسطح خراب ہووے مینے کہا اماجان
تو بیٹے کو برا کہتی ہے تیسری بار پہر گر پڑی اور بولی مسطح ہلاک ہووے تو مینے اسکو ڈانٹا تو وہ بولی اسکو
برا نہین کہتی مگر تیرے ہی لیے تو مین نے کہا میرے کس حال مین تو اس نے میرے آگے اہل افک کی

حدیث سنائی مینے کہا اور لوگ یہ باتین کرتے ہین ام مسطح بولی ہان اللہ کی قسم پہر مین گہر کو لوٹی گویا مین جس کام
کے لیے نکلی تہی وہ مجہے حاجت ہی نرہی نہ تہوڑی اور نہ بہت اور مجہے بخار ہو گیا اور مین نے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی آپ مجہے میرے باپ کے گہر بہیجدیجیے تو آپنے میرے ساتہ لڑکا بہیجا اور مین آگئی باپ
کے گہر مین پہر مینے پایا ام رومانؓ کو نیچے اور ابوبکرؓ اوپر بالاخانے مین تہے قرآن مجید کی تلاوت کرتے تہے
تو ام رومانؓ بولی تو کیون آئی اے بیٹی اور مینے اسکو خبر دی اور وہ بات بیان کی اور اسکو بہی ابہی تک پوری
طرح بات معلوم نہ تہی تو ام رومانؓ بولی اے بیٹی تو اس بات کو اپنے اوپر ہلکا کر اللہ کی قسم ایسا بہت ہوتا
ہے کہ جس مرد کے نکاح مین خوبصورت عورت ہوتی ہے اور وہ اسکے ساتہ محبت کرتا ہے تو اسکی دوسری
بیبیان (جو اس عورت کی سوکنین ہوتی ہین) اسکے ساتہ حسد کیا کرتی ہین اور بہتان بہی لگا دیتی ہین
اور ابوبکرؓ کو بہی اسقدر خبر نہ ہوئی تہی جسقدر مجہہ کو ہوی مینے کہا میرے باپ کو بہی یہ بات معلوم ہے اس نے
کہا ہان مینے کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہی اس نے کہا ہان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہی
معلوم ہے پہر مین تو آنسو بہانے لگی اور رونے لگی اور ابوبکرؓ نے میرا آواز سن لیا اور آپ گہر کے اوپر قرآن
مجید پڑہ رہے تہے پہر اتر آئے اور فرمایا میری مان کو یہ کیون روتی ہے میری مان بولی اسکو وہ بات پہونچگئی
ہے جو لوگون نے اسکی بابت چرچا کیا تو میرے باپ کی آنسو بہنے لگے اللہ اسنے رضی ہووے اور فرمایا مین
تجہہ پر قسم ڈالتا ہون اے بیٹی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گہر مین چلی جا پہر مین لوٹ آئی اور حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گہر مین آئے ہوئے تہے پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری خادم (بریرہؓ) سے
پوچہا تو وہ بولی نہ اللہ کی قسم مینے تو اس مین کوئی برائی نہین دیکہی ہان اتنی بات ہے کہ یہ سو جاتی ہے
اور بکری آکر آٹا کہا جاتی ہے اور بعض اصحاب (حضرت امیر المومنین علیؓ) نے اسکو جہڑکا کہ تو سچ بول اور
غلطی کرانے لگے اس سے اس بات مین تو وہ بولی سبحان اللہ اللہ کی قسم مجہے تو اسکا حال ایسا معلوم ہے جیسے
سنار سرخ سونے کی ڈلیا کو پہچان لیتا ہے (اس مین تو کوئی عیب نہین ہے) اور یہ بات اس شخص کو بہی
پہونچی جسکے ساتہ لوگون نے مجہہ کو عیب لگایا تو وہ بولا سبحان اللہ اللہ کی قسم مینے تو (کسی پرائی) عورت کا
کروٹ نہین کہولا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تو وہ شہید ہوا اللہ کی راہ مین پہر صبح کیوقت
میری مان باپ میرے پاس آئے اور میرے پاس ہی رہے یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس
آئے عصر کی نماز پڑہکر اور میرے داہنے اور بائین میری مان باپ بیٹہے تہے پہر آپنے اللہ کی تعریف کی اور

اسپر ثنا کہی پہر فرمایا اما بعد اے عائشہؓ اگر تو نے کی ہے برائی یا تو نے بے انصافی کی ہے تو تو توبہ کر اللہ کیطرف کیونکہ اللہ اپنے بندون کی توبہ منظور فرماتا ہے عائشہؓ نے کہا اور انصار کی ایک عورت آکر دروازہ مین بیٹھی تہی تو مینے کہا آپ اس عورت سے شرم نہین فرماتے یہ جاکر بیان کریگی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعظ فرمایا اور میرے باپ کی طرف التفات فرمایا اور مینے کہا اپنے باپ سے آپ جواب دیجیے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ بولے پہر مین کیا کہون پہر مینے اپنی مان کی طرف دیکہا تو مینے کہا امان تو ہی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دے وہ بولی مین کیا کہون جب میرے مان باپ نے کچہہ جواب نہ دیا مینے اللہ کی وحدانیت اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی شہادت دی اور تعریف کی اللہ کی اور ثنا کی اسکی جیسکے وہ لائق ہے پہر مینے کہا اما بعد پہر اللہ کی قسم اگر مین تم کو کہون کہ مین نے یہ کام نہین کیا اور اللہ گواہ ہے کہ مین سچی ہون تو یہ میرا کہنا کچہ تمہارے نزدیک کارآمد نہین ہے تمنے اس بات کا چرچا کیا اور تمہارے دلون مین یہ بات رچ گئی اور اگر مین کہون کہ مینے یہ کام کیا ہے اور حالانکہ اللہ جانتا ہے مینے یہ کام نہین کیا تو تم کہوگے اس نے اقرار کرلیا اور مین قسم اللہ کی نہین پاتی اپنی اور تمہاری مثال مگر ابو یوسف کیطرح جب اس نے کہا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ اور یعقوب علیہ السلام کے نام کو مینے سوچا تو سہی لیکن مجہہ کو اسوقت یاد نہ آیا تب مینے کہا مگر یوسفؑ کی طرح اور اللہ تعالی نے اسیوقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل فرمائی پہر ہم چپ ہوگئے پہر جب آپ اس حالت سے پہرے اور مجہے خوشی آپکے مبارک چہرے مین معلوم ہورہی تہی اور آپ پونچہ رہے تہے اپنی پیشانی اور فرماتے تہے خوش ہوجا اے عائشہؓ اللہ نے تیری برارت کو اتارا اور مین سخت غصہ مین بیٹھی تہی اور میرے مان باپ نے مجہ کو فرمایا اٹہکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کر مینے کہا اللہ کی قسم مین تو کبہی حضرتؐ کی طرف نہ اٹہون گی اور نہ آپکی تعریف کرونگی اور نہ تمہاری تعریف کرون گی ولیکن مین تو اس اللہ کی تعریف کرونگی جس نے میری برارت اتاری تمنے سنا پہر اسکا انکار نہ کیا اور نہ اسکو بدلایا اور رہی زینب بنت جحش تو اسکو اللہ نے بچالیا اسکی دینداری کی وجہ سے اس نے تو کچہ نہ کہا (میرے حق مین) بہلائی کے سوا اور اسکی بہن حمنہ تو وہ ہلاک ہوگئی ان لوگون مین جنہون نے طوفان اٹہایا اور جو لوگ یہ بات کرتے تہے ان مین تہا مسطح اور حسانؓ ثابت کا بیٹا اور عبداللہ بن ابی بن ابی بن سلول اور اسی نے اسکا بڑا بوجہ اٹہایا اور حمنہ جحش کی بیٹی اور ابوبکرؓ نے قسم کی کہ مین مسطح پر خرچ نہ کرون گا تب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ سے آخر آیت تک اور اس آیت مین اولوا الفضل والسعۃ سے ابوبکرؓ مراد ہے

اور اولی القربی والمساکین والمہاجرین سے مسطح مراد ہے تو ابوبکر بولے کیون نہین ہم چاہتے ہین اے ہمارے مالک
کہ تو ہم کو معاف کرے اور پہر اسپر خرچ کرنا شروع کردیا هٰکَذَا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مُعَلَّقًا بِصِیْغَةِ
الْجَزْمِ عَنْ اَبِیْ اُسَامَةَ حَمَّادِ بْنِ اُسَامَةَ اَحَدِ الْاَئِمَّةِ الثِّقَاتِ وَقَدْ رَوَاهُ ابْنُ جَرِیْرٍ فِیْ تَفْسِیْرِهٖ عَنْ
سُفْیَانَ بْنِ وَکِیْعٍ عَنْ اَبِیْ اُسَامَةَ مُطَوَّلًا بِهٖ مِثْلَهٗ اَوْ نَحْوَهٗ وَرَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ
الْاَشَجِّ عَنْ اَبِیْ اُسَامَةَ بِبَعْضِهٖ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کہتی ہین جب میرا عذر آسمان سے نازل ہوا تو میرے
پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے اور خبر دی اس امر کی تو مینے کہا مین اللہ کی تعریف کرتی ہون آپ کی تعریف
نہین کرتی رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کہا جب میرا عذر قرآن مجید مین اللہ نے اتارا تو حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھے اور اس امر کا بیان کیا اور قرآن مجید پڑہا جب منبر پر سے اُترے تو آپنے حکم کیا دو
مردون اور ایک عورت کو حد لگانیکا تو انکو حد لگائی گئی رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَرَوَاهُ اَهْلُ السُّنَنِ
الْاَرْبَعَةِ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ اور ابوداود نے انکے نام لیے جنکو حد لگائی گئی حسان
بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ اور حمنہ جحش کی بیٹی حافظ ابن کثیر کہتے ہین فَهٰذِهٖ طُرُقٌ مُتَعَدِّدَةٌ عَنْ
اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ عَائِشَةَ فِی الْمَسَانِیْدِ وَالصِّحَاحِ وَالسُّنَنِ وَغَیْرِهَا یعنے تو یہ متعدد طریق ہین جو مسانید
اور صحاح اور سنن مین حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہین اور ام رومانؓ حضرت عائشہؓ کی والدہ سے
بہی یہ حدیث مروی ہے مسروق نے ام رومان سے روایت کیا کہ اونہون نے فرمایا مین عائشہؓ کے پاس تہی کہ اتنے
مین اسکے پاس انصار کی ایک عورت آئی اور بولی میرے بیٹے کو خدا سمہالے اور اسکے ساتہ یہ معاملہ کرے تو
عائشہؓ نے کہا اور یہ کیون تو وہ بولی وہ بہی ان لوگون مین شریک ہے جنہون نے ایک بات کا چرچا کیا ہے عائشہ
نے کہا اور کس بات کا چرچا وہ بولی فلانی فلانی بات کا چرچہ عائشہؓ نے کہا اور یہ چرچا حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے گوش مبارک تک بہی پہونچ گیا ہے وہ بولی ہان پہونچ گیا ہے عائشہؓ نے کہا اور ابوبکر تک بہی بات پہونچی وہ بولی ہان ابوبکر کو
بہی پہونچ گئی پہر عائشہؓ بیہوش ہوکر گر پڑی پہر ہوش مین نہ آئی یہانتک کہ اسکو تپ لرزہ ہوگیا ام رومانؓ نے کہا پہر مین
اٹھی اور مینے اس پر کپڑا اڈال دیا پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے اور فرمایا اسکا کیا حال ہے مینے کہا
یا رسول اللہ اسکو تپ لرزہ ہوگیا فرمایا شاید وہ بات سنکر جسکا لوگون مین چرچا ہو رہا ہے پہر عائشہؓ
اٹھکر بیٹھ گئی اور بولی بخدا اگر مین تمہارے لیے قسم کرون تو تم میری تصدیق نہ کروگے اور اگر تمہارے پاس
کچھ عذر خواہی کرون تو تم مجھے معذور نہ رکھوگے تو میری مثال اور تمہاری مثال یعقوب علیہ السلام اور اسکی

بیتون کی مثال کیطرح ہے جب اس نے کہا فَصَبۡرٌ جَمِیۡلٌ وَاللّٰہُ الۡمُسۡتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوۡنَ پہر حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نکلے اور اللہ نے عائشہ کا عذر اتار دیا پہر حضرت لوٹے اور آپ کے ابوبکر بہی تہے پہر حضرت اندر آئے اور فرمایا ای عائشہ اللہ نے تیرا عذر
اتار دیا تو عائشہ بولی مین اسکی تعریف کرتی ہون نہ آپ کی تو ابوبکر بولے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے واسطے
یہ کہتی ہے وہ بولی ہان ام رومان نے کہا اور چرچا کرنیوالون مین ایک مرد (مسطح نام) تہا جس کو ابوبکر خرچ دیا کرتے
تہے تو ابوبکر نے قسم کہائی کہ اب مین اسپر خرچ نہ کرون گا پہر اللہ نے یہ آیت اتاری وَلَا یَاۡتَلِ اُولُوا الۡفَضۡلِ مِنۡکُمۡ
وَالسَّعَةِ آخر آیت تک تو ابوبکر بولے کیون نہین مین تو چاہتا ہون کہ مجہہ کو اللہ معاف کرے پہر اسپر خرچ کرنے
لگے رَوَاہُ الۡاِمَامُ اَحۡمَدُ وَتَفَرَّدَ بِہِ الۡبُخَارِیُّ دُوۡنَ مُسۡلِمٍ مِّنۡ طَرِیۡقِ حُصَیۡنٍ حافظ ابن کثیر کہتے ہین
اور اسکو روایت کیا بخاری نے موسیٰ بن اسمعیل سے اس نے ابوعوانہ سے اس نے محمد بن سلام اور محمد بن فضیل سے
ان دونون نے حصین سے اس حدیث کو اور ابوعوانہ کے لفظ یہ ہین حَدَّثَتۡنِیۡ اُمُّ رُوۡمَانَ اور اس مین تصریح ہے
مسروق کے سننے کی ام رومان سے اور حافظون کی ایک جماعت نے مسروق کے سماع کا ام رومان سے انکار کیا
ہے ان مین سے ہے خطیب بغدادی اور یہ اسلیے کہ اہل تاریخ نے ذکر کیا ہے کہ ام رومان حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے عہد سعادت مہد مین مر گئی کہا خطیب نے اور مسروق اس حدیث کو مرسلاً بیان کرتا تہا پہر کہتا مین پوچہا گیا
ام رومان سے پہر حدیث کو بیان کرتا تو شاید بعض راویون نے سُئِلَتۡ کو سَاَلۡتُ سمجہ لیا الف کی ساتہ اور
اس نے خیال کیا کہ سَاَلۡتُ بصیغہ متکلم ہے پہر روایت کو متصل خیال کیا خطیب نے کہا اور بخاری نے بہی اس حدیث
کو اسیطرح روایت کیا ہے اور اسکی علت معلوم نہین ہوئی کَذَا قَالَ الۡخَطِیۡبُ وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ اور افک کہتے ہین
جہوٹ اور بہتان اور افترا کو عصبہ سے جماعت مراد ہے اور لَا تَحۡسَبُوۡہُ مین آل ابوبکر مخاطب ہین اللہ فرمانے یہ ہین
کہ اے ابوبکر کی آل یعنے عائشہ تم اس چرچے کو اپنے لیے برا مت خیال کرو یہ چرچا تو تمہاری عزت کا موجب
ہے دنیا اور آخرت مین دنیا مین تو تمہارا سچا بول رہیگا اور آخرت مین مراتب بلند ہونگے اور اس مین عائشہ کی
شرافت کا اظہار ہے جو اللہ نے اسکی برات کو قرآن عظیم مین نازل فرمایا جسپر جہوٹ کا دخل نہین آگے سے اور نہ
پیچہے سے جو اتاری ہے حکمتون والے سب خوبیون سراہے کی ولہذا جب اسکے پاس ابن عباس آئے اور وہ
موت کے سیاق مین تہین تو بولے اَبۡشِرِیۡ فَاِنَّکِ زَوۡجَةُ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ یُحِبُّکِ
وَلَمۡ یَتَزَوَّجۡ بِکۡرًا غَیۡرَکِ وَنَزَلَ بَرَاءَتُکِ مِنَ السَّمَآءِ یعنے تو خوش ہو جا اسلیے کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کی بی بی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تیرے ساتہ پیار کرتے تہے اور تیرے سوا کسی بکر سے نکاح نہین

کہا اور اتری تیری برأت آسمان سے محمد بن عبداللہ بن جحش کہتے ہیں عائشہؓ اور زینبؓ نے آپس میں ایک دوسرے پر فخر کیا
زینب بولی اَنَا الَّتِیْ نَزَلَ تَزْوِیْجِیْ مِنَ السَّمَآءِ وَقَالَتْ عَائِشَۃُ اَنَا الَّتِیْ نَزَلَ عُذْرِیْ مِنَ السَّمَآءِ حِیْنَ
حَمَلَنِیْ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ عَلَی الرَّاحِلَۃِ یعنے میں وہ ہوں جسکی تزویج آسمان سے نازل ہوی اور عائشہؓ بولی
میں وہ ہوں جسکا عذر آسمان سے اترا جب عیب لگایا مجھہ کو اہل افک نے صفوان بن معطل کے ساتھہ جب
مجھکو اونٹ پر سوار کرلایا تو زینبؓ بولی اے عائشہؓ تونے کیا کہا جب تو سوار ہوی عائشہؓ بولی مینے کہا حسبی
اللہ ونعم الوکیل یعنے بس ہے مجھہ کو اللہ اور کیا اچھا کارساز ہے زینبؓ بولی تونے مومنین کا کلمہ کہا رَوَاہُ ابْنُ
جَرِیْرٍ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ اور یہ جو فرمایا لِکُلِّ امْرِئٍ مِّنْہُمْ مَّا اکْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ یعنے ہر ایک کے واسطے جنہوں
نے یہ چرچا کیا ہے اور ام المومنینؓ کو عیب لگایا ہے فحش کا عذاب کا نصیب عظیم ہے آور تولی کبر سے چرچے
کا اٹھانا اور شروع کرنا مراد ہے یا اسکا اکٹھا کرنا اور پہیلانا پہر اکثر مفسرین کا تو یہ قول ہے کہ بڑا بوجہ اٹھانیوالا
عبداللہ بن ابی تہا قَبَّحَہُ اللّٰہُ وَلَعَنَہُ اللّٰہُ اور اسی شخص کے متولی کبر ہونے پر حدیث میں نص گذری اور
مجاہد اور بہت لوگوں کا یہی قول ہے بعضؒ نے کہا متولی کبر حسان بن ثابت تہا اور یہ غریب قول ہے اور اگر
صحیح بخاری کی ایک روایت اس غریب قول کے صحیح ہونے پر موجود نہ ہوتی تو ہم اس قول کو اپنی کتاب میں
بیان ہے نہ کرتے کیونکہ حسان بن ثابتؓ ان صحابہ میں سے ہے جنکی فضائل اور مناقب اور مآثر میں اور
اسکے عمدہ محاسن اور مکارم میں سے یہ ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف سے کفار کے طعن کو اپنی
اشعار میں دفع کرتا اور اسیکے حق میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ھَاجِہِمْ وَجِبْرِیْلُ مَعَکَ یعنے
اے حسان تو کفار کی ہجو اور مذمت کر اور جبریل تیرا مددگار ہے مسروق کہتے ہیں میں عائشہؓ کے پاس تہا
تو حسانؓ بن ثابت آئے تو حکم کیا عائشہؓ نے اسکے لیے تکیہ ڈالنے کا پہر اسکے لیے تکیہ ڈالا گیا جب چلا گئے
تو میں نے کہا کیا آپ اجازت دیتی ہیں ایسے شخص کے لیے جسکی بابت اللہ نے فرمایا ہے وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ مِنْہُمْ لَہٗ
عَذَابٌ عَظِیْمٌ تو ام المومنینؓ نے فرمایا اور کونسا دکھہ بڑہکر ہے اندہا ہونے سے راور حضرت حسانؓ کی
بینائی کہوی گئی تہی تو شاید انکے لیے اللہ نے اسی کو عذاب عظیم گردانا) پہر ام المومنینؓ نے فرمایا یہی حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کفار کے ساتھہ سوال وجواب کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ حسانؓ نے یہ شعر پڑہے
جب ام المومنینؓ کے پاس آئے مدح کی حسان نے ان شعروں میں ام المومنینؓ کی

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِیْبَۃٍ ۔۔۔ وَتُصْبِحُ غَرْثٰی مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ

یعنے آپ پارسا ہین اور اپنی مجلس کی عزت اور کسی تہمت کے ساتھ آپ متہم نہین ہین اور آپ صبح کرتی ہین ایسی حالت مین کہ آپ نے کسی عورت کی غیبت نہین کی ہوتی ام المومنین نے فرمایا ولکن آپ تو ایسے نہین ہین رواہ الاعمش عن ابی الضحیٰ عائشہ کہتی ہین مینے کسی شخص کے شعر حسان کے شعرون سے عمدہ نہین سنے اور مینے کبھی حسان کے شعر نہین پڑھے مگر مجھے خیال آتا ہے کہ حسان جنتی ہے ابوسفیان بن حرث بن عبدالمطلب کے جواب مین اسنے یہ شعر کہے

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَاَجَبْتُ عَنْهُ — وَعِنْدَ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْجَزَاءُ
فَاِنَّ اَبِيْ وَوَالِدَهٗ وَعِرْضِيْ — لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وِقَاءُ
اَتَشْتِمُهٗ وَلَسْتَ لَهٗ بِكُفْوٍ — فَشَرُّكُمَا لِخَيْرِكُمَا الْفِدَاءُ
لِسَانِيْ صَارِمٌ لَا عَيْبَ فِيْهِ — وَبَحْرِيْ لَا تُكَدِّرُهُ الدِّلَاءُ

تو کسینے پوچھا یا ام المومنین کیا یہ شعر لغو نہین ہین تو ام المومنین نے فرمایا یہ اشعار لغو نہین ہین لغو تو وہ شعر ہوتی ہین جو عورتون کے پاس انکے محاسن کی مدح اور توصیف مین کہے جاوین (پھر) کسینے پوچھا کیا اللہ نے نہین فرمایا وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ مِنْھُمْ لَہٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ تو ام المومنین نے فرمایا کیا حسان کو بڑا دکھ نہین پونہچا کیا اسکی بینائی نہین کہوئی گئی اور چوک لگی اسکو تلوار کی اور عائشہ کی اس چوک سے وہ چوک مراد تہی جو اسکو صفوان بن معطل سلمی نے لگائے جب اسکو یہ بات پونہچی کہ حسان نے مجھکو زنا کا عیب لگایا ہے تو وہ تلوار لیکر حسان پر چڑہ آیا اور قریب تہا کہ حسان کو مار ڈالے انتہے ما فی تفسیر ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے یہان سے وہ آیتین شروع ہوئی ہین جن مین افک کا بیان ہے اور وہ اٹھارہ آیتین ہین جو ختم ہوتی ہین اللہ کے قول اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوْنَ الاٰیۃ پر اور افک کہتے ہین اسوء کذب اور افحش کذب اور اقبح کذب کو اور یہ محاورہ ماخوذ ہے اَفَکَ الشَّیْءَ سے جب اس چیز کو الٹ پلٹ ڈالے اور افک وہ بات ہے جو الٹ پلٹ کی ہوئی ہو اور بعض نے کہا افک سے بہتان مراد ہے اور مسلمانون کا اتفاق ہے کہ آیت باب مین وہ افک مراد ہے جو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی بابت لگایا گیا اور اللہ نے اسکو افک فرمایا اسلیے کہ ام المومنین کی حالت تو اسکی برخلاف معروف ہے واحدی نے کہا اور قلب کے معنے اس بات مین جسکا اہل افک نے چرچا کیا یہ ہین کہ عائشہ بسبب اپنی حصانت اور شرافت اور عقل اور دیانت اور علو نسب اور حسب اور عفت کی ثنا کا استحقاق رکہتی تہین نہ قذف کا استحقاق پہر جنہون نے آپ کیطرف فحش کو منسوب کیا تو انہون نے حقیقت حال کو اولٹ دیا تو یہ افک قبیح اور کذب ظاہر تہا اور عصبۃ کا اطلاق دس سے چالیس نفر پر

آتا ہے اور ان سے مراد اس آیت مین عبداللہ بن ابی ابن سلول ہے جو منافقون کا سردار تھا اور زید بن رفاعہ اور حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش اور اور لوگ بھی جو انکے ساتھ موافق تھے بعض نے کہا عصبۃ کا اطلاق تین سے دس تک ہوتا ہے بعض نے کہا دس سے پندرہ تک اور لغت مین عصبۃ اس جماعت کا نام ہے جو بعض بعض سے مدد لین اور بخاری اور مسلم اور اہل سنن وغیرہم نے حضرت عائشہؓ کی طویل حدیث کو ان آیات کے نزول کے سبب مین نکالا الفاظ متعددہ اور طرق مختلفہ کے ساتھ جسکا حاصل یہ ہے کہ ان آیات کے نزول کا سبب وہ بہتان ہے جسکا جماعت مذکورین نے چرچا کیا عائشہؓ کے حق مین اور وہ اسطرح کہ عائشہؓ اپنے ہودج (بار گیر کجاوے) سے نکلین ہار ڈھونڈھنے کے واسطے جو انکے گلے سے ٹوٹکر گر گیا پھر لوگون نے کوچ کیا اور خیال کیا کہ عائشہؓ اپنے کجاوے مین ہوگی پھر عائشہؓ لوٹین اور لشکر کوچ کر چکا تھا پھر آپ اس مکان مین ٹھیر گئین اور صفوانؓ بن معطل آپکے پاس سے گذرا اور وہ لشکر کا گرا پڑا اٹھانے کیواسطے پیچھے رہگیا تھا تو اس نے اپنا اونٹ بٹھایا اور حضرت عائشہ کو اسپر سوار کر لیا جب اہل افک نے اس امر کو دیکھا تو انہون نے عیب لگایا اسکو جو عیب لگایا پھر عیب دکھایا اسکو اللہ تعالی نے یہ طویل قصے کا سمیت اختلاف طرق کے حاصل ہے تو ہم طویل قصے کے ذکر کے ساتھ طول نہین دیتے اور جملہ لاتحسبوہ شرالکم اگر ان الذین کی خبر ہے تو تو ظاہر ہے اور اگر ان کی خبر عصبۃ منکم ہے تو یہ جملہ مستانفہ ہوگا اور اسکے مخاطب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو بکرؓ اور صفوانؓ بن معطل جسکو حضرت ام المومنین کے ساتھ متہم کیا گیا اور اس آیت مین تسلی ہے ان سب کے واسطے اور ضمیر منصوب لاتحسبوہ مین افک کیطرف راجع ہے اور شر وہ چیز ہوتی ہے جسکا نقصان اسکے نفع سے زیادہ اور خیر وہ چیز ہے جسکا نفع اسکے نقصان سے زیادہ اور رہی بھلائی ہی بھلائی جس مین نقصان اور شرارت نہو تو وہ بہشت ہے اور رہی شرارت جس مین بھلائی نہین ہے تو وہ دوزخ ہے اور اس افک کی مذکورین کے واسطے خیر ہونے کی یہ وجہ ہے کہ مذکورین کو اسکے باعث ثواب عظیم حاصل ہوگا باوجود اسکے کہ اس مذکور مین ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کی برات اور عفت کا بیان ہے اور ام المومنینؓ کے اس قصے کا واقعہ ایک شرع عام ہے اور اس مین انکی غایت شرافت اور فضیلت کا بیان ہے اور ان لوگون کے لیے ہولناک وعید ہے جنہون نے یہ چرچا کیا اور انکی تعریف ہے جنہون نے مذکورین کے حق مین حسن ظنی سے کام لیا اور تولی کبرہ فبدأ بالخوض فیہ مراد ہے یعنے اس مین خوض کرنا اور اسکو مشہور کرنا شروع کیا اور یہ متولی عبداللہ بن ابی ابن سلول منافقون کا سردار تھا ایک جماعت نے کبر کو بضم کاف پڑھا ہے

فراء نے کہا اور کبر کا مضموم الکاف ہونا نہایت عمدہ وجہ ہی کیونکہ عرب کے محاورے کے مطابق ہے اور مکسور الکاف بھی پڑہا گیا ہے بعض نے کہا ان دونون لفظون کے معنے واحد ہین اور بعض نے کہا مضموم الکاف سے معظم افک مراد ہی اور مکسور الکاف سے اس چرچے کا شروع کرنا مراد ہے بعض نے کہا مکسور الکاف اثم ہے اور معنے یہ ہین کہ جو شخص معظم افک کا عصبہ سے متولی تہا اور جس نے یہ بوجہ اٹہایا اسکے لیے بڑا دکہ ہے دنیا یا آخرت مین یا دونون مین اب اس متولی کبر مین اختلاف ہی کہ آیا متولی کبر عبداللہ بن ابی ابن سلول رئیس المنافقین ہے یا حسان رضی بن ثابت پہلا قول صحیح ہے اور محمد بن اسحاق وغیرہ نے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے افک مین دو مردون اور ایک عورت کو تہمتیان لگائین اور وہ دو مرد مسطح رضی بن اثاثہ تہا اور حسان رضی بن ثابت اور ایک عورت حمنہ بنت جحش تہی بعض نے کہا آپ نے حد لگائی عبداللہ بن ابی اور حسان بن ثابت اور حمنہ جحش کی بیٹی کو اور مسطح کو حد نہ لگائی اسلیے کہ اس نے قذف کی تصریح نہین کی ولکن وہ اس چرچے کو سنکر پہیلاتا تہا تصریح کے سوا بعض نے کہا ایک کو ان مین سے حد نہین لگائی کہا قرطبی نے جو اخبار سے مشہور اور علما کے نزدیک معروف ہی وہ یہ ہے کہ آپنے حسان رضی بن ثابت اور مسطح اور حمنہ رضی کو تازیانے لگائے اور یہ نہین سنا گیا کہ عبداللہ بن ابی کو بہی حد لگی اور قرطبی کے قول کی تایید کرتی ہے وہ حدیث جو ابو داؤد مین حضرت عائشہ رضی سے مروی ہے کہ جب میرا عذر (قرآن مجید مین) اترا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہڑے ہوکر اسکا بیان کیا اور قرآن پڑہا جب منبر سے اترے تو دو مردون اور ایک عورت کو حد لگانیکا حکم دیا انکو حد لگائی گئی اور ابو داؤد نے ان کا نام لیا حسان اور مسطح اور حمنہ آب اختلاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن ابی بن سلول کو حد کیون نہین لگائی تو بعض نے کہا اسکو اسلیے حد نہین لگائی تا کہ آخرت مین اسکو سخت عذاب ہو دوسرون کو حد لگائی تو کہ یہ حد لگانا انکے گناہون کا کفارہ ہو جاوے جیسے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدود مین ثابت ہوا ہی کہ آپنے فرمایا حدود انکے لیے کفارہ ہین جنکو لگین بعض نے کہا عبداللہ کو حد نہین لگائی اسکی قوم کا دل پرچانے کے لیے اور اسکے بیٹے کی عزت کے لیے کیونکہ وہ نیک بخت ایماندار دین سے تہا اور فتنے کی آگ بجہانے کے لیے اور یہ فتنہ بلا شبہ ظاہر ہونے لگا تہا سعد رضی بن عبادہ اور ان لوگون کی طرف سے جو سعد رضی بن عبادہ کے ساتہ تہے (جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار اور مہاجرین سے چرچا نے کرنیوالون کی بابت عذر خواہی کی اور انکی بابت مشورہ لیا ان سے) جیسے یہ قصہ صحیح مسلم مین موجود ہے اور بخاری اور ابن منذر اور طبرانی اور ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل نبوت مین زہری سے

نکالا کہ اونہون نے کہا مین ولید بن عبد الملک کے پاس تہا تو ولید عبد الملک کا بیٹا بولا جس نے اس چرچے کا بڑا
بوجہ اٹھایا وہ امیر المؤمنین علی تہی تو مینے کہا نہین امیر المؤمنین حضرت علی متولی کبر نتہے مجہکو سعید بن مسیب اور عروہ
زبیر کے بیٹے اور علقمہ بن وقاص اور عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود ان سب نے خبر دی کہ انہون نے سُنا
ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی سے جو کہتی تہین جس نے بڑا بوجہ اٹھایا اس افک وبہتان وافترا کا اہل افک سے وہ عبد اللہ
بن ابی ہے ولید بولا پہر اسکا کیا گناہ تہا جسکی وجہ سے متولی کبر بنا مینے کہا مجہ کو دو استادون نی تیری قوم سے
حدیث بیان کی ابو سلمہ بن عبد الرحمان بن عوف اور ابو بکر بن عبد الرحمان بن حارث بن ہشام نے کہ انہو نے
نے سنا عائشہ رضی سے کہتی تہین عبد اللہ بن ابی بن سلول میرے امر مین برائی کرنے والا تہا اور سلیمان بن یسار ہشام
بن عبد الملک کے پاس آئے تو ہشام نے کہا اے سلیمان متولی کبر کون تہا جسکا آیت سورۂ نور مین مذکور ہے
تو سلیمان بولا وہ ابن ابی تہا ہشام بولا تو نے جہوٹ بولا وہ تو علی رضی تہا سلیمان نے کہا امیر المؤمنین علی علیہ
السلام اگر متولی کبر تہے تو وہ خوب جانتے تہے اس چیز کو جو انہون نے فرمایا پہر زہری داخل ہوئے تو ہشام بولا اے
ابن شہاب وہ کون تہا جس نے عائشہ رضی کی افک مین بڑا بوجہ اٹھایا تو زہری نے بہی یہی جواب دیا کہ متولی کبر وہ عبد اللہ
بن ابی تہا ہشام بولا تو نے جہوٹ بولا وہ تو علی رضی تہا زہری نے کہا مین جہوٹ بولتا ہون تیرا باپ نہ ہو بخدا
اگر آسمان سے کوئی پکارنے والا یہ پکارے جو اللہ نے جہوٹ کو مباح کر دیا ہے تو بہی مین جہوٹ نہ بولون
مجہے عروہ اور سعید اور عبد اللہ اور علقمہ نے خبر دی حضرت عائشہ صدیقہ رضی سے کہ انہون نے فرمایا جس نے میرے
امر کا بڑا بوجہ اٹہایا وہ عبد اللہ بن ابی بن سلول تہا رَوَاهُ يَعْقُوبُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ فِي مُسْنَدِهٖ پہر اللہ تعالی
نے خطاب کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور ان لوگون سے جنکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخاطب
کیا پہیر لیا اور مخاطب کیا مومنون کو اور فرمایا لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا
وَّقَالُوْا هٰذَا اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ۝ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ
عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ کیون نہ جب تم نے اسکو سنا تہا خیال کیا ہوتا ایمان والے مردون نے اور
عورتون نے اپنے لوگون پر بہلا خیال اور کہا ہوتا یہ صریح طوفان ہے کیون نہ لائے وہ اس بات پر چار شاہد
پہر جب وہ نہ لائے شاہد تو وہ لوگ اللہ کے ہان وہی ہین جہوٹے **ف** موضح القرآن مین کہا ہے چاہیے
مسلمان جب سنے کہ لوگ ایک نیک بخت شخص پر بری تہمتین لگاتے ہین انکو جہٹلا دے پیغمبر نے فرمایا جو
کوئی پیٹہ پیچہے بہائی مسلمان کی مدد کرے اللہ پیٹہ پیچہے اسکی مدد کرے اور بے تحقیق کی تہمتین کرنی

ایمان سے بعید ہین انتہے ما فی موضح القرآن ف تفسیر ابن کثیر مین کہا ہے اسد تعالی نے ان آیات مین ایمان
والون کو ادب سکہایا ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اسد تعالی عنہا کے قصے مین جب ان مین سے بعض نے بری
باتون مین چرچا کرنا شروع کیا اور فرمایا کیون نہ جب تم نے اس بہتان کو سنا جسکے ساتہہ حضرت ام المومنین رض کو
متہم کیا گیا خیال کیا ہوتا ایماندار مردون اور ایماندار عورتون نے اپنے نفسون پر بہلا خیال یعنے قیاس
کرتے کہ آیا یہ بہتان اور افترا ہم اپنے نفوس کی بابت مان سکتے ہین تو جب انکے نزدیک اپنی نفوس کے لیے اس
بہتان کا لگنا لائق نہین ہے تو ام المومنین رض بطریق اولے واحری اس سے بری ہین اور کہا گیا ہے کہ یہ آیتین
ابو ایوب خالد بن زید انصاری اور اسکی بی بی رضی اسد عنہما کے حق مین اتری ہین جیسے امام محمد بن اسحاق بن
یسار نے اپنے باپ سے روایت کیا اس نے بنو النجار کے بعض آدمیون سے کہ ابو ایوب خالد بن زید انصاری کو انکی
بی بی ام ایوب نے کہا ای ابو خالد تو نے سنا جو لوگون نے عائشہ رضی اسد عنہا کے حق مین چرچا کیا ہے ابو ایوب نے کہا
ہان مینے سنا ہے اور یہ چرچا جہوٹ ہے بہلا تبلا تو ایسا کام کریگی ام ایوب بولی مین تو ہرگز ایسا کام نہین کرو
گی ابو ایوب نے کہا تو عائشہ رض اسد کی قسم تجہ سے (بدرجہا) بہتر ہین ابو ایوب نے کہا جب قرآن مجید مین عائشہ رض
کی برات نازل ہوئی تو اسد نے بیان کیا اہل افک مین سے ان لوگون کا جنہون نے یہ چرچا کیا اور فرمایا اِنَّ
الَّذِیْنَ جَاءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ اور جماعت حسان رض تہے اور انکے ساتہی جنہون نے کہا جو کہا پہر اسد نے
فرمایا لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ آخر آیت تک یعنی مومن مردون اور مومن عورتون نے کیون نہ کہا جب
یہ چرچا سنا جیسے کہا ابو ایوب اور اسکی بی بی نے افلح ابو ایوب کے مولی سے مروی ہے کہ ام ایوب رض نے ابو ایوب رض کو کہا
تو نے نہین سنا وہ چرچا جو لوگون نے عائشہ رض کے بارے مین کیا ہے ابو ایوب رض بولے ہان مینے سنا ہے اور وہ
جہوٹ ہے ای ام ایوب رض بہلا تو ویسا کرے گی بولی نہین اسد کی قسم فرمایا پہر عائشہ رض اسد کی قسم تجہ سے (بدرجہا)
بہتر ہے تو جب اسد نے قرآن مجید مین اہل افک کا بیان کیا تو فرمایا کیون نہ جب ایماندار مردون اور ایماندار
عورتون نے یہ چرچا سنا تو اپنے لوگون پر بہلا خیال کیا اور کیون نہ کہا یہ صریح بہتان ہے جیسے ابو ایوب رض
نے ام ایوب رض کو کہا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الْوَاقِدِیُّ اور بعض نے کہا یہ ابی بن کعب رض نے کہا اپنی بی بی کو اور
افک مبین سے کذب ظاہر مراد ہے کیونکہ جو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اسد عنہا اور حضرت صفوان رض بن
معطل سلمی ذکوانی کے درمیان واقعہ گذرا یہ کچہ شک اور قلق مین ڈالنے والا واقعہ نہ تہا اسلیے کہ ام المومنین رض
ظاہر باہر صفوان بن معطل کے اونٹ پر سوار ہوکر آئین عین دوپہر کے وقت مین اور لشکر کما لہ اسکا نظارہ

کرہے تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے درمیان موجود تھے اور اگر یہ امر موجب قلق اور ریب ہوتا تو مسطح اوجاگر نہ ہوتا اور حضرت ام المومنین اور حضرت صفوان علی رؤس الاشہاد نہ آتے بلکہ یہ کام اگر فرض کیا جاوے تو مخفی اور مستور ہوتا تو متعین ہوا کہ اہل افک کا یہ چرچا اور تہمت جو انہون نے عفیفین مذکورین کے حق مین اوڑائی وہ کذب بحت اور قول زور اور رعونت فاحشہ فاجرہ اور صفقہ خاسرہ ہے لولا جاؤ علیہ سے لولا جاؤا علے ما قالوہ مراد ہے یعنی اہل افک اور زور کیون اپنے قول اور اپنے دعوی کے صحیح ہونے پر چار گواہ نہین لائے حب انہون نے اپنے قول کی صحت پر گواہ پیش نہین کیے تو یہ لوگ اللہ کے نزدیک اللہ کے حکم مین کاذب ہین اور فاجر فتح مین کہا ہے لولا تخصیص کا حرف ہے معنے مین ہلا کے اور اس مین تاکید ہے انکی تقریع اور توبیخ کی اور مبالغہ ہے انکی معاتبت مین اور شروع ہے انکی توبیخ اور تعییر مین اور انکو ڈانٹا ہے نو زجرون کے ساتہ پہلی زجر ہے لولا اذ سمعتموہ سے افک مبین تک دوسری لولا جاؤا علیہ سے کاذبون تک تیسری ولولا فضل اللہ سے عذاب عظیم تک اور چوتھی اذ تلقونہ سے عظیم تک پانچوین لولا اذ سمعتموہ سے بہتان عظیم تک چھٹے یعظکم اللہ سے حکیم تک ساتوین اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ ان تشیع الفاحشۃ سے وانتم لاتعلمون تک آٹھوین ولولا فضل اللہ علیکم سے رؤف رحیم تک نوین یا ایہا الذین آمنوا لاتتبعوا خطوات الشیطان سے سمیع علیم تک اور آیت باب کے یہ معنے ہین کہ مومنون کو لائق تہا کہ حب انہون نے اہل افک کا مقالہ سنا تہا یہ کہ اس مقالہ کو اپنی جانون پر قیاس کرتے اگر اس مقالہ کو اپنے لیے بعید سمجھتے ہین تو اس امر کا ام المومنین سے واقع ہونا زیادہ بعید ہے بعض نے کہا معنے یہ ہین کہ تم کو اے ایماندار مردو اور ایماندار عورتو اس مقالہ کے مجرد سننے کی ساتہ ام المومنین کے حق مین نیک گمان کرنا لائق تہا نہ یہ کہ تم اس مقالہ کو تفتیش سے سنتے نہ یہ کہ تم اسکی سماع کے بعد اسپر اصرار کرتے اور حسن نے کہا کہ بانفسہم سے باہل و منہم مراد ہین یعنے اپنے لوگون پر بھلا گمان کرنا تہا کیونکہ سب مسلمان ایک جان کیطرح ہین شرکت ایمانی کی وجہ سے تو نہین دیکھتا اللہ کے قول ولا تقتلوا انفسکم کیطرف زجاج نے کہا اور جو لوگ آپس مین ایکدوسرے کو قتل کرین انکے حق مین کہتے ہین انہم یقتلون انفسہم الخ مبرد نے کہا اور اسی کی مثل ہے اللہ کا قول فاقتلوا انفسکم (بنی اسرائیل کے قصے مین) مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے اور اسی کی مثل ہے اللہ کا قول ولا تخرجون انفسکم من دیارکم (بنی اسرائیل کے قصے مین) نحاس نے کہا بانفسہم سے باخوانہم مراد ہے بعض نے کہا انفس سے ابنا جنس مراد ہین اللہ سبحانہ وتعالی نے اس آیت مین مسلمانون پر واجب کیا ہے کہ جب کسی شخصکو

دیکھین کہ وہ کسکو تہمت لگاتا ہے اور بری بات کے ساتھہ اسکو یاد کرتا ہے جس بری بات کو مسلمان اس شخص مین نہین پہچانتے تو مسلمان تہمت لگانیوالی پر انکار کرین اور اسکی بات کی تکذیب کرین اور یہ عمدہ ادب ہے جسپر عمل کرنیوالے بہت کم لوگ ہین اور جسکی حفاظت کرنیوالے بہت قلیل ہین اور ایسے لوگ نادر الوجود ہین جو سنکر چپ رہین اور اپنے مسموع کو نہ پہیلاوین اور آدمی کو یہی گناہ بس ہے کہ جو کچہ سنے اسکو بیان کر دے کہا علمائے اس آیت مین دلیل ہے کہ ایمان اور عفاف کے درجہ کو محتمل خبر زائل نہین کرتی اگرچہ وہ خبر پہیل جاوے انتہی ما فی الفتح وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۝ اور کبہی نہ ہوتا اللہ کا فضل تمپر اور اسکی مہر دنیا اور آخرت مین البتہ تمپر پڑتی اس چرچا کرنے مین کوئی آفت بڑی **ف** یعنے اللہ نے اس امت کو پیغمبر کے طفیل دنیا کے عذابون سے بچایا ہے نہین تو یہ بات قابل تہی عذاب کے **ف** جب لینے لگے تم اسکو اپنی زبانون پر اور بولنے لگے اپنے مونہہ سے جس چیز کی تم کو خبر نہین اور تم سمجہتے ہو اسکو ہلکی بات اور یہ اللہ کے ہان بہت بڑی ہے **ف** اللہ تعالی فرماتا ہے اور اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا تمپر اور اسکی رحمت دنیا اور آخرت مین اے عائشہ صدیقہ کی شان مین خوض کرنے والو اس طرح کہ اس نے تمہاری توبہ کو منظور کیا اور تمہاری انابت کو اپنی طرف دنیا مین قبول فرمایا اور بسبب تمہارے ایمان کے تمہارے گناہ معاف کر دیے تو البتہ پڑتی تم پر اس چرچا کرنے مین کوئی آفت بڑی اور اس آیت مین وہ لوگ مراد ہین جو ایماندار تہے جنکی ایمان کیوجہ سے اللہ نے انکی توبہ کو دنیا مین منظور و مقبول فرمایا جیسے مسطح اور حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش زینب بنت جحش کی بہن اور رہے وہ لوگ جنہون نے اس چرچے مین پہلے قدم ڈالے اور اسکو پہیلایا منافقون مین سے جیسے عبد اللہ بن ابی بن سلول اور اسکے اضراب و اشباہ و انظار و امثال تو وے اس آیت مین مراد نہین ہین کیونکہ ان دغابازون کے پاس اسقدر ایمان اور عمل صالح نہین ہے جو انکے اس گناہ کا فدیہ ہو سکے یا معارضہ کر سکے اور یہی حال ہے اس وعید کا جو معین فعل پر وارد ہوتا ہے اور اسیطرح جو وعید کسی فعل معین پر اللہ ہوتا ہے وہ بہی عدم توبہ کے ساتھہ مشروط ہوتا ہے یا یہ کہ اسکے مقابلہ مین کوئی عمل صالح نہو جو اسکے مساوی ہو یا اس سے راجح مجاہد اور سعید بن جبیر نے اللہ کے قول اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ کے معنے مین کہا ہے یرویہ بعضکم عن بعض یقول ہذا سمعتہ من فلان وقال فلان کذا و ذکر بعضہم کذا یعنے جب نقل کرتا کوئی تمہارا کسی سے کہتا

تھا یہ تو مینے فلان مرد سے سنا ہی اور فلان مرد یہ کہہ رہا تھا اور فلان یہ مذکور کر رہا تھا اور دوسرون نے اس لفظ
کو تَلِقُونَہٗ پڑہا ہے مثال داوی سے یعنی وَلَق یَلِق سے بخاری علیہ الرحمۃ نے عائشہ صدیقہؓ سے روایت کیا کہ
وہ اس لفظ کو اسیطرح پڑہا کرتین اور کہتین یہ محاورہ ماخوذ ہے ولق لسان سے اور ولق اس جھوٹ کو کہتے ہین
جسپر اسکا صاحب مداومت رکہی جو شخص ہمیشہ مسافر رہی عرب کہتے ہین ولق فلان فے السیر یعنے فلان ہمیشہ سفر
کرتا ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہین اور پہلی قرأت بہت مشہور ہے اور اسیپر جمہور ہین ولکن دوسری قرأت ام المومنین
عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے ابن ابی ملیکہ کہتے ہین ھِیَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنْ غَیْرِھَا یعنے ام المومنینؓ اس قرأت کو
اپنے غیر سے زیادہ جانتی ہین رواہ ابن ابی حاتم اور یہہ جو فرمایا وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاھِکُمْ مَا لَیْسَ لَکُمْ بِہٖ عِلْمٌ
تو اس سے یہ مراد ہے کہ تم کہتے تہے جو نہین جانتے تہے اور یہ جو فرمایا اور تم سمجھتے ہو اسکو ہلکی بات اور یہ اللہ کے
ہان بہت بڑی ہے تو اس سے یہ مراد ہے کہ تم چرچا کرتے ام المومنینؓ کی شان مین جو چرچا کرتے تہے اور خیال
کرتے تہے اسکو ذرہ بمقدار اور اگر عائشہؓ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بی بی نہ ہوتی تو بہی یہ بات اسکے
حق مین ہلکی نہ تہی پہر کیونکر یہ بات ہلکی ہوگی عائشہؓ کے حق مین حالانکہ وہ نبی امی خاتم الانبیا و سید المرسلین
کی بی بی ہے پہر بڑے غضب کی بات ہے اللہ کے ہان کہ اسکے پیغمبر اور اسکے رسول کی بی بی کے حق مین ایسا
چرچا کیا جاوے اللہ سبحانہ کو اس سے غیرت آتی ہے اللہ تعالی نے انبیا مین سے کسی نبی کی زوجہ کی تقدیر
مین ایسا فحش نہین لکہا حاشا و کلاّ اور جب ایسا فحش کسی نبی کے زوجہ کے لیے اللہ نے مقدر نہین کیا تو یہہ
فحش پیغمبرون کی بیبیون کی سردار اور اس ذات ستودہ صفات کی زوجہ کے حق مین کیونکر مقدر ہوگا جو
علے الاطلاق دنیا اور آخرت مین آدم کی اولاد کے سردار ہین ولہذا اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا وَ
تَحْسَبُوْنَہٗ ھَیِّنًا وَّھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ عَظِیْمٌ حدیث مین آیا ہے اِنَّ الرَّجُلَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَۃِ مِنْ
سَخَطِ اللّٰہِ لَا یَدْرِیْ مَا یَبْلُغُ یَھْوِیْ بِھَا فِی النَّارِ اَبْعَدَ مِمَّا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ یعنے آدمی ایسی
غصے کی بات کر بیٹہتا ہے نہین جانتا کہ اس بات کا گناہ کسقدر ہے گر جاتا ہے اسکی وجہ سے دوزخ مین
اسقدر دور جسقدر آسمان اور زمین کے درمیان دوری ہے رَوَاہُ الشَّیْخَانِ فتح کا بیان یہ ہے کہ اس
آیت مین سامعین کو خطاب ہے اور اس مین زجر عظیم ہے اور یہ لَوْلَا تحضیضیہ نہین ہے بلکہ امتناعیہ ہے
یعنے اس جملہ مین ایک چیز کا عدم ہے دوسری چیز کے وجود کے واسطے اور معنے یہ ہین اگر یہ بات نہ ہوتی کہ
مینے مقدر کر دی ہین اپنے فضل سے دنیا مین تمہارے واسطے نعمتین جن مین سے ہے تمکو مہلت دینا توبہ

کے واسطے اور یہ بات بھی نہوتی کہ مینے مقدر کردی ہے تمہارے واسطے معافی آخرت مین تو تم پر اس چرچا کی وجہ سے ضرور
آفت پڑتی بعض نے کہا یہ معنے ہین اگر اللہ کا تم پر فضل نہ ہوتا تو تم پر دنیا اور آخرت مین آفت پڑتی ولکن یہ اس
کی مہربانی ہے کہ اسنے تم پر دنیا مین پردہ ڈالدیا اور آخرت مین مہربانی فرماویگا اسکے حال پر جسنے توبہ کی تلقونہ
مشتق ہے تلقی سے اور تلقونہ اصل مین تتلقونہ ہے بدو تا مجاہد اور مقاتل کا اسکے معنے مین یہ قول ہے یرویہ
بعضکم عن بعض یعنے بعض تمہارا بعض سے روایت کرتا تھا کہا کلبی نے اور یہ اسطرح کہ ملتین ایک مرد دوسرے مرد
کو ملتا تو کہتا مجھے فلان فلان بات پہونچی ہے اور القا ہی بھی پڑھا گیا ہے زجاج کا اسکے معنے مین یہ قول ہے
یُلْقِیْہِ بَعْضُکُمْ اِلٰی بَعْضٍ یعنے بعض تمہارا اس چرچے کو ڈالتا تھا بعض کیطرف علامہ نے کہا اور یہ معنے
واضح ہین اور تلقونہ فتح تا اور کسر لام اور ضم قاف کے ساتھ بھی پڑھا گیا اور یہ ماخوذ ہے عرب کے قول الق
الرجل یلق ولقا سے جب آدمی جھوٹ بولے اور دو تین قرأتین نقل کین پھر کہا کہ تلقی اور تلقف اور تلقن
ان لفظون کے قریب قریب معنی ہین اتنی بات ہے کہ تلقی مین استقبال کے معنے موجود ہین یعنے دوسرے آدمی سے
خود بخود بات کو اخذ کرنا اور تلقف مین اچک لینے کے معنی ہین اور تلقن مین حذق اور مہارت کے معنے ہین کہا راغب نے تلقن کے معنے لینے ہین مہارت
سے ہین تلقف کے معنی لینے مین دغا اور حیلہ کرنا اور یہ جو فرمایا وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ تو اسکے یہ معنی ہین کہ تمہارا یہ
قول افواہ کے ساتھ ہی خاص ہے اسکے سوا کہ خارج مین واقع ہو اور تمہارے دلون کو اسکا اعتقاد ہو بعض نے
کہا افواہ کو ذکر کیا تاکید کے لیے جیسے اللہ کے قول یطیر بجناحیہ مین جناح کا لفظ تاکید کے لیے واقع ہوا ہے
بعض نے کہا ان ہین سے بعض لوگ مرتے وقت گھبرائے تو انکو کہا گیا کیون گھبراتے ہو تو فرمایا مین اس گناہ سے
ڈرتا ہون جسکے ارتکاب کے وقت مینے کچھ پرواہ نہ کی اور اسکو ہلکا جانا اور وہ اللہ کے ہان بہت بڑا ہے وَ

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝ يَعِظُكُمُ
اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

اور کیون نہ جب تم نے اسکو سنا تھا کہا ہوتا ہم کو نہین لائق کہ منہ پر لاوین یہ بات اللہ تو پاک ہے یہ بہتان بڑا
ہے اللہ تم کو سمجھاتا ہے کہ پھر نہ کرو ایسا کام کبھی اگر تم یقین رکھتے ہو اور کھولتا ہے اللہ تمہارے واسطے پتے
اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا **ف** یعنے پتا اسکا کہ یہ طوفان اٹھایا کس نے معلوم ہوا کہ منافقون نے
جو ہمیشہ چھپے دشمن تھے اگلی آیت مین پتا بتا دیا انتہی مافی موضح القرآن **ف** حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہین یہ اللہ کیطرف سے دوسری تادیب ہے پہلی تادیب کے پیچھے جس مین ظن خیر کا امر ہے یعنے جب نیک لوگون

کے حق مین ایسا قول کہا جاوی جو انکی شان کے شایان اور انکے حال کے سزاوار نہین ہے تو اولی اور انسب بات
ہے کہ انکے حق مین بہتر خیال کیا جاوی اور اپنے نفس مین انکی خیریت کرسوا اور دوسرا خیال نہ لاوی پہر اگر اسکو جی
مین کچہ اسکی بابت وسوسہ یا خیال آوی تو اسکو مونہہ سے نہ نکالے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ
اللّٰہَ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِیْ عَمَّا حَدَّثَتْ بِہٖ اَنْفُسُھَا مَا لَمْ تَقُلْ اَوْ تَعْمَلْ یعنے اللہ نے معاف کر دیے ہین میری امت
کو وہ خیال اور وسوسے جو میری امت کے لوگون کے جیون مین آوین جبتک میری امت کے لوگ اسکو منہ
سے نہ نکالین یا اسپر عمل نہ کرین اخرجاہ فی الصحیحین اور اللہ تعالی نے فرمایا اور کیون نہ کہا جب تمنے اس طوفان
کو سنا ہمکو سزاوار نہین اور ہم کو زیبا اور لائق نہین کہ ہم یہ بات کرین اور اسکو منہ پر لاوین اور کسی کے آگے
اسکو بیان کرین یا اللہ تو پاک ہے یہ تو بہت بڑا بہتان ہی یعنے اللہ پاک ہے اس سے کہ اسکے رسول کی زوجہ اور
اسکے خلیل کی حلیلہ کی نسبت یہ کلمہ کہا جاوی پہر فرمایا اللہ تم کو سمجہاتا ہے کہ پہر نہ کرو ایسا کام یعنے تم کو منع کرتا
ہے اور تمکو ڈراتا ہے کہ پہر تمسے کوئی ایسا کام وقوع مین نہ آوے زمانہ آیندہ مین ولہذا فرمایا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ
یعنے اگر اللہ اور اسکے شرع کے ساتہہ ایمان لاتے ہو اور اسکے رسول کی عظمت کرتے ہو تو تم کو اس سے روکا گیا
ہے کہ تم نے پہر ایسی بات منہ پر نہ لانا اور ایسا کام نہ کرنا اور رہا وہ شخص جو متصف بالکفر ہو یعنے کافر ہو تو اس کا
دوسرا حکم ہے پہر فرمایا اور کہولتا ہے تمہاری واسطے احکام شرعیہ اور حکم قدریہ وہ جانتا ہے اپنی بندون کے
مصلحتون کو حکیم ہے اپنی شرع اور قدر مین فتح مین کہا ہی کہ اس آیت مین عتاب ہے جمیع مومنین کے لیے یعنے جب
تمنے اس چرچے کو سنا تمنے کیون نہ اس مین قدم ڈالنے والون اور اس افترا کو باندہنے والون کی تکذیب کی
اور کیون نہ مجرد سماع کے وقت کہا ہم کو لائق نہین ہے اور نہ ہم سکتے ہین کہ ہم اس چرچے کو منہ پر لاوین یہ تو
ہمسے بوجہ من الوجوہ صادر نہ ہوگا اللہ پاک ہے یہ تو بہتان عظیم ہے اور بہتان کے معنے یہ ہین کہ بیان کیجاوے کسی
کی بابت وہ بات جو اس مین نہین ہے یعنے یہ بڑا جہوٹ ہی کیونکہ ام المومنین رضی کے باری مین کہا گیا اور ایسی عورتون
سے ایسی بات کا صدور شرعاً مستحیل و ناممکن ہے پہر اللہ نے چرچے مین قدم ڈالنے والون کو وعظ کیا اور فرمایا
یَعِظُکُمُ اللّٰہُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِہٖٓ اَبَدًا یعنے اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے یا تمپر حرام کرتا ہے قالہ ابن عباس رض یا
تم کو منع کرتا ہے مبادا پہر وہی کام کرو اگر تمکو یقین ہے کیونکہ ایمان ایسی باتون کے کرنے سے مانع ہوجاتا ہے
اور اس مین توبیخ عظیم اور تقریع بلیغ ہے اور کہولتا ہے تمہاری واسطے آیات امر مین اور نہی مین تاکہ ان پر عمل
کرو اور اللہ کے آداب کے ساتہہ متادب ہو اور اسکے محارم مین واقع ہونے سے رک جاؤ وہ جانتا ہے جس

کو تم ظاہر کرتے ہو اور خبردار ہے اس سے جسکو تم چھپاتے ہو یا وہ علیم ہے صفوان اور عائشہ کے امر سے حکیم ہے اپنی
تدبیرون مین اپنی مخلوق کے لیے یا حکیم ہے اس مین کہ اس نے صفوان اور عائشہ کی برات کا حکم اتارا ہے اللہ نے
ڈانٹا بہتان لگانیوالون اور ان لوگون کو جو مسلمانون کے عیبون پر لوگون کو مطلع کرتے ہین اور فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ
یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ
یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ جو لوگ چاہتے ہین کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والون مین انکو دکھ کی مار ہے
دنیا اور آخرت مین اور اللہ جانتا ہے اور تم نہین جانتے **ف** ابن کثیر نے کہا ہے یہ تیسری تادیب ہے اس شخص کے
واسطے جو بری بات سنے اور اس بری بات کا کچھ حصہ اسکے ذہن مین بیٹھ جاوے اور اسکو منہ سے نکال بیٹھے تو اب
اسکو بہت منہ پر نہ لاوے اور اسکو ذائع اور شائع نہ کرے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے جو لوگ چاہتے ہین کہ ایمان
والون مین بدکاری کا چرچا ہو اور وہ مومنون سے قبیح بات کا ظاہر ہونا پسند کرتے ہین انکے لیے دنیا مین حد
طیار ہے اور آخرت مین دردناک عذاب مہیا اور اللہ جانتا ہے اور تم نہین جانتے پہر امور کو اسکی طرف لوٹاؤ
ہدایت پاؤ گے ثوبان سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا تُؤْذُوْا عِبَادَ اللّٰهِ وَلَا
تُعَیِّرُوْهُمْ وَلَا تَطْلُبُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّهٗ مَنْ طَلَبَ عَوْرَةَ اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ طَلَبَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ
حَتّٰی یَفْضَحَهٗ فِیْ بَیْتِهٖ یعنے اللہ کے بندون کو تکلیف مت دو اور انکو عیب مت لگاؤ اور انکے عیب مت
ڈھونڈو کیونکہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب ڈھونڈھتا ہے اللہ اسکے عیب ڈھونڈھتا ہے یہانتک کہ اس
کو گھر بیٹھے ذلیل کر دیتا ہے رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فتح مین کہا ہے فاحشہ سے زنا اور بری بات مراد ہے امیر المومنین
حضرت علی علیہ السلام کہتے ہین فاحشہ کا قائل اور وہ جو اسکو پھیلاوے گناہ مین برابر ہین اور الذین آمنوا سے
محصنین عفیفین مراد ہین یا ہر وہ شخص جو متصف بالایمان ہو دنیا مین عذاب الیم سے انپر حد کا قائم کرنا مراد ہے
اور آخرت مین عذاب الیم سے دوزخ کا عذاب مراد ہے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ
رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ وَمَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ
فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰی مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ
اَبَدًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ اور کبھی نہ ہوتا اللہ کا فضل تمپر اور اسکی مہر اور یہ کہ
اللہ نرمی کرنیوالا ہے مہربان تو کیا کچھ ہوتا اے ایمان والو مت چلو قدمون پر شیطان کے اور جو کوئی چلیگا قدمون پر شیطان کے سو وہ یہی
بتاویگا بیحیائی اور بری بات اور کبھی نہ ہوتا فضل اللہ کا تمپر اور اسکی مہر نہ سنورتا تم مین ایک شخص کبھی ولکن

الله سنوارتا ہے جسکو چاہے اور الله تعالی سب سنتا ہے جانتا انتہی ملخصاً من الموضح ف ابن کثیر نے کہا الله تعالی فرماتا
ہے اور اگر الله کا فضل اور اسکی رحمت تمپر نہ ہوتی اور یہ بھی نہ ہوتا کہ الله رؤف رحیم ہے تو اور کام ہوتا (یعنے تمپر
دنیا مین عذاب آتا اور آفت آتی) ولکن وہ تعالی شانہ اپنے بندون کے ساتھ نرمی کرنیوالا ہے اور مہربان ہے
انپر پہروہ پہر آتا ہے مہربانی کے ساتھ اسکیطرف جو اسکی طرف پشیمان ہوکر اپنے گناہون سے پہر آوے اور اُسنے
توبہ منظور کرلی اسکی جسنے اس طوفان سے توبہ کی اور پاک کردیا اسکو جسنے پاک ہونا چاہا حرچا کرنیوالون سے حد کے
ساتھہ پہر فرمایا اے ایمان والو شیطان کے راہون اور سلکون مین نہ چلو اور اسکے حکمون کی اتباع نکرو
اور جو شخص چلیگا شیطان کے طرائق اور مسالک اور اوامر مین تو وہ تو یہی بتاتا ہے بیحیایان اور بُری باتین
اس آیت مین الله نے بندون کو شیطان کے راہون مین چلنے اور اسکے اتباع سے نفرت دلائی ہے اور اس
سے ڈرایا ہے افصح اور ابلغ اور اوجز اور احسن عبارت کے ساتھہ ابن عباسؓ نے کہا خطوات شیطان سے اسکی
عمل مراد ہین قالہ علی بن ابی طلحۃ راویاً عن ابن عباسؓ اور عکرمہ نے کہا خطوات شیطان سے نزغات
شیطان مراد ہین یعنے شیطان کی چھیڑ چھاڑ اور قتادہؓ نے کہا تمام گناہ شیطان کے خطوات سے ہین ابو
مجلز نے کہا گناہون مین دوڑنا خطوات شیطان سے ہے مسروق کہتے ہین ایک مرد نے ابن مسعودؓ سے سوال
کیا کہ مینے فلان کھانا کھانا اپنے پر حرام کردیا ہے (اب مین کیا علاج کرون) اور اس مرد نے اس کھانے
کا نام لیا ابن مسعودؓ نے کہا یہ تیرا فعل نزغات شیطان سے ہے تو اپنی قسم کا کفارہ دے اور وہ کھانا کہالے
اور کہا شعبی نے اس شخصکو جسنے نذر مانی اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی کہ یہ نذر نزغات شیطان سے ہے اور
اسکو فتویٰ دیا کہ وہ مینڈھا ذبح کرے ابو رافع کہتے ہین مین اپنی عورت پر غصہ ہوا تو وہ کہنے لگی مین ایک
دن یہودیہ ہون اور ایک دن نصرانیہ ہون اور میرے سب غلام آزاد ہین اگر تو اے ابو رافع مجھکو
طلاق نہ دیوے پہر مین عبدالله بن عمرؓ پاس آیا (اور مینے یہ مسئلہ اُنسے پوچھا) تو اُنہون نے فرمایا یہ تو نزغات
(چھیڑ چھاڑ) شیطان کی ہے اور ایسا ہی کہا زینب ام سلمہ کی بیٹی نے اور وہ اسوقت مدینے مین بڑی سمجھ
والی عورت تھی اور عاصم بن عمرو کی بیٹی نے بھی یہی کہا کہ یہ نزغات شیطان سے ہے پہر الله تعالی نے فرمایا
اور اگر الله کا فضل نہ ہوتا تمپر اور اسکی مہربانی تو تم مین سے کوئی شخص پاک نہ ہوتا یعنے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ الله
تعالی جسکو چاہتا ہے توبہ اور اپنی طرف رجوع اور انابت بخشدیتا ہے اور نفوس کو انکے شرک اور فجور
اور دنس سے پاک کردیتا ہے اور ان اخلاق ردیئہ کو جو نفوس مین موجود ہوتے ہین نکالدیتا ہے تو کوئی

شخص اپنے نفس کے لیے پاکی حاصل نہ کرتا اور کوئی بھی اپنے لیے خیر جمع کرتا ولکن اللہ تعالی سنوارتا ہے جسکو
چاہتا ہے اپنی مخلوق مین سے اور گمراہ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور ڈالدیتا ہے اسکو مہالک ضلالت اور غی مین
وہ اپنے بندون کے اقوال سنتا ہے جانتا ہے ان مین سے انکو جو ہدایت کے اہل ہین اور انکو جو ان مین سے گمراہی کے
مستحق ہین فتح مین کہا ہے اگر اللہ کا فضل اور رحمت تمپر نہ ہوتا اور یہ کہ اللہ رؤف رحیم ہے تو تم کو جلد عذاب کرتا
اور یہ اسکی اپنے بندون پر رافت ہے کہ انکو جلد معذب نہین کرتا اور اسکی مہربانی ہے انکی واسطے کہ انکو توبہ
کی جانچ سکھاتا ہے اور یہ جملہ مکرر ہے اسکو دوبارہ بیان فرمایا اپنے احسان کی یاد دہانی کے واسطے جو اس نے
اپنے بندون پر کیا ہے جلد عذاب نہ کرنے کے ساتھ خطوات جمع ہے خطوۃ مفتوح الفا کی اور خطوت کہتے
ہین اس فاصلے کو جو دو پاؤن کے درمیان ہوتا ہے اور معنی یہ ہین کہ شیطان کے مسالک اور مذاہب اور
آثار پر نہ چلو اور نہ چلو اسکی راہون مین جن مین چلنے کی طرف تمکو بلاتا ہے اور خطوات کو فتح خا اور طا کے
ساتھ بھی پڑھا گیا ہے اور ضم خا اور طا کے ساتھ بھی اور یہ دونو قرأتین سبعیہ ہین اور جملہ من یتبع خطوت
الشیطان کا جواب محذوف ہے اور وہ یہ ہے کہ فقد غوی یعنے جو چلا شیطان کی راہون مین تو وہ مقرر راہ
سے بہکا یا جملہ فانہ یامر بالفحشاء والمنکر یہی شرط کا جواب ہے اور معنے یہ ہین کہ جو شخص اسکے راہون مین
چلے تو اسکی خاصیت بھی شیطان کی خاصیت ہو جاتی ہے اور وہ خاصیت یہی فحشا اور منکر کے ساتھ حکم
کرتا ہے اور فحشا وہ چیز ہے جو زیادہ قبیح ہو اور منکر وہ ہے جسکا شرع انکار کرے اور ضمیر انہ مین شیطان
کی طرف عود کرتی ہے یا ضمیر شان کی ہے اور بہتر یہ ہے کہ ضمیر عاید ہو مَنْ کیطرف کیونکہ جو
شخص شیطان کے پیچھے چلتا ہے تو وہ امر بالفحشا والمنکر مین اسکا مقتدی بنجاتا ہے اور آیت شامل ہے ہر ایک
کو عام ہے ہر ایک کے حق مین کیونکہ جو شخص مکلف ہے اسکو اس سے روکا گیا ہے اور اللہ کا قول ما زکی منکم
دوسری ولولا کا جواب ہے یعنے اگر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت نہ ہو تو کوئی شخص اپنے نفس کو اسکی برائی
اور میل کچیل سے نہ نکال سکے جبتک جیتا رہے اور یہ لفظ مخفف اور مشدد دونون طرح پڑھا گیا ہے اور
تشدید کی صورت مین یہ معنے ہونگے کہ اگر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہو تمپر تو وہ تم مین سے کسی کو پاک نہ کرے
مقاتل نے کہا ما زکی سے ما صلح مراد ہے یعنے کوئی شخص نیک نہ ہوتا اور بہتر یہ ہے کہ زکوۃ کی تفسیر تطہر اور
تزکیہ کی تطہیر کے ساتھ کیجاوے اور ابن قتیبہ کا یہی ہے قول ہے اور ابن عباس رض نے کہا اس لفظ کی
تفسیر مین ما اھتدی احد من الخلائق بشیء من الخیر یعنے مخلوق مین سے کوئی شخص کسی بھلائی

کیطرف راہ نہ پاتا اور یہ آیت عام ہے شامل ہے ہر ایک کو بعض نے کہا ان لوگون کے ساتھ خاص ہے جنہون نے
افک مین قدم ڈالا پھر پاک ہوئے اس آلودگی سے اور توبہ کی اونہون نے عبداللہ بن ابی بن سلول کے سوا کیونکہ
وہ تو اڑتا رہا اپنی بدبختی اور کم بختی پر یہان تک کہ مر گیا اور آیت کو عام ٹھیرانا ہر ایک کے حق مین اولی ہے
اور اس سے اگلے جملہ مین اللہ نے ترغیب دی ہے اخلاص مین مبالغہ کرنیکی اور اپنے توبہ کرنیوالے بندون کو
برانگیختہ کیا ہے اسپر اور سخت ڈرایا ہے اسکو جو شیطان کے پیچھے چلے اور چاہے پھیلنا بدکاری کا اللہ کے
مومن بندون مین اور اللہ سبحانہ کی زواجر کے ساتھ اپنے نفس کو منزجر نہ کرے وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ
مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ
أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ اور قسم نہ کھاوین بڑائی والے تم مین اور کشائش
والے اس سے کہ دیوین ناتے والون کو اور محتاجون کو اور وطن چھوڑنیوالون کو اللہ کی راہ مین اور چاہیے
معاف کرین اور درگذر کرین کیا تم نہین چاہتے کہ اللہ تمکو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ف
جب طوفان بولنے والے جھوٹے پڑے اور انکو حد ماری گئی اسی کوڑے جو ان مین دو تین مسلمان تھے ایک
شخص تھا مسطح ابوبکر صدیق کا بھانجا مفلس یہ اسکی خبر لیتے تھے اب سے قسم کھائی کہ اسکو مین کچھ نہ دون گا
اللہ نے اسکی سفارش کر دی وہ تھا مہاجرین سے اہل بدر سے بڑائی والے کہا صدیق اکبرؓ کو جو انکی بڑائی
نہ مانی وہ اللہ سے جھگڑے پھر انہون نے قسم کھائی کہ جو دیتا تھا وہ کبھی بند نہ کرونگا ف حافظ ابن کثیر کہتے
ہین لا یاتل مشتق ہے الیت سے اور الیت کہتے ہین حلف کو جو معنے مین سوگند و قسم کے ہے یعنے مالدار
اور خیرات کرنے والے اور احسان والے اور کشائش والے ناتے والون اور محتاجون اور اپنا وطن چھوڑنے
والون کو دینے سے قسم نہ کھاوین یعنے اے مسلمانون نہ قسمین کھاؤ کہ نہ جوڑو اپنے محتاج ناتے دارون
اور اللہ کی راہ مین اپنا وطن چھوڑنے والون سے اور اس مین ترغیب ہے ناتے دارون کے ساتھ مرافقت
اور معاطفت کرنے کی و لہذا فرمایا وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا یعنے جو برائی لینے وقوع مین آئی اور جو ایذا
ان سے صادر ہوئی اس سے درگذر کرین اور اسکو معاف کرین اور یہ اللہ سبحانہ و تعالی کا علم ہے اور اسکا
کرم اور لطف اپنی مخلوق کے ساتھ باوجود انکی بے انصافی کے اپنی جانون پر اور یہ آیت صدیق اکبرؓ کے
حق مین نازل ہوئی جب انہون نے قسم کھائی کہ مسطح بن اثاثہؓ پر کبھی کچھ خرچ نہ کرینگے اسکے بعد کہ مسطح
نے عائشہ صدیقہؓ کے بارے مین عیب لگانے کے ساتھ لب کھولی جیسے یہ مضمون حدیث طویل مین گذرا

توجب اللہ نے ام المؤمنین رضی کی برات کو نازل کیا اور ایسا نذر نفس خوش ہوئے اور اُنہون نے قرار پکڑا اور اللہ تعالی
نے ان لوگون کی توبہ منظور فرمائی جنہون نے ام المؤمنین رضی کے باری مین چرچا کیا اور حد لگی انکو جنکو حد لگی تو اللہ تبارک
وتعالی صاحب فضل والمنت نے ابوبکر صدیق رضی کی مہربانی کا بیان فرمایا جو وہ اپنے ناتے وار ذونسب مسطح بن اثاثہ رضی
پر فرمایا کرتے تھے اور مسطح رضی صدیق کی خالہ کا بیٹا تھا اور محتاج تھا اور اسکے پاس کچھ نہ ہوتا مگر وہی جو ابوبکر صدیق رضی
خرچ کرنیکے لیئے دیتے اور تھا یہ ان لوگون مین سے جنہون نے اللہ کی راہ مین اپنے گھربار کو چھوڑ دیا اور عائشہ رضی
صدیقہ کے معاملہ مین پھسل گیا پھر اللہ نے انکی اس گناہ کو معاف کردیا اور اس تہمت پر انکو حد لگائی گئی اور صدیق
اکبر رضی معروف المعروف تھے اقارب اور احباب کو دادو دہش اور انکی پرورش کرتے جب اللہ تعالی نے اس آیت کو اتارا
واللہ غفور رحیم تک یعنے بڑائی والے اور کشایش والے قسم نہ کہاوین قرابت والون کو دینے سے اور محتاجون
اور مہاجرون کو اللہ کی راہ مین تم نہین چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے اور اللہ معاف کرنیوالا مہربان ہے یعنے
جزا عمل کی جنس سے ہوتی ہے پھر جیسے تو معاف کریگا اس شخص کا قصور جو تجھ کو ستا دے اللہ تجھ کو معاف کریگا
اور جیسے تو در گذر کرے گا اللہ در گذر کریگا تجھ سے تب ابوبکر صدیق رضی نے فرمایا کیون نہین اللہ کی قسم ہم چاہتے ہین کہ
تو ہمکو معاف کرے اے ہمارے مالک پھر مسطح رضی پر وہی خرچ کرنے لگے جو آگے اسپر خرچ کیا کرتے تھے اور بولے اللہ کی
قسم جو مین دیتا تھا اسکو کبھی بند نہ کرونگا اور یہ قسم اس قسم کے مقابلہ مین کھائی جو فرمایا اللہ کی قسم مین کبھی اسکو
کوئی فائدہ نہ پونچاؤن گا اسی لیے صدیق صدیق تھے فتح مین کہا ہے لَا نفی کا نہین ہے بلکہ نہی ہے اور
فعل مجزوم ہے حذف یا کے ساتھ کیونکہ ناقص ہے جیسے ایتلی یاتلی انتہے ینتہی کے وزن پر اور یہ مشتق ہے
الیہ سے جو بدیہ کے وزن پر ہے اور الیہ کہتے ہین قسم کو اور اسی محاورے سے ہے اللہ کا قول لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ
مِنْ نِسَآئِهِمْ اور ایک جماعت نے کہا یہ مشتق ہے اَلَى يَأْلُوْ سے اور اسوقت معنے یہ ہونگے اور قصور نکرین
بڑائی والے اور کشایش والے اور اسی محاورے سے ہے اللہ کا قول لَا يَأْلُوْنَكُمْ خَبَالًا اور عرب کا محاورہ ہے اَلَوْتُ
فِيْ كَذَا اَلَمْ اٰلُ جُهْدًا لیکن پہلا قول اولے ہے اور سبب نزول کا پہلے قول پر دلیل ہے کہا ابن عباس رضی نے قسم
نہ کہاو کسی کو فائدہ پونچانے سے عائشہ رضی کہتی ہین مسطح رضی بن اثاثہ بھی ان لوگون مین سے تھے جنہون نے افک کا
بڑا بوجھ اٹھایا اور ابوبکر رضی کے رشتہ دار تھے اور انکی پرورش مین تو ابوبکر رضی نے قسم کھائی کہ مین اسکے ساتھ کبھی
سلوک نہ کرون گا تب اللہ نے یہ آیت اتاری عائشہ صدیقہ رضی نے کہا پھر ابوبکر رضی نے اسکو اپنے عیال مین ملالیا اور
اسپر خرچ کرنے لگے اور فرمایا مین کسی امر پر قسم نکہاؤن گا جسکے غیر مین مین بھلائی دیکھون اس سے مگر

قسم کا کفارہ دیدونگا اور وہ کام کرونگا جو اس سے بہتر ہے اَخْرَجَهُ اِبْنُ الْمُنْذِرِ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ طُرُقٍ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ التَّابِعِيْنَ ابن عباس رض سے آیت کی تفسیر مین مروی ہے کہ صحابہ مین سے کچہ لوگون نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو عیب لگایا تہا اور اسکا چرچا کیا تہا اور اس مین قدم ڈالا تہا اسپر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے یارون نے قسمین کہائین کہ جنہون نے یہ چرچا کیا اور اسکو پہیلایا اور اس مین قدم ڈالا ہم ان پر خرچ نہ کرینگے اور نہ انکے ناتے جوڑینگے ان قسم کہانیوالون مین ابوبکر صدیق بہی تہے تو اللہ نے فرمایا قسمین نہ کہاوین بڑائی والے تم مین سے اور کشایش والے یہ کہ اپنی ناتے نہ جوڑینگے اور ان کو اپنے مالون مین سے نہ دینگے جیسی اس سے پہلے دیا کرتے تہے تو اللہ نے حکم کیا کہ تم ان کو معاف کرو اور انسے درگذر کرو ہم تمکو معاف کرینگے اور تمہاری گناہون سے درگذر کرینگے کہا زجاج نے اَنْ يُّؤْتُوْا مین لا محذوف ہے اور معنی یہ ہین نہ قسمین کہاوین کسیپر کہ نہ دیوین اور ابو عبیدہ نے کہا لا کے اضمار کی کچہ ضرورت نہین ہے اور تاء خطاب کے ساتہ بہی اسکو لوگون نے پڑہا ہے التفات کے طریق پر اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۝ جو لوگ عیب لگاتے ہین قیدوالی بےخبر ایمان والیون کو انکو پہٹکار ہے دنیا مین اور آخرت مین اور انکو بڑی مار جسدن بتاوینگی انکی زبانین اور ہاتہ پاؤن جو کچہ کرتے تہے اسدن پوری دیگا اللہ انکی سزا جو چاہیے اور جانینگے کہ اللہ وہی ہے سچا کہولنے والا **ف** اس مین اللہ نے ڈرایا ہے ان لوگون کو جو بےخبر پاکدامن عورتون کو عیب لگاتے ہین اور مومنات کی قید مخرج غالب کے طور پر واقع ہوئی ہے تو امہات المومنین مومنون کی مائین (حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بیان) بطریق اولی اس مین داخل ہین اور ان کا اس حکم مین داخل ہونا ہر ایک محصنہ سے بڑہکر ہے خاصکر وہ عورت جو ان آیات کے نزول کا باعث و موجب و سبب ہے اور وہ ام المومنین عائشہ صدیقہ ہین رضی اللہ عنہا وارضاہا عنا حافظ ابن کثیر فرماتی ہین سب عالمون کا اتفاق ہے اسپر کہ جو شخص عائشہ صدیقہ کو اسکے بعد گالی لگائے اور اسکو عیب لگاوی جو عیب لگاوی اسکے بعد جو اس آیت مین مذکور ہے تو وہ (مردود) کافر ہے کیونکہ اس نے قرآن مجید کو رد کیا اور اگر کوئی حضرت عائشہ کے سوا دوسری حضرت کی بی بیون کو گالی لگائے یا عیب لگاوے تو اس مین علما کے دو قول ہین ان مین سے صحیح یہ قول ہے کہ دوسری بی بیون کو عیب لگانا اور گالی نکالنا بہی ویساہی کفر ہے جیسے

عائشہ صدیقہ کو اور اسکا قول لعنوا فی الدنیا والآخرہ الآیۃ ویسا ہی ہے جیسے فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا یعنے جو لوگ ستاتے ہین اسہ کو اور اسکے رسول کو انکو پہٹکارا اسہ نے دنیا مین اور آخرت مین اور رکہی انکے واسطے ذلت کی مار اور بعض نے کہا یہ لعنت خاص ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی کے قاذفین کے ساتہ اگر کوئی کسی اور بی بی کو عیب لگا دے تو وہ ملعون نہین ہوتا سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی سے آیت باب کی تفسیر مین روایت کیا کہ یہ آیت خاص عائشہ صدیقہ رضی کے حق مین نازل ہوئی ہے رَوَاہُ اِبْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ اور سعید بن جبیر اور مقاتل بن حیان کا یہی قول ہے اور اس قول کو حافظ ابن جریر نے باسنادہ حضرت عائشہ رضی سے یون روایت کیا ہے کہ مجہہ کو عیب لگا جو عیب لگا اور مین بے خبر تہی اور مجہکو پیچہے معلوم ہوا پہر ایک وقت حضرت صلے اسہ علیہ وآلہ وسلم بیٹہے تہے میرے پاس جو آپ پر وحی نازل ہوئی اور جب آپ پر وحی نازل ہوتی تو آپ کو نیند سی آ لگتی اور آپ پر وحی اتری اسوقت جب آپ میرے پاس بیٹہے تہے پہر آپ بیٹہ گئے برابر ہوکر پونچہتے تہے اپنا مبارک ماتہا اور فرمایا اے عائشہ خوش ہو جا مینے کہا مین اسہ کی تعریف کرتی ہون آپ کی تعریف نہین کرتی پہر آپ نے پڑہی یہ آیتین اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ یہانتک کہ آپ پونچے اولئک مبرؤن مما یقولون لہم مغفرۃ و رزق کریم تک ھٰکَذَا اَوْرَدَہٗ اِبْنُ جَرِیْرٍ یعنے ابن جریر نے اسکو اسیطرح بیان کیا اور اس سیاق مین کوئی ایسا لفظ نہین ہے جس سے نکلے کہ یہ حکم عائشہ رضی کے ساتہ خاص ہے اس مین صرف اتنا مذکور ہے کہ عائشہ رضی ہی ان آیات کی نزول کا سبب ہین نہ انکے سوا کوئی اور عورت اگرچہ حکم عام ہے شامل ہے عائشہ رضی کو اور غیر عائشہ کو اور شاید ابن عباس اور انکے موافقین کے قول مذکور سے یہی مراد ہوگی کہ آیات کا سبب نزول عائشہ ہے نہ اسکے سوا دوسری عورت وَاللّٰہُ اَعْلَمُ ضحاک اور ابو الجوزا اور سلمہ بن نشیط کا یہ قول ہے کہ محصنت غفلت مؤمنات سے آیت مین خاص حضرت صلی اسہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیان مراد ہین نہ انکے سوا اور عورتین عوفی نے ابن عباس رضی سے آیت کی تفسیر مین روایت کیا کہ اس سے حضرت صلی اسہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیان مراد ہین عیب لگایا انکو اہل نفاق نے پہر انکے واسطے اسہ نے غضب اور لعنت کو واجب کر دیا اور لے آئے وہ اسہ کا غصہ پہر اسکے بعد یہ آیت اتری وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَۃِ شُھَدَآءَ سے لیکر غفور رحیم تک تو اس مین اسہ نے تازیانے لگانی اور توبہ کرنا نازل فرمایا پہر توبہ منظور ہو جاتی ہے اور شہادت منظور نہین ہوتی ابن عباس نے سورۂ نور کی تفسیر بیان کی جب پونچے اس آیت پر

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ الآیۃ تو فرمایا یہ آیت عائشہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور ازواج کے حق مین اتری ہے اور یہ آیت مبہمہ ہے اور جنہون نے عیب لگایا امہات مومنین کو انکی توبہ منظور نہین ہے پھر پڑھی یہ آیت وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمٰنِينَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ کہا تو اللہ نے عام عورتون کو عیب لگانیوالون کی توبہ کو منظور فرمایا اور جو محصنت غافلات مومنت کو عیب لگاوین انکی توبہ بیان نہین فرمائی پھر بعض لوگون نے ارادہ کیا کہ اٹھکر ابن عباسؓ کے سر کو بوسہ دین اسلیے کہ انہون نے سورہ نور کی تفسیر عمدہ طور پر بیان کی رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ فِي تَفْسِيرِهٖ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہین یہ جو ابن عباسؓ نے کہا یہ آیت مبہمہ ہے تو اس سے یہ مراد ہے کہ یہ آیت عام ہے ہر ایک محصنہ کے قذف کی تحریم مین اور قاذف کے دنیا اور آخرت مین ملعون ہونے مین اور یہی قول ہے عبد الرحمن بن زید بن اسلم کا کہ یہ وعید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قاذفین کے حق مین ہے اور سب لوگون کے حق مین بھی جو اس زمانہ مین مسلمان عورتون کو عیب لگاوین ولکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو اس مسئلہ مین پیشوا ہین اور حافظ ابن جریر نے بھی اس آیت کے عموم کو پسند کیا ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہین اور یہی مذہب صحیح ہے اور مؤید ہے اس آیت کے عموم کو ابو ہریرہ کی حدیث کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ قِيلَ وَمَا هُنَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبٰوا وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ یعنے بچو اور برطرف رہو اور علاحدہ رہو سات ہلاک کرنیوالی باتون سے لوگون نے عرض کیا اور سات ہلاک کرنیوالی باتین کیا کیا ہین یا رسول اللہ فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو کرنا اور خون کرنا جان کا جس سے منع کیا اللہ نے مگر جہان چاہیے اور سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا اور لڑائی کے دن پیٹھ دینا اور قید والی بیخبر ایمان والیون کو زنا کا عیب لگانا (یہ سات باتین ہلاک کر دیتی ہین) رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَأَخْرَجَاهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ مِنْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ بِهٖ حذیفہ مرفوعًا کہتے ہین محصنہ کو زنا کا عیب لگانا سو سال کے عمل برباد کرتا ہے رَوَاهُ الْحَافِظُ أَبُو الْقَاسِمِ الطَّبْرَانِيُّ اور اللہ تعالی کے قول يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ کی تفسیر مین سعید بن جبیر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ مشرک جب دیکھینگے کہ نہین داخل ہوتا بہشت مین مگر نمازی کہین گے آؤ

ہم رہی ملجا کہ انہ سترہ اسکا ہی منکر ہو جاوینگے تب مہر کر دیگا اللہ انکے موہون پر اور بتا دینگے انکو ہاتہہ اور
پاؤن اور نہ چہپا سکینگے اللہ سے ایک بات رواہ ابن ابی حاتم ابو سعید کہتے ہین فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ عُرِفَ الْكَافِرُ بِعَمَلِهٖ فَيَجْحَدُ وَيُخَاصِمُ فَيُقَالُ لَهٗ هٰؤُلَاءِ جِيْرَانُكَ
يَشْهَدُوْنَ عَلَيْكَ فَيَقُوْلُ كَذَبُوْا فَيُقَالُ اَهْلُكَ وَعَشِيْرَتُكَ فَيَقُوْلُ كَذَبُوْا فَيُقَالُ احْلِفُوْا
فَيَحْلِفُوْنَ ثُمَّ يُصْمِتُهُمُ اللّٰهُ فَتَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَيْدِيْهِمْ وَاَلْسِنَتُهُمْ ثُمَّ يُدْخِلُهُمُ النَّارَ .
یعنے جب قیامت کا دن ہوگا (اور) کافر اپنے عمل پہچانے گا تو منکر ہو جاویگا اور جہگڑے گا پہر کہا جاویگا یہ
تیرے ہمسائے تجہ پر گواہی دیتے ہین کافر کہے گا جہوٹ بولتے ہین پہر اسکو کہا جاویگا یہ تیرے گہر والے ہین اور
(نزدیک) ناتیوالے کافر کہیگا جہوٹ بولتے ہین کہا جاویگا اے کافرو) قسم کہاؤ کہ یہ جہوٹ بولتے ہین
کافر قسمین کہاوینگے (کہ یہ جہوٹے ہین) تب اللہ تعالی کافرون کو گونگے کر دیگا پہر گواہی دینگے ان پر
انکے ہاتہ اور زبانین پہر انکو دوزخ مین داخل کر دے گا رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَابْنُ جَرِيْرٍ انس بن مالک کہتے
ہین کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تہے تو آپ ہنسے یہانتک کہ آپ کی ڈاڑہین کہل
گئین پہر فرمایا اَتَدْرُوْنَ مِمَّا اَضْحَكُ یعنے تم جانتے ہو مین کیون ہنستا ہون ہمنے عرض کیا اللہ اور اسکا
پیغمبر بہتر جانتا ہے فرمایا مِنْ مُجَادَلَةِ الْعَبْدِ رَبَّهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ يَا رَبِّ اَلَمْ تُجِرْنِیْ مِنَ الظُّلْمِ
فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَقُوْلُ لَا اُجِيْزُ عَلَىَّ اِلَّا شَاهِدًا مِّنِّیْ مِنْ نَفْسِیْ فَيَقُوْلُ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ
شَهِيْدًا وَّبِالْكِرَامِ عَلَيْكَ شُهُوْدًا فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيْهِ وَيُقَالُ لِاَرْكَانِهٖ اَنْطِقِیْ فَتَنْطِقُ بِعَمَلِهٖ ثُمَّ
يُخَلّٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَلَامِ فَيَقُوْلُ بُعْدًا لَكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكُنَّ كُنْتُ اُنَاضِلُ یعنے مین ہنستا ہون
بندے کے جہگڑے کیطرف خیال کر کے جو اپنے رب سے قیامت کے دن جہگڑا کرے گا کہے گا اے میرے
مالک کیا تو نے مجہہ کو ظلم سے نہین بچایا پہر اللہ فرماویگا کیون نہین تو کافر کہے گا مین نہین جائز رکہتا جو
کوئی مجہہ پر گواہی دیوے اپنے وجود کے سوا تو اللہ فرماوے گا بس ہے آجکے دن تجہہ پر تیرا نفس گواہ اور
بس ہین تجہہ پر (آجکے دن) کراماً کاتبین گواہی دینے والے پہر مہر کیجاویگی اسکے موہنہ پر اور کہا جاویگا
اسکے جوڑون کو بولو بتاؤ پہر وہ بتا دینگے اسکا کیا پہر رہا کیا جاویگا اسکے درمیان اور کلام کے
درمیان (اسکے موہنہ سے مہر کو ہٹایا جاوے گا) پہر کہے گا (جوڑون کو) دوری ہو دور تمہارے واسطے
اور دفع ہو جاؤ پہر تمہاری ہی واسطے تو مین جہگڑتا تہا رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ اَيْضًا اور اسکو مسلم اور

نسائی دونون نے روایت کیا ابو بکر بن ابی النضر سے اور اسنے ابو النضر سے اور اسنے عبد اللہ اشجعی سے اسنے سفیان ثوری سے یہ حدیث کو پھر نسائی نے کہا ہم نہین جانتے کہ یہ حدیث کو کسی نے روایت کیا ہو سفیان ثوری سے اشجعی کے سوا واللہ اعلم ھکذا قال اور قتادہ کہتے ہین ابن آدم واللہ ان علیک لشھودا غیر متھمۃ من بدنک فراقبھم واتق اللہ فی سرک وعلانیتک فانہ لا یخفی علیہ خافیۃ الظلمۃ عندہ ضوء والسر عندہ علانیۃ فمن استطاع ان یموت وھو باللہ حسن الظن فلیفعل ولا قوۃ الا باللہ یعنے اے آدم کے بیٹے بخدا تیری عملون کے بیان کرنیکے لیے تیری بدن سے ایسے گواہ ہین جنکو تو تہمت نہین لگا سکیگا پھر تو انکا مراقبہ کر اور ڈر اللہ سے اپنے باطن مین اور ظاہر مین کیونکہ اللہ پر کوئی خافیہ مخفی نہین ہے اندھیرا اسکے نزدیک روشنی ہے اور باطن اسکے پاس ظاہر ہے پھر جو سکتا ہے کہ مرے اور وہ نیک گمان ہو اللہ کے ساتھہ تو ایسا کرے اور اس بات کی طاقت نہین مگر اللہ کی توفیق کے ساتھہ اور یہ جو اللہ نے فرمایا یومئذ یوفیھم اللہ دینھم الحق اور ابن عباسؓ نے دینہم کی حسابہم کے ساتھہ تفسیر کی اور کہا قرآن مجید مین جہان کہین دینہم کا لفظ ہے وہ معنے مین حسابہم کے ہے اور یہی غیر واحد کا قول ہے جمہور کے نزدیک حق کا لفظ منصوب ہے اس صورت مین حق دین کی صفت ہوگا اور مجاہد نے حق کو مرفوع پڑہا ہے اس صورت مین لفظ جلالہ (یعنے اللہ) کی صفت ہوگا اور بعض سلف سے مروی ہے کہ یہ آیت ابی بن کعب کی مصحف مین اسطرح لکہی ہے یومئذ یوفیھم اللہ الحق دینھم اور یہ جو فرمایا اور جانینگے کہ اللہ وہی ہے سچا کہولنے والا یعنے جانینگے کہ اسکے وعدے اور وعید اور حساب وہ سب ٹہیک ہین اور عدل جس مین کچہ ظلم نہین ہے فتح مین کہا ہے رمی سے رمی بالزنا مراد ہے اور محصنات سے عفائف مراد ہین اور اس لفظ کی تفسیر گذر چکی اور ہم بیان کر چکے کہ جو حکم حد قذف مین محصنہ عورتون کا ہے وہی حکم محصن مردون کا ہے اور اسپر لوگون کا اتفاق ہے اور غافلات سے وہ عورتین مراد ہین جو زنا سے بیخبر ہون اسطرح کہ انکو کبہی زنا کا خیال بہی نہ آیا ہو اور نہ وہ زنا کو جانین اور غافلات کی لفظ مین انکی کمال نزاہت اور انکے گریبان کی طہارت پر دلیل ہے بعض نے کہا غافلات سے سلیمات الصدور اور نقیات القلوب مراد ہین اور سلیمات الصدور و نقیات القلوب وہ عورتین ہین جو دغاباز اور تجربہ کار نہ ہون اور لوگون کے احوال کی گرانی سبکی سے خبردار نہ ہون پہر انکو وہ احوال معلوم نہین ہوتے جنکو تجربہ کار عراقات عورتین جانتی ہین اور ایسے ہی ہین نادان آدمی جنپر سینے کی صفائی اور لوگونپر حسن ظنی غالب ہو کیونکہ وہ اپنی دنیا کے امور سے غافل ہوتے ہین پہر وہ دنیا کی چالاکیون سے جاہل ہوتے ہین اور اپنی آخرت کی

طرف متوجہ اور انہون نے اپنے نفسون کو آخرت ہی کے ساتھہ مشغول کیا ہوتا ہے اور مومنات سے مومنات بالله و
رسولہ مراد ہین اب اس آیت مین خلاف ہی کہ آیا یہ آیت خاص ہے یا عام ہے تو سعید بن جبیر کا تو یہ قول ہے کہ یہ وعید
انہین لوگون کے ساتھہ خاص ہے جنہون نے عائشہ کو عیب لگایا اور مقاتل نے کہا یہ وعید خاص ہے عبد اللہ بن
ابی بن سلول منافقون کے سردار متولی کبر افک کے ساتھہ اور ضحاک اور کلبی کا یہ قول ہے کہ اس آیت مین محصنات
غافلات مومنات سے عائشہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور بی بیان مراد ہین نہ اور مومن مرد اور عورتین پہر
جو شخص امہات المومنین مین سے کسی کو عیب لگاوے تو وہ اس وعید کا مستحق ہے جو وعید اس آیت مین مذکور ہے ضحاک
نے کہا اور اس آیت کے حکمون مین سے ایک یہ حکم بہی ہے کہ جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیون مین سے
کسی بی بی کو عیب لگاوے اسکے لیے توبہ نہین ہے بخلاف اس شخص کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ازواج مطہرات کے سوا اور کسی عورت یا مرد کو عیب لگاوے کیونکہ اسکے لیے اللہ نے توبہ رکھی ہے جیسے اللہ نے
آیت والذین یرمون المحصنت کے آخر فرمایا اور الذین تابوا بعض نے کہا یہ آیت اسی شخص کے حق مین خاص ہے جو
عیب لگاوے پہر اُس سے توبہ نکرے بعض نے کہا یہ آیت مشرکین مکہ کے حق مین خاص ہے کیونکہ جب کوئی عورت
اللہ کی راہ مین اپنا گہر بار چہوڑ کر نکلتی تو وہ کہتے یہ تو اسلیے نکلی ہے کہ زنا کیا کرے اور بعض نے کہا یہ آیت
عام ہے شامل ہے ہر قاذف اور ہر مقذوف کو محصنات اور محصنین سے اور اسی کو نحاس نے اختیار کیا کہا علامہ
ابو الطیب نے اور یہی قول اہل اصول کی تقریر کے مطابق و موافق ہے کہ اعتبار الفاظ کے عموم کا ہوتا ہے نہ
سبب کے خاص ہونیکا کہا اہل علم نے کہ اگر اس آیت مین وہ قاذف مراد مین جو ایماندار ہین تو لعنت سے مراد اللہ
تعالی کے قول لُعِنُوا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مین تمامی حسن سے ابعاد ہے اہل ایمان کی زبانون پر اور حد کا انکو
لگنا اور تمام مسلمانون کا انکو چہوڑ دینا اور انکا رتبہ عدالت سے گر جانا اور اہل ایمان کا انسے نفرت کرنا اور
اگر اس آیت سے خاص عائشہ صدیقہ کے قاذفین مراد ہین تو یہ لعنت عبد اللہ بن ابی بن سلول کے حق مین خاص ہوگی
اور اگر اس آیت سے مشرکین مکہ مراد ہین تو وہ تو دنیا اور آخرت مین ملعون ہین یَوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمُ الآیۃ کی
تفسیر مین ابو سعید مرفوعا روایت کرتے ہین کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو کافر کو اسکے عمل جتائے جاوینگے پہر
وہ انکار کرے گا اور جہگڑے گا پہر حکم ہوگا قسم کہاؤ (کہ یہ گناہ تم نے نہین کیے) وہ قسم کہالینگے پہر اللہ انکو
گونگا کر دیگا (یعنے انکے مونہون پر مہر لگا دیگا) اور انپر انکی زبانین اور ہاتہہ گواہی دینگے پہر اللہ انکو دوزخ
مین ڈالدے گا اَخْرَجَہُ الطَّبَرَانِیُّ وَاَبُوْ یَعْلٰی وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَابْنُ مَرْدُوْیَہْ کہا علامہ نے اور مروی

ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت کی طریق سے وہ حدیثین جنسے عصاۃ کی جوارح وارکان عصاۃ
پر شہادت دینا ثابت ہوتا ہے اور حق سی خبرا ثابت مراد ہے جسکی ثبوت مین شک نہین ہی اور یوفیہم کو باب افعال
سے بہی پڑہا گیا ہے اور باب تفعیل سے بہی اور حق کو مرفوع پڑہا گیا اس تقدیر پر کہ وہ اللہ کی لغت ہی اور منصوب
بہی اس تقدیر پر کہ وہ دینہم کی نعت ہی کہا ابو عبیدہ نی اور اگر لوگون کے خلاف کے مکروہ ہونیکا ڈر نہ ہوتا تو حق
کا مرفوع پڑہنا ٹہیک تہا تو کہ وہ اللہ کی لغت ہوجاوی اور تو کہ موافق ہووے ابی بن کعبؓ کی قررت کی اور مروی
ہے یہ قررت ابن مسعودؓ سے کہا نحاس نے اور یہ ابو عبیدہ کی کلام پسندیدہ نہین ہے کیونکہ اس نے دلیل لی اس
قررت سے جو سواد اعظم کے مخالف ہی اور اس مین کوئی دلیل نہین ہے کیونکہ اگر ثابت ہوجاوی کہ ابی بن
کعب کے مصحف مین الحق کا لفظ دینہم سے پہلے ہے تو جائز ہے کہ وہ حق سی بدل ہو اور ابن عباسؓ نے دین کی
حساب کے ساتہہ تفسیر کی اور کہا دین کا لفظ جہان کہین قرآن مین ہے حساب کے معنے مین ہے بہز بن حکیم
عن جدہ سی مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑہی یہ آیت (اسطرح) یَوْمَئِذٍ یُّوَفِّیْهِمُ اللّٰهُ الْحَقَّ
دِیْنَهُمْ اَخْرَجَهُ الطَّبَرَانِیُّ وَغَیْرُهٗ اور یہ جو فرمایا وَیَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ یعنے جب اس امر
کا معاینہ کرینگے اور یہ امر ویسا ہی واقع ہوگا جیسے کتاب عزیز نے تبلایا تو جان لین گے کہ اللہ وہی ثابت ہی اپنی
ذات اور صفات اور افعال مین ظاہر کرنے والا ہے اشیا کو ہو بہو اور اللہ سبحانہ حق کی ساتہہ مسمے ہوا کیونکہ اسی کی
عبادت وہی حق ہی اسکے غیر کی عبادت کی سوا دوسرا یہ کہ حق کہتے ہین موجود کو اور اللہ موجود ہے اور اسکا نقیض
یعنے باطل وہ معدوم ہے اور اللہ نے قرآن مجید مین کسی گناہ پر گناہون مین سی اسقدر تغلیظ نہین کی جس قدر عائشہؓ
کے قذف وافک مین تغلیظ فرمائی تو ایجاز سے کام لیا اللہ نے اسمقام مین اور اشباع کیا اور تفصیل کی اور اجمال
کیا اور تاکید کے ساتہہ بیان فرمایا اور مکرر بیان فرمایا اور نہین ہے یہ مگر وہی جو مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ جو شخص
گناہ کرے پہر توبہ کرے تو اسکی توبہ مقبول ہے مگر انکی توبہ منظور نہین ہے جنہون نے عائشہؓ کے امر مین قدم ڈالا
اور یہ اللہ تبارک وتعالی کیطرف سی تعظیم ہے اور مبالغہ ہے افک کے امر مین اور اللہ تعالی نے چار شخصون کو بری
کیا اور بے عیب کر دکہایا چار چیزون کے ساتہہ بے عیب کیا یوسف علیہ السلام کو ایک گواہ کے ساتہہ زلیخا کے
لوگون مین سے اور موسی علیہ السلام کو اس پتہر کے ساتہہ جو آپ کے کپڑے لیکر بہاگ گیا اور مریم علیہا السلام کو
اسکا بیٹا بلوا کر اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کو ان آیات عظیمہ کے ساتہہ جنکو اللہ نے اپنی معجز کتاب مین اتارا جو تا
قیام ساعت وجہ دہر پر تلاوت ہوتی رہینگی ان مبالغات کی ساتہہ جنکو تو نے دیکہہ لیا اب تو غور کر اور سوچ

کہ عائشہؓ کی برارت اور ان لوگون کی برارت کے درمیان کسقدر تفاوت ہی اسطرح کہ نہین راضی ہوا اللہ سبحانہ عائشہؓ کے لیے کسی لڑکے کی برارت کے ساتھہ اور نہ نبی کی برارت کے ساتھہ یہانتک کہ بری کیا اسکو اپنی کلام کے ساتھہ قذف اور بہتان سے اور یہ کام نہین کیا مگر اپنے رسول کی منزلت و مرتبت کی بلندی کے اظہار کے لیے اور اسلیے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کرحرم کی عار کے لائق ہین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ پھر اللہ سبحانہ نے ان آیات کو جو اہل افک کے حق مین وارد ہین ایک جامع کلام پر ختم کیا اور فرمایا اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ○ گندیاں ہین گندون کے واسطے اور گندے ہین واسطے گندیون کے اور ستھریاں ہین واسطے ستھرون کے اور ستھرے ہین واسطے ستھریون کے وہ لوگ بے لگاؤ ہین ان باتون سے جو کہتے ہین انکو بخشش ہی اور روزی ہی عزت کی **ف** ابن عباسؓ نے کہا کسی پیغمبر کی عورت بدکار نہین ہوئی یعنے اللہ انکے ناموس تھاتا ہے انتہے ما فی موضح القرآن **ف** ابن کثیرؒ کہتا ہے کہ خبیثات سے ہر دو مقام مین اقوال خبیثہ مراد ہین اور خبیثین سے ہر دو مقام ہین رجال خبیثین مراد ہین اور طیبات سے دونو جگہہ مین اقوال طیبہ مراد ہین اور طیبین سے دونو جگہہ مین رجال طیبین قالہ ابن عباسؓ کہا ابن عباسؓ نے اور اتری یہ آیت عائشہؓ اور اہل افک کے حق مین اور ایسا ہی مروی ہے مجاہد اور عطاء اور سعید بن جبیر اور شعبی اور حسن بن ابی الحسن البصری اور حبیب بن ابی ثابت اور ضحاک سے اور اسیکو ابن جریر نے پسند کیا اور کہا کہ بری بات بُرے لوگون کے ساتھہ اولی ہے اور ستھری بات ستھرے لوگون کے ساتھہ انسب ہے اور غرض یہ ہے کہ جس بات کو اہل نفاق نے عائشہؓ کی طرف منسوب کیا وہ کلام انہین منافقون کے ہی لائق ہے اور عائشہ اولی ہے برارت اور نزاہت کے ساتھہ منافقون کے قول سے و لہذا فرمایا اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ عبد الرحمان بن زید بن اسلم کہتے ہین کہ خبیثات سے دونو مقام مین نسار خبیثہ مراد ہین اور خبیثین سے دونو جگہہ مین رجال خبیث مراد ہین اور طیبت سے ہر دو مقام مین نسار طیبہ مراد ہین اور طیبون سے ہر دو جگہہ مین رجال طیب اور اسقول کا حاصل بھی وہی ہے جو پہلے لوگون کے قول کا مآل و انجام ہے التزام کے طور پر اور معنے یہ ہین اللہ ایسا نہین تھا کہ عائشہؓ کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بی بناتا مگر اسوقت جب یہ طیبہ تھین کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر طیب ستھرے الطیب ہین اور اگر عائشہؓ خبیثہ ہوتی تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائق نہ تھی نہ شرعًا اور نہ قدرًا و لہذا فرمایا اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ یعنے یہ لوگ اہل افک

وعدوان سے بہت دور ہین لَهُم مَّغْفِرَةٌ انکی بخشش ہوگی بسبب اس کذب کے جو انکی حق مین انہون نے مشہور کیا وَرِزْقٌ كَرِيمٌ اور انکو اللہ کے ہان عزت کی روزی ملیگی جنات نعیم مین اور اس مین وعدہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیان جنت مین جاوینگی اسیر بن جابر عبداللہ کے پاس آئے اور بولے مینے ولید بن عقبہ سے آج ایک بات سنی ہے جو مجھکو پسند آئی تو عبداللہ نے کہا ایماندار کے دلمین ایک ستھرا قول ہوتا ہے اور وہ ہلتا ہے اسکے سینے مین (اور) نہین ٹھیرتا یہانتک کہ اسکو منہ پر لے آتا ہے پھر اس قول کو وہ آدمی سن لیتا ہے جو اسکے پاس ہوتا ہے اور اسکو اپنی (باتون مین) ملا لیتا ہے اور بد آدمی کے دل مین ایک اچھی بات ہوتی ہے اور وہ حرکت کرتی ہے اسکے سینے مین قرار نہین پکڑتی یہانتک کہ اسکو منہ پر لاتا ہے پھر اس اچھی بات کو وہ آدمی سن لیتا ہے جسکے پاس اچھی باتین ہوتی ہین تو وہ سنکر اسکو اپنی اچھی باتون مین ملا لیتا ہے پھر پڑھی عبداللہ نے یہ آیت اَلْخَبِيثٰتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبٰتِ آخر آیت تک اور اسی کی مثل ہے وہ حدیث جسکو امام احمد نے اپنی سند مین مرفوعًا روایت کیا کہ اس شخص کی مثال جو سمجھ کی بات سنتا ہے پھر نہین بیان کرتا مگر بری وہ بات جو اس نے سنی اس شخص کیطرح ہے جو ایک چرواہے کے پاس آیا اور بولا مجھکو ایک عمدہ بکری چن دے تو وہ بولا جا اور جس بکری کو تو لیا چاہے اسکا کان پکڑ لے پھر وہ گیا اور اس نے بکریون کے کتے کا کان پکڑ لیا اور دوسری حدیث مین ہے اَلْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ وَجَدَهَا اَخَذَهَا یعنے سمجھ کی بات مومن کا ضالہ ہے جہان اسکو پاوے لے لے شیخ سعدی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

باطل ست آنچہ مدعی گوید خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

مرد باید کہ گیرد اندر گوش ور نبشتہ ست پند بر دیوار

فتح کا لفظ یہ ہے کہ خبیثات سے نساء خبیثہ مراد ہین اور خبیثین سے رجال خبیث یعنی گندی عورتین گندے مردون کے ساتھ خاص ہین نہین قریب ہین کہ تجاوز کرین انکے غیر کیطرف کہا علامہ ابو الطیب مرحوم نے یہ کلام مستانف ہے مبنی ہے سنت الٰہی کے قاعدہ پر جو مخلوق مین جاری ہے اسکے مطابق کہ اللہ نے ایک ٹھک مقرر کیا ہے جو چلاتا ہے اہل کو اسکے اہل کیطرف اور ایسے ہی خبیث مرد خاص ہین گندی عورتون کے ساتھ نہین تجاوز کرتے گندی عورتون سے کیونکہ مجانست انضمام کیطرف بلانیوالی چیزون مین سے ہے اور ایسی ہی ستھری عورتین خاص ہین ستھرے مردون کے ساتھ اور ستھرے مرد ستھری عورتون کے ساتھ

مجاہد اور سعید بن جبیر اور عطا اور اکثر مفسرین کا تو یہ قول ہے کہ خبیثات سے کلمات خبیثہ مراد ہین اور خبیثین سے رجال
خبیث اور طیبات سے کلمات طیبہ اور طیبون سے رجال طیب اور ابن عباسؓ سے بہی ایسا ہی مروی ہے اور زیادہ کیا
ابن عباسؓ نے کہ یہ آیت نازل ہوئی اور لوگون کے حق مین جنہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بی ام
المومنین عائشہ صدیقہؓ کو بہتان لگایا اور قتادہؓ سے بہی اسکی مثل مروی ہے اور ایسا ہی مروی ہے تابعین
کی ایک جماعت سے نحاس نے کہا اور قول احسن الاقوال ہے زجاج نے کہا اس آیت کے یہ معنے ہین کہ بری باتین نہین
کرتے مگر بری آدمی اور بری عورتین اور ستہری باتین نہین کرتے مگر ستہری آدمی اور ستہری عورتین اور اسمین
مذمت اور برائی ہے ان لوگون کی جنہون نے عائشہؓ کو زنا کا عیب لگایا اور اس مین مدح ہے ان لوگون کی
جنہون نے بری کہا حضرت عائشہؓ کو بعض نے کہا یہ آیت مبنی ہے اللہ کے قول الزانی لاینکح الا زانیۃ پر تو خبیثات
سے تو زناکار عورتین اور طیبات سے پارسا عورتین مراد ہین اسیطرح خبیثون سے زناکار مرد اور طیبون سے پارسا مرد
مراد ہین ابن زید کہتے ہین یہ آیت عائشہ صدیقہؓ کے حق مین نازل ہوئی ہے جب منافقون نے انکو بہتان لگایا
تو اللہ تعالی نے اسکو معیب کر دکہایا اس عیب سے اور عبد اللہ بن ابی بن سلول وہ خبیث تہا اور وہ لائق تہا
کہ اسکے واسطے گندی عورت ہو اور وہ گندا اسکے واسطے ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ستہرے تہے تو لائق
تہا کہ آپ کے واسطے ستہری بی بی ہو تو عائشہؓ طیبہ تہین اور لائق تہا کہ عائشہؓ ستہرے مرد کے گہر مین ہون اولئک
مین اشارہ ہے طیبین اور طیبات کیطرف بعض نے کہا اشارہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات کی
طرف بعض نے کہا اشارہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عائشہ صدیقہؓ اور صفوانؓ بن معطل کیطرف بعض نے
کہا فقط عائشہؓ اور صفوانؓ بن معطل کیطرف کہا فراء نے اور یہ جمع ویسی ہی ہے جیسے اللہ کے قول فان کان لہ
اخوۃ مین جمع کیا حالانکہ اخوہ سے دو بہائی مراد ہین کہا ابن زید نے یہان سے عائشہ صدیقہؓ کی برات ثابت ہوئی
اور یہ جو فرمایا لہم مغفرۃ تو یا اسلیے کہ کوئی بشر زلات وخطیئات سے خالی نہین ہے اور رزق کریم سے جنت کا
رزق مراد ہے مروی ہے کہ عائشہؓ فخر کرتی کچہ اشیا پر کہ ساتہہ حوا اور کسی عورت کو وہ اشیا نہین دی گئین ایک
چیز ان مین سے یہ ہے کہ جبرئیل عائشہ صدیقہ کی صورت کو ریشم کے کپڑے مین چہپا کر لائے حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم پاس اور فرمایا یہ تیری بی بی ہے دنیا اور آخرت مین (دوسرے) حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے
سوا اور کسی کنواری سے نکاح نہین کیا اور آپ نے وفات پائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گود مین اور ان کی
باری مین اور دفن ہوئے انہین کے گہر مین اور آپ پر وحی اترتی اور یہ آپ کے ساتہہ ہوتی ایک کپڑے مین اور

اتری انکی برارت آسمان سے اور یہ صدیق اکبر اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی ہین اور پیدا ہوئین یہ ستھری اور انکو وعدہ ملا بخشش اور عزت کی روزی کا اور مسروق حب حضرت عائشہ صدیقہ سے حدیث بیان کرتے تو فرماتے کہ مجھ سے حدیث بیان کی صدیقہ صدیق کی بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حبیبہ نے جسکی برارت آسمان سے نازل ہوئی اور حسان نے عذر کر کر انکے حق مین یہ شعر کہے ؎

حصانٌ رزانٌ ما تُزنّ بریبۃٍ ۔ وتُصبحُ غرثیٰ من لحومِ الغوافلِ

حلیلۃُ خیرِ النّاسِ دیناً ومنصباً ۔ نبیِّ الھُدیٰ والمکرُماتِ الفواضلِ

عقیلۃُ حیٍّ من لویِّ بنْ غالبٍ ۔ کرامِ المساعی مجدُھا غیرُ زائلِ

مھذّبۃٌ قد طیّبَ اللہُ خیمھا ۔ وطھّرھا من کلِّ شینٍ وّباطلِ

یعنے عائشہ پارسا ہین اور اپنی مجلس مین عزت والی اور کسی تہمت کے ساتھہ متہم نہین ہین اور صبح کرتے ہین بھوکے رہکر بے خبر عورتون کے گوشت سے یعنے کسی کی غیبت نہین کرتی بی بی ہین اس پاک شخص کی جو سب لوگون سے دین اور منصب کے رو سے بہتر ہے اور وہ نبی ہے جو ہدایت اور جوانمردی اور فضائل کیطرف راہ بتاتا ہے اور عائشہ عقل والی ہے لوی بن غالب کے قبیلہ سے جو جواد اور کرم مین سرگرم ہین اسکی بزرگی زوال پذیر نہین ہے اسکے خلق پاکیزہ ہین اللہ نے پاک کیا اسکی خو اور طبیعت کو اور ستھرا کیا اسکو ہر عیب اور زشتی اور جھوٹ سے اور جب اللہ فارغ ہوا زنا پر ڈانٹنے سے اور قذف کے بیان کرنے سے تو گھرون مین بلا اجازت داخل ہونے پر زجر کرنا شروع کیا کیونکہ بلا اجازت چلے جانے مین مردون کے عورتون کے ساتھہ ملجانے کا اندیشہ ہے اور بسا اوقات مرد عورتون کے اختلاط سے ان دونون امرون مین جو مذکور ہوئے کوئی امر ظاہر ہو جاتا ہے دوسرا یہ کہ انسان اپنے گھر مین اور اپنی تنہائی کے مکان مین کبھی ایسی حالت پر ہوتا ہے کہ اسکی طرف غیر کو نظر کرنا حرام ہو جاتا ہے تو اللہ تعالی نے دوسرے لوگون کے گھرون مین بلا اجازت چلے جانے کو منع فرمایا اور فرمایا یاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَھْلِھَا ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْھَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْھَا حَتّٰی یُؤْذَنَ لَکُمْ وَاِنْ قِیْلَ لَکُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا ھُوَ اَزْکٰی لَکُمْ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ۝ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْکُوْنَۃٍ فِیْھَا مَتَاعٌ لَّکُمْ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَکْتُمُوْنَ ۝ اے ایمان والو مت جایا کرو کسی گھرون مین اپنے گھر کے سوا جبتک بول چال کر لو اور سلام دے لو ان گھر والون پر یہ بہتر ہے تمہارے حق مین شاید تم یاد رکھو

ف یعنے بےخبر کسی کے گھر مین نہ گھس جاوے کیا جانے وہ کس حال مین ہین اول آواز دیوے سب سے بہتر آواز سلام کی ف
پہر اگر نہ پاؤ اس مین کوئی تو اس مین نہ جاؤ جب تک پروانگی نہ ہو تمکو اور اگر تم کو کہئیے کہ پہر جاؤ تو پہر جاؤ اسمین
خوب ستہرائی ہے تمہاری اور اللہ جو کرتے ہو جانتا ہے ف کوئی گھر مین نہ ہو اور پروانگی دی رکھی ہو تو جانے
گھر مین چلے جاؤ اور نہ دی ہو تو نہ جاؤ اور پہر جاؤ کہے سو بُرا نہ مانو اس مین آپس مین ملاقات صاف رہتی ہے
ایک کا دوسرے پر بوجہ نہین پڑتا ف نہین گناہ تمپر اس مین کہ جاؤ ان گھرون مین جہان کوئی نہین بستا
اس مین کچہ چیز ہو تمہاری اور اللہ کو معلوم ہے جو کہولتے ہو اور جو چہپاتے ہو ف شاید سننے والون کے دل مین
آیا ہوگا کہ جس گھر مین کوئی نہین رہتا تو کس سے پروانگی لیوے یہ ہر وقت پوچہکر جانا جدے گھر والون کو ہے اور جو ایک گھر
کے لوگ ہین جیسے لونڈی غلام یا اولاد انکو ہر وقت پوچہنا ضرور نہین مگر تین وقت خلوت کی وہ اس سورت کے آخر
مین مذکور ہین انتہے مافی موضح القرآن ف ابن کثیر کہتے ہین یہ شرعی ادب ہین جنکے ساتھ اللہ تعالی نے اپنے
ایماندار بندون کو ادب دیا اور یہ گھر مین جانے کے واسطے اجازت لینے کے آداب ہین اللہ تعالی نے ایمان والون
کو ارشاد فرمایا ہے دوسرے لوگون کے گہرون مین چلے نہ جایا کرین یہانتک کہ بول چال کر لین اور اندر جانے سے
پہلے اجازت لے لیا کرین اور اجازت کے بعد السلام علیکم کہہ لیا کرین اور تین بار اجازت لینا چاہیے اگر اجازت
ملجاوے تو بہتر ورنہ پہر آنا چاہیے جیسے صحیح بخاری مین ہے کہ ابو موسیٰ نے حضرت عمرؓ کے گہر جانے کے لیے تین
بار اجازت مانگی تو ان کو اجازت نہ ملی وہ واپس ہو گئے جب ابو موسیٰؓ واپس ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا
مین نے عبداللہ بن قیس (یعنے ابو موسیٰ) کا آواز نہین سُنا تہا وہ تو اجازت مانگ رہے تہے انکو اندر جانے کی اجازت
دو لوگون نے انکو جا کر دیکہا تو وہ چلے گئے تہے جب ابو موسیٰؓ پہر آئے تو عمرؓ نے کہا آپ کیون چلے گئے ابو موسیٰؓ نے
کہا مینے تو تین بار اجازت مانگی تہی جب مجہے اجازت نہ ملی تو مین چلا گیا اور مینے سُنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے کہ آپ فرمایا کرتے تہے جب ایک تمہارا تین بار اجازت طلب کرے اور اسکو اجازت نہ ملی تو وہ لوٹ
جاوے تو عمر نے کہا اس حدیث پر گواہ لاؤ ورنہ مین آپ کو سخت پیٹون گا تو ابو موسیٰؓ انصار کی ایک جماعت کے
پاس گئے اور انکے آگے بیان کیا جو کہا عمرؓ نے تو وہ بولے نہ گواہی دیگا تیرے لیئے اس امر پر مگر ہم مین سے چہوٹا سا
لڑکا (یعنے اس امر کو چہوٹے لڑکے جانتے ہین) پہر اٹہا ابو موسیٰؓ کے ساتھ ابو سعید خدریؓ اور عمرؓ کو جا کر
اس حدیث سے خبر دی تو عمرؓ نے کہا مجہ کو اس حدیث کے سننے سے بازارون مین تجارت کرنے نے روک لیا انسؓ سے
یا کسی اور سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعدؓ بن عبادہ کے گہر جانے کے لیے اجازت طلب

کی تو فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ سعدؓ بولی وعلیک السلام ورحمۃ اللہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعدؓ کا جواب نہ سنا یہانتک کہ تین بار کسلام کہا اور سعد نے تین بار جواب دیا لیکن آپکے گوش باہوش تک سعدؓ کی جواب کا آواز نہ پونچا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوٹ گئی اور سعدؓ آپکے پیچھے گئے اور عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپنے جتنی بار سلام کہے انکو میرے کان سنتے رہے اور مین انکا جواب دیتا رہا اور بلند آواز سے جواب دیکر مینے آپکو نہین سنایا اور مینے ارادہ کیا کہ آپ میرے واسطے سلامتی کی دعا بہت بار کرین اور میرے واسطے بہت برکتین مانگین پھر سعد آپ کو گھر مین لایا اور منقی آپکے آگے رکھا پھر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منقی کھایا جب آپ کھا کر فارغ ہوئے تو فرمایا اَکَلَ طَعَامَکُمُ الاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ المَلٰئِکَۃُ وَاَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّائِمُوْنَ یعنے کھایا تمہارا کھانا نیکوں نے اور رحمت طلب کرتی ہین اور دعا کرتے ہین تمہاری واسطے فرشتے اور روزہ کھولا تمہاری پاس روزہ دارون نے رَوَاہُ الاِمَامُ اَحْمَدُ قیسؓ بن سعدؓ کہتے ہین آئے ہماری گھر مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو سعدؓ نے آہستہ آواز کے ساتھ جواب دیا قیسؓ کہتے ہین مینے کہا اپنے باپ کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اجازت کیوں نہین دیتا تو وہ بولا تو چھوڑ دے آپکو بہت بار سلام کرین ہمپر پھر حضرت نے فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو سعد نے پھر آہستہ جواب دیا پھر حضرتؐ نے فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو سعد نے پھر آہستہ جواب دیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوٹکر چلے گئے اور سعد بھی پیچھے پیچھے گیا اور بولا یا رسول اللہ مین سنتا رہا آپکا سلام اور جواب دیتا رہا آپکے سلام کا آہستہ تو کہ آپ بہت بار ہمپر سلام کرین قیس نے کہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سعد کی ساتھ آئے اور سعد نے ارشاد کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہلانیکا پھر آپنے غسل کیا پھر سعد نے دی آپکو ایک اوڑھنی جو زعفران سے یا ہارسنگار کی بوٹی سے رنگی ہوئی تھی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونو ہاتھ اٹھائے اور آپ فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتَکَ وَرَحْمَتَکَ عَلٰی اٰلِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ یعنے الٰہی کر مہربانی اور رحمت اپنی سعد بن عبادہ کے گھر والوں پر پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا کھایا پھر جب آپنے واپس ہونیکا ارادہ کیا تو سعد نے گدہا آپکے نزدیک کیا جسکی پیٹھ پر چادر بچھائی تھی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسپر سوار ہوئے سعد نے کہا ای قیس تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ جا قیس کہتے ہین پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سوار ہو جا تو مین نے انکار کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا سوار ہو اور یا واپس جا تو مین واپس ہو گیا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ مین

حَدِيْثِ اَبِيْ عَمْرٍو الْاَوْزَاعِيِّ حافظ ابن کثیر کہتے ہین اور یہ حدیث اور طرق سے بہی مروی ہے اور یہ حدیث جید ہے
قوی ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور یہی اجازت کے آداب مین سے ہے کہ اجازت لینے والا جب کسیکے گہر مین جانیکے لیے
اجازت طلب کرے تو اسکے دروازے کے سامنے ہو کر کہڑا نہو وے لیکن دروازے کی داہنی طرف ہو کر کہڑا ہووے
یا بائین طرف عبداللہ بن بسر کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی شخص کے دروازے پر جاتے تو دروازے
کے سامنے کہڑے نہوتے بلکہ دروازے کی داہنی طرف کہڑے ہوتے یا بائین طرف اور فرماتے السلام علیکم
السلام علیکم اور یہ اسلیے کہ دروازون پر اس زمانہ مین پردے نہین تہے رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَانْفَرَدَ بِهٖ
ہزیل کہتے ہین سعد نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گہر مین جانے کے لیے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
اجازت چاہی اور دروازے پر کہڑا ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسطرف ہو جا یا اسطرف
یعنے دروازے سے داہنی طرف یا بائین طرف) کیونکہ اجازت جو طلب کیجاتی ہے تو اسی نظر کی خاطر طلب
کیجاتی ہے (جو کہین کسی عورت پر نہ پڑجاوے) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَقَدْ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ الطَّيَالِسِيُّ
عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ مِنْ حَدِيْثِهٖ اور صحیحین مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَوْ اَنَّ
امْرَأً اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ اِذْنٍ فَخَذَفْتَهٗ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهٗ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ
یعنے اگر ایک مرد تجہہ پر تیری اجازت کے سوا جہانکے اور تو کنکرے مار کر اسکی آنکہہ نکالدیوے تو تجہہ پر کوئی گناہ
نہین ہے جابرؓ کہتے ہین مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اس قرض کے لیے جو میرے باپ پر تہا اور
مینے آکر آپکا دروازہ ٹہوکا تو آپنے فرمایا کون ہے مینے کہا مین ہون آپنے فرمایا مین تو مین بہی ہون جابرؓ
کہتے ہین گویا آپنے میرے اس جواب کو برا جانا اَخْرَجَهُ الْجَمَاعَةُ مِنْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ حافظ ابن کثیر کہتے ہین آپنے مکروہ جانا اس جواب کو اسلیے کہ اس لفظ کے ساتہہ
جواب دینے سے اس لفظ کا بولنے والا معلوم نہین ہوتا جب تک کہولکر اپنا نام نہ لے یا اپنی کنیت بیان نہ
کرے جسکے ساتہہ وہ مشہور ہے ورنہ ہر ایک انا کے لفظ سے اپنے آپکو تعبیر کر سکتا ہے پہر استیذان سے جو
مقصود ہے وہ حاصل نہین ہوتا عوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ استیناس سے استیذان مراد ہے
اور یہی غیر واحد کا قول ہے اور سعید بن جبیر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا اس آیت کی تفسیر مین لَا تَدْخُلُوْا
بُيُوْتًا حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا کہ یہ لکہنے والون کی غلطی ہے اور اصل مین ہے حَتّٰى تَسْتَاْذِنُوْا وَ

وَتُسَلِّمُوْا رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ وَهٰكَذَا رَوَاهُ هُشَيْمٌ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ وَهُوَ جَعْفَرُ بْنُ اِيَاسٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمِثْلِهٖ اور اتنا زیادہ کیا کہ ابن عباسؓ اس آیت کو پڑھتے تھے اسطرح حَتّٰی تَسْتَاذِنُوْا وَتُسَلِّمُوْا اور پڑھتے تھے ابن عباسؓ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرارت پر اور یہ ابن عباسؓ کی نہایت غریب روایت ہے ابراہیم نخعی کہتے ہین ابن مسعودؓ کی مصحف مین یہ آیت اسطرح ہے حَتّٰی تُسَلِّمُوْا عَلٰی اَهْلِهَا وَتَسْتَاذِنُوْا اور یہ بہی ابن عباسؓ سے ایک روایت ہے اور اسکو ابن جریر نے اختیار کیا صفوان نے کلدہ بن حنبل کو ہدیہ اور ہرن اور ککڑیان دیکر حضرتؐ کے پاس بہیجا فتح مکہ مین اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلے وادی مین تہے کلدہ کہتے ہین مین داخل ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ تو مین نے سلام نہ کیا اور مینے اجازت نہ مانگی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوٹ جا اور کہہ السلام علیکم کیا مین آجاؤن اور یہ اسوقت کی بات ہے جب صفوان مسلمان ہو چکا تہا رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَرَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٖ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِهٖ ربعی کہتے ہین ایک مرد نے بنی عامر کے قبیلے مین سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اجازت طلب کی اور آپ گہر مین تہے تو وہ بولا کیا مین داخل ہوجاؤن تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے خادم کو جا اسکے پاس اور اسکو اجازت مانگنا سکہا اور اسکو جاکر کہہ یون اجازت مانگ السلام علیکم کیا آجاؤن تو اس مرد نے سنکر کہا السلام علیکم کیا مین آجاؤن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو اجازت دی پہر وہ اندر آیا رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ عمر بن سعید ثقفی کہتے ہین ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت مانگی اور بولا أَأَلِجُ اَوْ اَنْلِجُ یعنے کیا مین آجاؤن یا یون بولا کیا ہم آجاوین تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لونڈی کو فرمایا جسکا نام روضہ تہا جا اسکو اجازت مانگنا سکہا دی اسکو اجازت مانگنا نہین آتا اور اسکو کہہ یون اجازت طلب کرے السلام علیکم أَأَدْخُلُ یعنے السلام علیکم کیا مین آجاؤن اس نے سنکر کہا السلام علیکم أَأَدْخُلُ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آجا رَوَاهُ هُشَيْمٌ جابر بن عبداللہ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ یعنے کلام کرنے سے پہلے السلام علیکم کہنا چاہیے رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ پہر کہا ترمذی نے عنبسہ جو اسحدیث کا راوی ہے وہ ضعیف الحدیث اور ذاہب الحدیث ہے اور محمد بن زاذان جو اسحدیث کا راوی ہے اس مین بہی نکارت اور ضعف ہے مجاہد کہتے ہین ابن عمرؓ اپنی حاجت پوری کرکے آئے اور گرمی نے آپ کو تنگ کردیا تہا پہر آئے قریش کی ایک عورت کے خیمہ کے پاس اور فرمایا السلام علیکم أَأَدْخُلُ وہ بولی اُدْخُلْ بِسَلَامٍ یعنے آجاؤ سلامتی کے ساتہ پہر دوبارہ فرمایا عبداللہ

ابن عمرؓ نے السلام علیکم أأدخل اس عورت نے یہی کہا أأدخل بسلام یعنے سلامتی کے ساتھہ آجاؤ اور آپ آرام لی رہے تھے دونون پاؤن کے درمیان (یعنے کبھی ایک پاؤن پر کھڑے ہوتے اور کبھی دوسرے پر) فرمایا یون کہہ أأدخل وہ بولی أأدخل پھر آپ اندر آئے رواہ ھشیم ام ایاس کہتی ہین مین ان چار عورتون مین سے ایک عورت تھی جنہون نے حضرت عائشہؓ کے پاس جانیکی اجازت طلب کی اور بولین ہم آجاوین تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا نہ آؤ کہو اپنی صاحبہ کو اجازت طلب کرو وہ بولی السلام علیکم أندخل یعنے السلام علیکم کیا ہم آجاوین فرمایا آجاؤ اور استدلالاً یہ آیت پڑہی یا ایھا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا آخر آیت تک رواہ ابن ابی حاتم ابن مسعودؓ کہتے ہین تم پر واجب ہی اجازت لینا اپنی ماؤن اور بہنون پر رواہ ابن ھشیم عدی بن ثابت کہتے ہین انصار کی ایک عورت بولی یا رسول اللہ مین اپنے گھر مین ایسی حالت پر ہوتی ہون جس مین مین چاہتی ہون کہ مجہ کو کوئی شخص نہ دیکھے نہ میرا باپ اور نہ میری اولاد اور ہمیشہ میرے پاس میرے گھر کے آدمی آتے جاتے ہین اور مین اسی حال مین ہوتی ہون تب یہ آیت اتری یا ایھا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتا الآیۃ قالہ اشعث راویا عن عدی بن ثابت عطا بن ابی رباح ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہین کہ اونہون نے کہا تین آیتون کا لوگون نے انکار کیا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنے تم مین سے اللہ کے نزدیک وہ بزرگتر ہے جو تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈری اور لوگ کہتے ہین ان اکرمھم عند اللہ اعظمھم بیتا یعنے لوگون مین اللہ کے نزدیک وہ شخص عزت والا ہے جسکا گھر سب لوگون کے گھر سے بزرگتر ہو فرمایا اور ادب کا تو بالکل لوگون نے انکار کر دیا ہے عطار کہتے ہین مینے کہا کیا مین اجازت مانگا کرون اپنی بہنون پر جو میری پرورش مین یتیمہ ہین میرے ساتھہ ایک ہی گھر مین فرمایا ہان اجازت لیا کر اسلئے جب تو انکے پاس جایا کرے پھر مینے بار بار یہ سوال کیا تو کہ مجہکو رخصت دیدوین بہنو نپر بلا اجازت جانیکی تو ابن عباسؓ نے رخصت نہ دی اور فرمایا تو چاہتا ہے کہ انکو برہنہ تن دیکھہ لیوی مینے کہا نہین فرمایا پھر اجازت لیکر جایا کر مینے پھر سوال کو لوٹایا تو فرمایا تو اللہ کی فرمانبرداری چاہتا ہے مینے کہا ہان فرمایا پھر اجازت لیکر جایا کر قالہ ابن جریج راویا عن عطاء بن ابی رباح طاوس کہتے ہین مین کسی عورت کے ستر گاہ کیطرف دیکھنا اتنا برا نہین جانتا جسقدر محرم کی ستر گاہ کیطرف دیکھنا برا جانتا ہون ابن طاوس کہتے ہین کہ طاوس سہین سختی کرتے تھے زہری کہتے ہین مینے سنا ہزیل بن شرحبیل اعودی اعمی سے کہتے تھے مینے سنا عبد اللہ بن مسعودؓ سے فرماتے تھے تم پر واجب ہی کہ اجازت لیکر اپنی ماؤن کے پاس جایا کرو

ابن جریج کہتے ہین مینے عطا سی پوچھا کیا مرد اپنی بی بی کے پاس جاتے وقت بہی اجازت لی عطا نے کہا نہین حافظ
ابن کثیر کہتے ہین اور یہ عطا کا قول محمول ہے عدم وجوب پر ورنہ بہتر تو یہ ہے تو بی بی کے پاس جاتے ہوئے اس کو
خبردار کردے اور اچانک اسکی پاس نہ چلا جاوی اسلیے کہ احتمال ہے کہ اسکو ایسی حالت پر دیکہے جس حالت پر دیکہنا
تجہ کو برا معلوم ہووے زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ میرا خاوند عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (جب کسی ضرورت کے لیے جاتا) تو
اس ضرورت سی واپس ہوکر گھر آتا تو دروازے پر کہڑے ہوکر کہنکارتا اور تہوک ڈالتا اس ڈر کے مارے کہ کہین ہم کو
ایسی حالت پر نہ دیکہے جس کو وہ برا جانے رَوَاہُ الْحَافِظُ اَبُوْ جَعْفَرِ ابْنُ جَرِیْرٍ حافظ ابن کثیر نے کہا اس حدیث
کا اسناد صحیح ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ عبد اللہ جب اپنی گہر مین آتا تو بول چال کرا اور آواز بلند کر کر آتا رَوَاہُ
ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ اور مجاہد نے یستئناس کی تفسیر کی تنحنح اور تہوک ڈالنے کے ساتھ اور فرمایا امام احمد بن حنبل
رحمہ اللہ نے جب مرد اپنے گہر مین آوے تو اسکے لیے تنحنح کرنا یا پاؤن کا زمین پر مارنا مستحب ہے ولہذا صحیح مین حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ آپ نے منع کیا اس بات سی کہ کوئی آدمی رات کو گہر مین آوی (سفر سے)
اور ایک روایت مین ہے لِئَلَّا یَتَخَوَّنَهُمْ یعنے تو کہ تہم نہ کہاوی انکی طرف سی اور دوسری حدیث مین آیا ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئی مدینہ مین دنکو تو اپنی سواری کو مدینہ کے میدان مین ٹہرا دیا اور فرمایا راہ دیکہو
اور ٹہیر جاؤ یہانتک کہ ہم جاوین (مدینہ کے اندر) پچہلی پہر اتنے مین جن عورتون کے بال پراگندہ ہین وہ بالون کی
پراگندگی دور کر لینگے اور جن عورتون کو سوئی زہار لیے زمانہ گذر گیا ہے وہ اپنا زیر ناف صاف کر لینگی
ابو ایوب رضی اللہ عنہ کہتی ہین مینے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سلام ہے (جو ہماری درمیان مروج ہے)
پہر استیناس کیا ہے (جسکا سورہ نور مین مذکور ہے) فرمایا بات کرے آدمی سبحان اللہ کہنے کے ساتھ یا اللہ اکبر
کہکر یا الحمد للہ کہکر اور حلق صاف کرے (کہنکارے) تو کہ اجازت دین گہر والے رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ کہا
حافظ ابن کثیر نے یہ حدیث غریب ہے قتادہ نے کہا استیناس سے تین بار اجازت لینا مراد ہے پہر جسکو اجازت
نہ ملے وہ لوٹ جاوے لیکن پہلی بار اجازت لینا تو وہ گہر والون کو سنانے کے واسطے ہے اور دوسری بار کی
اجازت لینا اسلیے کہ گہر والے اپنا بچاؤ لے لین اور تیسری بار ہین وہ چاہین تو اجازت دیدیوین چاہین
نہ دیوین اور جنہون نی تجہکو اجازت نہین دی انکے دروازے پر مت کہڑا رہ کیونکہ لوگون کو ضرورتین ہوتی
ہین اور اللہ عذر قبول فرماتا ہے (تو تم کیون عذر نہین مانتے) اور کہا مقاتل بن حیان نے اللہ تعالی کے قول
یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَهْلِهَا کی تفسیر مین

کہ کفر کے زمانے مین جب کوئی اپنے دوست کو ملتا تو اسکو سلام نہ کرتا اور کہتا حُیِّیتَ صَبَاحًا وَحُیِّیتَ مَسَاءً
یعنے تو صبح شام کرے زندگی سے اور لوگون کی آپنے درمیان ملنے کی یہی دعا تھی اور جب ان مین سے کوئی کسی کے گھر
جاتا تو بلا اجازت اندر چلا جاتا اور کہتا مین آگیا یا اسی معنے مین کچھ اور لفظ کہتا تو یہ بات اس شخص پر ناگوار
گذرتی اور بعض وقت وہ شخص جسکے گھر دوسرا آدمی جاتا وہ اپنی بی بی کے ساتھہ مشغول ہوتا تو اللہ نے ان
سب باتون کو ستر اور عفت کے ساتھہ بدلدیا اور مقرر کیا ایسا طریق جو پاک صاف ہی میل کچیل سب طرح کی
آلودگیون سے اور فرمایا یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا
عَلٰی اَھْلِھَا الآیۃ کہا حافظ ابن کثیر نے اور مقاتل بن حیان کا یہ قول بہت عمدہ ہے ولہذا اللہ تعالی نے
فرمایا ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ یعنے اجازت لینے مین طرفین کی بہترائی ہے اجازت لینے والے
کی اور اہل بیت کی اور یہ ستھرائی اور صفائی تمکو سوچ کرنے اور غور کرنے کے بعد معلوم ہوسکتی ہے اور
یہ جو فرمایا پھر اگر نہ پاؤ اس مین کوئی تو نہ جاؤ جب تک تم کو اجازت نہ ملے تو یہ اسلیے کہ اس مین بلا اجازت غیر
غیر کے ملک مین تصرف ہے وہ چاہے اجازت دیوے چاہے نہ دیوے اور یہ جو فرمایا اگر تم کو کہا جاوے
چلے جاؤ تو چلے جاؤ اس مین ستھرائی ہے تمہارے واسطے یعنے تمہارے چلے جانے اور پھر جانے مین تمہارے
واسطے صفائی اور بہترائی ہے اور اللہ تعالی تمہارے اعمال سے واقف ہے قتادہ کہتے ہین کہا بعض مہاجرین
نے البتہ مین جو ہمیشہ رہا ساری عمر اس آیت پر عمل کرنے کا تو نہ پایا یعنے وہ زمانہ جس مین اجازت مانگتا
اپنے بعض بھائیون سے اور وہ مجھکو فرماتے تو لوٹ جا اور مین لوٹ جاتا اور مین آرزو کرتا ہون کہ مجھہ پر ایسا
زمانہ آوے جس مین اللہ کے قول وَاِنْ قِیْلَ لَکُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا ھُوَ اَزْکٰی لَکُمْ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
عَلِیْمٌ پر مین عمل کرون اور کہا سعید بن جبیر نے آیت باب کی تفسیر مین لَا تَقِفُوْا عَلٰی اَبْوَابِ النَّاسِ یعنے
لوگون کے دروازون پر مت کھڑے ہوو اور یہ جو اللہ نے فرمایا تم کو اس گھر مین جانا گناہ نہین ہے جس
مین آبادی نہین ہے اور اس مین تمہارا اسباب پڑا ہے تو یہ کریمہ پہلی آیت سے خاص ہے کیونکہ اس آیت سے
معلوم ہوتا ہے کہ غیر آباد گھرون مین جن مین اپنا اسباب پڑا ہو بلا اجازت جانا جائز ہے اس گھر کی طرح جو
مہمانون کے واسطے طیار کیا جاتا ہے اور اس مین جانے کے واسطے صرف ایک بار کی اجازت ہی کافی ہوتی
ہے کہا ابن جریج نے اللہ کے قول لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْکُوْنَۃٍ فِیْھَا مَتَاعٌ لَّکُمْ مین استثناء
ہے آیت لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ سے اور ایسا ہی مروی ہے عکرمہ اور حسن بصری سے اور دوسرون نے

کہا بیوتاً غیر مسکونة سے بیوت تجار مراد ہین جیسے سرائین اور منازل اسفار اور مکہ معظمہ کے گہر اور اسکو حافظ
ابن جریر نے پسند کیا اور حکایت کیا اس قول کو ایک جماعت سے لیکن پہلا قول بہت ظاہر ہے واللہ اعلم اور
مالک نے زید بن اسلم سے روایت کیا کہ بیوت غیر مسکونة سے بالون کی گہر مراد ہین فتح کا بیان یہ ہے کہ بیوتا غیر بیوتکم
سے وہ گہر مراد ہین جو تمہاری ملک مین نہین ہین اور نہ تم ان مین بستے ہو اور نہ تمہارا انپر کوئی شرعی قبضہ
ہے رہے وہ گہر جنکو تمنے کرایہ پر لیا ہے یا مانگ کر لیا ہے تو انکا حکم وہی ہے جو اپنے گہرون کا ہے اور
استیناس سے استعلام اور استخبار مراد ہے اور معنے یہ ہین یہانتک کہ تم جان لو کہ گہر والے نے تمکو جان
لیا ہی اور یہ بہی جان لو کہ صاحب بیت نے تمکو اندر جانے کی اجازت دیدی ہے جب تمکو یہ بات معلوم ہوجاوے
تو پہر اندر چلے جاؤ آور اسی محاورے سے ہے اللہ تعالی کا قول فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا - ای علمتم
مِّنْهُمْ رُشْدًا یعنے پہر اگر جانو یتیمون مین ہوشیاری کہا خلیل نے استیناس سے استکشاف مراد ہے
اور یہ ماخوذ ہے انس الشیٔ سے جب کسی چیز کو دیکہے جیسے اللہ سبحانہ وتعالے نے فرمایا ہے اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا
یعنے مینے دیکہی ہے آگ کہا ابن جریر نے تَسْتَاْنِسُوْا معنے مین تُؤْمِنُوْا اَنْفُسَكُمْ کے ہے یعنے یہانتک
کہ تم اپنی جانون کو آرام دو کہا ابن عطیہ نے فعل کا استفعال سے ہونا افعال کے معنے مین ہے جیسے انکار کرتا
ہے کہا علامہ ابو الطیب نے اور ابن جریر کی اسکلام کے یہ معنے ہین کہ یہان استیناس سے وہ استیناس
مراد ہے جو استیحاش کے خلاف ہے کیونکہ جو شخص دوسرے کے دروازے پر جاتا ہے اسکو معلوم نہین ہوتا جانے
ملیگی یا نہین تو وہ مستوحش کیطرح ہے یہانتک کہ اسکو اجازت دیجاوے پہر جب اسکو اجازت مل گئی تو اب
اُس نے آرام پالیا پہر اللہ سبحانہ وتعالی نے اور لوگون کے گہرون مین جانے سے منع فرمایا یہانتک کہ
جانیوالے کو اجازت دیجاوے بعض نے کہا استیناس اس آیت مین انس سے ماخوذ ہے اور انس یہ ہے کہ
پہچانے آیا یہان انسان ہے یا نہین ہے واحدی نے کہا مفسرین کی ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ
استیناس سے استیذان مراد ہے اور اسکی مؤید ہے وہ چیز جسکو حکایت کیا قرطبی نے ابن عباسؓ اور ابی
اور سعید بن جبیر سے کہ اونہون نے تستانسوا کی جگہہ تستاذنوا پڑہا ابن وہب نے امام مالک سے حکایت
کیا کہ استیناس ہماری رای مین استیذان ہے آگی اللہ جانے اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ یہ کاتب کی
غلطی ہے جو اس نے تستاذنوا کے بدل تستانسوا لکہدیا طبرانی نے ابو ایوبؓ سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا اَلْاِسْتِیْنَاسُ اَنْ تَدْعُوَ الْخَادِمَ حَتّٰی یَسْتَاْنِسَ اَهْلُ الْبَیْتِ الَّذِیْنَ تُسَلِّمُ

عَلَيْهِمْ یعنے استیناس یہی ہی کہ توخادم کو بلاوی اسلیے کہ مجھکو گھر لیجان لین اور تیرا آنا معلوم کرلین جنپر تونے سلام کیا سہل بن سعدؓ کہتے ہین ایک مرد نی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرے مین ایک سوراخ سے جہانکا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ تیر کا پہل تہا جسکے ساتھہ آپ سر کہرک رہے تہے فرمایا اگر مین جانتا کہ تو دیکھہ رہا ہے تو مین یہی پہل تیری آنکھہ مین ٹہونکتا آخر اجازت لینا تو اسی دیکھنے کیواسطے بنا ہی اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ وَغَيْرُهُمَا صفوان بن امیہ نے کلدہ بن حنبل کو فتح مکہ مین کہیس اور گگڑیان دیکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیپاس بہیجا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلے وادی مین تہے کلدہ کہتے ہین مین اندر چلا گیا نہ مینے سلام کیا اور نہ مینے اجازت مانگی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوٹ جا اور کہہ السلام علیکم کیا مین داخل ہون اَخْرَجَهُ اَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ فِي الْاَدَبِ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسکو نہین پہچانتے مگر کلدہ کی حدیث سی کہا علامہ ابو الطیب نے اب اختلاف ہوا ہے کہ استیذان کو سلام پر تقدم کرنا چاہیے یا پہلے سلام کرے پہر اجازت لے کہا بعض نے پہلے اجازت لینا چاہیے پہر سلام کرنا چاہیے اسلیے کہ قرآن مجید مین پہلے اجازت لینے کا ذکر ہے پہر سلام کرنیکا اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ پہلے سلام کرے پہر اجازت لے کہا علامہ نے اور یہی قول حق حقیق ہے کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت کی تفسیر اسطرح کی بعض نے کہا اگر اجازت لینے والے کی نظر کسی انسان پر پڑجاوی تو پہلے سلام کرے ورنہ پہلے اجازت لے ذٰلکم مین استیذان اور سلام کے ساتھہ داخل ہونے کی طرف اشارہ ہی اور تذکرے نصیحت لینا اور ان باتون کے ساتھ عمل کرنا مراد ہے جسکا ارشاد ہوا ہے کہا علامہ نے اور مستثنی ہے اس حکم سے وہ گھر جہان آگ لگ رہی ہو یا اس گھر کے لوگ ڈوب رہے ہون یا اس مین چور لوٹ رہے ہون یا اسکے سوا اس گھر مین کوئی اور منکر بات ہو تو ایسے موقع مین بلا اجازت اندر جانا درست ہے اور مجاہد نے کہا آیت فان لم تجدوا فیہا احدا مین احد اسے متاع مراد ہے علامہ نے کہا اسقول کو ابن جریر نے ضعیف کہا اور یہ قول ضعیف ہونیکے لائق ہی ہے کیونکہ احد سے مراد جو آیت مین مذکور ہے اہل بیت ہین جو غیر کو اندر آنے کی اجازت دیوین نہ متاع کہ جس گھر مین ہو اس مین اجازت لینے کی ضرورت ہی نہین ہے اور یہ جو فرمایا اگر تم کو کہا جاوے پہر جاؤ تو پہر جاؤ تو اس سے یہ مراد ہے کہ اگر اہل بیت تمکو کہے اسوقت پہر جاؤ تو تم کو پہر جانا لازم ہے اور دوبارہ اجازت لینا جائز نہین ہے اور نہ انکے اس قول کے کہنے کے پیچھے اجازت کی انتظاری کرنا جائز ہے اور نہ انکے دروازے پر جم کر

کھڑے رہنا بہتر اللہ سبحانہ نے بیان کیا کہ الحاح اور بار بار اجازت لینی اور دروازے پر بیٹھنے اور انتظار کے
لیے جمے رہنے سے پھر جانا کہین بہتر اور اچھا ہے ابن عباس انصار کے گھرون مین حدیث سیکھنے کے واسطے جاتے
اور دروازے پر بیٹھے رہتے اور اجازت نہ لیتے یہانتک کہ گھر والا نکلتا اور آپکو دیکھتا اور کہتا یا ابن عم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو اخبرتنی بمکانک یعنے اے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد آپ خبر
دی ہوتی ہمکو اپنے آنے کی تو ابن عباس فرماتے ھکذا امرنا ان نطلب العلم یعنے علم کے طلب کرنے
کے لیے ہمکو اسیطرح ارشاد ہوا ہے اور بیوت غیر مسکونہ سے وہ گھر مراد ہین جو کسی مخصوص جماعت کی رہایش کے
واسطے نہین بنائی گئے بلکہ وہ اسلیے بنے ہین کہ اس مین ہر محتاج آجایا کرے اور لوگون کا ان گھرون کی مراد
مین اختلاف ہی تو محمد بن حنفیہ اور قتادہ اور مجاہد کا یہ قول ہے کہ بیوت غیر مسکونہ سے کاروانسرائین مراد ہین
جو شارع عام مین مسافرون کے واسطے بنی ہوتی ہین راہ گذر ان مین آکر رہتے ہین اور ابن زید اور شعبی کا
یہ قول ہے کہ بیوت غیر مسکونہ سے تاجرون کے گھر اور انکے بازارون مین دکانین اور مسافر خانے
مراد ہین کہا شعبی نے کیونکہ تاجر اپنی تجارت کی اسباب لاکر مسافر خانون مین رکھدیتے ہین اور لوگون کو کہتے
ہین آؤ اسباب خریدو اور عطا کا یہ قول ہے کہ ان سی مراد ویرانی ہین جن مین بول اور غائط کے واسطے چلے جاتے
ہین تو لوگون کا وہان بول و غائط کیواسطے جانا یہی انکا ایک متاع ہے اور بعض نے کہا ان سی بیوت مکہ
مراد ہین یہ محمد بن حنفیہ سے بھی مروی ہے اور یہ قول ان لوگون کے قول کے مطابق ہے جو کہتے ہین لوگ مکے
کے گھرون مین سب ساوی ہین علامہ نے کہا لیکن اللہ سبحانہ نے ان گھرون کو جو آیت مین مذکور ہین غیر مسکونہ
کے ساتھ مقید کیا ہے متاع منفعت ہی لغت والون کے نزدیک تو آیت کے یہ معنی ہونگے ان گھرون مین
تمہارے واسطے فائدہ ہے جیسے گرمی اور سردی سے بچنا اور اسباب کا وہان محفوظ رہنا اور خرید و فروخت
کرنا اور شعبی نے اپنی گذشتہ کلام مین متاع کی ان اعیان (اشیا) کے ساتھ تفسیر کی ہے جنکی خرید و فروخت
ہوتی ہی کہا جابر بن زید نے متاع سے اسباب مراد نہین ہین ولکن متاع سے اسباب کی سوا اور ضرورت اور
حاجت کی چیزین مراد ہین نحاس نے کہا اور یہ تفسیر عمدہ ہے اور لغت کی موافق ہے اور یہ جو فرمایا اور اللہ جانتا
ہے جو ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو تو اس مین ڈرایا ہے اس شخصکو جو اللہ کے آداب کی
ساتھ متادب نہ ہو غیر کے گھرون مین داخل ہوتے ہین اور ان بدکارون کو ڈرایا ہے جو ویرانون اور خالی
گھرون مین فسق و فجور کے لیے چلے جاتے ہین اور جب اللہ سبحانہ نے استیذان کا حکم بیان فرمایا اسکی

بعد نظر کا حکم بہی عام طور پر بیان فرمایا اور فرمایا قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ
ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○ کہدے ایمان والون کو نیچے رکہین ٹک اپنی آنکہین اور
تہامتے رہین اپنے ستر اس مین خوب ستہرائی ہے انکی اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہین **ف** تہامتے رہین ستر یعنے نہ کسی
کا ستر دیکہین اور نہ اپنا دکہادین اور خبر ہے جو کرتے ہین کفر کی رسم مین اسبات کی قید نہ تہی **ف** حافظ
ابن کثیر نے کہا یہ اللہ نے مومنون کو ارشاد فرمایا ہے کہ جن عورتون کو انپر حرام کیا ہے اور جن چیزون سی انکو روکا
ہے ان سی نگاہ نیچے رکہین پہر نہ دیکہین مگر ان چیزون کیطرف جنکی طرف دیکہنا انکے لیے جائز ہے اور
محارم سی اپنی نگاہین نیچے رکہین اور اگر اتفاقًا کسی محرم پر نظر پڑ جاوے قصد کے سوا تو اس سی جلد نظر کو
پہر لیوے جریر بن عبد اللہ بجلی کہتے ہین مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا اچانک نظر پڑ جانے
کی بابت تو آپ نے فرمایا کہ نظر کو پہیر لیا کر رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ صَحِيْحِهٖ مِنْ حَدِيْثِ يُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ
عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرٍو وَكَذَا رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ
عُبَيْدٍ بِهٖ اور اسکو ابوداود اور ترمذی نے بہی روایت کیا اسی کی حدیث سی اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن
صحیح ہے اور ان مین سے بعض کی روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَطْرِقْ بَصَرَكَ
یعنے زمین کیطرف دیکہہ اور نظر کا پہیرنا عام ہے شامل ہے زمین کیطرف دیکہنے اور اور طرف دیکہنے کو وَاللّٰهُ
اَعْلَمُ ابو موسیٰ اشعری کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَاِنَّ
لَكَ الْاُوْلٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْاٰخِرَةُ یعنے اے علی (اگر ایک بارگی) نظر پڑ جاوے تو دوسری بار نہ دیکہہ کیونکہ
تجہہ کو پہلی نظر (جو اتفاقًا پڑ گئی) معاف ہے اور دوسری بار دیکہنا (جو تو قصدًا دیکہے) معاف نہین ہے رَوَاهُ
اَبُوْ دَاوٗدَ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيْثِ شَرِيْكٍ وَقَالَ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِهٖ ابو سعید
کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ عَلَى الطُّرُقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا بُدَّ
لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا نَقْعُدُ فِيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ اَبَيْتُمْ فَاَعْطُوا الطَّرِيْقَ
حَقَّهٗ قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْاَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ
بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ یعنے بچو راہون مین بیٹہنے سے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمکو تو ناچار
راہون مین بیٹہنا ہی پڑتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم نہین مانتے (مگر راہون مین
بیٹہنا) تو راہ کی حق ادا کرو لوگون نے عرض کیا اور راہ کا حق کیا ہے یا رسول اللہ تو فرمایا نگاہ کا ٹک

نیچے رکھنا اور خس و خاشاک کا راہ سے اٹھانا اور سلام کا جواب دینا اور بھلی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے روکنا اخرجہ
اَلْبُخَارِیُّ فِی صَحِیْحِہٖ ابو امامہؓ کہتے ہیں میں نے سنا حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اُکْفُلُوْا لِی سِتًّا اَکْفُلْ لَکُمْ
بِالْجَنَّۃِ اِذَا حَدَّثَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَکْذِبْ وَاِذَا اُؤْتُمِنَ فَلَا یَخُنْ وَاِذَا وَعَدَ فَلَا یُخْلِفْ وَغُضُّوْا
اَبْصَارَکُمْ وَکُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَکُمْ یعنے مجھ کو چھ چیزون کی ضمانت دیدو مین تمکو بہشت کی
ضمانت دیدیتا ہون جب تم مین سے کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولے اور جب اسکے پاس کوئی امانت رکھی تو وہ امانت
مین چوری نکرے اور جب قرار کرے تو قرار کو پورا کرے اور (تم لے لوگو) نیچے رکھو اپنی نگاہین اور روکو اپنی
ہاتھون کو (لوگون کو ستانے مارنے سے) اور بچاؤ اپنے سترون کو (زنا لواطت و مساحقت وغیرہ سے) رَوَاہُ
اَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِیُّ اور صحیح بخاری میں ہے کہ آپ نے فرمایا مَنْ یَکْفُلْ لِی مَا بَیْنَ لَحْیَیْہِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْہِ
اَکْفُلْ لَہُ الْجَنَّۃَ یعنے جو شخص مجھ کو زبان اور اپنی شرمگاہ کی ضمانت دیدیوے مین اسکو بہشت کی ضمانت
دیدیتا ہون ابن سیرین نے عبیدہ سے روایت کیا کہ جس امر مین اللہ کی نافرمانی ہو وہ کبیرہ گناہ ہے رَوَاہُ
عَبْدُ الرَّزَّاقِ اور جب کہ نظر دل کو ایک بگاڑنے والی چیز ہے جیسے بعض سلف نے کہا نظر ایک زہر آلود
نیزہ ہے جو دل کو لگتا ہے اور اسی لیے اللہ نے فروج کی حفاظت کا حکم کیا جیسے ابصار کی حفاظت کا حکم کیا
جو دل کے فساد کے باعث مین تو فرمایا قُلْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ
وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ اور ستر کا بچانا اور محفوظ رکھنا کبھی تو اسطرح ہوتا ہے کہ اسکو زنا اور بدکاری سے روکا
جاوے کما قال تعالی وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ یعنے اور جو اپنے شہوت کی جگہہ تھامتے ہین اور کبھی
نظر کا بچانا اسطرح ہوتا ہے کہ اسکو زنا اور بدکاری کے موجبات اور بواعث کی طرف دیکھنے سے بچایا جاوے
جیسے مسند احمد اور سنن اربعہ کی حدیث مین آیا ہے اِحْفَظْ عَوْرَتَکَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِکَ وَمَا مَلَکَتْ
یَمِیْنُکَ یعنے بچا اپنا ستر مگر اپنی بی بی سے اور لونڈی سے آگے جو فرمایا اس مین ستھرائی ہے انکے واسطے
تو اس کے یہ معنے ہین کہ اس مین ستھرائی ہے انکے دلون کی واسطے اور اس مین صفائی ہے انکے دین کی
جیسے کہا گیا ہے مَنْ حَفِظَ بَصَرَہٗ اَوْرَثَہُ اللّٰہُ نُوْرًا فِیْ بَصِیْرَتِہٖ یعنے جو شخص اپنی نگاہ کو بچاوے
محارم کیطرف نظر کرنے سے اللہ اسکی بصیرت کو روشن کرتا ہے اور ایک روایت مین ہے اسکی دل کو روشن کرتا ہے
ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَنْظُرُ اِلٰی مَحَاسِنِ امْرَأَۃٍ
ثُمَّ یَغُضُّ بَصَرَہٗ اِلَّا اَخْلَفَ اللّٰہُ لَہٗ عِبَادَۃً یَجِدُ حَلَاوَتَہَا یعنے جو مسلمان کسی عورت کی خوبصورت

جنھون کو دیکھکر اپنی نگاہ کو نیچے کر لیتا ہے تو اللہ تعالےٰ اسکے نصیب مین عبادت کرتا ہے جس کی وہ لذت پاتا ہے رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ اور یہ حدیث مرفوعًا ابن عمر اور حذیفہ اور عایشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے بھی مروی ہے لیکن ان لوگون کی حدیثون کے اسناد مین ضعف ہے اور یہ حدیثین ترغیب مین مروی ہین اور منذری ترغیب مین مسامحت کیا کرتا ہے ابو امامہ مرفوعًا کہتے ہین لَتَغُضُّنَّ اَبْصَارَكُمْ وَلَتَحْفَظُنَّ فُرُوْجَكُمْ وَلَتُقِيْمُنَّ وُجُوْهَكُمْ اَوْ لَتُكْسَفَنَّ وُجُوْهُكُمْ یعنے تم ضرور اپنی نگاہون کو نیچے رکھو اور اپنی سترون کو بچاؤ اور ضرور سیدہے رکھو اپنے مونہون کو یا اللہ تمہاری صورتون کو بدل دیگا رَوَاہُ الطَّبْرَانِيُّ مِنْ طَرِيْقِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ النَّظَرَ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ مَسْمُوْمٌ مَنْ تَرَكَهُ مَخَافَتِيْ اَبْدَلْتُهُ اِيْمَانًا يَّجِدُ حَلَاوَتَهُ فِيْ قَلْبِهٖ یعنے نظر ایک زہر آلودہ تیر ہے شیطان کے تیرون مین سے جس شخص نے نظر کرنا مجہ سے ڈر کر چھوڑ دیا مین اسکے بدلے مین اسکو ایمان دیتا ہون جسکی لذت پاتا ہے اپنے دلمین رَوَاہُ الطَّبْرَانِيُّ اور یہ جو فرمایا ان اللہ خبیر بما یصنعون تو یہ ایسا ہی ہے جیسے اللہ نے فرمایا يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ یعنے وہ جانتا ہے چوری کی نگاہ اور جو چھپا ہے سینون مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا كُتِبَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ حَظُّهٗ مِنَ الزِّنَا اَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مُحَالَةَ فَزِنَا الْعَيْنَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ النُّطْقُ وَزِنَا الْاُذُنَيْنِ الْاِسْتِمَاعُ وَزِنَا الْيَدَيْنِ الْبَطْشُ وَزِنَا الرِّجْلَيْنِ الْخُطٰى وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَتَشْتَهِيْ وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ اَوْ يُكَذِّبُهٗ یعنے ابن آدم پر لکھا گیا ہے اسکا حصہ زنا سے جس حصہ کو وہ ضرور پانیوالا ہے تو دونو آنکھون کا زنا (بیگانی عورت کی طرف) دیکھنا ہے اور زبان کا زنا (بدکاری کی) باتین کرنا ہے اور کانون کا زنا (بدکاری کی باتین) سننا ہے اور دونو ہاتہون کا زنا پکڑ لینا ہے اور دونو پاؤن کا زنا انکے ساتھ چلکر جانا ہے اور جی زنا کے آرزو کرتا ہے اور خواہش کرتا ہے اور ستر اس آرزو کی تصدیق کرتا ہے یا تکذیب کرتا ہے رَوَاہُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا وَمُسْلِمٌ مُسْنَدًا مِّنْ وَجْهٍ اٰخَرَ اور بہت سلف منع کرتے تھے بے ریش کیطرف تیز نظر کرنے سے اور صوفیون کے بہت اماموں نے اس مین تشدید کی ہے اور اہل علم کی ایک جماعت نے بے ریش لڑکون کیطرف دیکھنے کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ اس مین فتنہ مین پڑجانے کا اندیشہ ہے اور اور لوگون نے بھی اس مین سخت تشدید کی ہے ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا كُلُّ عَيْنٍ بَاكِيَةٌ يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا عَيْنٌ غَضَّتْ عَنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ سَهِرَتْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ

يَخْرُجُ مِنْهَا مِثْلُ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ یعنے قیامت کے دن ہر ایک آنکھہ رونی ہوگی مگر
وہ آنکھہ جس نے اللہ کے محارم طرف نہ دیکھا اور وہ آنکھہ جس نے اسکی راہ مین پہرہ دیا اور وہ آنکھہ جس مین سے مکھی کے
سر کے برابر آنسو نکلا اللہ عزوجل کے خوف سے رَوَاہُ ابْنُ اَبِی الدُّنْیَا انتہے ما قال ابن کثیر فی تفسیرہ فتح البیان
کا لفظ یہ ہے کہ اس آیت کے تحت مین مستاذن (اجازت لینے والے) کی نظر کا نیچے کہنا بھی داخل ہے جیسے فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِنَّمَا جُعِلَ الْاِذْنُ لِاَجْلِ الْبَصَرِ یعنے اجازت لینا تو اسی نظر کے واسطے مقرر ہوا
ہے اور خاص کیا اس حکم کو مؤمنون کے ساتھہ باوجود نظر کے حرام ہونے کے کفار پر بھی ذرائع زنا کو قطع
کرنے کے لیے جن مین سے نظر بھی ہے اسلیے کہ ایمان والے بہت لائق ہین اس حکم کے ساتھ اپنے غیر سے اور
بہت اولی ہین اس امر کے ساتھ اپنے سوا سے بعض نے کہا آیت مین دلیل ہے کفار کے شرعیات کے ساتھ
نہ مخاطب ہونے پر جیسے یہ بعض اہل علم کا قول ہے اور غض بصر سے پلکون کا آنکھون پر ملا دینا مراد ہے اس
طرح کہ آنکھون کو دیکھنے سے روک ہو جاوے اور مِنْ اَبْصَارِہِمْ مین حرف مِن تبعیضیہ ہے اور گئے ہین اکثر
لوگ اسطرف اور اسپر اقتصار کیا قاضی عیاض نے کشاف کی طرح اور بیان کیا اونہون نے کہ معنے یہ ہین
غَضُّ الْبَصَرِ عَمَّا يَحْرُمُ یعنے نیچے رکھنا نگاہ کا محارم سے اور نگاہ کا روک دینا ان چیزون سے کہ دیکھنے پر
جنکا دیکھنا حلال ہے بعض نے کہا تبعیض کی وجہ یہ ہے کہ ناظر کو پہلی بار کی نظر معاف ہے جو بلا قصد پڑ جاوے
اور اخفش نے کہا یہ زائدہ ہے اور سیبویہ نے اس حرف کے زائدہ ہونیکا انکار کیا بعض نے کہا یہان حرف
مِن بیان جنس کے واسطے ہے قَالَہُ اَبُو الْبَقَاءِ اور ابو البقا کے قول پر اعتراض ہوا ہے اس طرح
کہ اس سے پہلے کوئی مبہم نہین گذرا تو کہ اسکی حرف مِن کے ساتھہ تفسیر کیجاوے بعض نے کہا یہان حرف
مِن ابتداء غایت کیواسطے ہے قَالَہُ ابْنُ عَطِيَّةَ اور اسپر اقتصار کیا ابو حیان نے اپنی کتاب مین جس کا
نہر نام ہے بعض نے کہا غض سے نقصان مراد ہے کہتے ہین غض فلان من فلان یعنے فلان مرد
نے فلان کو کچھ معاف کر دیا تو آنکھین جب اپنے عمل پر قادر نہ ہون تو گویا انکے عمل مین نقصان ہے
اس صورت مین حرف مِن غض کا صلہ ہوگا اور معانی اربعہ مین سے جو مذکور ہوئے کسی معنے کے لیے نہوگا
اور اس آیت مین دلیل ہے ان چیز کیطرف دیکھنے کے حرام ہونے پر جسکی طرف دیکھنا حلال نہین ہے کہا
ابن عباس نے یغضوا من ابصارہم یعنے من شہواتہم مما یکرہ اللہ یعنے نیچے رکھین اپنی نگاہین اپنی ان
خوشیون سے جنکو اللہ برا جانتا ہے بریدہ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر ایک بار بلا قصد

نظر پڑجاوے تو اسکے بعد دوسری بار (قصداً) نہ دیکھ کیونکہ پہلے کو اتفاقیہ نظر معاف ہے اور دوسری بار کا دیکھنا معاف نہیں ہے أَخْرَجَهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي سُنَنِهِ جریر بجلی کہتے ہیں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نظر فجاءت (اچانک نظر پڑجانے) کی بابت پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو حکم کیا کہ میں اپنی آنکھیں پھیر لیا کرون أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ ابوسعید کہتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا راہون مین نہ بیٹھا کرو لوگون نے عرض کی یا رسول اللہ راہون مین بیٹھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے باتین کیا کرتے ہین ہم راہون مین بیٹھکر فرمایا اگر تم نہین مانتے تو راہ کی حق دو لوگون نے عرض کی راہ کا کیا حق ہے یا رسول اللہ فرمایا نگاہ کا نیچے رکھنا اور ایذا کی چیزون کا راہ سے ہٹا دینا اور سلام کا جواب دینا اور امر بالمعروف کرنا اور بری بات سے روکنا۔ أَخْرَجَاهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَغَيْرُهُمَا فِي كُتُبِهِمْ حفظ فروج سے انکا ان جگہون مین استعمال کرنے سے بچانا مراد ہے جہان انکا استعمال کرنا حرام ہے اور حلال نہین ہے بعض نے کہا حفظ فروج سے فروج کا ان لوگون سے ڈھانکنا مراد ہے جنکو انکے فروج کا دیکھنا درست نہین ہے علامہ ابو الطیب علیہ الرحمۃ نے کہا اور دونو معنون کے مراد لینے سے کوئی مانع نہین ہے تو ان مین سے ہر ایک حفظ فرج مین داخل ہے بعض نے کہا حرف من کے ابصار مین لانے کی وجہ فروج کے سوا یہ ہے کہ نظر مین فے الجملہ فراخی اور وسعت ہے کیونکہ دیکھنا حرام نہین ہے مگر انہین چیزون کی طرف جو مستثنی ہین تو نہین دیکھتا کہ محارم کے بالون اور سینون کی طرف دیکھتے ہین کچھ مضائقہ و حرج نہین ہے اور ایسا ہی ان لونڈیون کے بالون اور محاسن کیطرف جو خرید و فروخت کے واسطے پیش کیجاتی ہین بخلاف حفظ فروج کہ اس مین تنگی ہے اور اسکا استعمال کرنا حلال نہین ہے مگر بی بیون یا لونڈیون مین بعض نے کہا وجہ یہ ہے کہ غض بصر مثل متعذر کے ہے بخلاف حفظ فرج کے کہ وہ علی الاطلاق ممکن ہے کہا ابوالعالیہ نے قرآن مجید مین جہان فرج کی حفاظت کا مذکور ہے وہان زنا سے اسکا بچانا مراد ہے مگر اس جگہہ مین اللہ نے ستار مراد لی ہے اسطرح کہ غیر کی نگاہ اسپر نہ پڑجاوے

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ

غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اور کہدے ایمان والیون کو نیچے رکھین ٹک اپنی آنکھین اور تہامتی رہین اپنے ستر اور نہ دکھاوین اپنا سنگار مگر جو کھلی چیز ہے اس مین سے اور ڈال لین اپنی اوڑہنی اپنے گریبان پر اور نہ کھولین اپنا سنگار مگر اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے یا خاوند کے باپ کے یا اپنے بیٹے کے یا خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے بھتیجون کی یا اپنے بھانجون کے یا اپنی عورتون کے یا اپنے ہاتھ کے مال کے یا کمیرون کے جو مرد کچھ غرض نہین رکھتے یا لڑکون کے جنھون نے نہین پہچانے عورتون کے بھید اور نہ دھمکاوین اپنے پاؤن کہ جانا پڑے جو چھپاتی ہین اپنا سنگار اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب مل کر اے ایمان والو شاید بھلا پاؤ ف موضح القرآن مین کہا ہے کہ سنگار مین سے کھلی چیز یا ایسی چیز کو کہا جیسے چٹے کپڑے اور نئی یا پوشش یا یہ کہا عورت کو منہ تھوڑا سا اور ہاتھ کی انگلیان اور پاؤن کا پنجہ کھولنا درست ہے ناچاری کو بہر ہاتھ کی مہندی کھلے گی یا آنکھ کا کاجل یا انگلی کا چھلا اور باقی بدن اور گہنا ڈہانکنا ضرور ہے غیر سے مگر اپنے محرمون سے چہاتی سے زانو تک اور اپنی عورتین جو نیک چال کی ہون انسے بھی اتنا ضرور ہے اور بدراہ عورتون سے کنارہ پکڑنا اور جنکو غرض نہین وہ جو کہانے اور سونے مین غرق ہین شوخی نہین رکھتے اور لڑکا دس برس تک اور اپنا غلام بھی محرم ہے بہت علما کے نزدیک اور پاؤن کی دھمکی سے معلوم ہوتی ہین گھونگرو یا گوجری اور باریک کپڑا جس سے بدن نظر آوے ننگی برابر ہے اور آپنا بھی نہ کھلے تو بہتر ہے انتہی مافی موضح القرآن ف حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ یہ اللہ تعالیٰ ایمانوالی عورتون کو ارشاد فرمایا ہے اور اس مین اللہ سبحانہ نے غیرت فرمائی ہے اپنے ایمان والے بندون کے واسطے جو ایمان والی عورتون کے ازواج ہین اور ایمان والی عورتون کو جاہلیت کے زمانہ کی عورتون کے اوصاف سے روکا ہے اور مشرکہ عورتون کے افعال سے ایمانوالی عورتون کے افعال کو ممتاز و ممیز فرمایا ہے اور اس آیت کے اترنیکا سبب ہے جو جابر بن عبداللہ رضی سے مروی ہے کہ اسماء مرشدہ کی بیٹی اپنے گھر مین تھی بنی حارثہ کے قبیلے مین تو عورتین بلا ازار انکے پاس آئی لگین اور گوجریان جو انکے پاؤن مین تہین وہ ننگی ہوتی تہین اور انکی چھاتیان اور مینڈھیان بھی کھل رہی تہین تو کہا اسماء نے ما اقبح هٰذا اسینے ان عورتون کا طریق کیا برا اور بدطریق ہے تو اللہ نے اس آیت کو اتارا قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ آخر آیت تک ذکرہ مقاتل بن حیان قال بلغنا واللّٰہ اعلم ان جابر

بن عبد الله الانصاري حدث ان اسماء بنت مرشدة كانت في محل لها في بني حارثة فجعل
النساء يدخلن عليها غير متأزرات فيبدو ما في ارجلهن من الخلاخل وتبدو صدورهن
وذوائبهن فقالت اسماء ما اقبح هذا فانزل الله تعالى وقل للمؤمنات يغضضن من ابصارهن
الآية اور اس آیت کے معنے یہ ہین کہ ایمان والی عورتین غیر ازواج کیطرف نظر نہ کرین ولهذا بہت اہل علم کا یہ
مذہب ہے کہ عورت کو برائے مردون کیطرف دیکھنا جائز نہین ہے شہوت کے ساتہ دیکھے یا شہوت کے سوا دیکھے کسی
طرح دیکھنا جائز نہین ہے اور ان مین سے بہت نے دلیل لی ام سلمہ کی حدیث سے کہ وہ اور میمونہ دونون حضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تہین اتنے مین عبد اللہ ام مکتوم کے بیٹے جو اندہے آدمی تہے آئے اور آپ پر داخل ہوے
اور یہ واقعہ اسوقت کا ہے جب حجاب کا حکم اتر چکا تہا تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا احتجبا منه فقلت
يا رسول الله اليس هو اعمى لا يبصرنا ولا يعرفنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم افعمياوان
انتما الستما تبصرانه یعنے عبد اللہ بن ام مکتوم سے تم دونون پردہ کرو تو مینے کہا یا رسول اللہ ص کیا
عبد اللہ نابینا نہین ہے نہ وہ دیکہتا ہے ہم کو اور نہ وہ پہچانتا ہے ہمکو تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کیا اندہی ہو تم دونو کیا تم دونو عبد اللہ کو نہین دیکہتین رواه ابو داود والترمذي من حديث الزهري
عن نبهان مولى ام سلمة کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اور اہل علم کا یہ مذہب ہے کہ پرائے مردون
کیطرف بلا شہوت نظر کرنا عورتون کو جائز ہے جیسے صحیح بخاری مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ آپ
دیکہ رہے تہے حبشیون کیطرف اور وہ کہیلتے تہے اپنی برچہیون سے عید کے دن مسجد مین اور عائشہ ام المومنین حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ورے کہڑے ہوکر حبشیون کیطرف دیکہہ رہی تہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ڈہانکا ہوا تہا عائشہ کو حبشیون سے یہانتک کہ عائشہ تہک گئی اور لوٹ گئی سعید بن جبیر نے اللہ کے قول ويحفظن
فروجهن کی تفسیر مین روایت کیا کہ وہ بچاوین اپنے ستر فواحش سے اور قتادہ اور سفیان نے کہا بچاوین اپنے
ستر وہان استعمال کرنے سے جہان انکو استعمال کرنا جائز نہین ہے اور کہا مقاتل نے بچاوین اپنے ستر زنا
سے ابو العالیہ کہتے ہین قرآن کی جس آیت مین فروج کی حفاظت کا بیان ہے وہان فروج کی زنا سے حفاظت
مراد ہے مگر آیت ويحفظن فروجهن یہان یہ مراد ہے کہ انکے فرج کو کوئی نہ دیکہے اور یہ جو فرمایا اور نہ ظاہر
کرین اپنا سنگار جو کہلا ہوا ہے تو اس سے یہ مراد ہے کہ اپنی زینت اور سنگار مین سے کسی چیز کو بیگانہ مردون کے
واسطے ظاہر نہ کرین اور نہ کہولین مگر جسکے کہولنے مین مضائقہ نہین ہے جسکا چھپانا ممکن نہین ہے کہا عبد اللہ

بن مسعودؓ نے جسکا چھپانا ممکن نہین ہے وہ جیسے چادر اور کپڑے جو عورتون کی باریک اوڑہنیون پر ڈہانکے ہوتے ہین اور نیچے کیطرف سی عورتون کے کپڑے نظر آجاتے ہین تو اس مین عورتون پر حرج نہین ہے کیونکہ اسکے چھپانے پر عورتین قادر نہین ہوتین اور عورتون کے لباس کو دیکہنا بہی اسی قبیل سے ہے جسکا اخفا امکان سے باہر ہے اور یہی قول ہے حسن اور ابن سیرین اور ابو الجوزی اور ابراہیم نخعی وغیرہم کا ابن عباسؓ کہتے ہین سنگار مین کہلی چیز کہا عورت کے منہ کو اور دونون ہاتہون کو اور اسکے چہلے کو رَوَاہُ الاَعْمَشُ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اور ابن عمرؓ اور عطا اور عکرمہ اور سعید بن جبیر اور ابو الشعثار اور ضحاک اور ابراہیم نخعی وغیرہم سے ایسا ہی مروی ہے عبد اللہ بن مسعودؓ نے ولا یبدین زینتہن الا ما ظہر منہا کی تفسیر مین روایت کیا کہ زینت اور سنگار سی بالیان اور بازوبند اور گوجریان اور ہار مراد ہے رَوَاہُ اَبُو اِسْحَاقَ السَّبِیْعِیُّ عَنْ اَبِی الاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ اور اسی اسناد کی ساتہ عبد اللہ بن مسعودؓ سے یہی مروی ہے کہ سنگار دو قسم کے سنگار ہین ایک وہ سنگار ہے جسکا دیکہنا زوج کے سوا اور کسیکو جائز نہین ہے وہ چہلے ہین اور کنگن اور ایک وہ سنگار جسکو پرائے دیکہہ سکتے ہین وہ اوپر کے کپڑے ہین کہا زہری نے نہ ظاہر کرین عورتین (اپنے سنگار کو) ان لوگون کے لیے جنکا اللہ نے نام لیا ہے اور یہ عورتین انپر حرام ہین مگر کنگنون اور اوڑہنیون اور بالیون کو جانکر کہولنے کے سوا اور رہی عام لوگ تو نہ ظاہر کرین انکے واسطے مگر چہلے اور مالک نے زہری سی روایت کیا کہ سنگار مین جو چیز کہلی ہے اس سے چہلے اور پاؤن کی گوجریان مراد ہین اور احتمال ہے کہ ابن عباسؓ اور جو ابن عباسؓ کے تابع ہین انہون نے ما ظہر منہا کی تفسیر کی ہے منہ اور ہاتہون کے ساتہ اور یہی تفسیر جمہور کے نزدیک مشہور ہے اور اس قول کی مؤید ہے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی یہ روایت کہ اسمار ابو بکر کی بیٹی (میری سوتیلی بہن) حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئی اور وہ باریک کپڑے پہنے ہتی تو آپنے اس سے منہ مبارک پہیر لیا اور فرمایا یا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْاَۃَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِیْضَ لَمْ یَصْلُحْ اَنْ یُّرٰی مِنْھَا اِلَّا ھٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی وَجْھِہٖ وَکَفَّیْہِ یعنے اے اسماء عورت جب بالغہ ہو جاوے تو اسکے بدن مین کسی حصہ کا دیکہنا جائز نہین ہے مگر اسکا (اور اسکا) اور آپنے اشارہ کیا اپنے منہ اور دونو ہاتہون کیطرف رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ فِیْ سُنَنِہٖ لیکن کہا ابو داؤد اور ابو حاتم رازی نے یہ حدیث مرسل ہے خالد بن دریک نے عائشہؓ سے نہین سنا واللہ اعلم اور خمر سے مراد وہ باریک چادرین ہین جنکے ساتہ عورتین اپنے سینے اور چہاتیان ڈہانکتی ہین بڑی چادرون کے نیچے اہل جاہلیت کی عورتون کی رسم کی مخالفت کی واسطے کیونکہ جہالت کے زمانے مین عورتین اپنے سینے اور چہاتیان اور ہنسیون کو ساتہ

نہ ڈھانکتین بلکہ کھلم کھلا عورتون کے درمیان سو گذر جاتین اور لمبا اوقات اپنی گردن اور سینہ ہیان اور کانون
کی بالیان بھی نہ ڈہانکتین تو اللہ نے ایماندار عورتون کو اپنی ہیئتون اور حالتون مین پردہ کرنے کا حکم دیا جیسے فرمایا
یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَاۗءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ذٰلِکَ اَدْنٰی
اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا یعنے اے نبی کہدے اپنی عورتون کو اور اپنی بیٹیون
کو اور مسلمانون کی عورتون کو نیچے لٹکا لین اپنے اوپر اپنی چادرین اس مین لگتا ہے کہ پہچانی جاوین تو کوئی نہ
ستاوی اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان اور بیان فرمایا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ یعنے اور ڈال لیں
اپنی خمارین (اوڑھنیان) اپنے گریبانون پر اور خمر جمع ہے خمار کی اور خمار وہ کپڑا ہے کہ ساتھ عورتین اپنی سر
ڈھکتی ہین اور لوگ انکو مقانع (اوڑھنیان) کہتے ہین کہا سعید بن جبیر نے جیوب سی نحر اور صدر مراد ہے یعنی
اپنے گریبان اور چھاتیان ڈھانک لیوین پھر ان مین سے کوئی چیز نظر نہ آوے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کہتی ہین اللہ رحم کرے مہاجرات اُول (پہلی بار اپنا گھر بار چھوڑنیوالیون) پر جب اللہ تعالی نے یہ آیت اُتاری
وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ تو انہون نے اپنی چادرون کو پھاڑ کر اوڑھنیان بنا لیا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ
صفیہ بنت شیبہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہین کہ جب اللہ نے اس آیت کو اتارا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ
عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ تو عورتون نے اپنے تہبندونکو پھاڑ ڈالا حواشی کیطرف سی اور انکی اوڑھنیان بنالین رَوَاہُ
الْبُخَارِیُّ اَیْضًا صفیہ بنت شیبہ کہتی ہین ہم عائشہؓ کے پاس تھین تو ہمنے قریش کی عورتون کا بیان کیا اور
بیان کیا انکی فضیلت کا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بیشک قریش کی عورتین افضل ہین لیکن مین نے
انصار کی عورتون سی بڑھکر فضیلت والی کوئی عورت نہین دیکھی وہ اللہ کی کتاب کی زیادہ تصدیق کرنیوالیان
ہین اور جو اللہ کیطرف سی اُترا اسکو زیادہ مانتی تھین البتہ تحقیق اتری آیت سورہ نور کی وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ
عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ الآیۃ اور انکے مردون نے اس آیت کو عورتون کے پاس جاکر پڑھا جو انپر اترا تھا اور پڑہتا تھا مرد اپنی
بی بی کے پاس اور بیٹی کے پاس اور بہن کے پاس پھر ان مین کوئی ایسی عورت نہ تھی جو اپنے نقشدار چادر کیطرف
نہ اٹھی ہو اور اس نے اسکو پھاڑ کر خمار نہ بنایا ہو اللہ کی کتاب کی تصدیق اور اسپر ایمان لانیکے لیے پھر صبح کی
انہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے (نمازمین) اوڑھنیان لیکر گویا انکے سر پر کوے تھے رَوَاہُ
ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَرَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ مِنْ غَیْرِ وَجْہٍ عَنْ صَفِیَّۃَ بِنْتِ شَیْبَۃَ بہ اور اس حدیث کو ابن جریر
نے دوسرے طریق کے ساتھ عائشہؓ سے نکالا اور ابن جریر کے الفاظ کا ترجمہ گذرا اور ابو داؤد نے بھی اس حدیث

کو ابن وہب سے روایت کیا اور یہ جو فرمایا اور نہ کھولین عورتین اپنے سنگار مگر اپنے خاوند کی آگے یا اپنے باپ
کے یا خاوند کے باپ کے یا اپنے بیٹے کے یا خاوند کے بیٹے کے یا اپنی بہائی کے یا اپنے بہتیجون کے یا اپنے بہانجون
کے تو یہ سب لوگ عورت کے محرم ہین عورت کو جائز ہے انپر اپنی زینت کا ظاہر کرنا لیکن تبرج کے سوا شعبی اور
عکرمہ سے اس آیت کی تفسیر مین مروی ہی کہ اللہ تعالی نے چچا اور ماموں کا ذکر نہین کیا کیونکہ انکے بیٹون کے
ساتہ اس عورت کا نکاح ہوسکتا ہے اور وہ بیان کر سکتے ہین اس عورت کی محاسن اپنے بیٹون کیواسطے
کہا اُن دونون نے اور نہ رکہے عورت اپنی اوڑہنی چچا اور ماموں کے پاس آور رہا زوج تو عورت جو کچہ
سنگار لگاتی ہے زوج ہی کیواسطے لگاتی ہے تو اسکے سامنے وہ باتین کر سکتی ہے جو اسکے سوا دوسرے
کے سامنے نہین کر سکتی اور نسائہن سے مسلمانون کی عورتین مراد ہین ذمیون کی عورتون کے سوا اور
اہل ذمہ کی عورتون کے سامنے زینت کی کہولنے سے منع کیا اسلیے کہ وہ اپنے مردون کے پاس جاکر بیان
کرینگی اور یہ کہولنا اگرچہ ساری عورتون کے سامنے شبہ ڈالتا ہے کہ وہ اپنے ازواج کے پاس بیان کرینگی
لیکن اس کہولنے کے کراہت اہل ذمہ کی عورتون کے سامنے سخت ہے کیونکہ انکو تو ازواج کے پاس بیان
کرنے سے کوئی چیز مانع نہین ہے بخلاف مسلمان عورتون کے کہ وہ بیان کرنے کو حرام جانتی ہین پہر
بیان کرنے سے رک جاتی ہین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ تَنْعَتُهَا
لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا یعنے ایک عورت ننگی ہوکر دوسری عورت کے ساتہ (ایک کپڑے مین) نہ لیٹے
پہر وہ عورت اسعورت کی تعریف کریگی اپنے خاوند کے لیے گویا اسکا خاوند اسعورت کی طرف دیکہتا
ہے اَخْرَجَاهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عمر بن خطاب نے ابو عبیدہ بن جراح کی طرف لکہا اللہ
کی تعریف اور حضرت کی رسالت کی شہادت کے بعد واضح ہو مجہے پہونچا ہے کہ مسلمانون کی عورتین مشرکون
کی عورتون کے ساتہ ملکر حمامون مین جاتے ہین تو یہ تیری سستی ہے پہر حلال نہین ہے کسی عورت کو جو مانتی
ہے اللہ کو اور پچہلے دن کو کہ اسکے ستر کو کوئی عورت دیکہے مگر اسکے ملت کی عورت رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ
مَنْصُوْرٍ فِي سُنَنِهٖ مجاہد نے کہا نسائہن سے مسلمان عورتین مراد ہین مشرکہ عورتین مسلمانون کی عورتون
مین سے نہین ہین اور نہین جائز ہے مسلمان عورت کو یہ کہ ننگی ہووے مشرکہ عورت کے سامنے ابن عباس نے
کہا نسائہن کی تفسیر مین وہ مسلمان عورتین ہین نہ کہولے سنگار کو یہودیہ کے لیے اور نہ عیسائیہ کی اور جس
کا کہولنا جائز نہین ہے وہ نحر (سینہ) ہے اور بالیان اور گلوبند (ہار) اور وہ چیز جسکو محرم کی سوا کوئی اور

اور نہین دیکھہ سکتا رَوَاہُ عَبْدُ اللّٰہِ فِی تَفْسِیْرِہٖ عَنِ الْکَلْبِیِّ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مجاہد کہتے ہین
نہ رکہے مسلمان عورت اپنی اوڑہنی (نہ اتارے اپنے سر سے) مشرکہ عورت کے پاس کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا اَوْ نِسَآئِہِنَّ
اور مشرک عورت مسلمانون کی عورتون سے نہین ہے رَوَاہُ سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ فِیْ سُنَنِہٖ اور مکحول اور عبادہ
بن نسی نے برا جانا کہ عیسائیہ عورت یا یہودن یا مجوسن مسلمان عورت کی قابلہ (دائی) بنے (بچہ جنائے مسلمان
عورت کو) اور یہی عطا کی یہ روایت کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب بیت المقدس مین آئے تو صحابہ
کی عورتون کی دایان (بچہ جنانے والیان) یہودیہ تہین یا عیسائیہ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ تو یہ روایت اگر ثابت
ہوجاوے تو محمول ہوگی ضرورت پر یا یہ امتحان کے قبیل سے ہی پہر اس مین بلا ضرورت عورت کو نہین کہولا جاتا
ابن جریج نے کہا ما ملکت ایمانہن سے مشرکون کی عورتین مراد ہین جائز ہے عورت کو اپنی زینت کا ظاہر
کرنا لونڈی کے لیے اگرچہ وہ لونڈی مشرکہ ہو کیونکہ وہ اسکی مملوکہ ہے اور یہی مذہب ہے سعید بن مسیب کا اور
اکثر کا یہ قول ہے جائز ہے عورت کو ظاہر ہونا اپنے غلامون پر وہ غلام مرد ہون یا عورتین اور اسکی دلیل انس رضی اللہ عنہ
کی حدیث ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ کے پاس ایک غلام لائے جو فاطمہ کو بخشدیا تہا انس رضی اللہ عنہ نے کہا اور
فاطمہ علیہا السلام پر ایک چہوٹا سا کپڑا تہا جب اسکو سر پر لیتین تو پاون کہل جاتے اور جب اسکی ساتہہ
پاون کو ڈہانکتین تو سر کہلا رہتا جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکہا کہ فاطمہ تکلیف اٹہا رہی ہے تو فرمایا
اِنَّہٗ لَیْسَ عَلَیْکِ بَاْسٌ اِنَّمَا ھُوَ اَبُوْکِ اَوْ غُلَامُکِ یعنے تو کیون تکلیف اٹہاتی ہے یہان تو تیرا باپ ہی
اور تیرا غلام رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ اور حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ مین خدیج حمصی معاویہ کے مولی کے ترجمہ مین
بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعدہ فزاری سخت کالا آدمی تہا اور اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی
فاطمہ علیہا السلام کو بخشدیا تہا پہر فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسکی پرورش کی پہر اسکو آزاد کردیا پہر اسکے بعد اسنے معاویہ رضی اللہ عنہ
کے ساتہ ملکر (علی رضی اللہ عنہ کا) مقابلہ کیا ایام صفین مین اور یہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کا غلام آزاد حضرت علی
علیہ السلام کا سخت مخالف تہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِذَا کَانَ لِاِحْدٰھُنَّ
مُکَاتَبٌ وَکَانَ لَہٗ مَا یُؤَدِّیْ فَلْتَحْتَجِبْ مِنْہُ یعنے جب کسی عورت کے پاس مکاتب غلام ہو اور اس
غلام کے پاس اسقدر مال موجود ہو جو اسکے بدل کتابت کو کافی ہوسکے تو وہ عورت اس سے پردہ کیا کرے
رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ اور تابعین غیر اولی الاربہ سے اُجرا اور اتباع مراد ہین عورتون کی کفو نہین ہے
نہین ہین اور باوجود اسکے انکی عقلون مین سرگشتگی ہے اور عورتون کا انکو بالکل خیال نہین ہے اور

تو وہ عورتوں کو جانتے ہیں ابن عباسؓ نے کہا غیر اولی الاربۃ سے وہ بیخبر مراد ہے جس میں شہوت نہ ہو اور مجاہد
نے کہا اس سے ابلہ (احمق) مراد ہے اور عکرمہ نے کہا غیر اولی الاربہ سے وہ ہیجڑا مراد ہے جسکی آلت کھڑی نہ ہو اور
یہی اکثر سلف کا قول ہے حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک مخنث (ہیجڑا) حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھروں
میں آیا جایا کرتا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والیاں اسکو غیر اولی الاربۃ میں سے سمجھتیں پھر حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم (جو ایک دن) آئے تو وہ ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا کہتا تھا اِذَا اَقْبَلَتْ اَقْبَلَتْ بِاَرْبَعٍ
وَاِذَا اَدْبَرَتْ اَدْبَرَتْ بِثَمَانٍ یعنے جب وہ سامنے ہو کر آتی ہے تو چار شکن لیکر آتی ہے اور جب جاتی ہے
تو اسکی پیٹھ پر آٹھ شکن ہوتی ہیں تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا اَرٰی هٰذَا یَعْلَمُ مَا هٰهُنَا لَا
یَدْخُلَنَّ عَلَیْکُمْ فَاَخْرَجَهٗ فَکَانَ بِالْبَیْدَاءِ یَدْخُلُ یَوْمَ کُلِّ جُمُعَةٍ لِیَسْتَطْعِمَ یعنے میں نہیں
جانتا تھا کہ یہ شخص عورتوں کے حال سے واقف ہے اب تمپر داخل نہ ہوا کرے پھر اسکو نکالدیا پھر وہ بیدا میں رہا
کرتا اور جمعہ کے دن آتا اور بھیک مانگ کر لیجاتا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ مِنْ حَدِیْثِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ
عَائِشَةَ ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میرے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے اور میرے پاس عبداللہ ابو امیہ کا بیٹا
تھا (میرا بھائی) اور ہیجڑا (اسکو) کہہ رہا تھا اگر کل کے دن اللہ تمہارے واسطے طائف کو فتح کردے گا تو میں
تجھکو غیلان (طائف کے سردار) کی بیٹی دکھاؤنگا کہ جب وہ آتی ہے تو اسکے پیٹ پر چار شکن نمودار
ہوتے ہیں اور جاتی ہے تو آٹھ (چار اسطرف اور چار اسطرف) اسکی یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے گوش بار ہوش تک پہونچی آپ نے فرمایا اے ام سلمہؓ یہ ہیجڑا تیرے پاس نہ آیا کرے رَوَاهُ الْاِمَامُ
اَحْمَدُ وَاَخْرَجَاهُ فِی الصَّحِیْحَیْنِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لفظ یہ ہیں
کہ ایک مخنث حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج کے پاس آیا جایا کرتا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم اسکو کمیرا خیال کرتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور وہ مخنث آپکی ایک بی بی کے
پاس تھا اور وہ تعریف کر رہا تھا ایک عورت کی کہتا تھا جب وہ آتی ہے تو چار شکن لیکر آتی ہے اور
جاتی ہے تو آٹھ لیکر جاتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ عورتوں کے
احوال سے واقف ہے یہ تمہارے پاس نہ آیا کرے پھر اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج پردہ کرنے
لگیں رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاؤدَ مِنْ طَرِیْقِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ بِهٖ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ
اور یہ جو فرمایا اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ یعنے یا وہ لڑکے جنہوں نے نہیں

پہچانے عورتون کے بھید تو ابن مراد ہے کہ وہ بہ سبب لڑکپن کے عورتون کے احوال نہین سمجھتے اور انکے بھید نہین پہچانتے اور نہین واقف ہوتے انکی نرم کلام اور آہستہ چال اور انکی حرکات اور سکنات کی جب بچہ چھوٹا ہو اور ایسی باتون کی خبر نہ رکھے تو اسکو عورتون کے پاس آنے جانے مین قباحت نہین ہے اور اگر لڑکا مراہق (قریب البلوغ) ہو اور عورتون کے احوال پہچانتا ہو اور جانتا ہو اور بدصورت اور خوبصورت کے درمیان فرق کر سکتا ہو تو وہ عورتون کے پاس نہ جایا کرے صحیحین مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ آپنے فرمایا اِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ یعنی بیگانی عورتون کے پاس نہ جایا کرو کسی نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ فرمایے دیور جیٹھ (جو عورتون کے خاوند کی وجہ سے عورت کی ساتھ اور لوگون سے زیادہ علاقہ رکھتا ہے) بھی اسکے پاس جاوے فرمایا دیور جیٹھ کا تو عورت کے پاس جانا مرگ ہے اور یہ جو فرمایا وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ یعنے اور نہ مارین اپنے پاؤن زمین پر (تو کہ جانا جاوے جو چھپاتی ہین اپنی زینت) تو یہ اسلیے کہ کفر کے زمانہ مین عورتین جب راہون مین چلتین اور انکی پاؤن مین گوجریان ہوتین جنکا معتاد چال سے آواز نہ نکلتا تو اپنے پاؤن کو زور سے زمین پر مارتین تو کہ لوگ اسکا آواز سنین تو اللہ نے ایمان والی عورتون کو اس سے منع فرمایا اور اسی طرح اس مین داخل ہے وہ صورت بھی جس مین عورت کے پاس کوئی زینت پوشیدہ ہو اور حرکت کر کر اسکو جتانا چاہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ اور اسی باب سے ہے عورتون کا منع کیا جانا تعطر اور تطیب سے جب وہ اپنے گھرون سے نکلین پھر پاوین گے لوگ اسکی خوشبو سے ابو موسی رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ آپنے فرمایا كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ وَالْمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِي زَانِيَةٌ یعنے ہر ایک آنکھ سے زنا ہوتا ہے (جب وہ محارم کیطرف نگاہ کرتی ہے) اور عورت جب عطر لگا کر کسی مجلس سے گذرے تو وہ بھی زناکار ہے رَوَاهُ أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ کہا ابو عیسے ترمذی نے اور اس باب مین روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيثِ ثَابِتِ بْنِ عُمَارَةَ بِهِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اسکو ایک عورت ملی جس سے خوشبو آئی اور اسکے دامن گرد اٹھائے جاتے تھے تو ابو ہریرہ نے کہا اے جبار کی لونڈی تو مسجد سے آئی ہے بولی ہان فرمایا مینے سنا اپنی جانی یار ابو القاسم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ لِهٰذَا الْمَسْجِدِ حَتّٰى تَرْجِعَ

فَتَغْتَسِلَ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ یعنے نہین قبول کرتا اس عورت کی نماز جو اس مسجد مین آنے کے لیے عطر لگاوے یہانتک کہ لوٹ کر نہاوے جیسے جنابت سے غسل کیا جاتا ہے رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَبِیْ شَیْبَةَ عَنْ سُفْیَانَ هُوَ ابْنُ عُیَیْنَةَ بِهٖ میمونہ بنت سعد کہتی ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلرَّافِلَةُ فِی الزِّیْنَةِ فِیْ غَیْرِ اَهْلِهَا کَمَثَلِ ظُلْمَةِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا نُوْرَ لَهَا یعنے لٹک کر چلنے والی اور دامن کھینچنے والی زینت کر کر اپنے گہر کے باہر اندہیری کیطرح ہوگی قیامت کے دن جس مین روشنی نہ ہو رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ اَیْضًا اور اسیواسطے عورتون کو راہ کے بیچ مین چلنے سے روکا گیا ہے کیونکہ اس مین زینت کا دکھانا ہے ابو اسید انصاری کہتے ہین مینے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور آپ مسجد سے نکلے تہے اور لوگ عورتون کی ساتھ ملکر راہ مین مل رہے تہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتون کو فرمایا پیچھے ہٹ جاؤ کیونکہ تم کو لائق نہین ہے کہ راہون کے بیچ مین ہو کر چلو راہ کے کنارے چلو پہر تو عورت دیوار کے ساتھ چمٹ کر گذرتی یہانتک کہ اسکا کپڑا دیوار کے ساتھ اٹک جاتا بالکل دیوار کے ساتھ ہو کر چلنے سے اور یہ جو فرمایا اور توبہ کرو اللہ کی طرف اے ایمان والو تاکہ مراد پاؤ تو اس سے یہ مراد ہے کہ جن صفات جمیلہ اور اخلاق جلیلہ کا تمکو حکم ہوا ہے اسپر چلو اور جاہلون کی رسمین اور انکی رذیلہ صفتین چھوڑ دو کیونکہ فلاح ساری فلاح اللہ اور رسول کے حکم بجالانے مین ہے اور اس چیز کے ترک مین جس سے اللہ ورسول نے روکدیا ہے اور اللہ تعالی مددگار ہے انتہی ما قال ابن کثیر فی تفسیر فتح البیان کا لفظ یہ ہے باوجود اسکے کہ عورتین مؤمنین کے خطاب مین تغلیبا داخل ہین جیسے قرآن مجید کے سارے خطابون مین مردون کی ساتھ عورتین بہی شریک ہین ولیکن اللہ تعالی نے یہان عورتون کو خاصکر مخاطب کیا زیادہ تاکید کے واسطے اور اللہ سبحانہ نے دونو مقام مین غض بصر کو مقدم فرمایا حفظ فرج پر اسلیے کہ نظر فرج کے نہ بچنے کا وسیلہ ہے اور وسیلہ متوسل الیہ سے مقدم ہوتا ہے پہر جابر بن عبداللہ انصاری کی وہی حدیث بیان کی جسکو ہمنے ابن کثیر سے نقل کیا مقاتل کے طریق سے بالجملہ اللہ سبحانہ نے ایمان والی مردون اور ایماندار عورتون کو نظر کے نیچے رکھنے کا حکم کیا ہے پہر نہین جائز ہے کہ مرد کسی اجنبی عورت کی طرف دیکھے اور نہ عورت کو پرائے مرد کی طرف دیکھنا جائز ہے کیونکہ عورت کا مرد کے ساتھ وہی تعلق اور علاقہ ہوتا ہے جو مرد کو عورت کی ساتھ تعلق ہوتا ہے اور عورت کو مرد سے وہی مقصود ہوتا ہے جو مرد کا عورت سے مقصود ہوتا ہے مجاہد نے کہا جب عورت آتی ہے تو شیطان اسکے سر پر بیٹھ جاتا ہے اور اسکو مزین کرتا ہے دیکھنے والون کے لیے اور جب وہ پہرتی ہے تو اسکی دبر پر شیطان بیٹھتا ہے پہر اسکو مزین کرتا ہے اس

کے دیکھے جو اسکو دیکھتا ہے اور یہ آیت شامل ہی پچیس مونث ضمیرون پر جن مین سے کوئی مرفوع ضمیر ہے اور کوئی
مجرور اور اس شان مین اسکی کوئی نظیر قرآن مین موجود نہین ہے پہر فرمایا وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ یعنے جیسے نظر کا
نیچے رکہنا عورتون پر واجب ہے اسی طرح فروج کی حفاظت بہی واجب ہے بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ سے
مروی ہے کہ اُس نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِيْ مِنْهَا وَمَا نَذَرُ قَالَ احْفَظْ
عَوْرَتَكَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ اَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ یعنے یہ ہماری شرمگاہین ہین ہم انکو کس کے سامنے
چہپاوین اور کس کے روبرو نہ چہپاوین فرمایا بچا اپنا ستر (ہر ایک سے) مگر اپنی بی بی سے یا لونڈی سے مینے
عرض کی اے اللہ کے نبی جب لوگ آپس مین ملے بیٹھے ہون فرمایا اگر تو سکے کہ نہ دیکھے تیرے ستر کو کوئی
تو پہر کوئی نہ دیکہے اسکو مینے عرض کی جب ہم مین کوئی تنہا ہو فرمایا فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ يُّسْتَحْيٰى مِنْهُ مِنَ
النَّاسِ یعنے لوگون سے بڑہکر اللہ سے شرم کرنی چاہیے اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَاَهْلُ السُّنَنِ وَغَيْرُهُمْ
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ نے ابن آدم پر اسکا حصہ زنا
سے لکہدیا ہے جسکو وہ لامحالہ پانے والا ہے تو آنکہون کا زنا (بدکاری) انکا دیکہنا ہے اور زبان کا
زنا بولنا ہے (بیگانی عورت کی ساتہ) اور کانون کا زنا (بدکاری) سننا ہے (بیگانی عورت کی باتین
شہوت کے ساتہ) اور ہاتہون کا زنا پکڑ لینا ہے (بیگانی عورت کو) اور پاؤن کا زنا چلکر جانا ہے (بیگانی
عورت کیطرف) اور جی للچاتا ہے اور فرج یا اسکو سچ کردکہاتا ہے یا جہوٹ کردکہاتا ہے اَخْرَجَاهُ فِي
الصَّحِيْحَيْنِ وَغَيْرُهُمَا فِي كُتُبِهِمْ حذیفہ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نظر کرنا (اجنبیہ
عورتون اور بے ریش لڑکون کیطرف) ایک زہر آلودہ تیر ہے ابلیس کے سہام سے جس نے نظر کرنا چہوڑ دیا
اللہ کے ڈر سے اُسکو اللہ اسکے بدلے ایمان نصیب کرتا ہے جسکی لذت وہ دل مین پاتا ہے اَخْرَجَهُ
الْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ کہا علامہ ابو الطیب مرحوم نے اور اس باب مین بہت حدیثین ہین زینت سے وہ چیزین
مراد ہین زیور وغیرہ سے جنکے ساتہ زینت لگائی جاتی ہے جیسے گوجریان اور مہندی لگانا پاؤن مین
اور کنگن ہاتہون مین اور بالیان کانون مین اور ہار گردن مین تو عورت کو جائز نہین ہے ان چیزون
کا ظاہر کرنا پرائے مردون کے سامنے اور جائز نہین ہے پرائی مردون کو عورت کی ان چیزون کیطرف
دیکہنا پہر اللہ سبحانہ تعالی نے اس نہی سے استثنا کیا اور فرمایا اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا مگر وہ زینت جسکا عادةً کہلا
رہنا جائز ہے اب لوگون کا اختلاف ہی ظاہر زینت مین کہ وہ کیا ہے تو ابن مسعودؓ اور سعید بن جبیر نے کہا

ظاہر زینت سی کپڑے مراد ہین اور سعید نے مونہہ کو زیادہ کیا اور کہا عطا اور اوزاعی نے ظاہر زینت سی منہ اور دونو ہاتھ مراد ہین اور کہا ابن عباسؓ اور قتادہ اور مسور بن مخرمہ نے ظاہر زینت سی سرمہ اور چہلے اور کنگن اور ہاتہون کی مہندی مراد ہین وہ کہتے ہین جائز ہے عورت کو ان کا ظاہر کرنا محارم کے سوا اجانب کے سامنے اور کہا ابن عطیہ نے عورت اپنی زینت مین سی نہ ظاہر کرے کسی چیز کو اور اپنی ساری زینت کو چہپاوے اور ظاہر زینت کا استثنا ضرورةً واقع ہوا ہے کہا علامہ ابو الطیب علیہ الرحمۃ نے اور تجہ پر مخفی نہین ہے کہ قرآن مجید کی ظاہر نظم سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو زینت کا ظاہر کرنا حرام ہے مگر جو ظاہر ہوا اس سے جیسے چادرین اور اوڑہنیان اور ایسا ہی وہ زیور جو ہاتہون اور دونو پاؤن مین ہو اور زینت سی مواضع زینت مراد لیے جاوین تو استثنا ان اعضا کی طرف راجع ہوگا جنکا ڈہانکنا عورت پر مشکل ہے جیسے دونو ہاتہ اور دونو پاؤن ونحو ذلک اور اسیطرح حب اظہار زینت کی نہی کو مواضع زینت کی اظہار کی نہی لازم ہے موافق خطاب کی تو استثناء دونون صورتون کو شامل ہوگا جیسے ہمنے بیان کر دیا اور رہی یہ صورت کہ زینت کا لفظ مواضع زینت کو بہی شامل ہے اور اُن چیزون کو بہی شامل ہے جنکے ساتھ عورتین زینت لگاتی ہین تو اس صورت مین امر واضح ہی اور استثناء جمیع سے ہوگا قرطبی نے اپنی تفسیر مین کہا زینت دو طرح ہے قدرتی اور مصنوعی تو قدرتی زینت تو اسکا منہ ہے اور مصنوعی زینت وہ ہے جسکا عورت قصد کرتی ہے اپنی خلقت کے حسین بنانے مین جیسے کپڑے اور زیور اور سرمہ لگانا اور مہندی لگانا اور اللہ کے قول خذوا زینتکم مین یہی مصنوعی زینت مراد ہے ابن مسعودؓ سی مروی ہی کہ زینت وہ کنگن ہین اور بازوبند اور گوجریان اور بالیان اور ہار اور ان سی ظاہر زینت عورت کی کپڑے اور اسکی چادر ہے اور کہا عبد اللہ بن مسعودؓ نے سنگار۔ دو طرح کے ہین ایک کہلا سنگار اور ایک چہپا سنگار ہے جسکو خاوند کے سوا اور کوئی نہین دیکہتا کہلا سنگار کپڑے ہین اور چہپا سنگار سرمہ ہے اور کنگن اور چہلے اور ایک روایت مین یون ہے ہیر ظاہر زینت تو یہ کپڑے ہین اور چہپی زینت وہ گوجریان ہین اور بالیان اور کنگن اور ابن عباسؓ سے ظاہر زینت کی تفسیر مین مروی ہے کہ اونہون نے فرمایا ظاہر زینت سرمہ ہی اور چہلے اور بالیان اور ہار اور اسی سے مروی ہی کہ ظاہر زینت ہاتہون کی مہندی ہی اور چہلے اور ابن عمرؓ سے مروی ہی کہ اونہون نے فرمایا زینت ظاہرہ مونہ اور دونو ہاتہ ہین اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ زینت ظاہرہ عورت کا مونہ ہی اور اسکے دونو ہاتہ اور چہلے اور اسی سے مروی ہے کہ ظاہر زینت مونہ کا ٹکڑا ہے اور ہاتہون کی

ہتھیلیان اور عائشہ رضی سے زینت ظاہر کا سوال ہوا تو اونہون نے فرمایا زینت ظاہرہ کنگن ہین اور چھلے اور روک
لیا اسنے اپنی آستین کا کنارہ ابو داؤد اور بیہقی اور ابن مردویہ نے عائشہ رضی سے نکالا کہ اسماء ابو بکر کی بیٹی پتلے کپڑے
پہنکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئی تو آپنے اسکی طرف سے مونہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء عورت جب بالغہ ہو جاوے
تو نہین جائز ہے کہ دیکھا جاوے اسکے وجود سے مگر یہ اور اشارہ کیا آپنے مونہ اور ہاتھون کی طرف اور یہ حدیث
مرسل ہے کیونکہ خالد بن دریک کے طریق سے ہے اور اس نے عائشہ رضی سے نہین سُنا اور عورت کو اسقدر ظاہر کرنے
مین رخصت دی گئی ہے اسلیے کہ عورت جب کسی چیز کو پکڑے گی تو ضرور دونون ہاتھون سے پکڑنا ہوگا اور
شہادت اور محاکمہ اور نکاح مین منہ بھی کہولنا پڑتا ہے اور چلنے سے بھی کوئی چارہ نہین ہے اور جب چلے گی دونو
پائون کہلینگے کہا جلال الدین محلی نے اجنبی مرد کو عورت کی زینت ظاہر کیطرف دیکھنا جائز ہے اگر فتنہ کا
خوف نہ ہو ایک قول مین اور دوسرے قول مین اگرچہ فتنہ کا خوف نہ ہو حرام ہے کیونکہ فتنہ کا خیال ہے اور اسکے
فتنہ کے انسداد اور قطع کے لیے ترجیح دی گئی ہے انتہی خُمُر جمع ہے خمار کی اور خمار وہ کپڑا ہے جسکو ساتھ عورت
اپنا سر ڈہانکے اور جیوب جمع ہے جیب کی اور وہ کرتون کے گریبانون کی جگہین ہین بعض نے کہا جیب سے
اس جگہہ گردن مراد ہے ورنہ جیب اصل مین طوق قمیص کو کہتے ہین کہا مفسرین نے جاہلیت کی عورتین
اپنی اوڑہنیان پیچھے کیطرف لٹکا چھوڑتین اور آگے کیطرف انکے گریبان فراخ ہوتے تو انکے سینے اور ہار
کہلے رہتے تو ان کو حکم ہوا کہ اپنی چادرون کو گریبان پر لیا کرین تو کہ جو چیز انکے بدن سے ننگی رہتی تہی وہ
در پردہ ہو جاوے اور جمہور نے جیوب کی وہی تفسیر بیان کی جو ہمنے بیان کی اور یہی جیب کے حقیقی معنے ہین کہا
مقاتل نے معنے علی جیوبہن کے علی صدورہن ہین تو مضاف محذوف ہے اے علی مواضع جیوبہن یعنی اوڑہنیان
لین اپنے گریبانون کی جگہون پر بخاری نے اپنی صحیح مین اور ابو داؤد اور نسائی اور بیہقی وغیرہم نے اپنی
اپنی سنن مین حضرت عائشہ رضی سے نکالا کہ اونہون نے فرمایا اللہ رحم کرے مہاجرات اُول پر جب اللہ نے اُتارا آیت
وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ کو تو انہون نے اپنی گاڑہی چادرین پہاڑ ڈالین اور انکی اوڑہنیان بنالین اور
فرمایا وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ تو یہان زینت سے زینت باطنہ کی جگہین مراد ہین اور وہ حد ہے جو منہ اور ہاتھون
اور پاؤن کے علاوہ ہے جیسے سینہ اور پنڈلی اور سر وغیرہا خطیب نے کہا یہان زینت سے زینت خفیہ مراد ہے
جسکا کہولنا عورتون کو نماز مین جائز نہین ہے اور اسکا کہولنا اجانب کے لیے بہی جائز نہین ہے کہا ابو السعود
نے اس نہی مین بعض مواضع رخصت کا استثنا باعتبار ناظر کے ہے اور پہلی نہی مین بعض موارد ضرورت

کا استثنا باعتبار منظور کے تھا اور بعل سے زوج مراد ہی عرب کی کلام مین بعل کہتے ہین زوج کو یا سید کو اور ازواج کو مقدم کیا کہ یہی مقصود بالزینہ ہین اور زوجہ اور سریہ کا سارا بدن ازواج کے واسطے حلال ہے اور اسی کی مثل ہے اللہ تعالی کا قول وَالَّذِینَ هُمۡ لِفُرُوجِهِمۡ حَٰفِظُونَ اِلَّا عَلٰۤى اَزۡوَاجِهِمۡ اَوۡ مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُهُمۡ فَاِنَّهُمۡ غَيۡرُ مَلُومِينَ یعنے اور جو اپنے شہوت کی جگہہ تھامتے ہین مگر اپنی عورتون پر یا اپنے ہاتھہ کے مال پر سو انپر نہین اولاہنا ہی جب اللہ سبحانہ نے زوج کا نہی اظہار سے استثنا کیا تو اور ذوی المحارم کو بھی بیان کیا اور فرمایا اَوۡ اٰبَآئِهِنَّ اَوۡ اٰبَآءِ بُعُوۡلَتِهِنَّ اَوۡ اَبۡنَآئِهِنَّ اَوۡ اَبۡنَآءِ بُعُوۡلَتِهِنَّ اَوۡ اِخۡوَانِهِنَّ اَوۡ بَنِىۡۤ اِخۡوَانِهِنَّ اَوۡ بَنِىۡۤ اَخَوٰتِهِنَّ تو جائز کردیا عورتون کی واسطے اپنی زینت کا اظہار ان لوگون کیواسطے کیونکہ مخالطت ضروریہ ان لوگون اور عورتون کے درمیان کثرت سی واقع ہوتی ہے اور ان لوگون کی طرف سی غالبًا فتنہ کا خیال نہین ہوتا کیونکہ طبیعتون مین قرایب کی مماست سی نفرت ہوتی ہے اور امام حسن اور امام حسین علیہما السلام سے مروی ہی کہ وہ دونون امہات المومنین کیطرف نظر نہ کرتے اس خیال سے کہ ابنا بعولت کا اس آیت مین مذکور نہین ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات کے حق مین اتری ہے اور وہ اللہ تعالی کا یہ قول ہے لَا جُنَاحَ عَلَيۡهِنَّ فِىۡۤ اٰبَآئِهِنَّ آخر آیت تک اور ابنا بعولت سی ازواج کی نر اولاد مراد ہے اور اللہ تعالے کی قول اَوۡ اَبۡنَآئِهِنَّ مین اولاد کی اولاد بھی داخل ہے اگرچہ نیچی کے درجہ مین ہو اور عورتون کی بیٹیون کی اولاد اگرچہ نیچے کے درجے مین ہو اور داخل ہین آبار بعولت مین آبار کے آبا اور عورتون کے امہات کے آبا اگرچہ بہت اوپر ہون اور اسیطرح داخل ہین محارم مین وہ ابنار بعولت جو بہت نیچے ہون اور اسیطرح ابنار اخوۃ اور ابنار اخوات اور جمہور کا مذہب یہ ہی کہ عم اور خال (چچا اور ماموں) اور محارم کی طرح ہین نظر کے جائز ہونے مین اسچیز کی طرف جسکی طرف اور محارم کو دیکھنا جائز ہے اور شعبی اور عکرمہ کا یہ قول ہے کہ چچا اور ماموں محارم مین سی نہین ہین کرخی نے کہا اللہ نے اعمام اور اخوال کا ذکر نہین کیا کیونکہ احتیاط اسی بات مین ہی کہ عورتین اپنے اعمام اور اخوال سے پردہ کرین مبادا انکے اعمام اور اخوال اپنے بیٹون کے سامنے انکی توصیف و تعریف اور ان کے محاسن کا بیان کربیٹھین اسکے معنے یہ ہین کہ سایر قرابات باپ اور بیٹے کے ساتھہ محرمیت مین شریک ہین مگر چچا کا بیٹا اور ماموں کا بیٹا اور یہ دلیل دلالات بلیغہ مین سی ہے احتیاط کے وجب ہونے مین عورتون پر نسب کے معاملہ مین اور آیت مین رضاع کا بھی ذکر نہین ہے اور رضاع کا وہی حکم ہے جو نسب کا حکم ہے اَوۡ نِسَآئِهِنَّ مین وہ عورتین مراد ہین جو ایمان مین

انکی شریک ہین اور خدمت یا صحبت کے ساتھ انکی ہم رفیق ہین اور اہل ذمہ ہین سی کفار کی عورتین اور انکے سوا اور
مشرکون کی عورتین انسے خارج ہین تو مسلمان عورتون کو جائز نہین ہے کہ وہ اپنا سنگار کافرون کی عورتون کے
سامنے ظاہر کرین کیونکہ وہ بلا تکمیر و حرج مسلمانون کی عورتون کے محاسن کی وصف اپنے مردون کے سامنے بیان
کرین گے اور اس مسئلہ مین اہل علم کی درمیان اختلاف ہے کہا ابن عباسؓ نے نسائہن سی مسلمان عورتین مراد
ہین مسلمان عورتون کو چاہیے کہ وہ اپنا سینہ اور بالیان اور ہار یہود کی عورتون اور عیسائیون کی عورتون
کے سامنے ظاہر نہ کرین اور اسچیز کو بھی انکے سامنے نہ کھولین جس چیز کا محرم کے سامنے کھولنا جائز ہے سعید
بن منصور اور بیہقی اور ابن منذر نے عمرؓ بن خطاب سے نکالا کہ انہون نے لکھا ابو عبیدہ بن جراح کیطرف
مجھکو یہ بات پہنچی ہے کہ مسلمانون کی عورتین حمامون مین مشرکون لوگون کی عورتون کے ساتھ ملکر جاتی ہین
تو تو انکو اس سے روک اپنی طرف سے اسلیے کہ نہین حلال ہے اس عورت کو جو مانتی ہے اللہ کو اور پچھلے دن کو یہ
کہ اسکے ستر کو کوئی عورت دیکھے مگر اسکی ملت کی عورت اور لونڈی کو بھی اپنی مالکہ کی طرف دیکھنا جائز ہے مگر
ناف سے گھٹنے تک کہ اس بدن کا ظاہر کرنا لونڈیون کے سامنے بھی حرام ہے ازواج کے سوا قالہ المحلی اور
آیت کا ظاہر عبید اور آباء سب کو شامل ہے اور اس مین غلامون کے مسلمان اور کافر ہونے کے درمیان
بھی کوئی فرق نہین ہے اور یہی اہل علم کی ایک جماعت کا قول ہے اور یہی مذہب ہے ام المومنین حضرت
عائشہ صدیقہؓ اور ام سلمہؓ اور ابن عباسؓ اور امام مالکؒ کا اور کہا سعید بن مسیب نے تمکو یہ آیت دھوکے مین
نہ ڈالے اللہ نے ما ملکت ایمانہن سے لونڈیان مراد لین ہین اس سے عبید مراد نہین ہین اور شعبی برا جانتے
تھے کہ مملوک اپنی مولاۃ کی بالون کیطرف دیکھے اور یہی قول ہے عطا اور مجاہد اور حسن اور ابن سیرین کا اور
یہی مروی ہے ابن مسعودؓ سے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور ابن جریج کا اور کہا ابن عباسؓ نے اس مین کچھ
مضائقہ نہین ہے کہ غلام اپنے سیدہ کی بال دیکھے اور نکالا بیہقی اور ابو داؤد وغیرہما نے انسؓ بن مالک سے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہؓ کے پاس ایک غلام لائے جو اسکو بخشدیا تھا اور فاطمہؓ پر ایک کپڑا تھا کہ
جب اسکی ساتھ سر ڈھانکتی پاؤن کھل جاتے اور جب پاؤن ڈھانکتی سر کھل جاتا جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے دیکھا کہ فاطمہ تکلیف اٹھا رہی ہے تو فرمایا تو کیون تکلیف اٹھا رہی ہے یہ تو باپ تیرا باپ ہے (یا)
تیرا غلام کہا علامہ ابو الطیب علیہ الرحمۃ نے اور یہی قرآن مجید کا ظاہر ہے کہا سلیمان جمل نے اپنے استاد سی
روایت کر کے کہ جائز ہے عورتون کو غلامون کے سامنے بدن کا کھولنا مگر ناف سے گھٹنے تک اور جائز ہے

غلاموں کو عورتوں کے بدن کا دیکھ لینا مگر ناف سے گھٹنے تک لیکن عفت اور عدم شہوت کی شرط کے ساتھ طرفین سے اور
اربا اور ارب اور اربیان تینوں لفظوں کے معنے حاجت ہیں اور جمع مآرب ہے اور مارب معنی ہیں حوائج کے ہے اور یہی
معنے ہیں اللہ تعالی کے قول وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَىٰ میں بعض نے کہا مردوں میں سے غیر اولی الاربہ وہ احمق
ہیں جنکو عورتوں کی ضرورت نہیں ہے بعض نے کہا اس سے ابلہ مراد ہے بعض نے کہا عنین (نامرد) مراد ہے بعض نے
کہا خصی مراد ہے بعض نے کہا مخنث (ہیجڑا) مراد ہے بعض نے کہا بہت بوڑھا مراد ہے بعض نے کہا مجبوب یا ذکر
کٹا مراد ہے اور ان تخصیصوں پر کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ مجبوب جسکے انثیین باقی ہوں اور خصی جسکا ذکر باقی
ہو اور نامرد اور مخنث (ہیجڑا) اور بہت بوڑھا ان کا حکم نر کا حکم ہے اور کہا صاحب مال نے خصی کو عورت کی
طرف نظر کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ بڑا ہو جاوے یا بہت بوڑھا ہو جاوے اور اسکی شہوت نہ رہے اور یہی حکم ہے ہیجڑے کا
اور یہی قول ہے صاحب مال کے استاذ قاضی ابو الطیب کا اور ابو مخلد بصری نے خصی اور مخنث میں دو وجہیں بیان
کیں اور آیت سے اسکا ظاہر مراد ہے اور غیر اولی الاربہ وہ لوگ ہیں جو کھانے پینے کیواسطے کسی اہل بیت کے ساتھ
ملے ہوتے ہیں اور انکو عورتوں کی بالکل حاجت نہیں ہوتی اور نہ ان سے یہ بات کسی وقت میں اوقات میں سے ظاہر ہوتی ہو
تو اس حکم میں وہ شخص داخل ہے جسکو عورتوں کیطرف میلان اور جھکاؤ نہیں ہے اور عورت سے بالکل بے حاجت ہے اور جسکو
حاجت ہے یا اسکی طبع عورتوں کیطرف رغبت کرتی ہے اگرچہ وہ قادر نہیں ہیں تو وہ اس حکم سے خارج ہیں اور ابن عباس
نے کہا کمیر وہ شخص ہے جس سے عورتیں شرم نہ کریں اور ایک روایت میں ہے ابن عباس سے کہ یہ وہ آدمی ہے جو
لوگوں کے ساتھ رہتا ہے لیکن اپنی عقل سے بے خبر ہے عورتوں سے بے پرواہ ہے اور نہیں چاہتا عورتوں کو اور ایک
روایت میں ہے کہ پہلے زمانہ میں ایک مرد دوسرے مرد کے پیچھے لگ جاتا اور وہ اس سے شرم نکرتا اور نہ عورت اسکے سامنے
اوڑھنی رکھنے سے ڈرتی اور وہ ایسا بیوقوف ہوتا کہ اسکو عورتوں کی ضرورت نہ ہوتی اور ایک روایت میں
غیر اولی الاربہ وہ ہیجڑا ہے جسکی آلت کھڑی نہ ہو طفل کا اطلاق مفرد و مجموع سب پر آتا ہے اور یہاں
طفل سے مراد جنس طفل ہے جو جمع کے قائم مقام ہو جاتی ہے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ اسکی صفت جمع واقع ہوئی
ہے اور ابی بن کعب کے مصحف میں الاطفال ہے جمع کے لفظ کے ساتھ قالہ ابن قتیبہ بعض نے کہا طفل
وہ بچہ ہے جو شہوت کی حد کو نہ پہنچا ہو یہی قول ہے فراء اور زجاج کا اور معنی یہ ہیں کہ نہیں جانا انکا اونہوں نے
عورتوں کے ستروں کو اور نہیں کھولی اونہوں نے عورتوں کی شرمگاہ صحبت کرنے کیواسطے یا یہ معنے کہ وہ جماع
کی طاقت نہیں رکھتے بعض نے کہا یہ مراد ہے کہ وہ بالغ نہیں ہوئے اب اہل علم کا اختلاف ہے کہ موہنا اور دونوں

ہاتھون کے سوا باقی بدن کا ڈھانکنا لڑکون پر واجب ہے یا نہین تو بعض نے کہا واجب نہین ہے کیونکہ لڑکا ابھی مکلف
نہین ہے اور یہی صحیح مذہب ہے اور بعض نے کہا لڑکے سے منہ اور دونون ہاتھون کے سوا باقی بدن کا ڈھانکنا واجب ہے
کیونکہ لڑکا کبھی عورت کی خواہش کرتا ہے اور ایسا ہی اختلاف ہے بہت بوڑھے کے ستر کی طرف دیکھنے مین جسکی شہوت
ساقط ہوگئی ہو تو اولی تو یہ ہے کہ حرمت کو باقی رکہا جاوے اور اسکی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھا جاوے اب اہل علم کا
عورت کی حد مین اختلاف ہے کہا قرطبی نے مسلمانون نے اتفاق کیا ہے اسپر کہ عورت اور مرد دونون کی شرمگاہ عورت ہین
اور عورت کا سارا بدن عورت ہے مگر اسکا سونہ اور اسکے دونو ہاتھ اور اس مین اختلاف ہے اور اکثر کا یہ قول ہے کہ
مرد کو ناف سے گھٹنے تک ڈھانکنا واجب ہے گویا مرد کی عورت کی حد ناف سے گھٹنے تک ہے کہا ابن عباس نے وہ زینت جسکو
زوج کے سوا اور محارم کے سامنے ظاہر کرسکتی ہے وہ عورت کی بالیان ہین اور ہنکا ہار اور اسکے کنگن اور یہی گوجریان
اور باز و بند اور سینہ اور بال تو انکو نہ ظاہر کرے مگر اپنے زوج کیواسطے پہر فرمایا ولا یضربن بارجلہن الآیۃ یعنے عورت
چلتے وقت اپنے پاؤن زمین پر نہ مارے تاکہ اسکی گوجریون کی آواز لوگ سنین پہر جانین کہ اسعورت کے پاؤن مین گوجریان
ہین کیونکہ یہ امر ایسا ہے جس سے مردون کو عورتون کیطرف میلان پیدا ہوتا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہر
عورت کو مردون کیطرف جہکاؤ ہے اور اس مین محرمات کے دروازے کو بند کیا ہے اور احوط امر کی تعلیم کی ہے اور نہ
عورتون کا آواز بہی عورت نہین ہے امام شافعی کے نزدیک ان کی گوجریان کا آواز تو بجائے خود رہا کہا زجاج نے
زینت کا سماع شہوت کو زیادہ اٹہاتا ہے اسکو ظاہر کرنے سے کہا ابن عباس نے آیت کی تفسیر مین وہ یہ ہے کہ ایک گوجری
کو دوسری گوجری کے ساتھ مار جاوے لوگون کے پاس یا یہ کہ عورت کے پاؤن مین گوجریان ہون اور وہ انکو بلاوے
مردون کے پاس تو اللہ نے منع فرمایا اس سے کیونکہ یہ شیطان کا عمل ہے اور زینت کی آواز کا سنانا اسکے اظہار
کی طرح ہے ولہذا زیور کے آواز کو وسواس کہتے ہین قرطبی کی تفسیر مین ہے جو عورت یہ کام اپنی زیور کے ساتھ
خوش ہوکر کرے تو یہ مکروہ ہے اور جوان مردون سے دکھانے کیواسطے کرے تو حرام ہے اور مذموم ہے اور ایسا ہی جو
اپنی جوتی زمین پر مارے اگر اسنے غرور سے جوتی کو زمین پر مارا ہے تو یہ حرام ہے کیونکہ غرور کبیرہ گناہ ہے اور اگر
دکھانے کیواسطے ماری تو حرام نہین ہے پہر اللہ سبحانہ اپنے عباد کو توبہ کیطرف ارشاد کیا اور فرمایا وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ
جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ یعنے ای ایمان والو توبہ کرو اس دیکھنے سے جو تم سے واقع ہوا اور حالانکہ وہ دیکھنا
تمپر حرام تہا اور توبہ کرو جمیع معاصی سے کہا علامہ نے اس آیت مین توبہ کا ارشاد ہے اور مسلمانون نے اتفاق
کیا ہے کہ توبہ کرنا معاصی سے واجب ہے اور توبہ ایک فرض ہے دین کے فرضون مین سے اس مین کسی کا اختلاف

نہین ہے بعض نے کہا کوئی بندہ سہو سے خالی نہین ہے اور وہ اگرچہ کوشش کرے پہر بہی اللہ کے اوامر اور نواہی مین قصور کر بیٹہتا ہی تو اسلیے اللہ نے سب کو توبہ کیطرف ارشاد فرمایا اور سورہ نسا مین توبہ پر گفتگو گذر چکی بعض نے کہا یہان ان اعمال سے توبہ کرنا مراد ہے جنکو وہ جاہلیت مین مرتکب ہوتے تہے اور اول اولی ہے کیونکہ حدیث سے ثابت ہوا ہے کہ اسلام ان گناہون کو گرا دیتا ہے جو اسلام لانے سے پہلے آدمی کے ہوتے ہین اور حدیثون مین توبہ کا امر اور توبہ کا استکثار وارد ہوا ہے بعض نے کہا توبہ کیطرف وہ شخص اور لوگون سے زیادہ محتاج ہے جو خیال کرتا ہے کہ مجہکو توبہ کی ضرورت نہین ہے اور ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ عصیان ایمان کے منافی نہین ہے پہر وہ بات بیان فرمائی جو لوگون کو توبہ کیطرف رغبت دلادے اور فرمایا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ یعنے تاکہ تم دنیا اور آخرت کی سعادت پاؤ یا آخرت کے عذاب سے چہوٹ جاؤ اور آیت مین ذکور کی تغلیب ہے اناث پر اور جب اللہ سبحانہ نے غض ابصار اور حفظ فروج کا ارشاد فرمایا تو اسکے بعد نکاح کا بیان فرمایا جو بندون کیواسطے حلال ہے اور شہوت کے نکالنے کا ایک واسطہ اور وسیلہ ہی اور زنا اور بدکاری کی طرف ملانیوالی چیزین اسکے ساتھ ٹہیر جاتی ہین پہر آدمی بآسانی جمیع محرمات سے نظر کو بچا سکتا ہے اور فرج کو حرام سے محفوظ رکھہ سکتا ہے اور فرمایا وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ؕ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ اور بیاہ دو رانڈون کو اپنے اندر اور جو نیک ہون تمہارے غلام اور لونڈیان اگر وہ ہونگے مفلس اللہ انکو غنی کرے گا اپنے فضل سے اور اللہ سمائی والا ہے سب جانتا **ف** رسول اللہ نے فرمایا اے علی تین کام ہین دیر نہ کر نماز فرض کا جب وقت آوے جنازہ جب موجود ہو رانڈ عورت جب مرد ملے اسکی ذات کا جو کوئی دوسرا خاوند کرنے کو عیب دے اسکا ایمان سلامت نہین اور جو نیک ہون لونڈی غلام یعنے بیاہ دینے سے مغرور نہ ہو جاوین کہ تمہارا کام چہوڑ دین **ف** اور آپ کو تہامتے رہین جبتکو نہین ملتا بیاہ جبتک مقدور دے انکو اللہ اپنے فضل سے اور جو لوگ چاہین تمہاری ہاتہ کے مال مین تو انکو لکہا دیدو اگر سمجہو ان مین کچہ نیکی اور دو ان کو اللہ کے مال سے جو تم کو دیا ہے اور نہ زور کرو اپنی چہوکریون پر بدکاری

کیواسطے اگر وہ چاہین قید سے رہنا کہ کمایا چاہو اسباب دنیا کی زندگی کا اور جو کوئی انپر زور کرے تو اللہ انکی بے بسی
پیچھے بخشنے والا ہے مہربان **ف** یہ جو فرمایا لکھا چاہین یعنے کسیکا غلام لونڈی کہے کہ مین اتنی مدت مین اتنا
تجھ کو کما دونگا تو مجھکو آزاد کر یہ اقرار لکھوالین اسکو کتابت کہتے ہین اور یہ جو فرمایا اگر سمجھو ان مین نیکی
تو انکو لکھا دو وہ تو نیکی یہ کہ آزاد ہو کر قید سے چھوٹ کر چوری بدکاری نہ کریگا اور دولتمندون کو فرمایا کہ ایسے
غلام لونڈی کو مال سے مدد کرو تاکہ آزاد ہو وین خواہ مال زکوۃ سے خواہ اور خیرات سے اور لونڈیون سے بدکاری
کروانی اور مال کمانے کو بڑا وبال ہے خواہ وہ خوش ہون خواہ وہ ناخوش ہون ناخوشی پر اور زیادہ وہ مال سب
ناپاک ہے اور ناخوشی مین لونڈی بے گناہ ہے **ف** اور ہمنے اتارین تمہاری واسطے آیتین کھلی اور ایک
دستور انکا جو ہو چکے ہین تمسے آگے اور نصیحت ڈروالون کو **ف** یعنی پہلی امتون پر بھی ایسے ہی حکم تھے
انتہے ما فی موضح القرآن **ف** تفسیر ابن کثیر مین ہے کہ یہ آیات کریمہ مبینہ احکام محکمہ اور اوامر مبرمہ پر شامل
ہین تو اللہ سبحانہ نے اپنے قول وانکحوا الایامی منکم الآیہ مین تزویج کا ارشاد فرمایا اور اہل علم کی ایک جماعت
کا یہ مذہب ہے کہ جو شخص نکاح کرنے پر قادر ہو اسکو نکاح کرنا واجب ہے اور انہون نے دلیل لی ہے حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی ظاہر قول سے کہ آپنے فرمایا یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ
أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ یعنے اے جوانون کی جماعت
تم مین سے جو بیاہ کرنے کی طاقت رکھے وہ ضرور نکاح کرے کیونکہ نکاح کرنے سے آنکھین نیچے رہتی ہین اور ستر
بچا رہتا ہے اور جو شخص بیاہ کرنے کی طاقت نہ رکھے تو وہ روزے رکھے کیونکہ وہ اسکو خصی کیطرح بنا دینگے
اخرجاہ فی الصحیحین من حدیث ابن مسعود اور سنن اربعہ مین بہت طریقون سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا تَزَوَّجُوا الْوَلُودَ تَنَاسَلُوا فَإِنِّي مُبَاهٍ بِكُمُ الْأُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنے جننے والی عورتون
سے نکاح کرو تمہاری نسل بڑھے گی اسلیے کہ مین تمہاری ساتھ اور امتون پر فخر کرونگا قیامت کے دن اور ایک
روایت مین ہے یہانتک کہ سقط کے ساتھ سقط وہ ناتمام بچہ جو مادہ کے پیٹ سے گر جاتا ہے اور ایامی جمع ہے
ایم کی اور ایم اس عورت کو کہتے ہین جسکا خاوند نہ ہو اور اس مرد کو جسکی عورت نہ ہو برابر ہے ان دونون مین سے کسینے
نکاح کیا ہو اور پھر اسکا زوج مر گیا ہو یا نکاح ہی نہ کیا ہو اسکو جوہری نے اہل لغت سے حکایت کیا کہتے ہین
رجل ایم وامرأۃ ایم اور یہ جو فرمایا إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ الآیہ تو علی بن ابی طلحہ نے آیت
کی تفسیر مین روایت کیا کہ اللہ نے لوگون کو نکاح کرنے کی ترغیب دی اس آیت مین اور نکاح کرنے کا حکم احرار

اور عبید و دونون کو کہا ہے اور وعدہ فرمایا ہے کہ اگر تم نکاح کروگے تو تمکو غنی کر دونگا اور فرمایا اِنۡ يَّكُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ
يُغۡنِهِمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ سعید بن عبد العزیز کہتے ہین کہ مجھے پہونچا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اَطِيعُوا
اللّٰهَ فِيمَا اَمَرَكُمۡ بِهٖ مِنَ النِّكَاحِ يُنۡجِزۡ لَكُمۡ مَا وَعَدَكُمۡ مِنَ الۡغِنٰى قَالَ تَعَالٰى اِنۡ يَّكُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ يُغۡنِهِمُ
اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ یعنے اللہ نے جو تم کو نکاح کرنے کا ارشاد فرمایا ہے تم نکاح کرنے مین اللہ تعالی کی اطاعت کرو وہ
تمکو غنی کر دیگا اپنے وعدہ کے موافق فرمایا اللہ تعالی نے اگر وہ ہونگے مفلس غنی کر دیگا انکو اللہ رواہ ابن ابی حاتم ابن
مسعود کہتے ہین اِلۡتَمِسُوا الۡغِنٰى فِي النِّكَاحِ يَقُوۡلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنۡ يَّكُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ يُغۡنِهِمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ
یعنے بے نیازی اور تونگری کو نکاح مین ڈہونڈو اللہ تعالی فرماتا ہے اگر نکاح کرنیوالے مفلس ہونگے تو انکو اللہ غنی
کر دیگا رَوَاهُ ابۡنُ جَرِيۡرٍ وَذَكَرَ الۡبَغَوِيُّ نَحۡوَهٗ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَوۡنُهُمُ النَّاكِحُ يُرِيۡدُ الۡعَفَافَ وَالۡمُكَاتَبُ يُرِيۡدُ الۡاَدَاءَ وَالۡغَازِيۡ فِيۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ
یعنے تین شخصون کی اللہ تعالی ضرور مدد کرتا ہے ایک تو اس شخص کی جو زنا سے بچنے کے لیے نکاح کرے اور اس
مکاتب کی جو بدل کتابت کے ادا کرنیکا ارادہ رکہے اور اس شخص کی جو اللہ کی راہ مین جہاد کرے رَوَاهُ الۡاِمَامُ
اَحۡمَدُ وَالتِّرۡمِذِيُّ وَالنَّسَآئِيُّ وَابۡنُ مَاجَةَ حافظ ابن کثیر کہتے ہین اور نکاح کر دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس شخص کا جسکے پاس ایک چادر کے سوا اور کچہ نہ تہا اور اسکے پاس ایک لوہے کا چہلا بہی موجود نہ تہا سو پہر بہی
اسکا نکاح کر دیا اس عورت کے ساتہ جو آپکے پاس آئی تہی آپکے ازواج مین داخل ہونے کے واسطے اور اس عورت
کا مہر یہ ٹہیرایا کہ وہ مرد اس عورت کو وہ سورت سکہا دیوے جسکو وہ جانتا ہے اور اللہ کے کرم اور اسکے لطف سے یہ بات
معلوم ہی تہی کہ اللہ اسکو ایسا رزق دیگا جو اس شخصکو اور اسکی بی بی کو کفایت کرے اور رہی یہ حدیث کہ فقیرون کا نکاح
کر دو تم کو اللہ غنی کر دیگا تو اس حدیث کی کوئی اصل نہین اور مینے اس حدیث کا کوئی طریق نہین دیکہا نہ قوی نہ ضعیف
تو قرآن مجید کی یہ آیت اور وہ صحیح حدیثین جنکو ہمنے اس آیت کی تفسیر مین بیان کیا ہماری مین کافی ہین کہ اگر
نکاح کرنیوالے مفلس ہون تو انکو اللہ تعالی بے نیاز اور تونگر کر دیتا ہے وَلِلّٰهِ الۡحَمۡدُ وَالۡمِنَّةُ اور جو فرمایا وَ
لۡيَسۡتَعۡفِفِ الَّذِيۡنَ لَا يَجِدُوۡنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغۡنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ تو اس آیت مین اللہ نے حرام سے بچنے
کا حکم کیا ہے اس شخصکو جو بیاہ کرنے کی طاقت نہ رکہے جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای جوانون کی جماعت
جو شخص تم مین سے بیاہ کرنے کی طاقت رکہے وہ نکاح کرے کیونکہ نکاح کرنے سے نگاہ نیچے رہتی ہے اور ستر
بچا رہتا ہے اور جسکو نکاح کرنے کی طاقت نہ ہو تو وہ روزے رکہا کرے روزے اسکو خصی بنا دینگے اور یہ آیت

مطلق ہے اور وہ آیت سورہ نساء میں ہے وہ اس سے خاص ہے اور وہ یہ اللہ تعالی کا قول ہے وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنی اور جو کوئی تمہاری مقدور نہ رکھتا کہ نکاح میں لاوے بی بیاں مسلمان تو جو ہاتھ کا مال ہیں آپکی تمہاری لونڈیاں مسلمان اور اللہ کو بہتر معلوم ہے تمہاری مسلمانی تم آپس میں ایک ہو سو انکو نکاح کر و انکے لوگوں کے اذن سے اور دو انکے مہر موافق دستور کے قید میں آتیاں نہ مستی نکالتیاں اور نہ یار کرتیاں چھپکر پھر جب وہ قید میں آچکیں تو اگر کریں بیحیائی کا کام تو انپر ہے آدہی مار جو بیبیوں پر مقرر ہے یہ اسکے واسطے جو کوئی تم میں ڈرے تکلیف میں پڑنے سے اور صبر کرو تو بہتر ہے تمہاری حق میں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے یعنے اگر لونڈیوں کے ساتھ نکاح نہ کرو تو بہتر ہے اسلیے کہ اولاد بہی رقیق ہوگی عکرمہ نے کہا اللہ کے قول وليستعفف الذين لا يجدون نكاحا کی تفسیر میں کہ یہ وہ آدمی ہے جو کسی عورت کو دیکھتا ہے اور اسکی خواہش کرتا ہے اگر اسکے پاس بی بی ہے تو اسکے پاس جاکر اپنی حاجت اس سے پوری کرلیوے اور اگر اسکے پاس بی بی نہیں ہے تو وہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت میں دیکھے یہانتک کہ اللہ اسکو غنی کرے اور یہ جو اللہ تعالی نے فرمایا وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا تو اس میں اللہ سبحانہ وتعالی نے حکم دیا ہے سادات کو جیسا ان ہی انکے غلام کتابت طلب کریں تو انکو لائق ہے کہ غلاموں کو کتابت لکہدیں بشرطیکہ غلام صاحب ہنر اور کسب ہے جنکی وجہ سے بدل کتابت ادا کرسکیں اور بہت علما اسطرف گئے ہیں کہ یہ امر ارشاد اور استحباب ہے وجوب کیلیے نہیں ہے بلکہ سید کو اختیار ہے کہ جب اس سے اسکا غلام کتابت طلب کرے چاہے اسکو مکاتب کرے چاہے مکاتب نکرے اور یہی مروی ہے عطاء بن ابی رباح سے کہ خواہ سید اسکو مکاتب کرے خواہ نکرے اور ثوری نے جابر سے اس نے شعبی سے بہی ایسا ہی نقل کیا ان شاء کاتبہ وان شاء لم یکاتبہ اور یہی قول ہے مقاتل بن حیان او حسن بصری کا اور دوسرے لوگ اسطرف گئے ہیں کہ سید سے جب اسکا غلام کتابت طلب کرے تو سید کو اسکا مکاتب کرنا واجب ہے قرآن کے ظاہر امر پر عمل کرکے اور کہا بخاری نے کہ روح نے روایت کیا ابن جریج سے کہ انہوں نے پوچھا عطاء سے کہ جب میں جانوں کہ میرے غلام کے پاس اسقدر مال ہے

جو اسکے بدل کتابت کو کفایت کریگا تو کیا مجھکو اسکا مکاتب کرنا واجب ہے تو عطا نے جواب دیا میں تو ایسے غلام
کا مکاتب کرنا واجب سمجھتا ہوں اور کہا عمرو بن دینار نے عطا کو کیا تو کسی سے اسقول کو نقل کرتا ہے وہ بولا نہیں
پھر عطا نے خبر دی مجھکو کہ موسی بن انس نے خبر دی عطا کو اور اسکو خبر دی سیرین نے کہ اس نے انس رض سے مکاتبت طلب
کی اور سیرین مالدار آدمی تھا تو انس رض نے کتابت کر لکھدینے سے انکار کیا پھر سیرین حضرت عمر پاس آیا اور حضرت عمر
نے انس کو فرمایا تو اسکو کتابت لکھدی انس رض نے نہ مانا تو عمر رض نے انس کو درہ کے ساتھ مارا اور پڑھی حضرت عمر نے یہ
آیت فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا پھر انس رض نے اسکو مکاتب کر دیا هٰكذا ذكره البخاري معلقا
اور روایت کیا اس حدیث کو عبد الرزاق نے ابن جریج سے کہ اس نے پوچھا عطا سے کیا واجب ہے مجھ پر جب میں
معلوم کروں کہ میرے غلام کے پاس مال ہے یہ کہ میں اسکو مکاتب کر دوں کہا عطا نے میں تو واجب ہی خیال
کرتا ہوں پھر ابن جریج نے اپنی اسناد کر ساتھ انس رض بن مالک سے روایت کیا کہ سیرین (انس رض کے غلام نے) ارادہ
کیا کہ انس رض اسکو کتابت لکھدیوے تو دیر کی انس رض نے اسپر تو حضرت عمر رض نے فرمایا لَتُكَاتِبَنَّهُ یعنے تو ضرور سیرین
کو مکاتب کر دے حافظ ابن کثیر نے کہا یہ اسناد صحیح ہے اور ضحاک سے مروی ہے کہ اس نے کہا جب غلام کتابت
لکھوانا چاہے تو اسکو مکاتب کرنا واجب ہے رواہ سعید بن منصور اور یہی شافعی کا قدیم قول ہے اسکے دو قولوں
میں سے اور اسکا جدید قول یہ ہے کہ اسکو کتابت لکھکر دینا واجب نہیں ہے اسلیے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِطِيبِ نَفْسٍ یعنے کسی مسلمان کا مال حلال نہیں ہے مگر جب وہ خوش
ہو اور ابن وہب نے امام مالک سے روایت کیا کہ کہا امام مالک نے ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ جب غلام سید سے کتابت
طلب کرے تو سید کو اسکا مکاتب کرنا واجب نہیں ہے اور نہ میں نے کسی امام سے سنا جو اس نے کسی پر جبر کیا ہو
اسپر کہ وہ ضرور غلام کو مکاتب کر دیوی کہا امام مالک نے اور یہ اللہ کا امر استحباب کے طور پر ہے یہ امر وجوب کی وجہ سے
نہیں ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور سفیان ثوری اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم وغیرہم کا اور ابن جریر نے
وجوب کے قول کو اختیار کیا ہے ظاہر آیت پر عمل کر کے اور یہ جو فرمایا إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا تو خیر سے بعض
کے نزدیک امانت مراد ہے اور بعض نے کہا صدق مراد ہے اور بعض نے کہا خیر سے مال مراد ہے اور بعض
نے کہا خیر سے ہنر اور کسب مراد ہے یحیی بن ابی کثیر کہتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آیت فَكَاتِبُوهُمْ
إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا کی تفسیر میں کہ خیر سے پیشہ مراد ہے فرمایا اور نہ چھوڑو غلاموں کو کہ وہ لوگوں
پر بار ہو جاویں رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ فِي الْمَرَاسِيلِ اور یہ جو فرمایا وَآتُوهُمْ مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ

اسکی تفسیر مین لوگون نے اختلاف کیا ہے تو بعض نے کہا اسکے معنے یہ ہین کہ انکے بدل کتابت سے انکو کچھ حصہ معاف کردو پھر مقدار وضع مین اختلاف ہے بعض نے کہا ثلث معاف کردو بعض نے کہا ربع معاف کردو بعض نے کہا نصف معاف کردو بعض نے کہا بدل کتابت کا ایک حصہ کسی معین مقدار کے سوا اور دوسرون نے کہا اس آیت کے یہ معنے ہین کہ انکی زکوۃ مین سے مدد کرو اور اس سے وہ نصیب و حصہ مراد ہے جو انکے لیے اللہ نے مقرر فرمایا ہے یہی قول ہے حسن بصری اور عبد الرحمن بن اسلم اور اسکے باپ زید بن اسلم اور مقاتل بن حیان کا اور اسکو ابن جریر نے پسند کیا ہے اور ابراہیم نخعی نے اس آیت کی تفسیر مین کہا ہے کہ اللہ نے سید اور غیر سید کو مکاتب کی مدد کا حکم دیا اور اسکی مدد کرنے کی ترغیب دی ہے اور یہی قول ہے بریدہ بن خصیب اسلمی اور قتادہ کا اور کہا ابن عباسؓ نے اللہ نے حکم کیا ہے مومنون کو غلامون کے آزاد کرنے مین مدد کرنے کا اور گذر چکا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیون کی اللہ پر مدد واجب ہے پہر ان تینون مین سے ایک اس مکاتب کا نام لیا جو بدل کتابت کو ادا کرنا چاہتا ہے اور پہلا قول زیادہ مشہور ہے ابن عباسؓ کہتے ہین حضرت عمرؓ نے اپنے ایک غلام کو مکاتب کیا اسکی کنیت ابو امیہ تھی جب اسکی قسط کا وقت گذر چکا تو وہ اپنی قسط لیکر آیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا جا اور اس قسط کے ساتھ اپنی بدل کتابت مین مدد لے وہ بولا یا امیر المومنین کاش آپ مجھکو چھوڑ دیتے (اور اسکو لے لیتے) تو کہ مین پچھلی قسط ادا کرتا فرمایا مین ڈرتا ہون کہ نہ مین اس وقت تک زندہ رہون پہر یہ آیت پڑھی فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا وَآتُوهُمْ مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ عکرمہ کہتے ہین یہ اسلام مین پہلی قسط ادا ہوئی رواہ ابن ابی حاتم سعید بن جبیر کہتے ہین ابن عمرؓ جب کسی غلام کو مکاتب کرتے تو اسکی پہلی قسطون مین سے کوئی قسط معاف نکرتے اس ڈر سے کہ عاجز ہو جاوے اور پہر اسکا صدقہ لوٹ آوے ولیکن جب غلام آخر بدل کتابت کی ادا کرنیکے فکر مین ہوتا تو اسکو جتنا چاہتے معاف کر دیتے رواہ ابن جریر ابن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر مین کہا ضعوا عنهم يعني من مكاتبتهم یعنے انکی بدل کتابت سے کچھ معاف کردو رواہ علی بن ابی طلحہ عنہ اور یہی قول ہے مجاہد اور عطا اور قاسم بن ابی بزہ اور عبد الکریم بن مالک جزری اور سدی کا اور محمد بن سیرینؒ نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کان یعجبهم ان يدع الرجل لمكاتبه طائفة من مكاتبته یعنے سلف کو یہ بات پسند آتی تھی کہ آدمی اپنی مکاتب غلام کو اسکے بدل کتابت کا ایک حصہ معاف کر دیوے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام مرفوعا کہتے ہین کہ اس سے بدل کتابت سے ربع کا معاف کر دینا مراد ہے رواہ ابن ابی حاتم

حافظ ابن کثیر کہتے ہین اور یہ حدیث غریب ہے اور اس حدیث کا مرفوع ہونا منکر ہے اور ٹھیک یہی ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر جیسے اسکو ابو عبد الرحمن رحمہ اللہ نے روایت کیا اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا الآیہ تو یہ اسطرح کہ اہل جاہلیت مین سے جب کسیکی لونڈی ہوتی تو وہ اسکو زنا کے لیے چھوڑ دیتے اور اسپر ایک معین رقم مقرر کر دیتے جو اس سے وقت پہ لے لیتے جب اسلام کا زمانہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے مومنون کو اس فعل ناشائستہ سے روکدیا اور اس آیت کے نزول کا سبب اسکی موافق جو سلف اور خلف مین سے بہت مفسرین نے ذکر کیا ہے عبد اللہ بن ابی بن سلول منافقون کا سردار ہے اسکی پاس لونڈیاں تھین وہ انپر زور دیتا اور جبر کرتا کہ زنا کرکے مجھکو خراج (حاصل ٹیکا) دیا کرین اور انکی اولاد مین رغبت کرتا اور خیال کرتا کہ مین اسلام کی وجہ سے رئیس ہون وہ آثار جو اس آیت کے نزول کے سبب و شان مین مذکور مین زہری کہتے ہین عبد اللہ بن ابی بن سلول کی ایک چھوکری تھی معاذہ نام وہ اسپر زور دیتا زنا کے واسطے جب اسلام آیا تو یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ الآیہ رَوَاهُ الْحَافِظُ أَبُوْ بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الْخَالِقِ الْبَزَّارُ جابر اس آیت کی تفسیر مین روایت کرتے ہین کہ یہ آیت عبد اللہ بن ابی بن سلول کی لونڈی کے بارے مین اتری جسکا نام مسیکہ تھا عبد اللہ اسکو زور دیتا زنا پر اور وہ اچھی بھلی عورت تھی وہ انکار کرتی تو اللہ نے اس آیت کو اتارا وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ رَوَاهُ الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِيْ سُفْيَانَ وَرَوَى النَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ نَحْوَهُ جابر ہی کہتے ہین کہ عبد اللہ بن ابی بن سلول کی چھوکری تھی مسیکہ نام اور عبد اللہ جبراً اس سے زنا کراتا تو اللہ نے اتاری یہ آیت وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تک رَوَاهُ الْحَافِظُ أَبُوْ بَكْرٍ الْبَزَّارُ حافظ ابن کثیر کہتے ہین اس اثر کے اسناد مین اعمش نے ابو سفیان سے سماع کی تصریح کی ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص کہتا ہے اعمش نے ابو سفیان طلحہ بن نافع سے نہین سنا اور وہ تو ایک صحیفہ تھا جسکو بزار نے حکایت کیا اسکا قول باطل ہے ابن عباس کہتے ہین عبد اللہ بن ابی بن سلول کی ایک چھوکری جاہلیت مین بدکاری کرتی تھی اور اسکی بدکاری سے اولاد ہوئی (جب اسلام آیا تو اس نے بدکاری چھوڑ دی) عبد اللہ بولا تو کیون زنا نہین کرتی وہ بولی بخدا (اب) تو مین بدکاری نہین کرون گی پھر اسکو مارا اسپر اتاری اللہ نے یہ آیت وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ آخر آیت تک رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ الطَّيَالِسِيُّ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین عبد اللہ بن ابی کی ایک چھوکری تھی معاذہ نام عبد اللہ اس سے جبراً و قہراً زنا کراتا

جب اسلام آیا تو یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا غَفُورٌ رَحِيمٌ
رواہ الحاکم اور زہری کہتے ہیں کہ ایک دن ایک قریشی قید میں آیا اور وہ عبداللہ بن ابی کے پاس رہتا اور عبداللہ
بن ابی کی ایک چھوکری تھی معاذہ نام وہ قریشی اس چھوکری کے ساتھ زنا کرنا چاہتا اور وہ لونڈی مسلمان
تھی وہ بسبب اپنے اسلام کے اسکا کہنا نہ مانتی اور عبداللہ بن ابی اس لونڈی پر زور دیتا کہ زنا کرے اور مارتا اسکو
اس امید پر کہ اگر قریشی کا حمل ٹھیر جاویگا تو اس سے اسکے ولد کا فدیہ لونگا تو اللہ تعالی نے فرمایا وَلَا تُكْرِهُوا
فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا رواہ عبد الرزاق کہا سدی نے یہ آیت کریمہ اتری ہے عبداللہ
بن ابی بن سلول منافقوں کے سردار کے باب میں اسکی ایک لونڈی تھی معاذہ نام جب عبداللہ کے ہاں کوئی مہمان
آتا تو وہ لونڈی کو مہمان کے پاس بھیجدیتا تاکہ وہ مہمان اسکی لونڈی کے ساتھ ہم کاری کرے اور اس میں ثواب
کی نیت کرتا اور اس مہمان کی عزت کرتا وہ بیچاری حضرت ابوبکر صدیقؓ پاس شکایت لائی اور ابوبکرؓ نے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو حکم دیا کہ لونڈی کو روک رہے (اور عبداللہ
کے پاس نہ جانے دے) تو عبداللہ چلایا اور بولا کون ہمکو معذور رکھتا ہے محمد کیطرف سے چھینتے ہیں ہم سے
ہماری لونڈی پھر اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری مقاتل بن حبان کہتے ہیں مجھکو یہ بات پہنچی ہے آگے اللہ بہتر
جانے کہ یہ آیت دو مردوں کے حق میں اتری ہے جو اپنی لونڈیوں سے جبراً زنا کراتے ایک لونڈی کا نام مسیکہ
تھا یہ انصار کی (ایک مرد کی) لونڈی تھی اور دوسری کا نام امیمہ تھا اور یہ مسیکہ کی ماں تھی اور یہ عبداللہ بن
ابی کی لونڈی تھی تو مسیکہ اور مسیکہ کی ماں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور اس بات کا بیان کیا حضرتؐ
کے سامنے تو اتاری اللہ تعالے نے اس میں یہ آیت وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا
لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا بغا سے زنا مراد ہے اور شرط مخرج غالب کی طریق پر واقع ہوئی ہے تو اس
شرط کا کوئی مفہوم نہیں ہے اور حیات دنیا کے عرض سے انکا خراج اور انکا مہر اور اولاد مراد ہے اور منع کیا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے پچھنی لگانیوالے کے کسب سے اور زانیہ کی خرچی سے اور نجومی کی مٹھائی سے اور ایک روایت
میں ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيثٌ وَكَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِيثٌ وَثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيثٌ
یعنے زانیہ کی خرچی پلید ہے اور پچھنی لگانیوالی کی کمائی پلید ہے اور کتے کا مول پلید ہے اور روایت کیا ابن ابی
طلحہ نے ابن عباسؓ سے فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ کی تفسیر میں کہ اگر تم لونڈیوں پر زور کروگے زنا کے
واسطے تو اللہ انکو معاف کر دیگا وہ مہربان ہے اور گناہ انکا اس شخص پر جس نے انپر جبر کیا اور یہی قول ہے مجاہد

اور عطا خراسانی اور اعمش اور قتادہ کا حسن بصری نے کہا اس آیت کی تفسیر مین فان اللہ من بعد اکراہھن غفور
رحیم لھن واللہ لھن واللہ یعنی بخدا اللہ ان لونڈیون کو معاف کرنیوالا ہے جنپر جبر ہو بخدا انکو معاف کرنیوالا
ہے رواہ ابو عبید زہری کہتے ہین غفور رحیم کی تفسیر مین غفر لھن ما اکرھن علیہ یعنی اللہ انکو معاف
کردیتا ہے وہ بات جسپر انکو زور دیا جاتا ہے اور زید بن اسلم کہتے ہین غفور رحیم للمکرھات یعنی اسمان لونڈیون
اور چھوکریون کو معاف کر دیتا ہے جن پر زنا کے واسطے زور کیا جاتا ہے وہ مہربان ہی حکایت کیا ان آثار کو ابن منذر
نے اپنی تفسیر مین انکے اسنادون کے ساتھ سعید بن جبیر کہتے ہین عبد اللہ بن مسعود اس آیت کو اسطرح پڑھتے تھے
فان اللہ من بعد اکراھھن غفور رحیم لھن واثمھن علی من اکرھھن یعنی بے شک اللہ انپر
زور کرنیکے پیچھے انکو معاف کرتا ہے اور انپر مہربان اور انکا گناہ اس شخص پر ہے جس نے انپر زور کیا اور جبر کیا
رواہ ابن ابی حاتم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رفع عن امتی الخطاء والنسیان وما استکرھوا علیہ
یعنی اللہ نے معاف کردی ہے میری امت کو چوک اور بھول جانا اور وہ گناہ جسپر انکو جبر کیا جاوے اور جب اللہ نے
ان حکمون کو بیان کیا تفصیل کے ساتھ اور کھولکے تو فرمایا ولقد انزلنا الیکم آیت مبینت اور آیات
مبینت سے قرآن مجید مراد ہے اس مین آیات واضحات مفسرات ہین اور مثلا من الذین خلوا من قبلکم سے امم
گذشتہ کی خبرین ہین اور وہ عذاب مراد ہین جو انپر بسبب مخالفت اوامر الہی کے اترے کما قال تعالی
فجعلنھم سلفا ومثلا للاخرین یعنی پھر کر ڈالا انکو گئے گذرے اور کہاوت پچھلون کیواسطے اور پچھلون
کے واسطے کہاوت سے یہ مراد ہے کہ ان پر عذاب اتارنا اس شخص کو جو اللہ سے ڈرے مآثم اور محارم کے ارتکاب سے روکتا
ہے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی صفت مین فرمایا ہے فیہ حکم ما بینکم وخبر ما
قبلکم ونبا ما بعدکم وھو الفصل لیس بالھزل من ترکہ من جبار قصمہ اللہ ومن ابتغی
الھدی فی غیرہ اضلہ اللہ یعنی اس قرآن مجید مین ان واقعات کے فیصلے ہین جو تمہارے درمیان
واقع ہوتے ہین اور ہونگے اور اس مین خبرین ہین پہلون اور پچھلون کی اور یہ قرآن دو ٹوک ہے اور نہین
یہ بات ہنسی کی جس شخص نے اسکو سرکش ہوکر چھوڑ دیا اسکو اللہ توڑ دیتا ہے اور جس نے اسکے سوا کسی اور چیز
مین ہدایت طلب کی اسکو خدا گمراہ کرتا ہے انتہی ما فی تفسیر ابن کثیر فتح کا لفظ یہ ہے کہ ایم کا لفظ تشدید
کے ساتھ ہے اور ایم اس عورت کو کہتے ہین جسکا زوج نہ ہو اور ایسی ہی وہ مرد جسکے زوجہ نہ ہو تو لفظ
ایم شامل ہے مرد اور عورت دونو کو جو متزوج نہ ہون اور ایامی اسکی جمع ہے ابو عمرو اور کسائی نے کہا لغت

والون نے اتفاق کیا ہے کہ ایم اصل مین اس عورت کو کہتے ہین جسکا خاوند نہ ہو وہ عورت بکر ہو یا ثیب ہو کہا ابوعبید نے یہ لفظ
شامل ہے مرد اور عورت دونون کو کہتے ہین رجل ایم وامرأۃ ایم اور اکثر اسکا استعمال نسا مین ہی ہوتا ہے تو یہ لفظ
گویا استعارہ ہے رجال مین اور آیت مین خطاب اولیا اور سردارون کو ہے بعض نے کہا ازواج کو خطاب ہے اور پہلے
معنے راجح ہین اور اس مین دلیل ہے کہ عورت اپنا آپ نکاح نہین کر سکتی حضرت عائشہ کہتی ہین اَیُّمَا اِمْرَأَۃٍ
نَکَحَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ وَلِیِّھَا فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ ثَلٰثًا یعنے جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے سوا اپنا نکاح
کر لیا تو اسکا نکاح باطل ہے یہ آپ نے تین بار فرمایا اَخْرَجَہٗ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ ابو موسی اشعری کہتے ہین
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَانِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ یعنے ولی کے سوا اور اسکے اجازت کے بغیر نکاح نہین ہوتا
اَخْرَجَہٗ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ اَیْضًا اور مخالفت کی ہے اس مین ابو حنیفہ نے پھر اس نے جائز کر دیا عورت کو بھی
نکاح کرنا اپنے نفس کا اور اہل علم نے اس نکاح کے حکم مین اختلاف کیا ہے کیا یہ نکاح مباح ہے یا مستحب ہے یا واجب
ہے تو اول قول کے شافعی وغیرہ قائل ہین اور دوسرے قول کے مالک اور ابو حنیفہ اور تیسرے قول کے بعض اہل علم
اس تفصیل کے مطابق جو انہون نے اس مین بیان کی ہے پھر کہا انہون نے اگر اپنی جان پر معصیت مین وقوع
ہونے سے ڈرے تو اسپر نکاح کرنا واجب ہے ورنہ واجب نہین ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو لوگ اباحت یا استحباب
کے قائل ہین وہ بھی اس خشیت کے ساتھ وجوب کے قول کے قائلین کے مخالف نہین ہین بالجملہ نکاح باوجود عدم
خشیت کے سنن مین سے سنت موکدہ ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح حدیث مین نکاح کی ترغیب دینے
کے بعد فرمایا وَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ یعنے جو شخص میری سنت سے روگردان ہوا وہ مجھ سے نہین
ہے لیکن یہ جب ہے جب نکاح کرنے کی طاقت رکھے پھر ابن مسعود کی حدیث کو بیان کیا پھر ابو بکر کا اثر پھر کہا اور قتادہ
سے مروی ہے کہ اس نے کہا ہمارے لیے مذکور ہوا ہے کہ عمر بن خطاب نے فرمایا مَا رَاَیْتُ لِرَجُلٍ لَمْ یَلْتَمِسِ الْغِنٰی
فِی الْبَاءَۃِ وَقَدْ وَعَدَ اللّٰہُ فِیْھَا مَا وَعَدَ فَقَالَ اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَاءَ یُغْنِھِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ یعنے مین
ویسا بیعقل آدمی کوئی نہین دیکھا جس نے غنا کو نکاح مین طلب نہ کیا حالانکہ اللہ نے وعدہ کیا ہے اس مین
جو وعدہ کیا ہے اور فرمایا ہے اگر نکاح کرنے والے محتاج ہونگے تو اللہ انکو غنی کر دیگا اور ابن مسعود سے بھی ایسا ہی
مروی ہے حضرت عائشہ فرماتی ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنْکِحُوا النِّسَاءَ فَاِنَّھُنَّ یَاْتِیْنَکُمْ بِالْمَالِ یعنی
عورتون کے ساتھ نکاح کرو وہ تمہارے پاس مال لاوین گی اَخْرَجَہُ الْبَزَّارُ وَالدَّارَقُطْنِیُّ وَاَخْرَجَہٗ اَبُوْدَاوٗدَ
فِیْ مَرَاسِیْلِہٖ عَنْ عُرْوَۃَ مَرْفُوْعًا اور مطلق نکاح کی ترغیب مین بہت حدیثین وارد ہوئی ہین جنکے بیان

کرنیکا محل نہین ہی اور اس آیت مین ایامی سی احرار (آزاد مرد) اور حرائر (آزاد عورتین) مراد ہین اور رہی
ممالیک تو انکو اللہ تعالی نے بیان کر دیا ہے اپنے قول وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ مین اور عبادکم کو
عبیدکم بھی پڑہا گیا ہے اور صلاح سی صالحین مین ایمان مراد ہے بعض نے کہا صلاح سی حقوق نکاح کے ساتھ
قائم ہونا مراد ہے یہانتک کہ عبد اچہیطرے کے ساتھ قائم ہو جو بی بی کو لازم ہے اور لونڈی اچہیطرے کے ساتھ قائم ہو
جو زوج کو لازم ہے یا صلاح سے یہ مراد ہے کہ عبد اور امۃ ایسے چہوٹے نہ ہون جنکو نکاح کی ضرورت نہو اور خاص
کیا صالحین کو ذکر کرنے کے ساتھ تو کہ انکا دین بچا رہے اور انکی صلاحیت محفوظ رہی اور اسلیے کہ غلامون اور
لونڈیون مین سی جو نیک ہین انہین پر انکے مالک ترس کہاتے ہین اور انکو اولاد کی جا بجا سمجہتے ہین اور جو
نیک لوگ ہوتے ہین وہی اس لائق ہین کہ انکے لیے وصیت کی جاوے اور انکے واسطے اہتمام کیا جاوے اور جو
شخص نیک نہو تو اسکا حال اسکے الٹ ہی اور بیان کیا اللہ نے صلاح کا ممالیک مین احرار کے سوا اسلیے
کہ غالبا احرار مین صلاحیت ہی ہوتی ہے بخلاف ممالیک کے کہ ان مین غالبًا عدم صلاحیت ہوتی ہے اور اس
مین دلیل ہے اسپر کہ مملوک اپنا آپ نکاح نہین کر سکتا اور اسکا نکاح کرتا ہے اسکا مالک اور متولی ہوتا ہے
اسکی تزویج کا اسکا سید اور جمہور اسطرف گئے ہین کہ سید کو جائز ہے کہ اپنے غلام اور لونڈی کو نکاح پر جبر
کرے اور انپر زور کرے کہا امام مالک نے سید کو جبر کرنا غلام لونڈی پر نکاح کے لیے جائز نہین ہے پہر اللہ نے
احرار مین کلام کرنے کیطرف رجوع فرمایا اور فرمایا اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ یعنے احرار
کے نکاح کرنے سے نہ رکو اس خیال سے کہ مرد کے پاس یا عورت کے پاس یا دونونکے پاس مال نہین ہی کیونکہ نکاح کرنیوالے اگر
محتاج مفلس ہونگے تو انکو اللہ غنی کر دے گا او فضل کریگا اللہ انپر غنا کے ساتھ کیونکہ اللہ کے فضل مین مال
سے بے نیازی ہے اور اللہ کا فضل صبح شام آنیوالا ہے کہا زجاج نے اللہ نے رغبت دی ہی نکاح کی اور
جتوایا ہے کہ نکاح مفلسی کے دور کرنیکا سبب ہے اور یہ لازم نہین ہے کہ غنا ہر ایک مفلس کو حاصل ہو جاتی ہے
جب وہ نکاح کرتا ہے کیونکہ غنی ہونا مشیئت کے ساتھ مقید ہی اور خارج مین ایسے مفلس بہت موجود ہین کہ
انکے واسطے نکاح کرنے کی وجہ سی غنا حاصل نہین ہوئی بعض نے کہا اس غنا سے غنائی نفس مراد ہے یعنے
نکاح کرنے والے کو قناعت حاصل ہو جاتی ہے بعض نے کہا یہ معنی ہین کہ جو لوگ نکاح کے محتاج ہین انکو
اللہ اپنے فضل سے حلال کے ساتھ غنی کر دیگا تو کہ وہ زنا سے بچین اور پہلے معنے اولی ہین بعض نے کہا اس
سے دو روزیون کا جمع ہونا مراد ہے زوج اور زوجہ کا رزق بعض نے کہا اللہ نے وعدہ کیا ہے غنی کرنیکا نکاح

اور تفرق کی ساتھہ نکاح کے ساتھہ غنی کرنیکا وعدہ تو آیت باب مین مذکور ہے) اور تفرق کی ساتھہ غنی کرنیکا اسکے قول
وَاِنْ یَّتَفَرَّقَا یُغْنِ اللّٰہُ کُلًّا مِّنْ سَعَتِہٖ مین یعنے اگر عورت مرد دونون جدا ہوجاوین (طلاق کی ساتھہ) تو اسہ
ہر ایک کو محفوظ کرے گا اپنی کشائش سے پہر اسہ سبحانہ نے ان لوگون کا بیان کیا جو نکاح کی طاقت نہین رکہتے اور نکاح
کرنے سے عاجز ہین انکی مناکحت کی جواز کے بیان کے بعد اور انکو اولی کی طرف ارشاد کرنے کے بعد اور فرمایا وَ
لْیَسْتَعْفِفِ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِکَاحًا استعفاف سے عفت کا طلب کرنا مراد ہے اور عفت کہتے ہین زنا اور حرام
سے بچنے کو اور معنے یہ ہین کہ جو شخص نکاح کا سبب یاوی لیسکے پاس مال نہو تو وہ زنا اور حرام سے بچتا رہے بعض
نے کہا نکاح سے اسجگہہ وہ چیز مراد ہے جسکی ساتھ عورت کو نکاح کیا جاتا ہے اور وہ مہر اور نفقہ ہے جیسے لحاف اسچیز کا
نام ہے جو اوپر لیا جاتا ہے اور لباس اسچیز کا نام ہے جو پہنی جاتی ہے کہا ابن عباس نے وہ شخص نکاح کرے جو نکاح
کے لیے مال نہین پاتا کیونکہ اسہ اسکو عنقریب غنی کردیگا پہر اسہ نے استعفاف کی یہ غایت بیان فرمائی حَتّٰی یُغْنِیَہُمُ
اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ یعنے تو کہ روزی دیوی انکو اسہ جسکی ساتھہ وہ غنی ہوجاوین اور اسکی وجہ سے نکاح کرنے پر قادر ہون
اور اس آیت مین دلیل ہے کہ جملہ اولی یعنے اسہ کا قول اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِہِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ مشیت کی ساتھ
مقید ہے جیسے ہمنے بیان کیا کیونکہ اگر پہلے جملہ مین وعدہ واجب ہوتا جسکے حصول مین کوئی شبہ نہین ہے تو غنا اور
نکاح کے درمیان تلازم ہوتا پہر اسوقت مفلسی کے وقت استعفاف کی ارشاد مین چندان فائدہ نہ تہا کیونکہ مفلس نے
تو نکاح کرتے ہی بالضرور غنی ہوجاتا تہا مگر یہ کہہ سکتے ہین کہ استعفاف کا حکم اس شخص کو کیا ہے جو مبادی نکاح
کی تحصیل سے عاجز ہے اور مبادی نکاح کے حاصل کرنے سے عاجز ہونا نکاح کے بعد اسکے غنی ہونیکے منافی
نہین ہے اب اس شخص پر جو مبادی نکاح سے عاجز ہے یہ بات صادق ہے کہ اس نے نہین پایا یاوہ کو کیونکہ اسکے پاس
وہ اسباب نہین ہین جنکے ساتھہ نکاح حاصل ہوتا ہے اور ان اسباب مین سے بڑا سبب مال ہے اور اسہ نے ان
اوامر مین کیسی ترتیب دی پہلے تو اسچیز کے ساتھہ حکم کیا جو فتنہ سے بچاوی اور معصیت مین گرنے سے دور رکہے اور وہ
نگاہ کا نیچے رکہنا ہے پہر حکم کیا نکاح کا جو دین کو بچانیوالا ہے اور حرام سے بے نیاز کرنیوالا پہر نفس کی عفت
کا جو امارہ بالسوء ہے شہوت کی طرف خیال کرنے سے جب نکاح کرنے سے عاجز ہو یہانتک کہ قادر ہووے اسباب
نکاح پر پہر جب بعضی نیک غلامون اور لونڈیون کے نکاح مین رغبت دلائی تو مالکون کو ایسے طریق کیطرف
راہ بتایا جسکے ساتھ مملوک منجملہ احرار کے ہوجاوین اور فرمایا وَالَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ الْکِتٰبَ مِمَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ
ماملکت ایمانکم سے غلام لونڈیان مراد ہین اور کتاب مصدر ہے باب مفاعلہ کا جیسے مکاتبت کہتے ہین کاتب

یکاتب کتابا ومکاتبۃ جیسے کہا جاتا ہے قاتل تقاتل مقاتلۃ وقتالاً بعض نے کہا کتاب سے یہان وہ کتاب مراد ہے جس مین کوئی چیز لکھی جاتی ہے اور یہ اسلیے کہ جب غلام کو مکاتب کرتے تو وہ اسکے بارے مین ایک کتابت نامہ لکھ لیتے تو اس صورت مین یہ معنی ہونگے اور وہ لوگ مکاتبت کی کتاب کو طلب کرتے ہین اور کتابت شرع مین اسکو کہتے ہین کہ مرد اپنے غلام کو لکھدیوے کہ تو اتنے مال ادا کردینے پر قسطون کے ساتھ آزاد ہی جب غلام اس کتابت کے موافق مال ادا کردیوے تو وہ آزاد ہوجاتا ہے عبداللہ بن صبیح کہتے ہین میرا باپ حویطب بن عبدالعز کا غلام تھا تو میرے باپ نے اس سے مکاتبت طلب کی حویطب نے نہ مانا پھر یہ آیت اتری اور اللہ کے قول فکاتبوہم کا ظاہر یہ ہے کہ جب غلام اپنے سید سے کتابت طلب کرے تو اسپر اس غلام کو مکاتب کرنا واجب ہوتا ہے اس شرط کے موافق جو اللہ کے قول اِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا مین مذکور ہے خیر سے بدل کتابت کی ادا کرنے پر قادر ہونا مراد ہے اگرچہ غلام کے پاس کتابت کی وقت مال موجود نہ ہو بعض نے کہا خیر سے فقط مال مراد ہے اور یہی مذہب ہے مجاہد اور حسن بصری اور عطا اور ضحاک اور طاؤس اور مقاتل کا اور یہ مروی ہے علی اور

اور ابن عباس سے خیرًا کا وفاءً اور امانۃ کے ساتھ معنے ہونا بھی مروی ہے اور اسی سے مروی ہے اگر تو جانے کہ تیرا غلام ادا کردیگا اور اسی نے کہا خیر سے حیلہ مراد ہے اور تم مسلمانون پر غلامون کا بوجہ نہ ڈالو اور گیا ہے قول اول کیطرف ابن عمر اور ابن زید اور پسند کیا ہے اسکو مالک اور شافعی اور فراء اور زجاج نے کہا فراء نے اللہ تعالی فرماتا ہے اگر تم کو امید ہی کہ انکے پاس ادا کرنے کی طاقت ہی اور زجاج نے کہا فیہم کے لفظ سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ خیر سے کسب اور وفاء اور ادا امانت مراد ہے اور کہا نخعی نے خیر سے دین اور امانت مراد ہے اور اسی کی مثل مروی ہے حسن سے اور کہا عبیدہ سلمانی نے خیر سے نماز کا قائم کرنا مراد ہے طحاوی نے کہا اور اس شخص کا قول جو کہتا ہے خیر سے مال مراد ہے ہمارے نزدیک صحیح نہین ہے کیونکہ غلام تو خود مولی کا مال ہوتا ہے تو پھر کیسے غلام کا مال غلام کا مال ہوگا کہا طحاوی نے اور ہمارے نزدیک اسکے معنے یہ ہین اگر تم جانو ان مین دین اور سچائی ابو عمرو بن عبدالبر نے کہا جو شخص کہتا ہے خیر سے یہان مال مراد نہین ہے وہ انکار کرتا ہے اس محاورہ سے کہ بولا جاوے ان علمتم فیہم مالاً کہا کرتے ہین مینے جانتے اس مین بہتری اور صلاحیت اور امانت اور یہ نہین کہتے مینے جانا اس مین مال یہ اس اختلاف کا حاصل ہے جو اہل علم کے درمیان واقع ہوا ہے خیر کے لفظ مین جو آیت مین مذکور ہوا ہے جب تجھے معلوم ہوچکا تو اب معلوم ہو کہ علماء گئے ہین وجوب کی طرف جسکو امر کا ظاہر چاہتا ہے جو آیت مین مذکور ہے عکرمہ اور عطا اور مسروق اور عمرو

بن دینار اور ضحاک اور اہل ظاہر اور کہتے ہین واجب ہی سردار پر اپنے مملوک کا مکاتب کرنا جب مملوک سید سے کتابت
طلب کری اور اس مین خیر معلوم کرے اور جمہور علما کا یہ قول ہے کہ واجب نہین ہی اور انہون نے دلیل لی ہی عدم وجوب پر
اس اجماع سے کہ اگر غلام سید سے سوال کری کہ تو مجھکو کسی اور کی پاس بیچدے تو سید پر اسکا غیر کے پاس بیچدینا واجب
ہے اور نہ غیر کے پاس بیچنے کیواسطے اسپر زور کیا جاویگا تو یہی حال ہے کتابت کا کیونکہ کتابت مین معاوضہ ہے اور
تجہ پر پوشیدہ نہ ہے کہ یہ دلیل سست ہی اور یہ شبہ ڈالنیوالا ہے اور درست قول وہی ہی جو پہلون نے کہا اور
اسی کی قائل ہوئی عمرؓ بن خطاب اور ابن عباسؓ اور اسیکو پسند کیا ابن جریر نی انسؓ بن مالک کہتے ہین مجہسی سیرین نے
کتابت طلب کی تو مینے انکار کیا اسپر یہ وہ آیا عمر بن الخطابؓ پاس تو عمر مجہ کو درون سی مارنی لگے اور فرمایا مکاتب
کر اسکو اور پڑہی یہ آیت فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا انسؓ کہتے ہین تو مینے سیرین کو مکاتب کر دیا ابن کثیرؒ
نے کہا اسحدیثکا اسناد صحیح ہے شافعیؒ کے نزدیک دو قسطون سی کم پر کتابت جائز نہین ہے اور ابو حنیفہؒ نے جائز
رکہی ہی ایک قسط پر بعض نے کہا امر مطلق ہے تو بدل کتابت کا اسیوقت بہی ادا کرنا جائز ہے اور مدت کی بعد اور
قسطون کے ساتھ اور بلا قسط بہی اللہ سبحانہ نی موالی کو مکاتبین کے ساتہ احسان کرنیکا حکم کیا اور فرمایا وَآتُوهُمْ
مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ تو اس آیت مین اللہ سبحانہ نی مالکین کو مکاتبین کی اعانت کا حکم کیا ہے مال کتابت
پر دو طریق سی خواہ کچہ انکو اپنے مال مین سی دیدیوین ویا انکو انکے بدل کتابت سے کچہ معاف کردین آیت کا ظاہر
یہ ہے کہ معاف کرنیکا کوئی معین مقدار نہین ہے بعض نے کہا ثلث معاف کرنا چاہیے بعض نے کہا ربع معاف
کرنا چاہیے بعض نے کہا عشر معاف کرنا چاہیے اور اس امر کے ساتھ موالی کی تخصیص کی یہ وجہ ہی کہ گفتگو موالی مین
ہو رہی ہے اور گفتگو کا سیاق بہی موالی کے ساتہ ہی کیونکہ وہی کتابت کی ساتہ مامور ہین اور حسن بصری اور ابرہیم
نخعی اور بریدہ کا یہ قول ہے کہ خطاب اللہ کی قول وَآتُوهُمْ مین جمیع ناس کو ہی اور زید بن اسلم نے کہا خطاب وَآتُوهُمْ
مین ولاۃ کو ہے اسطرح کہ مکاتبین کو زکوۃ کے مال سے انکا حصہ دین جیسے اللہ نے فرمایا آیت صدقہ مین وَفِي
الرِّقَابِ اور مکاتب کی واسطی احکام معروفہ ہین جب بدل کتابت کا کچہ حصہ ادا کر دیوی کہا ابن عباسؓ نے اس
آیت کی تفسیر مین کہ معاف کر دو انکو انکی مکاتبت سی اور نافع سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ برا جانتا تہا اس غلام کے
مکاتب کرنے کو جو صاحب پیشہ نہ ہو اور فرماتے تُطْعِمُنِي مِنْ أَوْسَاخِ النَّاسِ تو مجہ کو لوگون کی میل کچیل کہلاویگا
ابن عباسؓ سے مروی ہے آیت کی تفسیر مین کہ اللہ تعالی نے حکم کیا ہے مومنون کو غلامون کی آزاد کرنیکا اور علی
بن ابی طالب سے اس آیت کی تفسیر مین مروی ہے کہ اللہ نے حکم کیا ہے سید کو یہ کہ مکاتب کو اسکے کتابت کی مال

سے آٹھوان حصہ معاف کر دیے اور یہ اللہ کیطرف سے تعلیم ہے یہ حکم کچھ فرض نہین ہی ولکن اس مین اجر ہے کہا صاحب
جمل نے امر آیت مین وجوب کے واسطے ہے اور ترمذی نے کہا آیت کی تفسیر مین کہ اللہ نے لوگون کو رغبت دی ہے غلام کو
کچھ خیرات کرنے کی پھر جب اللہ سبحانہ نے موالی کو ممالیک کے ساتھ احسان کرنے اور ان مین سے نیکون کے نکاح
کر دینے کا حکم کیا تو مسلمانون کو منع کیا جاہلیت والون کی اس کام سے جو لونڈیون کو زور دیتے زنا پر اور فرمایا وَلَا
تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ فتیات سے اماء (لونڈیان) مراد مین اگرچہ فتے اور فتاة کا اطلاق دوسری
جگھون مین احرار پر ہوتا ہے اور فتی جوان کو اور فتاة جوانہ کو بھی کہتے ہین اور بغا سے زنا اور فجور مراد ہے تو
بغا کا لفظ بنا کی زنا کے ساتھ خاص ہے تو نہ کہا جاویگا مرد کے لیے جب وہ زنا کرے اَنَّهُ بَغَى قَالَهُ الْأَزْهَرِيُّ
اور بغی کہتے ہین قینہ کو اگرچہ وہ زنا سے بچی ہوئے ہو کیونکہ اصل مین تو فجور اسکے واسطے ثابت ہی قَالَهُ الْجَوْهَرِيُّ
اور اللہ تعالی نے اس نہی کو مشروط کیا ہے اپنے قول اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا کے ساتھ کیونکہ اکراہ کا اسیوقت تصور
آتا ہے جب وے منع بچنے کا خیال کرین کیونکہ جو عورت تحصن کا ارادہ نکرے اسکو مکرہہ علی الزنا کہنا جائز نہین ہے
اور تحصن سے اسجگہہ تعفف اور تزوج مراد ہے بعض نے کہا یہ قید ایامی کیطرف راجع ہے کہا زجاج اور حسن بن
فضل نے کہ کلام مین تقدیم اور تاخیر ہے اور تقدیر عبارت کی یون ہی وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ
مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا بعض نے کہا یہ قید زائد ہے اور بعض نے کہا یہ قید باعتبار اس
امر کے ہے جسپر وے تھے کیونکہ وہ لونڈیون کو زور دیتے زنا پر اور وہ زنا سے بچنا چاہتین اور یہ مراد نہین ہے کہ
جب لونڈیان زنا سے بچنا چاہین تو انکو زنا پر زور نہ دینا چاہیے اور جب بچنا نہ چاہین تو زور دینا چاہیے
بعض نے کہا یہ قید تغلیب کے طریق پر واقع ہوئی ہے کیونکہ غالبا اکراہ نہین ہوتا مگر اسیوقت جب لونڈی تحصن
کا ارادہ کرے تو اس سے لازم نہ آویگا اکراہ کا جواز تحصن کے عدم ارادہ کی وقت اور ان وجوہ مین سے یہ وجہ
بہت زبردست اور زورآور ہی کیونکہ لونڈی کا ارادہ کبھی نہ حلال کا ہوتا ہے اور نہ حرام کا جیسے وہ عورت
جسکو نکاح کی رغبت نہین یا چھوٹی لڑکی تو اسکو مکرہہ علی الزنا کے ساتھ وصف کر سکتے ہین باوجود اسکے
عدم ارادت کی تحصن کے واسطے پھر یہ قول تام نہ ہوگا کہ اکراہ متصور نہین ہے مگر تحصن کے ارادہ کی وقت مگر یہ
کہ کہا جاوی تحصن سے بیان صرف تعفف مراد ہی اور یہ کہ جو عورت تزواج (نکاح) کا ارادہ کرے اسپر یہہ
صادق نہین آتا کہ وہ تحصن کا ارادہ کرتی ہے اور یہ بعید ہے پھر تحقیق کہا جماعت حضرت عبداللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما نے کہ تحصن سے تعفف اور تزوج مراد ہے اور اسکی متابعت کی اسپر اسکے غیر نے جابر بن عبداللہ

کہتے ہین کہ عبد اللہ بن ابی کی مسیکہ ایک لونڈی تہی وہ اسکو کہتا جا اور زنا کر کر ہمکو کچھ لادے اور وہ مجبور رہتی تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَابْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَغَيْرُهُمْ اور مسلم نے اپنی صحیح مین جابر سے ذکر کیا کہ عبد اللہ بن ابی کی ایک مسیکہ نام لونڈی تہی اور ایک امیمہ نام وہ دونو کو زنا پر مجبور کرتا ان دونون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آکر شکایت کی تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری اور بزار وغیرہ نے انس سے جابر کی پہلی حدیث کیطرح نکالا اور علی بن ابیطالب سے مروی ہے کہ اہل جاہلیت اپنی لونڈیون کو مجبور کرتے (زنا پر) تو وہ منع کیے گئے اس امر سے اسلام مین ابن عباس کہتے ہین اہل جاہلیت زور دیتے لونڈیون پر زنا کے واسطے انکی خرچی لینے کے لیے تب یہ آیت اتری اور منع کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زانیہ کی خرچی لینے سے اور پچھنی لگانیوالے کی کمائی سے اور نجومی کی مٹھائی سے پہر اللہ سبحانہ نے اس نہی کی علت بیان کی اپنے قول لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کے ساتھ اور عرض حیوۃ دنیا سے مراد یہان وہ چیز ہے جسکو لونڈی اپنے فرج کے ذریعہ سے حاصل کرے اور یہ علت تغلیب کے طور پر واقع ہوئی ہے اور معنی یہ ہین کہ یہی غرض ہے جو غالباً انکو لونڈیون کے زنا کے لیے مجبور کرنے پر ابہارتی ہے کیونکہ آدمی کا لونڈی کو زنا پر مجبور کرنا اس مین اصلاً کچھ فائدہ نہین ہے ایسا کام عقل والون سے وقوع مین نہین آتا تو اس تعلیل سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ سید کو لونڈی پر زور دینا زنا کے واسطے جائز ہے جب دنیا کی زندگانی کے فائدہ کا طالب ہو بعض نے کہا یہ اکراہ کی تعلیل اس اعتبار سے ہے کہ انکی عادت یہی تہی اور یہ غرض نہین ہے کہ یہ لونڈیون کے اکراہ کی نہی کا مدار ہے اور یہ معنی اول کے موافق ہے معنے اول کے مخالف نہین ہے اور اکراہ کا عذاب اکراہ کرنیوالون پر ہی لوٹتا ہے نہ ان لونڈیون کیطرف جنپر زور کیا جاتا ہے جیسے اسپر عبد اللہ بن مسعود کی قرارت دلیل ہے اور وہ یہ ہے فان اللہ غفور رحیم لہن بعض نے کہا اور اس تفسیر مین بعد ہے کیونکہ جس عورت پر جبر ہوتا ہے وہ تو گنہگار ہی نہین ہوئی (تو اسکی معافی کے کیا معنے) اور اسکا جواب یہ ہے کہ لونڈی پر اگرچہ جبر ہوتا ہے ولکن بسا اوقات تضاعیف زنا مین وہ مطاوعت کے شائبہ سے خالی نہین رہ سکتی یا تو جبلہ بشریت کے حکم کے ساتھ ویا اسلیے کہ اکراہ بعض دفعہ اسقدر نہین ہوتا جس مین وہ بچ نہ سکے اور یا زنا کے امر سے ڈرایا ہے اور مکرہات کو ترغیب دی ہے ان سے دور رہنے مین ثابت رہنے پر اور زور دینے والون کے ڈرانے مین تشدید فرمائی ہے۔ بیان کر کے کہ جنپر زور ہوتا ہے زنا کے لیے وہ بہی عذاب کے لیے پیش کی جاتی ہین اگر انکو مغفرت اور رحمت نہ پاتی باوجود اس امر کے کہ انکا عذر ثابت ہے پہر ان لوگون کا کیا حال ہے استحقاق عذاب مین جو انپر زنا کے واسطے زور دیتے ہین اور بعض نے کہا معنے یہ ہین کہ غفور رحیم ہے مکرہین کے لیے یا مطلق دیا توبہ

کی شرط کے ساتھہ اور جب اللہ تعالی فارغ ہوا ان احکام کے بیان کرنے سے تو قرآن مجید کی تین صفتیں بیان کین
اور فرمایا وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ
پہلی صفت یہہ کہ قرآن مجید اپنی ذات مین کہلی نشانی ہے کیونکہ پہلی کتابین اور رشید ہی عقلین اسکو سچا کرتی
ہین یا مبیّنات سے موضحات اور مبینات مراد ہین پہر ان مین وہ آیتین بہی داخل ہونگی جو اس سورت مین مذکور ہین
بطریق اولی اور قرآن مجید کی دوسری صفت یہہ کہ یہہ کتاب ان لوگون کا دستور ہے جو پہلے ہو چکے ہین یعنے
یہہ ایک عجیب کتاب ہے جس مین پہلے لوگون کے عجیب قصے مذکور ہین اور انکی مثالین جو کتب سابقہ مین مذکور ہین پہر
عائشہ کے قصے سے تعجب کرنا ویسا ہی جیسے یوسف اور مریم علیہما السلام کے قصے سے کوئی تعجب کرے اور عائشہ
کو بہی ایسے ہی تہمت لگی جیسے یوسف اور مریم علیہما السلام کو تہمت لگی اور اسکی تہمت بہی ویسی ہی ہے باطل
ہے جیسے یوسف اور مریم علیہما السلام کی تہمت باطل تہی اور عائشہ اس تہمت سے بہی ویسے ہی بری ہے جیسے
وہ دونون بری تہے اللہ کا ان سب پر سلام اور قرآن مجید کی تیسری صفت یہہ ہے کہ یہہ پند ہے اور عبرت ہے جس سے
پرہیزگار نصیحت لین خاصکر کے کیونکہ اللہ تعالی نے اُنکے غیر کے دلونپر تو مہر کر دی ہے اور انکی آنکہونپر پردہ
ڈالدیا ہے پہر وہ پہلے لوگون کے قصون اور انکی اخبار سے وعظ اور عبرت نہین لیتے اور اسکو نہین سمجہتے جس سے
یہہ کہلی آیتین شامل ہین پہر اللہ تعالے نے قرآن مجید کی وصف کے پیچہے اپنا غایت کمال اور نہایت جمال سے
ہونا بیان کیا اور فرمایا اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ
فِیْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا
غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ؕ يَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ
اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ۙ اللہ روشنی ہے آسمانون کی اور زمین کی کہاوت اسکی روشنی
کی جیسے ایک طاق اسمین ایک چراغ چراغ دہرا ایک شیشہ مین شیشہ جیسے ایک تارا ہے چمکتا تیل جلتا ہے اسمین
ایک درخت برکت کے سے وہ زیتون ہے نہ سورج نکلنے کیطرف نہ ڈوبنے کیطرف لگتا ہے اسکا تیل کہ سلگ
اُٹہے ابہی نہ لگی ہو اسکو آگ روشنی پر روشنی اللہ راہ دیتا ہے اپنی روشنی کی جسکو چاہے اور بتاتا ہے اللہ
کہاوتین لوگون کو اور اللہ سب چیز جانتا ہے **ف** یعنے اللہ سے رونق اور بستی ہے زمین اور آسمان کی اسکی
مدد نہ ہو تو سب ویران ہو جاوین اور اللہ کی روشنی کی کہاوت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہہ مومن کے دل مین روشنی
ہے کتنے پردون مین سے ایک تیز روشنی رکہتا ہے جیسے اندر تارا سا ہے اور زیتون نہ شرق کا نہ غرب

کا یعنی باغ کے بیچ کا نہ صبح کی دہوپ کہاوے نہ شام کی خوب ہرا اور چلبلا رہے پیغمبر کو فرمایا کہ دل کا نور ملتا ہے اسنے وہ ملک عرب مین پیدا ہوئی نہ مشرق مین نہ مغرب مین اسکا تیل بے آگ سلگنے کو طیار ہے یعنے مومن کے دل مین بے ریاضت انکی صحبت سے روشنی پیدا ہوتی ہے آگے فرمایا کہ وہ روشنی ملتی ہے اس سے کہ جن مسجدون مین کامل لوگ بندگی کرنے مین صبح اور شام وہان لگا رہے **ف** تفسیر ابن کثیر مین ہے علی بن ابی طلحہ نے روایت کیا ابن عباسؓ سے اللہ نور السموات والارض کی تفسیر مین کہ نور سے ہادی مراد ہے یعنے وہ ہادی ہے آسمانون اور زمین کا کہا ابن جریج نے کہ کہا مجاہد اور ابن عباس نے اللہ کے قول اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی تفسیر مین کہ تدبیر کے ساتھ چلاتا ہے آسمان و زمین مین انکے نجوم اور آفتاب اور ماہتاب انس بن مالک کہتے ہین اللہ فرماتا ہے میرا نور ہدایت ہے رَوَاہُ ابْنُ جَرِیْرٍ اور پسند کیا اس قول کو ابن جریر نے ابو العالیہ نے ابی بن کعب سے اللہ کے قول اللہ نور السموت والارض مثل نورہ کی تفسیر مین روایت کیا کہ یہ اس مومن کی کہاوت ہے جسکے دل مین اللہ نے ایمان اور قرآن کو رکہا ہے اس آیت مین اللہ نے ایسے ایمان والے کی مثال بیان فرمائی ہے اور فرمایا ہے اللہ روشنی ہے آسمان و زمین کی اس مین اللہ نے اپنے نفس کی روشنی سے شروع کیا پہر مومن کی روشنی کا بیان کیا اور فرمایا مَثَلُ نُوْرِ مَنْ اٰمَنَ بِہٖ یعنے اس شخص کی روشنی کی مثال جو اللہ کے ساتھ ایمان لایا ابو العالیہ کہتے ہین پہر ابی بن کعب اس آیت کو اسطرح پڑہتے مَثَلُ نُوْرِ مَنْ اٰمَنَ بِہٖ تو یہ مومن کی مثال ہے جسکے سینے مین اللہ تعالی نے ایمان اور قرآن کو رکہا ہے رَوَاہُ اَبُوْ جَعْفَرٍ الرَّازِیُّ اور اسیطرح اس کو روایت کیا سعید بن جبیر اور قیس بن سعد نے ابن عباس سے کہ ابن عباس بہی اس آیت کو اسی طرح پڑہتے مَثَلُ نُوْرِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ اور بعض نے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کو اَللّٰہُ نَوَّرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پڑہا ہے اور کہا سدی نے اللہ کے قول اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی تفسیر مین کہ اسیکی روشنی کے ساتھ چمکتے ہین آسمان اور زمین محمد بن اسحاق نے اپنی سیرت مین روایت کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا تہا اپنی دعا مین جسدن آپ کو طائف والون نے تکلیف دی اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْہِکَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَہُ الظُّلُمٰتُ وَصَلُحَ عَلَیْہِ اَمْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اَنْ یَّحِلَّ بِیْ غَضَبُکَ اَوْ یَنْزِلَ بِیْ سَخَطُکَ لَکَ الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یعنے مین پناہ مانگتا ہون تیرے منہ کی روشنی کے ساتھ جسکے ساتھ اندہیری چمکتی ہین اور درست ہوجاتا ہے اسکے ساتھ دنیا اور آخرت کا کام یہ کہ اترے مجہہ پر تیرا غضب یا نازل ہووے مجہہ پر تیرا غصہ تجہی کو راضی کرنا چاہیے یہانتک کہ تو راضی ہوجاوے اور گناہ ہون سے بچنے

پہرنے کی طاقت نہین اور نیکیون کی توفیق نہین مگر اسکی مدد کے ساتھ ابن عباس کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم حسب عادت کو (تہجد کے لیے) اٹہتے تو فرماتے اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ
وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیُّوْمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ یعنے الٰہی تیرے ہی واسطے تعریف ہے اور تجہی
کو سزاوار ہے تو روشنی ہے آسمان و زمین کی اور انکی جو آسمان و زمین مین ہین اور تیرے ہی واسطے تعریف ہے
اور تہامنے والا ہے آسمانون اور زمین کا اور ان لوگون کا جو آسمان مین ہین آخر حدیث تک رواہ الشیخان
ابن مسعودؓ کہتے ہین اِنَّ رَبَّکُمْ لَیْسَ عِنْدَہٗ لَیْلٌ وَّلَا نَھَارٌ نُوْرُ الْعَرْشِ مِنْ نُّوْرِ وَجْھِہٖ یعنے البتہ تمہارے
مالک کے پاس نہ رات ہے اور نہ دن ہے عرش چمکتا ہے اسکے مونہ مبارک کی چمک سے اور مثل نورہ کی ضمیر مین دو قول
ہین ایک یہ کہ ضمیر اللہ عزوجل کیطرف لوٹتی ہے اور معنی یہ ہین مَثَلُ ھُدَاہُ فِیْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ یعنے اللہ کی
ہدایت کی مثال مومن کے دل مین جیسے ایک طاق قالہ ابن عباسؓ دوسرے یہ کہ ضمیر عاید ہے مومن کیطرف
اور اسکی دلیل کلام کا سیاق ہے اور تقدیر عبارت یہ ہے مَثَلُ نُوْرِ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ یعنے
مسلمان کے نور کی مثال اسکے دل مین جیسے ایک طاق تو اللہ نے مومن کے دل اور اسکی ہدایت کو جسپر وہ مخلوق و
مفطور ہوا ہے اور اس چیز کو جسکو وہ قرآن مجید سے اخذ کرتا ہے اور وہ اس ہدایت کے موافق ہے جسپر وہ مفطور
ہوا ہے ان سب چیزون کو اللہ نے انکی صفائی مین لطیف بلور کی قندیل کے ساتھ مشابہت دی ہے اور قرآن
کے وہ احکام اور شرع جس سے مدد لیتا ہے انکو عمدہ اور صاف اور معتدل تیل کے ساتھ تشبیہ دی ہے جس مین
کسیطرح کی کدورت نہین ہے کہا ابن عباسؓ اور مجاہد اور محمد بن کعب اور غیر واحد نے مشکوۃ سے وہ موضع فتیلہ
مراد ہے قندیل سے یہی معنے مشہور ہین ولہذا اسکے بعد فرمایا فِیْھَا مِصْبَاحٌ اور مصباح وہ چیز ہے جو چمکتی
ہے اور عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا آیت اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ
کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ کی تفسیر مین کہ یہود نے کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے کیونکر پہونچتا ہے اللہ کا نور
آسمان کو روکے تو اللہ نے اپنے نور کی مثال بیان فرمائی اور فرمایا اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ
نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ اور مشکوۃ اُس روشندان کو کہتے ہین جو گہر کی دیوار مین کیا جاتا ہے اور یہ ایک مثال ہے
جسکو اللہ نے اپنی طاعت کیواسطے بیان فرمایا تو اللہ نے اپنی طاعت کا نام نور رکہا پہر اسکے انواع مختلف بیان
کیے اور ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کیا کہ مشکوۃ وہ روشن ہے حبشہ کی لغت مین اور زیادہ کیا بعض نے
کہ مشکوۃ وہ طاقچہ ہے جو دوسری پار نہ ہو اور مجاہد نے کہا مشکوۃ وہ لوہے کے حلقے ہین جنکے ساتھ قندیلون کو لٹکا

جاتا ہی اور پہلا قول اولیٰ ہے اور وہ یہ ہی مشکوٰۃ سی موضع فتیلہ مراد ہے قندیل سے واسطے فرمایا فیہا مصباح
اور مصباح وہ چیز ہے جو چمکتی ہے ابی بن کعبؓ نے کہا مصباح وہ چراغ ہے اور وہ قرآن اور ایمان ہی جو مسلمان
کے دل مین ہے اور کہا سدی نے مصباح سے چراغ مراد ہے اَلْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ یعنے وہ چراغ صاف
شیشے مین چمک رہا ہے ابی بن کعبؓ اور غیر واحد نے کہا یہ مومن کے دل کی مثال ہے دُرِّيٌّ کو بعض نے دال
معجمہ کے ضم کے ساتھ پڑھا ہے بلا ہمزہ مشتق در سے یعنی گویا وہ ستارہ ہی موتی کا اور دوسرون نے دال کی کسر
اور ضم کے ساتھ پڑھا ہے ہمزہ کے ساتھ مشتق درء سی اور درء کہتے مین دفع اور چلانے کو اور یہ اسواسطے کہ تارے کو
جب چلایا جاتا ہے تو سب تارون سی زیادہ چمکتا ہے اور عرب اس تارے کو جو معروف نہ ہو دراری کہتے مین
ابی بن کعبؓ نے کہا کوکب مضی یعنے جیسے چمکدار تارہ اور قتادہؓ نے مضی بمعنی ضخم یعنے تارہ چمکدار کہلا
ہوا من شجرۃ مبارکۃ سے مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ مراد ہے یعنے جلتا ہے اس مین تیل ایک برکت
والے درخت کا زیتونہ بدل ہے یا عطف بیان ہی لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ یعنے زیتون نہ شرق کا نہ غرب کا
یعنے باغ کے بیچ کا نہ صبح کی دھوپ کھاوی نہ شام کی تو ایسے درخت کا تیل صاف معتدل چمکدار نکلتا ہے ابن
عباسؓ نے اللہ کے قول زیتونۃ لاشرقیۃ ولاغربیۃ کی تفسیر مین روایت کیا کہ یہ درخت ہی جنگل مین نہ سایہ آوے اسپر
کسی پڑی درخت کا اور نہ پہاڑ کا اور نہ غار کا اور نہین چھپاتی اسکو کوئی چیز تو ایسے درخت کا تیل بہت عمدہ
ہوتا ہے رَوَاہُ ابْنُ اَبِي حَاتِمٍ عمران بن جریر نے عکرمہ سی کریمہ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ کی تفسیر مین روایت
کیا کہ یہ وہ زیتون کا درخت ہی جو صحرا مین ہے اور اسکا تیل بہت صاف نکلتا ہے رَوَاہُ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ
الْقَطَّانُ حبیب بن زبیر کہتے مین ایک مرد نے عکرمہ سی کریمہ زیتونۃ لاشرقیۃ ولاغربیۃ کی تفسیر پوچھی تو انہون
نے کہا وہ زیتون ہی جو ایک بنجر میدان مین ہوتا ہے جب سورج نکلتا ہے تو اسپر نکلتا ہے اور جب ڈوبتا
ہے تو اسپر ڈوبتا ہے تو ایسے درخت کا تیل بہت صاف ہوتا ہے اور مجاہد نے کہا اسکی تفسیر مین کہ وہ ایسا
زیتون نہین کہ نہ پہنچے اسکو دھوپ جب آفتاب نکلے اور نہ ایسا ہے کہ نہ پہنچے دھوپ جب آفتاب ڈوبے بلکہ
یہ ایسا درخت ہے کہ جب آفتاب نکلے تو بھی اسکو دھوپ لگے اور جب ڈوبے تب بھی لگے اور کہا سعید بن جبیر نے
اللہ کے قول لاشرقیۃ ولاغربیۃ کی تفسیر مین کہ ایسے درخت کا تیل بہت عمدہ ہوتا ہے جسکو صبح شام دھوپ
لگے جب سورج نکلے تو اسپر نکلے اور جب ڈوبے تو اسپر ڈوبے ایسے درخت کو نہ مشرق کا درخت کہتے
ہین اور نہ مغرب کا اور سدی نے کہا اس آیت کی تفسیر مین کہ نہین ہے وہ مشرق کیطرف کہ نہ لگے اسکو

دھوپ جب سورج ڈوبے اور نہیں ہے مغرب کی طرف کہ نہ لگے اسکو دھوپ جب آفتاب نکلے ولکن وہ پہاڑ کے ایک
کنارہ پر ہے یا صحرا زمین میں لگتی ہے اسکو دھوپ سارا دن اور بعض نے کہا مراد اللہ کے قول زیتونۃ لا شرقیۃ و لا
غربیۃ سے یہ ہے کہ وہ زیتون باغ کے پورب کیطرف نہیں ہے کہ اسکو صبح کی دھوپ لگے اور نہ پچھم کیطرف ہے کہ اسکو
شام کی دھوپ لگے بلکہ وہ باغ کے بیچ میں ہے ابو العالیہ نے ابی بن کعبؓ سے اللہ تعالی کے قول زَيْتُونَةٍ لَّا
شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ کی تفسیر میں روایت کیا کہ وہ خوب ہرا ہے نہیں لگتی اسکو دھوپ کسیوقت نہ صبح کے
وقت جب آفتاب نکلتا ہے اور نہ شام کیوقت جب آفتاب ڈوبتا ہے کہا ابیؓ نے تو یہی حال ہے مومن کا کبھی
فتنوں سے بچ جاتا ہے اور کبھی فتنوں میں پڑ جاتا ہے تو اسکو ثابت رکھتا ہے اللہ ان فتنوں میں تو مومن کی چار
حالتیں ہیں اگر کہتا ہے تو سچ بولتا ہے اور اگر فیصلہ کرتا ہے تو انصاف کرتا ہے اور اگر آزمایا جاتا ہے تو صبر
کرتا ہے سہارتا ہے اور اگر اسکو دیا جاتا ہے تو قدر کرتا ہے شکر کرتا ہے تو مومن ہر وقت زندہ آدمی کیطرح
ہے جو مردوں کی قبروں میں چلتا ہے رواہ ابو جعفر الرازی سعید بن جبیر کہتے ہیں یہ درخت جسکو اللہ نے
بیان فرمایا ہے اپنے قول زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ میں یہ وہ زیتون کا درخت ہے جو اور درختوں
کے درمیان ہوتا ہے نہ اسکو دھوپ لگتی ہے صبح کے وقت اور نہ شام کے وقت رواہ ابن ابی حاتم عطیہ
عوفی کہتے ہیں یہ زیتون ہے اور درختوں کے گھیچ بیچ میں اسکے پہلوں کا سایہ نظر آتا ہے اسکی نمود
میں ایسے درخت پر نہ سورج نکلتا ہے اور نہ ڈوبتا ہے اور سعید بن جبیر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا اللہ تعالی
کے قول زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ کی تفسیر میں لَيْسَ فِيهَا شَرْقٌ وَلَيْسَ فِيهَا غَرْبٌ وَلٰكِنَّهَا
شَرْقِيَّةٌ وَّغَرْبِيَّةٌ یعنے وہ زیتون نہ ایسے مقام میں ہے جہاں پہلے پہر دھوپ ہوتی ہے اور نہ ایسے محل
میں ہے جہاں پچھلے پہر دھوپ ہوتی ہے ولکن وہ ایسے مکان میں ہے جہاں دونوں وقت دھوپ لگے اور محمد
بن کعب قرظی نے کہا لا شرقیۃ و لا غربیۃ کا زیتون مراد ہے اور زید بن اسلم نے کہا اس سے شام کی
زمین کا زیتون مراد ہے اور کہا حسن بصری نے اگر یہ درخت زمین میں ہوتا تو خواہ مخواہ مغربی ہوتا یا مشرقی
ہوتا ولکن یہ ایک مثال ہے جسکو اللہ تعالے نے بیان فرمایا ہے اپنے نور کی مثال کے لیے اور ضحاک نے ابن
عباسؓ سے روایت کیا کہ شجرہ مبارکہ سے رجل صالح مراد ہے اور لا شرقیۃ و لا غربیۃ سے یہ مراد ہے کہ وہ رجل
صالح نہ یہودی ہے اور نہ نصرانی اور ان سب اقوال میں سے عمدہ اور بہتر اور راجح قول وہ پہلا قول ہے کہ
وہ زیتون ایک برابر زمین میں ہے جو صحرا میں ہے جسے سارا دن دھوپ لگتی ہے اور ایسے درخت کا

صاف اور لطیف ہوتا ہے جیسے غیر واحد کا قول اسکے موافق ہے اور لہذا فرمایا یَکَادُ زَیْتُهَا یُضِیْءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ
کہا عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے کہ اس جملہ میں اس تیل کی صفائی اور لطافت کا بیان ہے کہ وہ تیل ایسا لطیف
اور صاف ہے کہ بے سلگائے سلگتا ہے عوفی نے ابن عباس سے روایت کیا کہ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ سے بندی کا ایمان اور اس
کا عمل مراد ہے اور مجاہد اور سدی نے کہا نور علی نور سے آگ کی چمک اور تیل کا نور مراد ہے اور ابی بن کعب نے
نور علی نور کی تفسیر میں کہا کہ مومن پلٹتا ہے پانچ نوروں میں تو اسکی کلام نور ہے اور اسکا عمل نور ہے اور اسکا
مخرج نور ہے اور قیامت کے دن وہ نور (جنت) کی طرف لوٹیگا شمر بن عطیہ کہتے ہیں ابن عباس کعب احبار
کے پاس آیا اور بولا اسے جو فرماتا ہے یَکَادُ زَیْتُهَا یُضِیْءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ تو اسکے کیا معنے ہیں کعب
احبار بولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم قریب ہیں کہ لوگوں کے لیے بیان کریں اگرچہ نہ کہیں کہ میں نبی ہوں جیسے یہ
تیل چمکنے کے قریب ہے اگرچہ نہ سلگایا جاوے) اور کہا سدی نے اسکے قول نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ کی تفسیر میں اس
سے آگ کی چمک اور زیتون کی چمک مراد ہے کہ جب وہ دونوں اکٹھا ہوجاتے ہیں تو ایک دوسرے کے ساتھ چمک
اٹھتا ہے یا یہ معنی کہ کوئی ان میں سے دوسرے کے بغیر نہیں چمکتا اسیطرح قرآن کا نور اور ایمان کا نور جب یہ دونوں
اکٹھا ہوجاتے ہیں تو پھر یہ دونوں جدا نہیں ہوتے اور ایک بغیر دوسرے کے نہیں رہ سکتا اور یہ جو فرمایا راہ دیتا ہے
اپنی روشنی کیطرف جسکو چاہتا ہے یعنی اپنی ہدایت کی طرف جسکو پسند کرتا ہے ارشاد کرتا ہے عبداللہ بن عمر
رفعا سمعا کہتے ہیں اللہ تعالی نے پیدا کیا مخلوق کو اندھیرے میں پھر اپنا کچھ اپنا نور ڈالا پھر جس شخص کو اسکا
کچھ نور پہونچگیا اسدن اسنے ہدایت پائی اور جس شخص کو اللہ کا نور اسدن نہ پہونچا وہ بہک گیا حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میں اسیواسطے کہتا ہوں جَفَّ الْقَلَمُ عَلٰی عِلْمِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ یعنے قلم اللہ کے علم
کے موافق لکھکر خشک ہوگئی رواہ الامام احمد عبداللہ بن عمرو بن عاص کے دوسرے لفظ یہ ہیں کہ میں نے
سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ خَلْقَهٗ فِیْ ظُلْمَةٍ فَاَلْقٰی عَلَیْهِمْ نُوْرًا مِّنْ
نُوْرِهٖ فَمَنْ اَصَابَهٗ مِنْ ذٰلِكَ النُّوْرِ اهْتَدٰی وَمَنْ اَخْطَاهُ ضَلَّ یعنے بے شک بنائی اللہ نے مخلوق اندھیرے
میں پھر ان پر اپنے نور میں سے کچھ نور ڈالا پھر جسکو اس نور میں سے کچھ پہونچا اس نے راہ پائی اور جسکو وہ نور نہ پہونچا
وہ بہک گیا رواہ البزار حافظ ابن کثیر کہتے ہیں جب اللہ تعالی نے مومن کی ہدایت کی مثال بیان فرمائی
تو آیت کو ختم کیا اور یضرب اللہ الامثال للناس واللہ بکل شیء علیم پر یعنے وہ جانتا ہے اہل ہدایت کو
ان لوگوں میں جو ضلال کے مستحق ہیں ابو سعید خدری کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دل

چار قسم ہین ایک اجرد ہے اس مین چراغ کیطرح ایک نور چمکتا ہے اور ایک اغلف دل ہے وہ بندہی اپنی غلاف پر اور ایک منکوس دل ہے اور ایک مصفح دل ہے رہا قلب اجرد تو وہ مومن کا دل ہے اس مین جو چراغ کی طرح ہے وہ اس کا نور ہے اور رہا اغلف دل تو وہ کافر کا دل ہے اور رہا منکوس دل تو وہ اس منافق کا دل ہے جسنے پہچان کر انکار کیا اور رہا مصفح دل تو وہ دل وہ ہے جس مین ایمان اور نفاق الٹ پلٹ ہوگئے ہین ایمان دل مین اسطرح ہے جیسے ترکاری جسکو عمدہ پانی بڑہاتا ہے اور نفاق دل مین زخم کیطرح ہے جسکو خون اور پیپ بڑہاتے ہین پہر ان مین سے جسکی زیادہ مدد ہوئی وہ غالب ہوجاتا ہے رَوَاہُ الاِمَامُ اَحْمَدُ کہا حافظ ابن کثیر نے اس حدیث کا اسناد پختہ ہے اور اصحاب ستہ نے اسکو نہین نکالا انتہی ملخصاً تفسیر ابن کثیر فتح کا لفظ یہ ہے کہ نور اصل مین ایک کیفیت ہے جسکا قوت باصرہ ادراک کرتی ہے پہر اسکے وسطہ کے ساتہ سائر مبصرات کا ادراک کرتی ہے اور یہ اس کیفیت کیطرح ہے جسکو اجرام کثیفہ نیرین (آفتاب وماہتاب) سے ادراک کرتے ہین جب آفتاب وماہتاب کے مقابل ہوتے ہین اور ان معنی کر نسبے نور کا اللہ تعالی پر اطلاق صحیح نہین ہے مگر مضاف کو محذوف مانکر اے ذو نور السموت والارض جیسے کہتے ہین زید عدل اے ذو عدل یا اللہ تعالی کی وصف مین مبالغہ اور ہو اسطرح کہ وہ بسبب اپنے کمال جلال اور ظہور عدل اور فراخ حکمون کے نور ہے جیسے کہتے ہین فلان مرد تو شہر کا نور ہے اور فلان زمانے کا ماہتاب ہے اور وہ عصر کا آفتاب ہے اور نور کے معنے لغت مین ضیا کے ہین اور یہی ہے جو اشیاء کو کہولتا ہے اور ابصار کو اس چیز کی حقیقت دکہاتا ہے جسکو وہ دیکہتے ہین تو جائز ہے نور کا اطلاق اللہ تعالی پر مدح کے طور پر اور اسلیے کہ اسی نے اشیا منورہ اور انکے نور کو پیدا کیا ہے اور زید بن علی اور ابوجعفر اور عبد العزیز مکی کی قرءت اسکی مؤید ہے انہون نور کو بصیغہ ماضی باب تفعیل پڑہا ہے اور اسکا فاعل ضمیر ہے جو عاید ہے اللہ سبحانہ کی طرف اور سموت و الارض اسکے مفعول ہین تو معنے یہ ہونگے کہ اللہ سبحانہ نے انکو آسمان اور زمین کے اہل کے احوال کی استقامت اور ان لوگون کی تدبیر کے لیے انکو روشن کردیا اور یہ اللہ کا قول ویسا ہی ہے جیسے کہتے ہین اَلْمَلِکُ نُوْرُ الْبَلَدِ اور یہی قول ہے حسن اور مجاہد اور ازہری اور ضحاک اور کعب قرظی اور ابن عرفہ اور ابن جریر وغیرہم کا اور کہا ہشام جوالیقی اور مجسمہ کے ایک جماعت نے کہ اللہ سبحانہ ایک نور ہے نہ جیسے انوار اور جسم ہے نہ جیسے اور اجسام اور کہا ابن عباسؓ اور انسؓ نے آیت کی تفسیر مین اَللّٰہُ ھَادِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تو آسمان اور زمین والے اسی کے نور کے ساتہ حق کی طرف راہ پاتے ہین اور اسکی ہدایت کے ساتہ حیرت ضلالت سے رہا ہوتے ہین

بعض نے کہا اللہ نے روشن کیا آسمان کو فرشتوں کے ساتھ اور زمین کو انبیا کے ساتھ بعض نے کہا اللہ نے مزین کیا آسمان
وزمین کو تو آسمان کو مزین کیا آفتاب و ماہتاب و نجوم کے ساتھ اور زمین کو انبیا و علما و مومنین کے ساتھ اور بعض
نے کہا مزین کیا زمین کو نبات اور اشجار کے ساتھ بعض نے کہا سب نور اسی سے ہیں اور کبھی نور کا لفظ مدح کے
طریق پر مذکور ہوتا ہے جیسے کہا شاعر نے إِذَا سَارَ عَبْدُ اللّٰهِ مِنْ مَرْوَ لَيْلَةً فَقَدْ سَارَ عَنْهَا نُورُهَا وَ
جَمَالُهَا + اور کہا ابن عباسؓ نے تدبیر سے چلاتا ہے ان میں انکے نجوم اور آفتاب و ماہتاب مَثَلُ نُورِهِ مبتدا
ہے اور کمشکوٰۃ اسکی خبر ہے یعنے اسکے نور کی صفت جو اللہ سے فائض ہے اشیا پر طاقچہ کیطرح ہے اور یہ جملہ
پہلے جملہ کی تفسیر ہے تو اس جملہ کا کوئی محل نہیں ہے اور کمشکوٰۃ میں مثل کا لفظ محذوف ہے اور مشکوٰۃ وہ طاقچہ ہے
جو دیوار میں بلا منفذ ہو اسیطرح واحدی نے اسکو حکایت کیا جمیع مفسرین سے اور اسکو حکایت کیا قرطبی نے جمہور
مفسرین سے بعض نے کہا یہ لفظ حبش کی لغت کا ہے بعض نے کہا عربی لفظ ہے اور واو کے ساتھ لکھا جاتا ہے
صلوٰۃ اور زکوٰۃ کی رسم کیطرح اور اصل میں مشکوٰۃ اس برتن کو کہتے ہیں جس میں کوئی چیز رکھی جاتی ہے بعض نے کہا
مشکوٰۃ قندیل کے عمود کو کہتے ہیں جس میں بتی کو رکھتے ہیں بعض نے کہا وہ انبوبہ ہے قندیل کے وسط میں
بعض نے کہا مشکوٰۃ سے وہ لوہے یا قلعی کا برتن مراد ہے جس میں تیل ڈالتے ہیں بعض نے کہا اس سے وہ عمود
مراد ہے جسکے سر پر چراغ رکھا جاتا ہے بعض نے کہا وہ حلقہ مراد ہے جس میں قندیل کو لٹکایا جاتا ہے مجاہد
نے کہا مشکوٰۃ سے قندیل مراد ہے اور پہلے معنے اصح ہیں اور مشکوٰۃ کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ وہ اکٹھا کر لیتا ہے اس روشنی
کو جو اس طاقچہ میں ہوتی ہے وہ چراغ کی روشنی ہو یا کسی اور چیز کی کہا ابن عباسؓ نے آیت کی تفسیر میں مَثَلُ
نُورِهِ اَیْ هُدَاهُ فِي قَلْبِ الْمُؤْمِنِ كَمِشْكٰوةٍ یعنے اللہ کی ہدایت کی مثال مومن کے دل میں جیسے طاق
اور مشکوٰۃ سے موضع فتیلہ مراد ہے کہا علامہ ابو الطیب جو نے اس اثر کی سند میں گفتگو ہے اور ابی بن
کعب کہتے ہیں اس آیت میں اللہ تعالی نے اس مومن کی مثال بیان فرمائی ہے جسکے دل میں اللہ نے ایمان
اور قرآن کو رکھدیا ہے اور فرمایا ہے اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پہلے اللہ نے اپنے نفس کا نور بیان
فرمایا پھر مومن کے نور کا بیان کیا تو مومن کا دل وہ مشکوٰۃ (طاق) کیطرح ہے اور ابن عباسؓ سے مروی ہے
کہ اللہ کے نور کی مثال جسکو مومن دیا گیا ہے طاق کی طرح ہے اور ابی کی قرات میں ہے مثل نور المومن اور ایک
روایت میں ہے مثل نور من امن به کمشکوٰۃ اور ابن عباسؓ سے بھی اسیطرح مروی ہے مَثَلُ نُورِ مَنْ اٰمَنَ
بِاللّٰهِ كَمِشْكٰوةٍ اور مشکوٰۃ وہ طاق ہے اور ابن عباسؓ ہی سے مروی ہے کہ یہ کاتب کی غلطی ہے اللہ عظیم تر ہے

اس کے کہ اسکا نور مشکوٰۃ کی نور کیطرح ہو بلکہ یہ مراد ہے کہ مومن کا نور مشکوٰۃ کے نور کیطرح ہے بعض نے کہا معنے یہ
ہین اللہ عزوجل کے نور کی مثال مومن کے دل مین جسکے ساتھ مومن ہدایت یاب ہوتا ہے بعض نے کہا نور سے قرآن
مراد ہے بعض نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین بعض نے کہا نور سے اللہ کی طاعت مراد ہے اللہ نے اپنی طاعت
کو نور کہا اور وہان انوار کو منسوب کیا اپنی نفس کیطرف تشریفا اور تفضیلا بعض نے کہا معنے یہ ہین اللہ کے دلیلون
کی مثال جنکو وہ مومن کے دل مین ڈالتا ہے اور دلائل کو نور کہدیتے ہین قالہ القرطبی اب اس مین اختلاف ہے
کہ آیا یہ تشبیہ مرکب ہے یا مفرد ہے بعض نے کہا اس مثال مین مثال کی خبر کا مقابلہ مشتمل ہر کی جزء کے ساتھ
نہین ہے بلکہ جملہ کی تشبیہ جملہ کے ساتھ واقع ہوئی ہے بعض نے کہا اسکی صنعت عجیبہ کی مثال مومن کے دل مین اللہ
ان علوم اور معارف کی مثال جو مومن کے دل مین ہین اس صورت مین اس کلام مین صنعت استخدام ہوگی اس لیے
کہ ایک محل مین نور سے حسی نور مراد لیا اور نور کی ضمیر مین وہ نور مراد لیا جو مومن کے دل مین ہے اور وہ معنوی نور ہے
مصباح سے ضخیم چراغ مراد ہے زجاجہ واحد ہے زجاج کا اور زجاجہ سے قندیل مراد ہے زجاج نے کہا جسقدر چراغ بلور
مین رکھنے سے روشنی دیتا ہے اسقدر روشنی کی چیز مین رکھنے سے نہین دیتا اور اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بلور
ایک شفاف جسم ہوتا ہے جس سے نور پوری طرح نکلتا ہے پہر زجاجہ کی وصف کی اور فرمایا اَلزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا
كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ دری منسوب ہے در کیطرف کیونکہ بلور کی صفائی اور خوبصورتی اور اسکی چمک موتی کی مشابہ ہوتی
ہے بعضون نے کہا دری سے چمکنے والا مراد ہے اور دری کو بکسر الدال بہی لوگون نے پڑہا ہے یہ سمجہ کر کہ یہ لفظ ماخوذ ہے
درایت النجوم سے جب وہ گرتا ہے قالہ ابو عمرو اور اسکو مضموم الدال اور مہموز بہی لوگون نے پڑہا ہے لیکن مہموز
مضموم الدال کا فراء اور زجاج اور مبرد نے انکار کیا ہے ابو عبیدہ نے کہا اگر دری بضم الدال ہے تو یہ مہموز نہین
ہے کیونکہ اس لفظ کا مہموز ہو کر مضموم ہونا کلام عرب مین نہین پایا جاتا اور دراری وہ تارے ہین جو مشہور ہین
جیسے مشتری اور زہرہ اور مریخ اور اور انکی طرح ثوابت تارے اُبی بن کعب کہتے ہین دری کے معنے روشنی
کرنیوالے کے ہین اور یہ مشتق ہے درء سے جسکے معنے مین دفع کے اور اسکو دری اسلیے کہا کہ وہ اندہیرون کو
دور کر دیتا ہے پہر اللہ تعالی نے مصباح کی تعریف کی اور فرمایا يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ مبارکہ سے اسکا کثرۃ
المنافع والبرکۃ ہونا مراد ہے بعض نے کہا اسکا نشو ونما پانا مراد ہے ابی نے کہا اصل مبارک کا اللہ کے لیے اخلاص ہے
جو اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہین ہے اور زیتون کا درخت جسقدر نشو ونما جلد پاتا ہے اسقدر جلدی کوئی درخت
نہین بڑہتا ہوتا اور اسکی برکت مین سے یہ بات ہے کہ اسکی ٹہنیان نیچے سے اوپر تک پہلون سے بہری ہوتی ہین

اور وہ ترکاری ہے اور تیل ہے اور اسکے پتے چمڑون کی دباغت کے کام آتے ہین اور اسکا تیل جلتا ہے اور اس مین
کوئی چیز بے سود نہین ہے اور اس درخت کا تیل سب تیلون سے صاف ہوتا ہے اور سب سے زیادہ چمکدار بعض نے کہا یہی پہلا درخت ہے جو طوفان
کے بعد اگا اور منازل انبیا مین اگا اور اسکے واسطے ستر پیغمبرون نے برکت کی دعا کی ان مین سے ہین حضرت ابراہیم
خلیل اور محمد صلوات اللہ علیہم وسلام اور یہی وہ درخت ہے جسکے پتے نہین جھڑتے اسید بن ثابت یا ابو اسید
انصاری کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کُلُوا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوا بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ یعنے
زیتون کا تیل کھاؤ اور سر پر لگاؤ کیونکہ وہ مبارک درخت کا تیل ہے اخرجہ الترمذی لا شرقیہ ولا غربیۃ شجرہ کی
صفت ہے اور داخل ہوا ہے حرف لا نفی کے افادہ کے لیے اور ان دونون لفظون کو مرفوع بھی پڑھا گیا ہے
اس صورت مین یہ معنی ہونگے وہ مبارک درخت نہ شرقی ہے اور نہ غربی ہے اور مفسرون نے اس صفت کے معنے
مین اختلاف کیا ہے تو عکرمہ اور قتادہ وغیرہما کا یہ قول ہے کہ شرقیہ تو وہ درخت ہے جسپر دھوپ لگے آفتاب نکلنے
کے وقت اور جب سورج ڈوبے دھوپ نہ لگے کسی آڑ اور پردہ کیواسطے اور غربیہ وہ درخت ہے جس کو دھوپ
لگے جب سورج ڈوبے اور جب آفتاب نکلے دھوپ نہ لگے اور اس صفت کا زیتون صحرا مین ہوتا ہے یا کسی برابر
زمین مین جہان اس زیتون کو کوئی چیز نہ ڈھانکے اور نہ چھپاوے نہ سورج نکلنے کے وقت اور نہ سورج کے ڈوبنے
کے وقت اور جو زیتون ایسی جگہہ مین ہوتا ہے اسکا پھل اجود اور انضج ہوتا ہے اور اسکا تیل بہت عمدہ نکلتا
ہے بعض نے کہا یہ معنے ہین کہ وہ زیتون باغ کے بیچ مین ہے جسکو درختون نے گھیرا ہوا ہے نہ وہ باغ مشرق
کیطرف کھلا ہوا ہے اور نہ پچھم کیطرف سے حکایت کیا اس قول کو ابن جریر نے ابن عباسؓ سے ابن عطیہ کہتے ہین
یہ ابن عباسؓ کا قول درست و صواب و صحیح نہین ہے کیونکہ جو درخت درختون کے درمیان ہوتا ہے اور
اسکو دھوپ نہین لگتی کسی حال مین اسکا پھل بگڑ جاتا ہے اور اسکا خارج مین مشاہدہ ہو رہا ہے اور ترجیح
دی ہے قول اول کو فراء اور زجاج نے اور حسن کہتے ہین یہ درخت دنیا کے درختون مین سے نہین ہے اور یہ
تو ایک مثال ہے جسکو اللہ تبارک وتعالے نے بیان کیا اپنے نور کے واسطے اور اگر دنیا مین یہ درخت ہوتا
تو بہر نہج یا شرقی ہوتا یا غربی ہوتا کہا ثعلبی نے قرآن مجید نے بیان کر دیا ہے کہ یہ درخت دنیا کے درختون میں
سے ہے کیونکہ اللہ تعالی کا قول زیتونۃ اسکے قول شجرہ سے بدل ہے ابن زید نے کہا یہ زیتون شام کے
درختون مین سے ہے کیونکہ شام نہ مشرق مین ہے نہ مغرب مین ہے اور شام کی زمین تو ہی مبارک زمین ہے اور
اس ملک کے درخت افضل ہین بعض نے کہا اس سے معتدل مراد ہے جو نہ مشرق مین ہے جسکو گرمی نقصان

پہونچاوی اور نہ مغرب مین ہے جسکو سردی ضرر دی کہا ابی نے اس درخت کی مثال اس درخت کیطرح ہے جو درختون
کے گہیچ بیچ مین آیا ہوا اور وہ ہرا اور سبز ہو کسیوقت اسپر دہوپ آوی نہ جب آفتاب نکلی اور نہ جب ڈوبے یہی حال
ہے مومن کا وہ بچگیا ہے اس سے کہ اسکو فتنے پہونچین پہر زیتونہ کی دوسری وصف بیان کی اور فرمایا یکاد زیتہا
یضیئ ولو لم تمسسہ نار نور علی نور بعض نے کہا نور علی نور کے یہ معنی ہین کہ اللہ نے جو مومنون کو دیا ہے
کی ہے یہ نور ہے ایمان کی نور پر کہا مجاہد نے پہلی نور سے آگ مراد ہے اور دوسری نور سے زیتون مراد ہے یعنی
آگ لگتی ہے تیل پر کلبی نے کہا مصباح نور ہے اور زجاجہ نور ہے سدی نے کہا ایمان کا نور اور قرآن کا نور
مراد ہے بعض نے کہا اس سے نور کا مرتبہ مراد ہے کسی معین حد کے سوا بعض نے کہا اسکی ہدی کا ایمان اور
اسکا عمل مراد ہے اور یہ مومن کی مثال ہے ابن عمر کہتے ہین مشکوٰۃ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا شکم ہے اور زجاجہ
آپکا دل ہے اور مصباح وہ نور ہے جو آپکے دل مین ہے اور شجرہ سے ابراہیم مراد مین جو نہ یہودی تہے نہ
نصرانی پہر پڑہی ابن عمر نے یہ آیت ما کان ابراھیم یھودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا
مسلما وما کان من المشرکین سمر بن عطیہ کہتے ہین ابن عباس کعب احبار کے پاس آئے اور بولے مجہو بتاؤ
اللہ کے قول مثل نورہ الآیۃ کی تفسیر تو انہون نے کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کی مثال ایک روشندان
کی طرح ہے اسکو اللہ تعالی نے حضرت کے سونہ مبارک کی مثل بیان فرمایا ہے جس مین مصباح ہے اور مصباح
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دل ہے اور زجاجہ آپ کا سینہ ہے گویا وہ تارا ہے جہمکتا اللہ نے تشبیہ دی ہے
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک سینے کو جہمکتے ستارے کے ساتہ پہر فرمایا یکاد الآیۃ یعنے قریب محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کہ بیان کرین لوگون کے واسطے اگرچہ نہ کہین کہ مین نبی ہون جیسے تیل قریب ہے روشن ہونیکو اگرچہ
اسکو آگ نہ لگے کہا ابن العربی نے کہا ابن عباس نے یہ مثال ہے اللہ کے نور اور اسکی ہدایت کی مسلمان کے
دل مین مسلمان قریب تہا کہ ہدایت کے ساتہ عمل کرے اس سے پہلے کہ اسکے پاس علم آیا جب اسکو پاس علم آگیا
تو اسکی سوجہ پر سوجہ بڑہ گئی اور روشنی پر روشنی ہوگئی جیسے ابراہیم علیہ السلام کا دل اس سے پہلے کہ انکے
پاس معرفت پہونچی بولے (یہ میرا رب ہے) اس سے پہلے کہ کسینے انکو بتلایا ہو کہ تیرا کوئی رب ہے جب اللہ نے
اسکو خبر دی کہ وہ اسکا مالک ہے تو اسکی سوجہ اور بڑہ گئی جب کہا اسکو اسکے رب نے فرمانبردار ہوجا بولا مین
فرمانبردار ہوا جہانون کے مالک کے واسطے کہا علامہ ابو الطیب سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر مرحوم
نے مین کہتا ہون قرآن کریم کے نظم کی تفسیر ابن العربی کے اس قول کے ساتہ جسکو انہونے ابن عباس

سے روایت کیا اور اسکی مثل اس تفسیر کے ساتھ جو ابی بن کعب اور ابن عباسؓ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے گذری
لغت عرب کے موافق نہیں ہے اور نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے وہ چیز ثابت ہے جس سے معنے عربی سے عدول
کرکے ان معانی کو اختیار کرنا جائز نکلے جو چیستان اور پہیلیون کے مطابق و موافق ہین ولکن بات یہ ہے کہ
صحابہ مذکورین اور ان لوگون نے جو بعد مین صحابہ کے ان تفسیرون مین موافق ہوئے اللہ سبحانہ کے نور کو مصباح
فی المشکوٰۃ کے نور کے ساتھ ممثل کرنا بعید خیال کیا و لہذا کہا ابن عباسؓ رضی اللہ تعالی عنہما نے جو اللہ سبحانہ
عظیم تر ہے اس سے کہ اسکا نور مشکوٰۃ کے نور کیطرح ہو جیسے ہمنے ابن عباسؓ کے اس اثر کو بیان کیا اور اس استبعاد
کی کوئی وجہ نہین ہے کیونکہ ہم ابتدا گفتگو مین وہ تفسیر بیان کر چکے جس سے اشکال اٹھ جاتا ہے اور احسن وجہ
اور عمدہ اسلوب پر جو مراد ہے الفاظ قرآنی سے وہ حاصل اور واضح ہو سکتی ہے اور وہ ہماری تفسیر لغت
عرب کے بھی مطابق ہے اور فصحا کی کلام بھی اسکی موید ہے تو اب ظاہر ہے عدول کرنے پر کوئی دلیل نہین
ہے نہ قرآن کریم سے اور نہ سنت سے اور نہ لغت سے اور رہی کعب کی حکایت اس آیت کی تفسیر مین جیسے ہمنے اسکو
بیان کیا تو اگر ان صحابہ اجلا کے عدول کا سبب ظاہر ہے آیت کی تفسیر مین یہی کعب کا قول ہے تو کعب تو
ان لوگون مین سے نہین ہین جنکی قرآن مجید کی تفسیر مین اقتدا کی جاوے اور ہم گذشتہ تقریرون مین
کئی بار تجھ کو متنبہ کر چکے کہ اگر صحابی کی تفسیر کا مستند (دلیل) اہل کتاب کی روایت ہو جیسی ایسے واقعہ
بہت ہین تو وہ صحابی کی تفسیر حجت لینے کے لائق نہین ہے اور نہ اسکی وجہ سے عربی تفسیر سے عدول کر سکتے ہین
ہان اگر ابی بن کعب کی قرات ثابت ہو جاوے تو وہ ان تفسیرون کی دلیل ہو سکتی ہے جو ظاہر نظم قرآنی کے
مخالف ہین اور اس قرات کی مثال اس زیادت کیطرح ہے جو مراد کو بیان کر دیتی ہے اور اگر ابی بن کعب
کی قرات ثابت نہ ہو تو جمہور کی قرات پر توقف کرنا وہی متعین ہے اور ہدایت سے اللہ کے قول یھدی اللہ
لنورہ مین وہ ہدایت مراد ہے جو مطلوب تک پہنچاوے اور اس جگہ ہدایت سے مجرد دلالت مراد نہین ہے
کہا ابن عباسؓ سے لنورہ سے لدین الاسلام مراد ہے اور وہ نور بصیرت ہے پھر ہدایت کو مقصود کیا اپنی مشیت
پر کیونکہ اسباب اسکی مشیت کے سوا کے نفوذ بے کار ہین اور مشیت ہی کی ساتھ وہ تمام ہوتے ہین اور اللہ سبحانہ
بیان کرتا ہے اشیاء کو انکی اشباہ اور نظائر کے ساتھ افہام کیطرف تقریب کیلیے اور انکے ادراک کی تسہیل
کے واسطے کیونکہ معقول کا محسوس کی ہیئت مین ظاہر کرنا اسکو زیادہ واضح کرتا ہے اور اللہ ہر چیز سے واقف
ہے اس سے کوئی چیز اشیا مین سے غائب نہین ہے وہ شی معقول ہو یا محسوس ظاہر ہو یا باطن اور اسی سے ہر حرب

اشال فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ

فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ

يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ ان گھرون مین کہ اسنے حکم دیا انکو بلند کرنے کا اور وہان اسکا نام پڑہنے کا یاد کرتے ہین اسکو وہان صبح اور شام وہ مرد کہ نہین غافل ہوتے سودا کرنے مین نہ بیچنے مین اللہ کی یاد سے اور نماز کہڑی رکہنے سے اور زکوۃ دینے سے ڈر رکہتے ہین اس دن کا جس مین الٹ جاوینگے دل اور آنکہین کہ بدلا دے انکو اللہ انکے بہتر سے بہتر کامون کا اور بڑہتی دے انکو اپنے فضل سے اور اللہ روزی دیتا ہے جسکو چاہے بے شمار **ف** ایمان کی برکت سے مومن کو نیک عمل کا بدلا ہے اور بد عمل معاف اور کفر کی شامت سے کافر کو بد عمل کی سزا ہے اور نیک عمل خراب یہی فرمایا کہ بہتر سے بہتر کام کا یہ کہا ہے موضح قرآن مین **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین جب اللہ تعالی نے مومن کے دل کی اور اس مین ایمان و علم کی جو مومن کے دل مین ہے چراغ کے ساتہ ہی مثال بیان فرمائی جو شفاف شیشہ مین عمدہ تیل سے جہمکتا ہے اور جل رہا ہے اور یہ تم قندیل کی طرح سمجہو تو قندیلون کے محل کو بیان فرمایا اور وہ مسجدین ہین جو اللہ کو زمین کے سارے حصون اور ٹکڑون سے زیادہ محبوب ہین اور وہ وہ گہر مین جن مین اسکی عبادت کی جاتی ہے اور اسکی توحید بیان کی جاتی ہے تو فرمایا فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ یعنے اللہ تعالے نے حکم کیا ہے انکی حفاظت کا اور انکے صاف رکہنے کا کوڑے کچرے اور لغو اور ان اقوال و افعال سے جو اس مکان کے لائق نہین ہین علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے آیت کریمہ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ کی تفسیر مین روایت کیا کہ اللہ سبحانہ نے مسجدون مین نکمی بات کے کرنے سے منع کیا ہے یہی قول ہے عکرمہ اور ابو صالح اور ضحاک اور نافع بن جبیر اور ابو بکر بن سلیمان بن ابی حثمہ اور سفیان بن عیینہ وغیرہم کا علماء مفسرین سے ہے اور کہا قتادہ نے بیوت سے یہان مسجدین مراد ہین اللہ نے حکم کیا ہے انکے بنانیکا اور انکے آباد کرنے اور انکے بلند کرنے اور انکے ستہرا رکہنے کا اور مذکور ہوا ہے کہ کعب کہا کرتا تہا توریت مین لکہا ہے اللہ فرماتا ہے کہ میرے گہر زمین مین مسجدین ہین اور جس نے وضو کیا پہر اچہا وضو کیا پہر میری زیارت کے واسطے میرے گہر مین آیا تو مین اسکی عزت کرونگا اور میزبان پر لازم ہے کہ مہمان کی عزت کرے رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ اور مسجدون کے بنانے اور انکی حرمت کرنے اور عزت کرنے اور پاک رکہنے اور ان مین خوشبو سلگانے مین بہت حدیثین

وارد ہوئی ہین اور انکی واسطے ایک مستقل محل چاہیے جس مین وہ مذکور ہون حافظ ابن کثیر کہتے ہین اور مینے مساجد کے احترام اور توقیر مین ایک مستقل رسالہ لکھا ہے ولله الحمد والمنة اور ہم بلعطاؤ الٰہی یہان ان مین سے کچھ حدیثین بیان کرتے ہین انشاء اللہ تعالی اور اسیکا آسرا ہے اور اسیکا بھروسا امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہین مینے سنا جناب پناہ رسالت علیہ التحیۃ والتسلیم سے آپ فرماتے تھے مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا یَبْتَغِیْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ بَنَی اللّٰهُ لَهٗ مِثْلَهٗ فِی الْجَنَّةِ یعنے جو شخص مسجد طیار کرے چاہتا ہوا اسے اللہ کا راضی کرنا تو اللہ اسکے واسطے ویسا ہی اسکے لیے بہشت مین (مکان) بناویگا اَخْرَجَاهُ فِی الصَّحِیْحَیْنِ عمر بن خطاب کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بناوے جس مین اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو اسکے واسطے اللہ تعالی بہشت مین گھر بناتا ہے رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ اور نسائی نے عمرو بن عنبسہ سے اسی کی مثل روایت کیا اور اس باب مین احادیث کثیرہ ہین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمکو ارشاد فرمایا مسجدون کے بنانیکا محلون (یا گھرون) مین اور حکم کیا انکے صاف اور پاک رکھنی کا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَهْلُ السُّنَنِ اِلَّا النَّسَائِیْ وَلِاَحْمَدَ اَبِیْ دَاوٗدَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ نَحْوَهٗ اور امیر المومنین عمر نے فرمایا کاریگر کو تو بنا لوگون کے واسطے ایسی مسجد جو انکو (سردی اور گرمی) سے بچاوی اور بچ بچار مسجد کے سرخ کرنے سے اور زرد کرنے سے پھر تو لوگون کو فتنہ مین ڈالدیگا اخرجہ البخاری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا سَاءَ عَمَلُ قَوْمٍ قَطُّ اِلَّا زَخْرَفُوْا مَسَاجِدَهُمْ یعنے کسی قوم کے کبھی اعمال خراب نہین ہوئی مگر وہ مزین کرتے ہین اپنی مسجدین رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ کہا حافظ ابن کثیر نے اسحدیث کی سند مین ضعف ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین حضرت نے فرمایا مجھے مسجدون کے گچ کرنیکا حکم نہین ہوا۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ کہا ابن عباس نے مین کہتا ہون تم ضرور مزین کروگے اپنی مسجدون کو جیسے مزین کیا یہود نے (اپنے تکیون کو) اور نصاری نے (اپنی گرجاؤن کو) اور انس سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَتَبَاهَی النَّاسُ فِی الْمَسَاجِدِ یعنے قیامت کھڑی نہوگی جبتک لوگ مسجدون مین ایک دوسرے پر فخر کرنے لگین رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَهْلُ السُّنَنِ اِلَّا التِّرْمِذِیَّ بریدہ کہتے ہین ایک مرد نے مسجد مین گم شدہ چیز ڈھونڈھی اور بولا مجھے کون سرخ اونٹ کا پتہ بتاتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا وَجَدْتَ اِنَّمَا بُنِیَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِیَتْ یعنے اللہ کرے تیرا اونٹ نملے تجہ کو مسجدین تو اسی چیز کے واسطے بنی ہین جسکے واسطے بنی ہین (یعنے اللہ کے ذکر کے واسطے) رواہ مسلم عبد اللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا مسجدون مین خرید و فروخت کرنے سے اور شعرون کے پڑھنے سے

رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَهْلُ السُّنَنِ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جب تم دیکھو اس شخص کو جو خرید و فروخت کرتا ہو مسجد میں تو کہو لَا اَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ یعنے اللہ تیری بیع اسود لے میں فائدہ نہ لاوے اور جب دیکھو کسیکو ڈھونڈھتا ہو گمشدہ چیز مسجد میں تو کہو لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ یعنے اللہ واپس نہ لاوے اس چیز کو تیرے پاس رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے ابن عمر مرفوعًا کہتے ہیں خِصَالٌ لَا تَنْبَغِي فِي الْمَسْجِدِ لَا يُتَّخَذُ طَرِيقًا وَلَا يُشْهَرُ فِيهِ بِسِلَاحٍ وَلَا يُنْبَضُ فِيهِ بِقَوْسٍ وَلَا يُنْشَرُ فِيهِ نَبْلٌ وَلَا يُمَرُّ فِيهِ بِلَحْمٍ نِيٍّ وَلَا يُضْرَبُ فِيهِ حَدٌّ وَلَا يُقْتَصُّ فِيهِ اَحَدٌ وَلَا يُتَّخَذُ سُوقًا یعنے کئی ایک باتیں ہیں جو مسجد میں لائق نہیں ہیں مسجد کو راہ نہ بنایا جاوے اور ہتیار کو میان سے نہ نکالا جاوے مسجد میں اور مسجد میں کمان نہ کسی جاوے اور مسجد میں تیر نہ پہیلائے جاویں اور کچا گوشت لیکر مسجد میں سے کوئی نہ گذرے اور مسجد میں حد نہ ماری جاوے اور مسجد میں باتیں نہ کیجاویں اور مسجد کو بازار نہ بنایا جاوے رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَغَيْرُهُ واثلہ بن اسقع کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دور رکھو ہماری مسجدوں سے اپنے بچوں کو اور اپنی خرید و فروخت کو اور اپنے جہگڑوں کو اور اپنے آواز کے بلند کرنے کو اور حدود کے قائم کرنے کو اور اپنی تلواروں کے ننگا کرنے کو اور بناؤ مسجدوں کے دروازوں پر بدرروں کے رکھنے کی جگہیں اور جمعوں میں عود سلگایا کرو رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ کہا حافظ ابن کثیر نے اس حدیث اور اس سے پہلے حدیث کی سند میں ضعف ہے یہ جو فرمایا کہ مسجدوں میں راہ نہ بنایا جاوے تو بہت علما نے مسجدوں میں سے گذرنے کو برا جانا ہے ضرورت کے سوا جب مسجد کے سوا اور فراخ راہ ملے اور ایک اثر میں ہے کہ ملائکہ اس شخص سے تعجب کرتے ہیں جو مسجد میں سے گذر جاتا ہے اور اس میں نماز نہیں پڑہتا اور یہ جو فرمایا مسجدوں میں ہتیاروں کو میان سے نہ نکالا جاوے اور مسجدوں میں کمانیں نہ کسی جاویں اور مسجدوں میں تیر نہ پہیلائے جاویں تو یہ اسواسطے کہ لوگوں کو تکلیف پہنچنے اور ان کو ضرر پہنچنے کا خوف ہے نمازیوں کی بہتایت کی وجہ سے لہذا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص تیر لیکر راہ میں سے یا مسجد میں سے گذرے تو تیروں کے پہلوں کو مٹھی میں بند کر لیوے تو کسی کو تکلیف نہ پہنچے اور یہ حدیث صحیح میں ثابت ہے اور یہ جو فرمایا کہ کچا گوشت مسجد میں نہ لایا جاوے تو یہ اسلیے کہ اس میں خون کے مسجد میں گرنے کا خوف ہے جیسے حائض کو مسجد میں گذرنے سے روکا گیا ہے جب وہ مسجد کے آلودہ ہونے سے خوف کرے اور یہ جو فرمایا کہ مسجد میں حد نہ ماری جاوے اور مسجد میں کسی سے قصاص نہ لیا جاوے تو اس میں بہی مضروب یا مقطوع یا مقتول کی نجاست پہیلنے کا خوف ہے اور یہ جو فرمایا کہ مسجدوں کو بازار نہ بنایا جاوے تو یہ اسواسطیکہ مسجد میں

مین خرید و فروخت سے روکا گیا ہے اور مسجدون کو تو اسواسطے بنایا جاتا ہے کہ ان مین اللہ تعالی کو یاد کیا جاوے اور ان
مین نماز گذاری جاوے صحیح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی کو فرمایا جس نے مسجد کے ایک کونے مین بول کر دیا تھا اِنَّ
الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا اِنَّمَا بُنِيَتْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةِ فِيْهَا یعنے مسجدون کو اسواسطے نہین بنایا گیا کہ ان مین
گندگی پھیلائی جاوے انکو تو اللہ کی یاد کے لیے بنایا گیا ہے اور ان مین نماز کے قائم کرنے کے لیے پھر حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے پانی کا ایک ڈول منگایا اور اس شخص کے بول پر گرا دیا اور ایک حدیث مین جو فرمایا اپنی مسجدون سے لڑکون
کو دور رکھو تو اسلیے کہ لڑکے مسجدون مین کھیلین گے اور کھیل کود مسجدون کے لائق نہین ہے اور عمرؓ بن خطاب جب
مسجد مین بچون کو کھیلتے ہوئے دیکھتے تو ان کو دری مارتے اور پاسبانی کرتے رات کو مسجد مین عشا کے بعد پھر نہ چھوڑتے
مسجد مین کسی کو اور یہ جو فرمایا کہ اپنی مسجدون سے دیوانون کو دور رکھو تو یہ اسواسطے کہ وہ بیوقوف ہوتے ہین اور لوگ
ان کو ہنستے ہین تو اس سے کھیل شروع ہو جاتی ہے اور یہ بھی ڈر ہوتا ہے کہ وہ مسجد کو گندا نہ کرین اور بہت علما نے نص
کی ہے کہ حاکم مقدمات کے فیصلہ کرنے کے لیے مسجد مین کچہری نہ لگاوے بلکہ مسجد کے سوا کسی اور مکان مین کچہری لگایا
کرے اسلیے کہ فصل قضا کے وقت جانبین سے جھگڑا ہوتا ہے اور ایک دوسرے کی نسبت وہ الفاظ استعمال ہوتے
ہین جنکا بولنا اور کرنا مسجد مین زیبا نہین ہے اور یہ جو فرمایا کہ مسجدون مین آوازون کو بلند نہ کرو تو سائب بن یزید کندی
کی حدیث بھی اسپر دلیل ہے جسکو بخاری نے روایت کیا کہ مین مسجد مین کھڑا تھا تو مجھکو ایک مرد نے کنکری مارے
مینے دیکھا تو عمرؓ بن خطاب ہین فرمایا جا یہ دو شخص (جو مسجدون مین شور و غل مچا رہے ہین) انکو میرے پاس لا مین ان
دونو کو پکڑ کر لے آیا امیر المومنینؓ نے فرمایا تم دونو کون ہو اور کہان کے باشندے ہو وہ بولے ہم طائف کے رہنے والے
ہین (طائف مین ہماری بود و باش ہے) فرمایا لَوْ كُنْتُمَا مِنْ اَهْلِ الْبَلَدِ لَاَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَكُمَا
فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنے اگر تم دونو اس شہر کے رہنے والے ہوتے تو مین تم دونون
کو مارتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مین اپنے آواز بلند کرتے ہو رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف
کہتے ہین حضرت عمرؓ نے مسجد مین ایک مرد کا آواز سنا تو فرمایا تو جانتا ہے تو کہان بیٹھا ہے (یعنے تو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی مسجد مین ہے اور آواز کا اونچا کرنا یہان لائق اور سزاوار نہین ہے) رَوَاهُ النَّسَائِيُّ کہا حافظ ابن کثیر
نے اور یہ حدیث بھی صحیح ہے اور یہ جو فرمایا کہ اپنی مسجدون کے دروازون پر مطاہر بناؤ تو اس سے یہ غرض ہے کہ کپڑے
اور ہاتھ مونہ دھونے کی جگہہ بناؤ جس جگہہ سے وضو اور قضا حاجت پر مدد لی جاوے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
مسجد کے قریب قریب کنوئین تھے جن سے لوگ پانی پیتے اور جہان پاکی حاصل کرتے اور وضو وغیرہ کرتے اور یہی

جو فرمایا جمعون مین تجمیر کیا کرو تو اس سے یہ غرض ہے کہ جمعہ کے دن مین بسبب لوگون کی بہتایت کے عود سلگایا کرو تاکہ ہوا کی اصلاح کے واسطے ابن عمر کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسجد مین ہر جمعہ کے دن عود سلگایا جاتا رواہ الحافظ ابو یعلی الموصلی حافظ نے کہا اس حدیث کا اسناد اچھا ہے اور اس مین کوئی خوف نہین ہے واللہ اعلم اور صحیحین مین ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد کا نماز کو جماعت مین ادا کرنا اسکے گہر مین یا بازار مین پڑہنے سے پچیس حصہ بڑہکر زیادہ ثواب رکہتا ہے اور یہ اسواسطے کہ جب وضو کرتا ہے اور اچھا وضو کرتا ہے پہر مسجد کیطرف نکلتا ہے نہین نکالتی اسکو مگر نماز نہین چلتا کوئی قدم مگر اسکے بدلے اسکا ایک درجہ بڑہ جاتا ہے اور اسکا ایک گناہ معاف ہوجاتا ہے جب نماز پڑہ لیتا ہے تو فرشتے شروع ہوجاتے ہین اسکے کے واسطے دعا کرنے مین جبتک وہ اپنے مصلے مین بیٹہا رہے (یہ دعا مانگتے ہین) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ یعنے یا اللہ درود بہیج اسپر یا اللہ رحمت کر اوسکو اور وہ جبتک نماز کی انتظاری مین ہوتا ہے نماز ہی مین ہوتا ہے اَخْرَجَاهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ اور دارقطنی مین مرفوعا مروی ہے کہ مسجد کے پڑوسی کی نماز جایز نہین ہے مگر مسجد مین اور سنن مین مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ان لوگون کو پورے نور کی قیامت کے دن خوشی سنا جو اندہیرون مین چلکر مسجد مین آتے ہین اور جو شخص مسجد مین داخل ہووے اسکو واسطے مستحب ہے کہ اس مین داہنا پاؤن پہلے رکہے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہین کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد مین آتے تو فرماتے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ یعنے پناہ مانگتا ہون اللہ کی جو عظمت والا ہے اور پناہ مانگتا ہون اسکی مونہہ کی جو عزت والا ہے اور پناہ مانگتا ہون اسکے غلبہ کی جو قدیم ہے شیطان مردود کی شرارت سے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب داخل ہوتا ہے مسجد مین یہ کلمہ کہہ لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے یہ مجہہ سے آج سارا دن بچ گیا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ابو حمید یا ابو اسید سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک تمہارا مسجد مین آوے تو کہے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ یعنے یا الٰہی کہولدے میرے واسطے اپنی مہربانی کے دروازے اور جب مسجد سے نکلے تو کہے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ یعنے الٰہی کہول میرے واسطے اپنے رزق کے دروازے رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کوئی مسجد مین آوے تو پیغمبر پر سلام کرے اللہ کا درود ہو انپر اور اسکا سلام اور کہے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ یعنے الٰہی میرے واسطے اپنی رحمت کے دروازے کہولدے اور جب نکلے

توسلام کرے پیغمبر پر اللہ کا درود ہو انپر اور اسکا سلام اور کہے اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ یعنی الٰہی مجھکو بچا شیطان مردود سے رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيْحَيْهِمَا فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہین جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین داخل ہوتے تو درود بھیجتے محمد پر اور سلام کرتے اپنے پہر فرماتے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ یعنی الٰہی مجھکو معاف کردے میرے گناہ اور کہولدے میرے واسطے اپنی مہربانی کے دروازے اور جب مسجد سے نکلتے تو درود بھیجتے محمد پر اور سلام کرتے اپنے پہر فرماتے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ فَضْلِكَ یعنی الٰہی معاف کردے گناہ میرے اور کہولدے میرے واسطے اپنی بخشش کے دروازے رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن ہے اور اس حدیث کا اسناد متصل نہین ہے کیونکہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا نے فاطمہ کبریٰ رضی اللہ عنہا بنت رسول علیہ التحیۃ والتسلیم کا زمانہ نہین پایا پہر یہ وہ حدیثین ہین جنکو ہمنے بیان کیا باوجود اسکے کہ جن حدیثون کو ہمنے ترک کیا ہے وہ اس محل کے موافق اور مطابق ہین طول کے خوف سے اور اسی آیت کی طرح ہے اللہ کا قول يَا بَنِيْ آدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ یعنے اے اولاد آدم کی لے لو اپنی رونق ہر مسجد کے پاس (یا ہر نماز کے وقت) اور اللہ تعالی کا قول وَأَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ یعنے اور سیدھے کرو اپنے مونہہ ہر نماز کے وقت اور پکارو اسکو نرے اسکے فرمانبردار ہوکر اور اللہ تعالی کا قول وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ أَحَدًا یعنے اور یہ کہ سجدہ کے ہاتہ پاؤن حق اللہ کا ہے یا مسجدین اسکی ہین سو مت پکارو اللہ کے ساتہ کسی کو اللہ کے قول وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهُ مین اسکے نام کی پڑہی جانے سے اسکی کتاب کا پڑہا جانا مراد ہے قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اور غدو اور آصال سے بکرات (دنون کے ابتدا) اور عشیات (دنون کے پچہلے کنارے) مراد ہین اور آصال جمع ہے اصیل کی اور اصیل کہتے ہین آخر نہار کو سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ تسبیح سے سارے قرآن مین نماز مراد ہے اور علی بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ صبح کے وقت تسبیح کرنے سے صبح کی نماز کا پڑہنا مراد ہے اور پچہلے پہر تسبیح کرنے سے عصر کی نماز کا پڑہنا مراد ہے اور انہین دونون نمازون کو اللہ نے شروع مین پہلے فرض کیا تو اللہ نے دوست رکہا کہ ان دونو کا مذکور کرے اور وہ دونون بندون کو یاد دلاوے یہی قول ہے حسن اور ضحاک کا کہ تسبیح سے نماز مراد ہے اور قرّا مین سے جس شخص نے یسبح کو بصیغہ مجہول پڑہا ہے فتح با کے ساتہ وہ آصال پر پوری طرح ٹہیر جاتا ہے اور رجال لا تلہیہم کو جملہ مستانفہ قرار دیتا ہے اور اسکے نزدیک رجال کا

فعل محذوف کے کما قال الشاعر ؎ لِيُبْكَ يَزِيدُ ضَارِعٌ لِخُصُومَةٍ + وَمُخْتَبِطٌ مِمَّا تُطِيحُ الطَّوَائِحُ یعنے یزید پر رونا چاہیے تو کہا گیا اسپر کون روے کہا روو اسپر وہ شخص جو خصومت مین ذلیل و خوار ہووے اور خصم کے ساتھ برابری نہ کر سکے اور وہ شخص رووے جسکو ہلاک کردیا حوادث روزگار نے اور یہ بیت یزید بن نہشل کے مرثیہ مین واقع ہوا ہے اور وہ ذلیلون اور محتاجون کا پشت پناہ تھا اسیطرح آیت کے یہ معنے ہین کہ صبح شام ان گھرون مین نماز پڑھی جاتی ہے گویا کہا گیا کہ ان مین نماز کون پڑھتے ہین فرمایا رِجَالٌ اور رہی اس شخص کی قرأت جو یسبح کو بصیغہ معلوم بکسر الباء پڑھتا ہے تو وہ اس فعل کا فاعل رجال قرار دیتا ہے اس صورت مین وقف نہ ہوگا مگر فاعل پر کیونکہ کلام فاعل پر پوری ہوتی ہے تو اللہ تعالی نے اپنے قول رجال الآیۃ مین خبر دی ہے انکی ہمم سامیہ اور انکی نیات اور عزائم عالیہ سے جنکی وجہ سے اونہون نے اللہ تعالی کے گھرون کو آباد کیا ہے اللہ کی زمین مین اور اسکی عبادت اور شکر اور توحید اور تنزیہ کی جگہون مین كَمَا قَالَ تَعَالَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا یعنے ایمان والون مین کتنے مرد ہین کہ سچ کر دکھایا جس پر قول کیا تھا اللہ سے پھر کوئی ہے انمین کہ پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی ہے ان مین راہ دیکھتا اور بدلا نہین ایک ذرہ اور رہی عورتین تو انکا گھرون مین نماز پڑھنا بہتر ہے انکے مسجدون مین ادا کرنے سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي حُجْرَتِهَا وَصَلَاتُهَا فِي مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي بَيْتِهَا یعنے عورت کا گھر مین نماز پڑھنا بہتر ہے اسکے حجرے مین نماز پڑھنے سے اور اسکا اپنے گنجینہ مین نماز پڑھنا اسکے گھر مین نماز پڑھنے سے افضل ہے رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ام سلمہ کہتے ہین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتون کے لیے بہتر مسجدین انکے گھرون کے گہراؤ ہین رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ ام حمید ساعدی کی بی بی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئی اور بولی یا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) مین چاہتی ہون کہ آپکے ساتھ نماز پڑہا کرون فرمایا مین جانتا ہون تو اچھا جانتی ہے میرے ساتھ نماز پڑہنا پر تیرا نماز پڑہنا اپنے گھر مین بہتر ہے تیرے نماز پڑہنے سے اپنے حجرے مین اور تیرا نماز پڑہنا اپنے حجرے مین بہتر ہے تیرے نماز پڑہنے سے اپنے محلہ مین اور تیرا محلہ مین نماز پڑہنا اپنے مسجد کے قوم مین نماز پڑہنے سے بہتر ہے اور تیرا اپنے مسجد قوم مین نماز پڑہنا میری مسجد مین تیری نماز پڑہنے سے بہتر ہے عبد اللہ بن سوید کہتے ہین پھر ام حمید نے اپنی گھرون مین سے پچھلے گھر مین مسجد بنوائی اور اسی مین بخدا نماز پڑہتی رہے یہانتک کہ اللہ سے جا ملے رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ وَلَمْ يُخَرِّجْهُ

اور عورت کو رجال کی جماعت مین بھی حاضر ہونا جائز ہے اسطرح اور اس شرط سے کہ کسی مرد کو ظہور زینت یا ریح طیب
کے ساتھہ اندیشہ نہ دیوے عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَمْنَعُوْا اِمَآءَ اللّٰہِ مَسَاجِدَ اللّٰہِ
یعنے اللہ کی لونڈیون کو مسجدون مین آنے سے نہ روکو رواہ البخاری ومسلم اور احمد اور ابو داؤد کی روایت مین ہے
اور عورتون کے گہر عورتون کے واسطے بہتر ہین اور ایک روایت مین ہے اور گہر سے) لیکن ایسے حال مین کہ خوشبو
لگانیوالیان نہ ہون زینب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بی بی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہمکو فرمایا جب تم مین سے کوئی مسجد مین حاضر ہووے تو خوشبو نہ لگاوے رَوَاہُ مُسْلِمٌ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
مروی ہے کہ مسلمانون کی عورتین فجر کی نماز مین حاضر ہوتین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ پہر لوٹتین
اوڑہنے والیان اپنی چادرین بسبب اندہیری مونہہ ہونیکے پہچانی نہ جاتین رَوَاہُ الشَّیْخَانِ اور انہین سے
مروی ہے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان باتون کو دیکہتے جو عورتون نے اس زمانہ مین نکالی ہین از زینت وغیرہ
سے) تو عورتون کو مسجدون مین انے سے روکدیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتون کو (مسجدون مین) آنے سے
روکا گیا اَخْرَجَاہُ فِی الصَّحِیْحَیْنِ اور یہ آیت (یعنے رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ الآیہ) اللہ تعالی کے اس قول کیطرح ہے
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ
هُمُ الْخٰسِرُوْنَ یعنے اے ایمان والو نہ غافل کرین تمکو تمہاری مال اور اولاد اسکے یاد سے اور جو کوئی یہ کام
کرے تو وہی لوگ ہین ٹوٹے مین آئے اور جیسے اللہ نے فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ
مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ
یعنے اے ایمان والو جب اذان ہو نماز کے دن جمعہ کے تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑو بیچنا یہ بہتر ہے تمہارے
لیے اگر تمکو سمجھ ہے اللہ تعالی فرماتا ہے نہین غافل کرتی انکو دنیا اور اسکی آرایش و آبداری اور اسکی زینت
اور خرید و فروخت اور دنیا کی خرید و فروخت کا فائدہ انکے مالک کی یاد سے جس نے انکو پیدا کیا اور وہ انکا
روزی رسان ہے اور جو عمل کرتے ہین سو اسکے لیے جو اللہ کے پاس ہے تو اللہ کے پاس کی چیز بہتر ہے انکے
حق مین اور فائدہ والی انکے ہاتہون کے مال سے کیونکہ جو انکے پاس ہے وہ نبڑجانیوالی ہے اور جو اللہ کے
پاس ہے سو سدا رہنے والی ہے ولہذا اسکیطرح فرمایا لَا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ
وَاِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ یعنے اللہ کی طاعت اور اسکی مراد
اور محبت کو اپنی مراد اور محبت پر مقدم سمجھتے ہین ابن مسعودؓ نے ایک بار بازار والون کو دیکھا کہ جب فرض

نماز کے لیے اذان دیجاتی تو وہ اپنی خرید و فروخت چھوڑ دیتے اور نماز کی طرف چلے آتے تو عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا یہ
لوگ ان لوگون مین سے ہین جنکا اللہ نے اپنی کتاب کے اس آیت مین ذکر فرمایا ہے رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ
وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ
رَوَاهُ هُشَيْمٌ عَنْ سَيَّارٍ اور اسیطرح اسکو عمرو بن دینار قہرمانی نے سالم سے انہون نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما سے روایت کیا کہ عبداللہؓ بازار مین تھے تو نماز کی تکبیر ہوئی بازار والون نے اپنی دکانون کو بند کر دیا اور
مسجد مین چلے آئے تو عبداللہؓ نے کہا انہین لوگون کے حق مین اتری ہے یہ آیت رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ
وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ
الْاَبْصَارُ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَابْنُ جَرِيْرٍ ابو الدرداءؓ کہتے ہین مین اس سیڑہی پر کھڑا ہو کر خرید
و فروخت کیا کرتا ہون اور ہر روز مجھکو تین سو دینار کا فائدہ ہوتا ہے (ولیکن مین) ہر روز مسجد مین حاضر ہو کر
نماز پڑہتا ہون سن لو مین یہ نہین کہتا کہ جو کچھ مجھکو فائدہ ہوتا ہے وہ حلال نہین ہے ولکن مین چاہتا ہون
کہ مین ان لوگون مین سے ہو جاؤن جنکے حق مین اللہ نے فرمایا ہے رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ
عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ الآية رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عمرو بن دینار اعور کہتے ہین مین سالم بن عبداللہ کے ساتھ تھا اور
ہم مسجد کو جا رہے تھے اور گذرے ہم مدینے کے بازار سے اور دوکاندار نماز کی طرف اوٹھ گئے تھے اپنے اسبابون کو
ڈھانک کر سالم نے دیکھا تو انکے اسباب کے پاس کسیکو نہ دیکھا اور پڑہی یہ آیت رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ
وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ پیر وہ یہی لوگ ہین (جنکا اس آیت مین ذکر ہے) اور ایسا ہی کہا سعید بن ابی الحسن
اور ضحاک نے کہ نہین غافل کرتی انکو تجارت اور بیع اس سے کہ وہ نماز کو اپنے وقتون مین ادا کرین مطر
وراق کہتے ہین سلف بیچتے اور خرید کرتے اور لیکن ان مین سے جب کوئی اذان سنتا اور ترازو اسکے ہاتہ
مین ہوتا تو وہ ترازو کو رکھدیتا اور نماز کی طرف آتا علی ابن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ ذکر
اللہ سے صلوٰۃ مکتوبہ مراد ہے اور یہی قول ہے مقاتل بن حیان اور ربیع بن انس کا اور کہا سدی نے ذکر
اللہ سے جماعت مین نماز کا ادا کرنا مراد ہے اور کہا مقاتل بن حیان نے اس آیت کی تفسیر مین کہ نہین روکتا
انکو سودا کرنا اور خرید و فروخت کرنا نماز مین حاضر ہونے سے اور اس سے کہ نماز کو قائم کرین جیسے ان کو
اللہ نے ارشاد فرمایا اور اس سے کہ اسکو نگاہ رکہین اسکے وقتون پر جیسے اللہ نے ان سے اسکی نگاہبانی چاہی
ڈرتے ہین اس دن سے جس مین اولٹے ہو جاوینگے آنکہین اور دل اور اس دن سے قیامت کا دن مراد ہے

جس مین سخت گھبراہٹ اور عظمت اہوال کی وجہ سے آنکھین اور دل اولٹے ہو جاوینگے جیسے اللہ نے فرمایا وَاَنْذِرْهُمْ
يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ یعنے
اور ڈرا دے انکو اس نزدیک آنے والے دن سے جسوقت دل پہنچینگے گلون کو دبا رہے ہونگے کوئی نہین گنہگارون کا دوست
اور نہ کوئی سفارشی جسکی بات مانی جاوے اور فرمایا اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ مُهْطِعِيْنَ
مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ یعنے انکو تو چھوڑ رکھا ہے اسدن
پر جس دن مین اوپر لگجاوینگی آنکھین دوڑتے ہونگے اوپر اٹھائے اپنے سر پھرتے نہین اپنی طرف انکی آنکھ
اور دل انکے اوڑ گئے ہین اور فرمایا وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ
لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا فَوَقٰهُمُ
اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا وَجَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا مُتَّكِئِيْنَ فِيْهَا
عَلَى الْاَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا یعنے اور کہلاتے ہین کہانا اسکی محبت پر محتاج کو اور
بے باپ کے لڑکے کو اور قیدی کو ہم جو تم کو کہلاتے مین نرا اللہ کا منہ چاہنے کو نہ تم سے ہم چاہین بدلا نہ چاہین
شکرگذاری ہم ڈرتے ہین اپنے رب سے ایکدن اداس کی سختی سے پھر بچایا انکو اللہ نے برائی سے اسدن کی اور
ملائی انکو تازگی اور خوشوقتی اور بدلا دیا انکو اسپر کہ وہ ٹہیرے رہے باغ اور پوشاک ریشمی لگے بیٹھین اس مین
تختون پر نہ دیکھتے ہین وہان دہوپ اور نہ ٹہر اور یہ جو فرمایا لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوا الاٰیہ تو اسکے
یہ معنے ہین کہ یہ لوگ ان لوگون مین سے ہین جنکے بہتر سے بہتر کامون کو اللہ قبول و منظور فرماویگا اور معاف
کریگا انکی برائیان کما قال تعالی اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ
سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ یعنے وہ لوگ ہین جن سے ہم قبول
کرینگے بہتر سے بہتر کام جو کیے ہین اور معاف کرینگے ہم برائیان انکی جنت کے لوگون مین سچا وعدہ جو انکو ملتا
تہا اور یزیدہم من فضلہ کے یہ معنے ہین کہ انکی نیک کام قبول فرماکر انکو اور بڑہتے مین دیگا کما قال تعالی
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا یعنے
اللہ حق نہین رکھتا کسیکا ایک ذرہ برابر اور اگر نیکی ہو تو اسکو دونا کرے اور دیوے اپنے پاس سے بڑا ثواب
اور فرمایا مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ
لَا يُظْلَمُوْنَ یعنے جو کوئی لایا نیکی اسکو ہے اسکی دس برابر اور جو لایا برائی سو سزا پاوے گا تو اتنی ہی اور

اور انپر ظلم نہ ہوگا اور فرمایا مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً یعنے کون شخص ہے ایسا کہ قرض دے اللہ کو اچھا قرض کہ وہ اسکو دونا کردے کتنے برابر اور فرمایا وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ یعنے اللہ دونا کرتا ہے جسکو واسطے چاہے اور بیان فرمایا وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ انکے پاس دودہ آیا تو انہوں نے اپنے پاس بیٹھنے والوں پر پیش کیا لیکن ان میں سے کسی نے نہیں پیا کیونکہ وہ روزہ دار تھے پھر ابن مسعودؓ نے پی لیا اکا روزہ نہ تہا اور یہ آیت پڑہی یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ مِنْ حَدِیْثِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاہِیْمَ عَنْ عَلْقَمَۃَ عَنْہُ اسماء بنت یزید بن سکن کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِذَا جَمَعَ اللّٰہُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ جَآءَ مُنَادٍ فَنَادٰی بِصَوْتٍ یُسْمِعُ الْخَلَائِقَ سَیَعْلَمُ اَہْلُ الْجَمْعِ مَنْ اَوْلٰی بِالْکَرَمِ لِیَقُمِ الَّذِیْنَ لَا تُلْہِیْہِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ فَیَقُوْمُوْنَ وَہُمْ قَلِیْلٌ ثُمَّ یُحَاسَبُ سَائِرُ الْخَلَائِقِ یعنے جب اللہ پہلوں اور پچھلوں کو قیامت کے دن جمع کرے گا تو ایک منادی آواز کرے گا جسکو سب خلقت سن لیگی (اور کہے گا) اب یہ لوگ جان لینگے کہ (ان میں سے) کون عزت کے لائق ہے اٹھ کھڑے ہوں وہ لوگ جنکو غافل نہیں کرتا تہا سودا کرنا اور خریدو فروخت اللہ کی یاد سے پھر وہ اٹھینگے اور وہ تھوڑے ہونگے پھر باقی مخلوق کا حساب ہوگا رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ ابن مسعودؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ کے قول لِیُوَفِّیَہُمْ اُجُوْرَہُمْ وَیَزِیْدَہُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ کی تفسیر میں روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انکی مزدوری یہ ہے کہ انکو جنت میں داخل کرے گا اور زیادہ بڑہتی یہ ہے کہ انکی سفارش منظور فرماویگا ان لوگوں کے حق میں جنہوں نے انکے ساتھ دنیا میں بھلائی کی ہے رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ مِنْ حَدِیْثِ بَقِیَّۃَ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْکِنْدِیِّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ فتح کا لفظ یہ ہے کہ وہ چراغ جلتا ہے گھروں میں بعض نے کہا فی بیوت کمشکوۃ سے متعلق ہے اے کمشکوۃ فی بعض بیوت اللہ اور بیوت سے مساجد مراد ہے گویا یوں کہا گیا ہے اسکے نور کی مثال ویسی ہی ہے جیسے مسجدوں میں مشکوۃ کا اندر دیکھا جاتا ہے جسکے یہ اور وہ صفت ہے بعض نے کہا فی بیوت زجاجۃ کی صفت ہے اور کہا ابن الانباری نے میں نے ابو العباسؒ سے سنا وہ کہتے تھے فی بیوت مصباح کا حال ہے اور زجاجۃ اور کوکب کا ان اقوال کی صورت میں علیم پر وقف نہ ہوگا بعض نے کہا فی بیوت مابعد کے ساتھ متعلق ہے اور وہ یسبح ہے اللہ معنے یہ ہونگے نماز پڑہتے ہیں مرد گھروں میں اللہ اس صورت میں اللہ کا قول فیہا یسبح لہ

کے بعد تاکید کے واسطے مکرر ہوگا اور اسباب کی تذکیر اور ایذان کیلیے کہ بیوت کو مقدم کیا ہے اہتمام کے واسطے
نہ اسلیے کہ تسبیح کا وقوع فقط بیوت مین ہی مقصود ہے بعض نے کہا فی بیوت محذوف سے متعلق ہے اور وہ سبحوہ
ہے ان دونو قولونپر علیم پر وقف ہوگا تو یہ چہ وجہین مین جنکو ہمین نے ذکر کیا بعض نے کہا یہ جملہ ماقبل سے منفصل
ہے گویا اللہ تعالی فرماتا ہے اللہ اُن گھرون مین ہے جنکے بلند کرنیکا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے کہا حکیم ترمذی
نے اور اسی معنے مین خبرین وارد ہوئی ہین کہ جو شخص مسجد مین بیٹھے وہ اپنے مالک کے ساتھ ہم صحبت ہوتا ہے
اور فی بیوت کے مشکوۃ یا مصباح یا یوقد کے ساتھ متعلق ہونے کی صورت مین یہ اعتراض ہے کہ مشکوۃ اور مصباح
کی توحید اور بیوت کی جمع ہونیکا کیا سبب ہے حالانکہ ایک طاق اور ایک چراغ نہین ہوتا مگر ایک ہی گھر مین
اور جواب یہ ہے کہ یہ خطاب اس خطاب کے قبیل سے ہے جسکے ابتدا کو توحید کے ساتھ شروع کیا جاتا ہے اور جمع
پر اسکو ختم کیا جاتا ہے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ اور اسی کی مثل مین اور
آیتین ہین بعض نے کہا فی بیوت سے فی کل واحد من البیوت مراد ہے اب لوگون نے اختلاف کیا ہے بیوت مین
کئی قولونپر پہلا قول یہ ہے کہ بیوت سے جمیع مساجد مراد ہین اور یہی قول ہے مجاہد اور حسن وغیرہما کا کہا ابن عباس
نے اللہ کے گھر زمین مین آسمان والون کے واسطے ویسے ہی چمکتے ہین جیسے زمین والون کے واسطے ستارے
دوسرا قول یہ ہے کہ بیوت سے بیت المقدس کے گھر مراد ہین مروی ہے یہ حسن سے تیسرا قول یہ ہے کہ بیوت سے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیوت مراد ہین مروی ہے یہ مجاہد سے چوتھا قول بیوت سے جمیع بیوت مراد ہین یہ عکرمہ کا
قول ہے پانچوان قول بیوت سے مساجد اربعہ مراد ہین مسجد الحرام اور مسجد قبا اور مسجد نبوی اور مسجد اقصے یہ
ابن زید کا قول ہے اور پہلا قول اظہر ہے اور اللہ کا قول یسبح لہ فیہا بالغدو والآصال اسکی دلیل ہے رفع
سے انکا بنانا مراد ہے یہی قول ہے مجاہد اور عکرمہ وغیرہما کا اور اسی قبیل سے ہے اللہ کا قول وَاِذْ یَرْفَعُ
اِبْرٰهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ اور حسن بصری وغیرہ کا یہ قول ہے کہ رفع سے انکی تعظیم مراد ہے یعنی ان مین
لغو بات نہ کی جاوے اور انکی شان کی تعظیم کیجاوے اور انکو انجاس اور اقذار سے ستھرا رکھا جاوے
زجاج نے اسی کو ترجیح دی ہے بعض نے کہا رفع سے یہان دونو امر مراد ہین اور ذکر سے اللہ کا ہر ایک ذکر مراد
ہے بعض نے کہا ذکر سے توحید مراد ہے بعض نے کہا قرآن مجید کی تلاوت مراد ہے اور اول معنے ارجح ہین
قرطبی نے کہا ہماری بعض اصحاب نے مساجد مین بچون کا پڑھانا مکروہ رکھا ہے کیونکہ وہ اقذار اور اوساخ
سے احتیاط نہین کرتے تو انکی مسجدون مین پڑھانے سے مسجدون مین کوڑا کچرا پھیلتا ہے اور مسجدون کی

تعظیم اور انکی قدر اور لغو سے بچانے اور انکی تنظیف اور تطییب مین احادیث وارد ہوئی ہین جنکے بیان کی
کا یہ محل نہین ہے آب اس تسبیح مین اختلاف ہی جسکا آیت یسبح له فیہا الآیۃ مین مذکور ہے تو بہتون نی تو اسکو
فرض نماز پر حمل کیا ہے کہتی ہین غدوۃ سے صبح کی نماز اور آصال سے ظہر اور عصر اور مغرب و عشا کی نماز مراد
ہین کیونکہ آصال کا اسم ان چارون نمازون کو شامل ہے بعض نے کہا غدو و آصال سے صرف دو ہی نمازین
مراد ہین صبح کی نماز اور عصر کی نماز بعض نے کہا غدو سے ضحی کی نماز مراد ہے یہ ابن عباسؓ کا قول ہے اور اسی سے
مروی ہے کہ اس نے کہا آیت کی تفسیر مین بیوت سے مسجدین مراد ہین اور انکی عزت کرنیکا حکم ہوا ہے اور منع
کیا گیا ہے ان مین نکمی بات کی کرنے سے اور حکم ہوا ہے ان مین اسکی کتاب کی تلاوت کا اور صلوٰۃ غدات
سے صبح کی نماز اور آصال سے عصر کی نماز مراد ہے کیونکہ یہی دونون نمازین پہلے پہل بندون پر فرض ہوئین تو
اللہ کو خوش لگا کہ ان دونو نمازون کا مذکور فرماوے اور یاد دلاوے بندون کو یہ دونو نمازین اور اسی سے
مروی ہے کہ چاشت کی نماز کا تو قرآن مین مذکور ہے اور نہین غوطہ لگاتا اسپر مگر غوطہ لگانیوالا اس آیت مین
بعض نے کہا تسبیح سے بیان حقیقی معنے مراد ہین اور وہ اللہ کا پاک بیان کرنا ہے اس چیز سے جو اسکی ذات اور
صفات کے لائق نہین ہے اور اسکا مؤید ہے نماز اور زکوٰۃ کا ذکر کرنا اسکے بعد اور یہ معنی پہلے سب معنون سے
ارجح ہین کیونکہ یہ حقیقی معنے ہین اور ان معنے پر دلیل بہی موجود ہے جو پہلون کے مذہب کے مخالف ہے اور وہ
وہی ہے جسکو ہم نے بیان کیا بعض نے کہا مسجدون مین آنے مین صرف مردون کو ہی خاص کیا گیا کیونکہ عورتون
پر مسجدون مین جمعہ اور جماعت کے لیے حاضر ہونا واجب نہین ہے لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ یہ صفت ہے
رجال کی یعنے نہین غافل کرتا انکو سودا کرنا سفر مین اور بیع حضر مین اور تجارت کو خاص کیا ذکر کے ساتھ کیونکہ
وہی آدمی کو زیادہ غافل کرنیوالی ہے اور کہا فراء نے تجارت وہ اہل جلب کے لیے ہوتی ہے اور بیع وہ چیز ہی
جسکو کوئی اپنے ہاتھو پر بیچے اور بعض لوگون نے کہا تجارت سے اسجگہہ خرید کرنا مراد ہے کیونکہ بیع اسکے
بعد مذکور ہے اور واقدی کا بہی فراء کی طرح قول ہے کہ تجارۃ جلاب مسافر ہین اور باعۃ وہ مقیم ہین اور ذکر
اللہ کے وہی معنے ہین جو اللہ کے قول وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ مین گذرے بعض نے کہا ذکر اللہ سے اذان مراد
ہے بعض نے کہا اسماء حسنے کے ساتھہ یاد کرنا مراد ہے بعض نے کہا ذکر
اللہ سے نماز مراد ہے لیکن اس معنے کو رد کرتا ہے نماز کا مذکور ہونا اسکے بعد اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ
نے ابو ہریرہؓ سے اسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آیت کی تفسیر مین نکالا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا یہ وہ لوگ ہین جو پہرتے مین ملک مین ڈہونڈہتے اسکا فضل ابوسعید مرفوعًا کہتے ہین یہ وہ لوگ ہین جو اسکا فضل
ڈہونڈہتے پہرتے ہین اَخْرَجَہٗ ابْنُ مَرْدُوْیَہٗ وَالدَّیْلَمِیُّ اور ابن عباسؓ سے مروی ہی کہ لوگ اسکا فضل ڈہونڈہتے
خرید کرتے اور بیچتے جب نماز کیواسطے پکار سنتے تو جو کچہ انکے ہاتہون مین ہوتا اسکو پہینکدیتے اور مسجد کیطرف
چلے آتے نماز کیواسطے اور اسی سے مروی ہی کہ اسنے مثل نورہ مین انہین لوگون کی مثال بیان کی ہے جنکو
نہین غافل کرتا اسکی یاد سے سوداگری اور تہے یہ لوگ سب لوگون سے بڑہکر سوداگر سب سے زیادہ خرید و فروخت
کرنیوالے ولیکن انکو خرید و فروخت اسکی یاد اور نماز اور زکوٰۃ سے نہ روکتی اور اسی سے مروی ہے کہ ذکر اسہ سے
نماز مین حاضر ہونا مراد ہے پہر ابن عمرؓ اور ابن مسعودؓ کے دونون اثر بیان کیے جن مین آیا ہے کہ اونہون نے
بازاری لوگون کو دیکہا اذان کیوقت دکانین بند کرتے تو فرمایا انہین کے حق مین یہ آیت آئی ہے اسماءؓ
بنت یزید کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسہ تعالی قیامت کے دن لوگون کو ایک میدان مین اکٹہا
کریگا جنکو بلانیوالا سنا سکے اور نظر ان مین نفوذ کر سکے اور اٹہے گا ایک منادی وہ آواز کرے گا کہان
ہین جو نرمی سختی مین اسکی تعریف کیا کرتے تہے پہر وہ اٹہینگے اور وہ تہوڑے ہونگے پہر وہ جاوینگے بہشت
مین حساب کے سوا پہر وہ آکر آواز کرے گا کہان ہین جنکے کروٹ الگ رہتے تہے انکے سونے کی جگہون سے
پہر وہ کہڑے ہونگے اور وہ قلیل ہونگے پہر وہ جاوینگے بہشت مین حساب کے سوا پہر وہ لوٹکر آویگا اور ندا کریگا
اور اٹہہ کہڑے ہون جنکو سودا اور بیع اسکی یاد سے غافل نہ کرتا تہا پہر وہ کہڑے ہونگے اور وہ قلیل ہونگے اور بلا
حساب بہشت مین جاوینگے پہر اٹہینگے باقی کے لوگ اور انکا حساب ہوگا اَخْرَجَہٗ الْبَیْہَقِیُّ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ
وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ وَابْنُ مَرْدُوْیَہٗ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوْعًا نَحْوَہٗ اور اقامت صلوٰۃ سے بلا تاخیر
اپنے اپنے وقتون مین نماز کا ادا کرنا مراد ہے اور انکا ادا کرنا انکے وقت مین جماعت کے ساتہہ کیونکہ جو شخص
نماز کو اسکے وقت پر ادا نہین کرتا وہ نماز کے قائم کرنیوالون سے معدود نہین ہوتا اور اقامت کی تاء کے
کو حذف کردیا ہے اضافت کی تاء کے جابجا آنے کیواسطے تین کلمون مین ان تینون کلمون کو کسی شاعر نے
اپنے اس قول مین جمع کردیا ہے ثَلَاثَۃٌ تُحْذَفُ تَاآتُہَا + مُضَافَۃً عِنْدَ جَمِیْعِ النُّحَاۃِ + وَہِیَ اِذَا
شِئْتَ اَبُوْعُذْرِہَا + وَلَیْتَ شِعْرِیْ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ بعض نے کہا جو تا کلمہ جہان تاء حذف ہوجاتی ہی
اضافت کے وقت عوض اللام یعنے عدۃ الامر بعض نے اقامت کی تاء کے حذف کی اور وجہ بیان کی ہے اور جس
شخص نے ذکر اسہ کو صلوٰۃ مفروضہ پر حمل کیا ہے وہ محتاج ہے کہ اقامت کو اسکے اوقات مین ادا کرنے پر حمل

کرنیکی تکرار سے بہاگنے کے لیے اور اسکی کچھ ضرورت نہین ہے کیونکہ ذکر اپنے حقیقی معنے پر محمول ہے جیسے ہم بیان کر چکے
زکوۃ سے زکوۃ مفروضہ مراد ہے بعضنے کہا اللہ کی طاعت مراد ہے اور اخلاص کیونکہ ہر مومن کے پاس نصاب
زکوۃ کب ہوتا ہے اور یوماً سے قیامت کا دن مراد ہے اور زیادت سے ویزیدہم من فضلہ مین جزا موعود سے
زیادہ دینا مراد ہے یعنی بڑہتی ہین دینگا انکو وہ چیزین جنکے بالخصوصیت دینے کا انکو وعدہ دیا یا انکی مقادیر کا
وعدہ نہین فرمایا اور انکے دلون پر ان کی کیفیتون اور کمیتون کا خیال بہی آیا ملکہ اگر وعدہ کیا ہے تو اجمال کے
طور پر جیسے فرمایا لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ اور حدیث قدسی مین ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے أَعْدَدْتُ
لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَىٰ قَلْبِ بَشَرٍ یعنے مین نے
طیار کر رکہا ہے اپنے بندون کیواسطے جو نہین دیکہا آنکھون نے اور نہین سنا کانون نے اور نہین خیال آیا
اسکا کسی بشر کے دل پر اور اسکے سوا اور وعدے جو منجملہ انکے یہی اللہ کا قول ہے وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ
بِغَيْرِ حِسَابٍ تو یہ تذییل اور تذنیب ہے اور اس مین تقریر ہے زیادت اور وعدہ کریم کی کہ انکو اللہ انکی عملون
کے اجر کے سوا وہ خیرات عنایت فرمائیگا جو حساب مین نہونگے اور اس جملہ کے معنے یہ ہین کہ اللہ دیکر حساب
نکرے گا یا یہ کہ اللہ سبحانہ کی عطا کی کوئی نہایت نہین ہے اور اس مین تنبیہ ہے اسکی کمال قدرت اور
جود اور اسکی وسیع احسان پر اور جب اللہ سبحانہ نے مومنون کا حال اور انکا انجام کار بیان فرمایا تو
کافرون کے عملون کی ایک مثال بیان فرمائی اور فرمایا وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ
يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهَ عِندَهُ فَوَفَّاهُ حِسَابَهُ
وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ سَحَابٌ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا
فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ ۝ اور
جو لوگ منکر ہین انکے کام جیسے ریت جنگل مین پیاسا جانے اسکو پانی یہانتک کہ جب پونچا اسپر اسکو کچھ نہ
پایا اور پایا اللہ کو اپنے پاس پہر اسکو پورا پونچا دیا اسکا لکہا اور اللہ جلد لینے والا ہے حساب یا جیسے اندہیرے
گہرے دریا مین چڑہی آتی ہے اسپر ایک لہر اسپر ایک لہر اسکے اوپر بدلی اندہیرے ہین ایک پر ایک جب
نکالے اپنا ہاتہ لگتا نہین کہ اسکو سوجہے اور جسکو اللہ نے ندی روشنی اسکو کہین نہین روشنی ف کافر
دو طرح کے ہین ایک غیب کیطرف تکتے ہین پہر بہک کر اللہ کا دین چہوڑتے ہین غلط راہین پکڑتے
ہین پہلی انکی کہاوت ہے ریت کو پانی سمجھ کر دوڑے وہان پانی نہ ملا آخرت مین اپنے گناہون کی سزا

ملی ہوئی کہ وہ مین جو دنیا مین غرق ہین یا پتھر پوجتے ہین انکی کہاوت اور ظلمت مین فرمائی ان پاس ریت بھی نہین
اندھیری مین بند ہو رہے ہین یہ لکھا ہے موضح قرآن مین ف کہا حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر مین یہ دو مثالین
ہین جنکو اللہ سبحانہ نے کافرون کی دو قسمون کیواسطے بیان فرمایا ہے جیسے منافقون کی دو تمثیلین بیان فرمائین
سورہ بقرہ کے ابتدا مین ایک ناری (آگ کی) اور ایک مائی (پانی کی) اور جیسے ہدایت اور علم کی جو
دلون مین ٹھیر جاتا ہے سورہ رعد مین دو مثالین بیان فرمائین ایک آگ کی اور ایک پانی کی اور ہمنے ہر ایک
مقام مین پر ان دونو مین سے گفتگو کی جو اسکے اعادے سے بے نیاز کرتی ہے ولله الحمد والمنة اور رہی یہ دو مثالین
تو ان مین سے پہلی تمثیل تو ان کافرون کی ہے جو لوگون کو اپنے کفر کی طرف بلاتے ہین اور وہ خیال کرتے
ہین کہ وہ کچھ بہلی راہ پر ہین اعمال اور اعتقادات سے اور نفس الامر مین وہ کسی بہلی راہ پر نہین ہین تو انکی مثال
اس مین ریت کیطرح جو ایک چٹپر میدان مین دور سے دکھائی دیتی ہے گویا دریا لہرا رہا ہے اور پیاسا
اسکو دور سے دیکھکر سمجھتا ہے کہ یہ پانی ہے آسمان و زمین کے درمیان اور وہ قصد کرتا ہے اسکا پانی خیال
کرکے جب اسکے پاس آتا ہے تو اسکو کچھ نہین پاتا اسیطرح کافر خیال کرتا ہے کہ وہ عمل کرتا ہے اور اسنے کچھ
حاصل کرلیا ہے جب وہ اللہ کے پاس قیامت کے دن آویگا اور وہ اسکے عملون کا حساب کریگا اور کریدیگا
اسکے افعال پر تو وہ اپنے عملون کو بالکل کچھ نہ پاوے گا وہ اللہ تعالی کے ہان مقبول ہی نہ ہونگے یا اخلاص کے
نہ ہونیکے سبب سے یا اسلیے کہ اسنے وہ کام شرع کے مطابق نہین کیے کما قال تعالی وَقَدِمْنَا اِلٰى مَا عَمِلُوا
مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا یعنے اور ہم پہنچینگے انکے کامون پر جو کیے تہے پہر کر ڈالینگے اُن کو
خاک اوڑتی اور یہان فرمایا وَوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ یعنے اور پاوے اللہ کو اپنے
پاس پہر پورا دیگا اسکو اللہ اسکا لکھا اور اللہ سریع الحساب ہے ایسا ہی مروی ہے ابی بن کعب اور ابن عباس
اور مجاہد اور قتادہ اور بہت لوگون سے اور قیعہ جمع ہے قاع کی جیسے جار اور جیرة اور قیعان بھی جمع ہے قاع
کی جیسے کہا جاتا ہے جار کو جیران اور قاع وہ زمین ہے جو برابر ہو اور فراخ اور کہلی اور اس مین ریت
ہوتی ہے اور دہوپ مین وہ ریت دور سے پانی کیطرح نظر آتی ہے صحیحین مین ہے یہود کو قیامت کے دن کہا جاویگا
مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ یعنے تم کس چیز کی پوجا کرتے تہے (دنیا مین) تو وہ کہینگے كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ بْنَ اللّٰهِ
یعنے ہم عزیر کی پوجا کرتے تہے جو اللہ کا بیٹا ہے پہر کہا جاویگا جھوٹ بولتے ہو اللہ نے کوئی بیٹا نہین کیا تم کیا
چاہتے ہو تو وہ کہینگے ہم پیاسے ہین اے ہمارے مالک ہمکو پانی پلا تو انکو کہا جاویگا تم نہین جاتے اسکی

طرف) اور آگ انکے لیے ریت کی صورت بنجاوے گی اسکی شعاعین نیچے اوپر ہونگی معلوم ہونگی پہر وہ چلینگے (اسکی طرف) پہر پارہ پارہ ہوکر اس مین گر جاوینگے اور یہ مثال جہل مرکب والون کی مثال ہے اور رہے اصحاب جہل بسیط تو وہ طماطم مین اور غشام کفر کے سردارون کے مقلد بہرے گونگے بے سمجھ تو انکی مثال وہ ہے جو اللہ نے اپنے قول او کظلمت فی بحر لجی مین بیان فرمائی ہے قتادہؒ نے لجی سے عمیق مراد ہے تو یہ کافر جاہل بسیط کے دل کی مثال ہے جو اپنے متبوع اور پیر اور مرشد کا حال نہین پہچانتا اور نہین جانتا کہ یہ مجھکو کہان لیجا رہا ہے بلکہ اسکی ایسی مثال ہے جیسے اسکو کہا جاوے تو کہان جاتا ہے وہ جواب دیوے مین انکے ساتھ جاتا ہون پہر کہا جاوے وہ کہان جاتے ہین کہے مین نہین جانتا اور عوفی نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے یغشاہ موج کی تفسیر مین روایت کیا کہ اس سے وہ پردہ مراد ہے جو کفار کے دلون اور کانون اور آنکھون پر ہوتا ہے جیسے فرمایا ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم یعنے مہر کردی اللہ نے انکے دل پر اور انکی کان پر اور انکی آنکھون پر ہے پردہ اور انکو بڑی مار ہے اور جیسے فرمایا افرایت من اتخذ الٰھہ ھواہ واضلہ اللہ علی علم وختم علی سمعہ وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ فمن یھدیہ من بعد اللہ افلا تذکرون یعنے بہلا دیکہہ تو جسنے ٹہیرایا اپنا حاکم اپنے چاؤ کو اور راہ سے کہودیا اسکو اللہ نے جانتا بوجہتا اور مہر کی اسکے کان پر اور دل پر اور ڈالی اسکی آنکہہ پر اندہیری پہر کون راہ پر لاوے اسکو اللہ کے سوا کیا تم سوچ نہین کرتے اور کہا ابی بن کعبؓ نے اللہ کے قول ظلمات بعضھا فوق بعض کی تفسیر مین کہ کافر پہرتا ہے پانچ اندہیرون مین اسکی بات اندہیرا ہے اور اسکا عمل اندہیرا ہے اور اسکا داخل اندہیرا ہے اور اسکا مخرج اندہیرا ہے اور دن قیامت کے وہ آگ کے اندہیرون مین جاویگا سدی اور ربیع بن انس کا یہی قول ہے اور یہ جو فرمایا ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور تو اسکے یہ معنے ہین کہ جسکو اللہ راہ نہ دیوے وہ ہالک ہے اور جاہل اور حائر جیسے فرمایا من یضلل اللہ فلا ھادی لہ یعنے جسکو اللہ بہکاوے اسے کوئی نہین راہ دینے والا اور یہ آیت اللہ نے اس آیت کے مقابل فرمائی جو مومنون کی تمثیل مین فرمائی یھدی اللہ لنورہ من یشاء پہر ہم اللہ سے سوال کرتے ہین کہ ہمارے دلون مین نور کرے اور ہمارے ہر طرف نور کرے اور ہمارے نور بہت کرے اور یہ کہ ہمارے واسطے نور ہی نور کردے انتہی ملخصا تفسیر ابن کثیر فتح کا لفظ سیہے اعمالھم سے کفار کے اعمال خیر مراد ہین جیسے خیرات کرنا اور آزاد کرنا اور اشیا کا وقف کرنا اور قیدیون کو چہڑانا اور مسجد الحرام کا لبانا اور حاجیون کو پانی پلانا اور سرا یاہ جینے جو جنگلون مین سوج کے

شعاع سے سخت گرمی کے وقت پانی کیطرح نظر آتی ہے اور سراب اسکو سو اسطی کہتے ہین کہ وہ پانی کی طرح چلتی نظر
آتی ہے اور اسکو عربی مین آل بھی کہتے ہین بعض نے کہا آل وہ ہے جو چاشت کے وقت پانی کی طرح نظر آوے
اور سراب اور آل مین فرق یہ ہے کہ آل زمین سے اونچا آسمان و زمین کے درمیان نظر آتا ہے اور قیعہ قاع کی
جمع ہے اور قاع پست زمین کو کہتے ہین جس مین پانی ٹھیر جاتا ہے جیرہ اور جار کیطرح قَالَهُ الْهَرَوِيُّ ابو عبید
نے کہا قیعہ اور قاع واحد ہے اسکو نحاس نے حکایت کیا کہا جوہری نے قاع برابر زمین کو کہتے ہین اور اسکی جمع اقوع
اور قیعان اور اقواع ہے اور قیعہ قاع کیطرح ہے (واحد ہونے مین) کہا جوہری نے اور بعض کا یہ قول ہے
کہ قیعہ جمع ہے اور قاع فراخ زمین کو کہتے ہین جس مین کوئی سبزہ نہ ہو اور ایسی ہی زمین مین سراب نظر آتے ہین
ظمآن کہتے ہین عطشان کو اور پیاسے کو خاص کیا حسبان کے ساتھ باوجود اس بات کے کہ ریان (جسکو پیاس نہ ہو) وہ
بھی سراب کو پانی ہی خیال کرتا ہے تشبیہ کی تحقیق کے واسطے جو طمع پر موقوف ہے دوسرا یہ کہ پیاسا پانی کا زیادہ محتاج
ہوتا ہے غیر پیاسے سے تو پیاسے کے ساتھ تشبیہ زیادہ تمام ہے اور معنی یہ ہین کہ کفار بھروسا کر بیٹھتے ہین اپنے ان
عملون پر جنکو وہ بھلا خیال کرتے ہین اور طمع کرتے ہین انکے ثواب کا جب اللہ کے پاس آتے ہین تو کچھ نہین پاتے
ان اعمال مین سے کیونکہ کفر نے نابود کر دیا انکو اور مٹا دیا انکے نشانون کو ابن عباسؓ کہتے ہین یہ اللہ نے
ایک پیاسے آدمی کی مثال بیان فرمائی ہے جسپر پیاس غالب آتی ہے اور وہ جنگل مین ریت دیکھکر پانی
خیال کرتا ہے پھر اسکی طرف آتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ مین نے پانی پا لیا یہانتک کہ جب اس ریت کے پاس
آتا ہے نہین پاتا وہان کچھ اور مر جاتا ہے وہان ابن عباسؓ کہتے ہین اسیطرح کافر جب موت آتی ہے تو وہ نہین
پاتا اپنے عملون کو ایسے کہ کچھ فائدہ دیوین مگر جیسے ریت نے فائدہ دیا پیاسے کو اور پاتا ہے اللہ کو اپنے پاس
پھر وہ اسکے عمل مذکور کا کامل اور وافی حساب دیتا ہے کیونکہ اسکا یہ اعتقاد ہے کہ میرا عمل ایمان کے بغیر نافع ہے
اور بلا ایمان اسکا عمل کرنا کفر پر کفر ہے جو یقیناً عذاب کا موجب اور باعث و سبب ہے اور اللہ سب کا جلد حساب
لینے والا ہے سدی نے اپنے باپ سے روایت کیا اس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے کہ کافر قیامت
کے دن اٹھائے جاوینگے پیاسے پھر کہینگے پانی کہان ہے پھر انکو سراب نظر آوینگے پھر وہ اسکو پانی خیال
کرینگے اور جاوینگے اسکے پاس تو وہان اللہ کو پاوینگے پھر وہ انکو انکے اعمال کی پوری جزا دیگا اور اللہ
سریع الحساب ہے أَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ اور اس حدیث کی سند مین
سدی ہے جو اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اور اس مین گفتگو ہو چکی ہے، اَوْ کَظُلُمٰتٍ مین اللہ سبحانہ نے

کفار کے اعمال کی ایک دوسری مثال بیان فرمائی ہے یعنے جیسے کفار کے اعمال سراب کی طرح ہین جو صفات مذکورہ
کے ساتھ موصوف ہین ایسے ہی وہ انکے اعمال ظلمات کے مشابہی ہین کہا زجاج نے اللہ سبحانہ نے بتایا ہے کہ اگر
کفار کے اعمال کی صورت بنائی جاوی اسکے مطابق جو وہ موجود ہین تو وہ سراب کیطرح ہین اور اگر انکی صورت بنائی
جاوی اسکے مطابق جو وہ نظر آوینگے تو وہ ظلمت کیطرح ہین جنکے صفات آگے مذکور ہین اور کہا معنے یہ ہین
خواہ انکے اعمال کو سراب کیطرح سمجھو خواہ ظلمت کی طرح تو او اباحت اور تخییر کے واسطے ہے اس قول کے مطابق
جو اللہ کے قول او کصیب من السماء مین گذرا جرجانی نے کہا پہلی آیت مین کفار کے اعمال کا ذکر ہے اور دوسری
آیت مین انکا کفر مذکور ہے تو زجاج کے قول کے مطابق کفار کے عملون کی تمثیل ہے اور جرجانی کے قول کے مطابق
کفار کے کفر کی بعض نے کہا او کا حرف تقسیم کے واسطے ہے باعتبار دو وقتون کے تو کفار کے اعمال دنیا مین
تو سراب کیطرح ہین اور آخرت مین ظلمت کی طرح ہونگے بعض نے کہا او تنویع کے لیے ہے یعنی کفار کے
عمل اگر نیک کام ہین تو وہ سراب کی طرح ہونگے اور اگر برے کام ہین تو وہ ظلمت کی طرح ہونگے اور لجہ کہتے ہین
گہرے پانی کو اور لجی اسکی جمع ہے اور لجی وہ ہے جسکا عمق معلوم نہ ہوسکے اور یغشاہ موج بحر کی دوسری
صفت ہی اور من فوقہ موج اس موج کی صفت ہے اور من فوقہ سحاب موج ثانی کی صفت ہی
پہر اجتماع ہوگیا اسوقت دریا کے خوف اور اسکی لہرون کا اور اس بادل کا جو دریا پر چہائی ہین بعض نے کہا
معنے یہ ہین ڈہانکتی ہے دریا کو لہر اسکے پیچہے ایک اور لہر تو لہر پر لہر آتی ہے یہانتک کہ ایک ایک پر
چڑہ جاتی ہے اور جب دریا مین لہرین پے در پے آنے لگین تو دریا کی حالت سب حالتون سے زیادہ ہولناک
ہوتی ہے اور جب اسکے ساتھ دریا کے اوپر بادل بہی موجود ہو تو اور زیادہ خوف ہوجاتا ہے کیونکہ بادل کے
ساتھ وہ ستارے چہپ جاتے ہین جنکے ساتھ دریا کے لوگ راہ پاتے ہین پہر اگر بادل برسنے لگے اور وہ ہوا
چلنے لگے جو اکثر مینہ اترنے کے وقت چلا کرتی ہے تو ہموم پر ہموم چڑہ آتے ہین اور غموم پر غموم اور امر
اس نہایت کو پہونچ جاتا ہے جسکے پرے اور کوئی غایت نہین ہے ولہذا اللہ سبحانہ تعالی نے فرمایا ظلمات
بعضہا فوق بعض یعنے اندہیرون پر اندہیرے ہین بادل کا اندہیرا اور لہر کا اندہیرا اور دریا کا اندہیرا تو
اس جملہ مین بیان ہے امر کی شدت کا اور اسکی عظمت کا اور اسکی غایت قصوی کو پہونچنے کا اسیطرح کافر تین
اندہیرون مین ہے ایک اعتقاد کے اندہیری مین اور ایک قول کی ظلمت مین اور ایک عمل کی ظلمت مین
کہا ابی بن کعب نے کافر پہرتا ہے پانچ اندہیرون مین اسکی کلام ظلمت ہے اور اسکا عمل اندہیرا ہے اور

اسکی قبر ظلمت ہی اور جب وہ نکلیگا تو اسکے واسطے ظلمت ہوگی اور قیامت کے دن وہ آگ کے اندھیرون کیطرف
بہیگا اور غرائب تفسیرون مین ہے یہ کہ اللہ نے ظلمات سی کافر کے اعمال مراد لیے اور بحر لجی سے اسکا دل مراد
رکھا اور موج فوق الموج سے جہالت اور شک ہے اور حیرت مراد لی جو اسکے دلکو ڈھانکتی ہین اور سحاب سے
اسکے دل پر مہر کرنا مراد لیا اور یہ تفسیر عرب کے لغت سے بہر احال دور ہے ابن عباس سے مروی ہے کہ ظلمات سے
اسکے اعمال مراد ہین اور بحر لجی سے انسان کا دل مراد ہے اور موج سے وہ پردہ مراد ہے جو اسکے دل اور
کان اور آنکھون پر آجاتا ہے پہر ان ظلمات مذکورہ کی زیادت ظلمت بیان کی اور فرمایا اِذَا اَخْرَجَ يَدَهٗ
لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ یعنے جبان ظلمات کو دیکھنے والا ان مین
ہاتھ باہر نکالے یا جب ان ظلمات مین موجود ہو وہ ہاتھ باہر نکالے یا جو شخص ان ظلمات کے ساتھ مبتلا ہو وہ
ہاتھ باہر نکالے باوجود اسکے کہ ہاتھ اسکے سارے وجود سے زیادہ قریب ہی تو نہین قریب ہی کہ اسکو دیکھ
سکے کہا زجاج اور ابو عبیدہ نے معنی یہ ہین کہ نہ دیکھے اس ہاتھ کو اور نہین قریب ہے اور فراء نے کہا یکاد زائدہ
ہے اور مبرد نے کہا نہ دیکھے اسکو مگر کوشش کے بعد بحت ظلمت کیوجہ سے نحاس نے کہا صحیح قول ان اقوال میں
سے یہ ہے لَمْ يُقَارِبْ رُؤْيَتَهَا زجاج نے کہا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا الآیۃ کے یہ معنی ہین کہ جسکو اللہ
نے دنیا مین نور نہ دیا اسکے واسطے آخرت مین بھی نور نہین ہے بعض نے کہا یہ معنے ہین کہ جس شخص کو اللہ نے قیامت
کے دن چلنے کے واسطے نور نہ دیا تو اسکے لیے جنت کیطرف جانیکے واسطے بھی نور نہوگا بعض نے کہا جسکو اللہ نے
ایمان نہ دیا اسکا کوئی دین نہین ہے بعض نے کہا معنے یہ ہین کہ جسکے واسطے اللہ نے ہدایت مقدر نہ کی اور دنیا
مین اسکو اسباب ہدایت کی توفیق نہ دی تو اسکے واسطے کوئی نور نہین ہے بخلاف موفق کے کہ اسکے واسطے
نور ہی نور ہے اور آیت تمام کافرون کے حق مین عام ہے بعض نے کہا انہین کے ساتھ خاص ہے جنکے حق مین
اتری اور وہ عتبہ بن ربیعہ تہا جاہلیت مین وہ دین کی تلاش مین رہا اور ٹاٹ پہنتا رہا جب اسلام کا زمانہ
آیا تو اس سے کفر کیا اور عناد کیا اور اول معنے کو ترجیح ہے اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ
مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ تونے نہ دیکھا کہ اللہ کی یاد کرتے ہین جو کوئی ہین آسمان
و زمین مین اور اڑتے جانور پر کہولے ہر ایک نے جان رکہی اپنی طرح کی بندگی اور یاد اور اللہ کو معلوم ہے
جو کرتے ہین ف اللہ سبحانہ و تعالی خبر دیتا ہے کہ اسکی پاکی بیان کرتے ہین ملائکہ آسمان مین اور

انسان اور جن اور حیوان یہانتک کہ جماد بھی زمین مین کما قال تعالیٰ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ
وَمَنْ فِيْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا
غَفُوْرًا یعنے اسکی ستہرائی بولتے ہین آسمان ساتون اور زمین اور جو کوئی ان مین ہے اور کوئی چیز نہین
جو نہین پڑہتی اسکی خوبیان لیکن تم نہین سمجھتے انکا پڑہنا بیشک وہ ہے تحمل والا بخشتا اور صٰفّٰت طیر حال
ہے یعنے جانور پانکی بولتے ہین اڑنے کے وقت اپنی مالک کی اور اسکی عبادت کرتے ہین اس تسبیح کے ساتھ جو
انکو سکہائی ہے اور انکو حکم کیا ہے اسکا اور وہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہین ولہذا فرمایا كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلٰوتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ
یعنے ہر ایک کو اسنے ارشاد کیا ہے اسکے طریقہ کیطرف پہر اسنے خبر دی کہ اللہ کو معلوم ہے جو یہ کرتے ہین ولہذا
فرمایا واللہ علیم بما یفعلون پہر اللہ نے خبر دی کہ اسی کیواسطے ہے ملک آسمان و زمین کا وہی حاکم متصرف اللہ معبود ہے
جسکے سوا کسی کی بندگی کرنا لائق نہین ہے اور اسکے حکم کو کوئی پیچھے کرنیوالا نہین ہے اسی کیطرف پہر جانا ہے
قیامت کے دن پہر وہ حکم کریگا اسدن مین جو چاہے گا تو بدلا دیگا برون کو انکی برائی کا اور بدلا دیگا نیکون کو
انکی بہلائی کا تو وہی خالق مالک اللہ حاکم ہے دنیا اور آخرت مین اور اسی کے واسطے تعریف ہے دنیا اور آخرت مین
انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر مترجم کا بیان یہ ہے اس آیت کی مثل کی تفسیر سورۂ بنی اسرائیل مین گذر چکی اور
خطاب ہر صالح خطاب کو ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور تسبیح سے اسکی ذات اور افعال اور صفات کا
ما لا یلیق بہ سے تنزیہ مراد ہے اور من فی السموت والارض سے وہ چیزین مراد ہین جو آسمان و زمین مین مستقر
ہین عقلا اور غیر عقلا اور غیر عقلا کی تسبیح وہی جو آواز کرتے ہین اور صنعت بدیعہ کا اثر ان مین نظر آتا ہے بعض نے
کہا یہان عقلا کی تسبیح سے نماز مراد ہے اور غیر عقلا کی تسبیح سے تنزیہ مراد ہے بعض نے کہا یہ آیت حیوانات اور
جمادات سب کو شامل ہے اور آثار بدیعیہ الٰہیہ جمادات مین ناطقہ ہین اور خبر دیتے ہین کہ وہ سبحانہ صفات
جلال اور جمال کے ساتھ متصف ہے اور نقص اور زوال کی صفتون سے بری ہے اور اس مین تقریع ہے کفار
کے لیے اور توبیخ ہے انکو واسطے اسلیے کہ بنا لیا انہون نے جمادات کو جو اللہ کے لیے تنزیہ بیان کرتے ہین
اللہ کے شریک انکی عبادت کرتے ہین جیسے اللہ کی عبادت اور بالجملہ لائق ہے تسبیح کا حمل کرنا اس چیز پر جو
ہر نوع کے ساتھ انواع مخلوقات سے لائق ہے عموم مجاز کے طریقہ پر اور خاص کیا جانور اڑنے والون کو
ذکر کے ساتھ باوجود اسکے کہ وہ من فی السموت والارض مین داخل ہین اسلیے کہ وہ زمین مین غالباً نہین
ٹہرتے اور اکثر ہوا مین ٹہرے ہین اور وہ نہ من فی السموت مین سے ہین اور نہ من فی الارض مین سے اور اس

لیے کہ اس میں صنعت بدیعہ ہے جس کے ساتھ کبھی تو اڑتا ہے اور کبھی پاؤں پر چلتا ہے بخلاف اور حیوانات کے اور ذکر کی ایک حالت طیر کی حالتوں میں سے اور وہ تسبیح کا صادر ہونا اس سبب سے پر کھولے ہو اسلیے کہ یہ حالت انکی سب حالتوں میں سے ایک عجیب حالت ہے کیونکہ اسکا ٹھیرنا ہوا میں تسبیح کے ساتھ پروں کی تحریک کے سوا اسکی عجیب صنعت پر دلالت کرتا ہے پھر بیان میں زیادت کی اور فرمایا کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ یعنی ان مسبحات میں سے ہر ایک کی تسبیح کو اللہ جانتا ہے مصلی کی صلوٰۃ کو اور مسبح کی تسبیح کو بعض نے کہا معنے یہ ہیں ہر مصلی اور مسبح نے اپنی طرح کی نماز اور اپنی طرح کی تسبیح کو جان لیا ہے کہا سمین نے اور یہ معنے اولیٰ ہیں توافق ضمائر کے واسطے بعض نے کہا صلوٰۃ سے یہاں تسبیح مراد ہے اور تکرار تاکید کے واسطے ہے اور کبھی صلوٰۃ کا اطلاق تسبیح پر آجاتا ہے بعض نے کہا یہاں صلوٰۃ سے دعا مراد ہے اور اس اخبار کا فائدہ کہ ہر ایک اپنی اپنی طرح کی بندگی کو جان رکھا ہے یہ ہے کہ اس تسبیح کا صدور وہ علم کے ساتھ ہے جو اللہ نے اسکو سکھایا ہے اور اسکی طرف اسکا الہام کیا ہے یہ نہیں ہے کہ تسبیح کا صادر ہونا ان سے اتفاقی بات ہے اور اس میں زیادہ دلالت ہے اللہ سبحانہ کی بدیع صنعت پر کہ اس نے اسکو سکھا دیا ہے پھر چلنے صادر ہوتا ہے اسکو وہ جانتے ہیں اس سے بے خبر نہیں ہیں اور کہا سدی نے صلوٰۃ انسان کے لیے ہے اور تسبیح غیر انسان کے واسطے اسکی مخلوقات میں سے بعض نے کہا جانوروں کا پر مارنا انکی صلاۃ ہے اور پروں کی آواز جانوروں کی تسبیح ہے یا معنے یہ ہیں کہ مسبحات میں سے ہر ایک کی نماز اور تسبیح کو اللہ نے جان لیا ہے اور پہلے معنے اولیٰ ہیں کیونکہ قراء کل کے مرفوع ہونے پر متفق ہیں اور اگر ضمیر اللہ سبحانہ کیطرف لوٹتی تو کل کا منصوب ہونا اولیٰ تھا یا یہ معنے ہیں کہ ہر ایک نے اسکی نماز اور اسکی تسبیح کو جان لیا ہے اور اول معنے اولیٰ ہیں وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ اس میں تقریر ہے ماقبل کی یعنے اللہ پر انکی طاعت اور تسبیح مخفی نہیں ہے اور نہ اسکے علم سے کوئی چیز غائب ہے پھر اللہ نے بیان کیا کہ اسی سے ابتدا ہوا ہے اور اسی کیطرف انتہی ہوگا اور فرمایا وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنے اللہ کے واسطے ہیں نہ اسکے غیر کے واسطے آسمان و زمین کے خزانے مطر اور رزق اور نبات کے خزانے کیونکہ وہی انکا خالق ہے کوئی اسکے سوا مالک نہیں ہے اور جو کسی شئے کا مالک ہے تو اللہ کے مالک بنانے سے اور اسی کے پاس جانا ہے مرنے کے بعد اور اس طرح کی آیتوں کی تفسیر کئی جگہہ گذر چکی پھر بیان کی اللہ سبحانہ نے آثار علویہ سے ایک اور دلیل اور فرمایا اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ

سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ

مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ

بِالْاَبْصَارِ ۝ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ تو نہ دیکھا کہ اللہ ہانک
لاتا ہے بادل پہر ان کو ملاتا ہے پہر انکو رکہتا ہے تہ پر تہ پہر تو دیکہے مینہ نکلتا ہے اسکے بیچ سے اور اتارتا ہی
آسمان سے اس مین جو پہاڑ ہین اولون کے پہر وہ ڈالتا ہے جسپر چاہے اور بچا دیتا ہے جس سے چاہے ابہی اسکی
بجلی کی کوندلی جاوے آنکہین اللہ بدلتا ہے رات اور دن اس مین دہیان کی جگہہ ہے آنکہہ والون کو ف اللہ
تعالی بیان کرتا ہے کہ وہ چلاتا ہے بادل کو اپنی قدرت کے ساتہ پہلی جو بادل کو اٹہاتا ہے تو وہ ضعیف ہوتا ہی
اور یہی اسکا ہانکنا ہے پہر انکو ملاتا ہے اور انکو تفرق کے بعد جمع کرتا ہے پہر انکو رکہتا ہے تہ پر تہ اور بعض پر
بعض کو سوار کرتا ہے پہر تو دیکہتا ہے کہ بارش اسکے بیچ سے نکلتی ہے خِلٰلِہٖ کو ابن عباسؓ اور ضحاک نے خللہ
پڑہا ہے عبید بن عمیر لیثی کہتے ہین اللہ تعالی مثیرہ ہوا کو بہیجتا ہے تو وہ زمین پر جہاڑو دیتی ہے زمین سے
بخارات نکالتی ہے) پہر اللہ نے ناشرہ ہوا کو بہیجتا ہے وہ بادل اٹہاتی ہے پہر اللہ مولفہ ہوا کو بہیجتا ہے تو
وہ بادلون کو ملا دیتی ہے پہر اللہ لواقح ہوا بہیجتا ہے وہ بادلون کو بار دار کر دیتی ہے رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ
وَابْنُ جَرِیْرٍ رَحِمَہُمَا اللّٰہُ اور یہ جو فرمایا وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ کہا بعض نحات نے
من اولی ابتدا غایت کے لیئے ہے اور من ثانیہ تبعیض کے واسطے ہے اور من ثالثہ بیان جنس کے واسطے
ہے اور یہ مفسرین مین سے اس شخص کے قول کے موافق ہے جو کہتا ہے آسمان مین اولون کے پہاڑ ہین ان
سے اللہ تعالی اولے اتارتا ہے اور رہا وہ شخص جو کہتا ہے جبال یہان کنایہ مین سحاب سے تو اسکے نزدیک
دوسرا من بہی ابتدا غایت کے واسطے ہے لیکن وہ بدل ہوگا پہلے من سے واللہ اعلم اور یہ جو فرمایا فَيُصِيْبُ
بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ تو احتمال ہے کہ آسمان ہی سے مینہ اور اولے دونون اترتے
ہون اور فیصیب بہٖ من یشاء سے یہ مراد ہو کہ جن لوگون پر مہربانی کرتا ہے انپر بارش اتارتا ہے اور یصرفہ
عن من یشاء سے یہ مراد ہو کہ جن سے بارش کو ہٹانا چاہتا ہے ان سے ہٹا لیتا ہے اور احتمال ہے کہ بہٖ کی
ضمیر برد کی طرف راجع ہو اور یہ معنے ہون کہ جن لوگون پر آفت ڈالنا چاہتا ہے انکے پہلون اور زرع
اور اشجار کے اتلاف کے ساتہ تو انپر اولے اتارتا ہے اور جن پر مہربانی کرتا ہے ان سے اولون کو ہٹا لیتا
ہے اور سنا برق سے ضوء برق مراد ہے اور یہ جو فرمایا يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ تو اسکے یہ معنی ہین کہ تصرف
کرتا ہے رات دن مین کہ کبہی رات کا طول لیکر دن کے قصر مین ڈالدیتا ہے اور یہ دونون معتدل ہو جاتے
ہین پہر رات سے لیکر دن مین ڈالدیتا ہے تو دن لنبا ہو جاتا ہے اور رات چہوٹی اللہ ہی اس مین متصرف

ہے انضمام اور قہر اور عزت اور علم کے ساتھ اس رات دن کے انقلاب و اختلاف مین دلیل ہے اسکی عظمت پر
کما قال تعالیٰ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ
الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا اِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ
اَخْزَیْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ
فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی
رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ یعنے آسمان وزمین کا بنانا اور رات دن کا بدلتے آنا
اس مین نشانیان ہین عقل والون کو وہ جو یاد کرتے ہین اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور دھیان
کرتے ہین آسمان زمین کی پیدایش مین اے رب ہمارے تونے یہ عبث نہین بنایا تو پاک ہے عیب سے سو ہم کو بچا
دوزخ کے عذاب سے اے رب ہمارے جسکو تونے دوزخ مین ڈالا سو اسکو رسوا کیا اور گناہگارون کا کوئی نہین
مددگار اے رب ہمارے ہمنے سنا کہ ایک پکارنیوالا پکارتا ہے ایمان لانیکو کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر سو ہم ایمان
لائے اے رب ہمارے اب بخش گناہ ہمارے اور اتار ہماری برائیان اور موت دے ہم کو نیک لوگون کے ساتھ اے
رب ہمارے ہم کو جو وعدہ دیا تو نے اپنے رسولون کے ہاتھ اور رسوا نکر ہمکو قیامت کے دن تحقیق تو خلاف نہین کرتا
وعدہ انتہے مافی تفسیر ابن کثیر فتح کا لفظ یہ ہے ازجاء کہتے ہین آہستہ آہستہ تھوڑے تھوڑے بادل ہانکنے
کو تالیف سے اجزاء سحاب کی تالیف مراد ہے اور بعض کو بعض سے ملانا اور تفرق کے بعد انکا جمع کرنا اور تراکم
سے بعض کا بعض پر سوار ہونا مراد ہے رکم کہتے ہین شی کے جمع کرنے کو اور بعض کے بعض پر ڈال لینے کو ودق
جمہور مفسرین کے نزدیک مطر کو کہتے ہین اور خلال سے فتوق اور فروج مراد ہین جن سے بوندین نکلتی ہین
کعب احبار کہتے ہین بادل غربال مطر ہے اگر بادل نہون جب بارش آسمان سے اترتی ہے تو زمین کے اوپر
جو کچھ ہے وہ بگڑ جاوے اور من خلله کو مفرد بھی پڑہا گیا ہے اور خلال مین خلاف واقع ہوا ہے آیا خلال
مفرد ہے حجاب کیطرح یا جمع ہے جبال کیطرح اور سماء سے جہت علو مراد ہے اور جبال سے بادل کے بڑے
بڑے ٹکڑے مراد ہین جو پہاڑون کیطرح ہون اور من تبعیض کے واسطے ہے بعض نے کہا آسمان سے جبال
کے سوا فق زمین کیطرف اولے اتارتا ہے اخفش نے کہا حرف من دوسرا اور تیسرا دونو زائدہ ہین اور معنے
یہ ہین اتارتا ہے آسمان سے اولے پہاڑون کیطرح اور حاصل یہ ہے کہ حرف من من السماء مین باتفاق

معنی میں ابتدا غایت کیواسطے ہے بلا خلاف اور من جبال میں تین وجہیں ہیں پہلی حرف من من جبال میں ابتدا
غایت کیواسطے ہے دوسرے حرف من تبعیض کے واسطے ہے گویا یہ معنی ہیں اتارتا ہے بعض پہاڑ تیسرے حرف من
زائدہ ہے یعنے آسمان سے پہاڑ اتارتا ہے اولوں کا اور رہا حرف من من برد میں تو اس میں چار وجہیں ہیں تین
توجیہیں تو وہی ہیں جو گذریں اور چوتھی یہ ہے کہ حرف من من برد میں بیان جنس کے لیے ہے قالہ الحوفی
والزمخشری بعض نے کہا آسمان میں اولوں کے پہاڑ ہیں جیسے زمین میں پتھروں کے پہاڑ ہیں بعض نے کہا
جبال سے کثرت مراد ہے جیسے کہا جاتا ہے فلان یملک جبالا من ذهب و فضة اور یہ جو فرمایا فیصیب به
تو بہ کی ضمیر لوٹتی ہے برد کی طرف ایسا ہی ہے خازن اور بیضاوی میں اور من یشاء میں من سے عباد مراد ہیں
یا مضاف محذوف ہے ای مال من یشاء اور اس آیت کی مثل پر سورۂ بقرہ میں گفتگو گذر چکی اور سنا الف مقصورہ
کے ساتھ ضو کو کہتے ہیں اور یہ ناقص واوی ہے سنا الف ممدودہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے لیکن عام قرا و سنا
کے مقصور پر ہیں اور سنا ممدودہ کے معنے رفعت اور شرف ہیں اور یہاں مبالغہ مراد ہے شدت ضو میں اور برق کو
بضم الباء و فتح الراء بھی پڑھا گیا ہے اور یہ اس صورت میں برقہ کی جمع ہوگا نحاس نے کہا برقہ کہتے ہیں برق کے
مقدار کو اور یہ اللہ سبحانہ کا قول اس قول کیطرح ہے یکاد البرق یخطف ابصارهم اور یذهب کو باب
افعال سے بھی پڑھا گیا ہے اور ابصار جمع ہے بصر کی اور با الصاق کے لیے ہے بعض نے کہا تعدیہ کے لیے ہے بعض
نے کہا با بمعنی من ہے اور مفعول محذوف ہے اصل عبارت یوں ہے قریب ہے بجلی کی کوند کہ لیجاوے آنکھوں
کے نور کو فسبحان من یخرج الماء والنار والنور والظلمة من شیء واحد بعض نے کہا با زائدہ ہے
لیل و نہار کی تقلیب سے انکا ایک دوسرے کے پیچھے لانا مراد ہے ابو ہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اللہ تعالی فرماتے ہیں یؤذینی ابن آدم یسب الدهر وانا الدهر بیدی الامر اقلب اللیل والنهار
یعنے مجھ کو آدم کا بیٹا ایذا دیتا ہے دہر کو گالی دیتا ہے .... حالانکہ میں دہر ہوں میرے ہی ہاتھ میں
امر ہے میں ہی بدلتا ہوں رات دن اخرجه البخاری ومسلم بعض نے کہا تقلیب لیل و نہار سے انکا گھٹانا بڑھانا
مراد ہے بعض نے کہا انکو بدلتا ہے اس خیر و شر و نفع و ضرر کے اختلاف کے ساتھ جو اس نے ان دونوں میں مقدر
کیے ہیں بعض نے کہا انکو بدلتا ہے گرمی اور سردی کے ساتھ بعض نے تقلیب یہاں یہ مراد ہے کہ کبھی دن کو
ظلمت سحاب کے ساتھ متغیر کر دیتا ہے اور کبھی ضو شمس کے ساتھ اور اسیطرح رات کو ظلمت سحاب کے ساتھ مظلم اور
ضو قمر کے ساتھ روشن کر دیتا ہے ازجاء سحاب اور انزال مطر اور برد اور تقلیب لیل و نہار میں دلالت

واضح ہے جس سے انسان متعظ و سودمند ہو سکتا ہے تو یہ براہین ملائکہ ہیں اسکے وجود پر اور یہ دلالات واضحہ ہیں اسکی صفتوں پر ناظر اور سند بر کے لیے پھر اللہ سبحانہ نے ایک تیسری دلیل بیان کی حیوان کی عجیب خلقت اور بدیع صنعت

پر اور فرمایا وَاللّٰہُ خَلَقَ کُلَّ دَآبَّۃٍ مِّنْ مَّآءٍ فَمِنْھُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی بَطْنِہٖ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ

عَلٰی رِجْلَیْنِ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰٓی اَرْبَعٍ یَخْلُقُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ اور اللہ نے بنایا ہر پھرنے والا ایک پانی سے پھر کوئی ہے کہ چلتا ہے اپنے پیٹ پر اور کوئی ہے کہ چلتا ہے دو پاؤں پر اور کوئی ہے کہ چلتا ہے چار پر بناتا ہے اللہ جو چاہتا ہے بیشک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے **ف** بیان کرتا ہے اللہ تعالی اپنی بڑی قدرت اور عظیم سلطنت کا انواع مخلوقات کے مختلف شکلوں اور گوناگون رنگوں اور رنگارنگ حرکات اور سکنات پر پیدا کرنے میں ایک ہی پانی سے پھر کوئی ان میں چلتا ہے اپنے پیٹ پر جیسے سانپ و سانپ کی طرح اور جانور اور کوئی انمیں چلتا ہے دو پاؤں پر جیسے انسان اور اڑتے جانور اور کوئی انمیں چلتا ہے چار پاؤں پر جیسے انعام اور حیوانات لہذا فرمایا یَخْلُقُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ یعنی جو چاہتا ہے اپنی قدرت کے ساتھ بناتا ہے کیونکہ وہ ایسا ہے کہ جو چاہے وہ موجود ہے اور جو نہ چاہے وہ مفقود ولہذا فرمایا اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ فتح کا لفظ یہ ہے کہ خلق کو بصیغہ فاعل مضاف بھی پڑھا گیا ہے اور دونوں معنے صحیح ہیں اور دابہ وہ جاندار چیز ہے جو زمین پر چلے پھرے اور تا مبالغہ کے لیے ہے دابہ میں مار سے نطفہ مراد ہے اور وہ منی ہے یہی قول ہے جمہور کا پھر کسی نطفہ سے زہردار چیزیں بنا دیتا ہے اور کسی سے چوپائے اور کسی سے انسان ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ مار سے ماء معروف مراد ہے کیونکہ آدم پیدا ہوا ہے پانی اور مٹی سے بعض نے کہا قول اول پر آیت میں اکثر کو اتارا ہے کل کے جا بجا کیونکہ حیوانات میں بعض حیوان ایسے ہیں جو نطفہ سے متولد نہیں ہوئے اسلیے کہ حضرت عیسی علیہ السلام اس ہوا سے مخلوق ہیں جسکو جبرئیل نے مریم کے گریبان میں پھونکا اور کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں پھلوں میں اور گندگیوں میں اور اس عموم سے ملائکہ بھی خارج ہیں کیونکہ وہ نور سے مخلوق ہوئے اور وہ تعداد کی رو سے اکثر مخلوقات ہیں اور خارج ہیں اس عموم سے جن بھی کیونکہ وہ پیدا ہوئے ہیں آگ سے اور وہ آدمیوں سے نو حصے زیادہ ہیں کما قیل پھر اللہ نے ہر ایک دابہ کے احوال کی تفصیل کی اور فرمایا فَمِنْھُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی بَطْنِہٖ اور وہ حیات ہیں اور ہوام اور مچھلیاں اور کرم طعام وغیرہ اور پیٹ پر چلنے کا نام مشے رکھا گیا استعارہ کے طور پر جیسے مشفر لب کیلیے مستعار ہے اور اسکے اونٹ اور جیسے کہتے ہیں امر مستمر میں مشی ہذا الامر اور کہتے ہیں فلان مرد کا تو کام نہیں چلتا یا مشاکلت کے طور پر حقیقت کر ماشین کے ساتھ مذکور ہونے کیواسطے اور دو پاؤں پہ چلنے والی انسان

جو چلنے والا

ہیں اور طیر اور انعام (شتر مرغ) اور چار پاؤں پر چلنے والے بہائم ہیں اور باقی حیوانات اور مقدم کیا ذکر میں اُس
چیز کو جو بغیر آلے کے چلتی ہے اس لیے کہ اس میں قدرت کی زیادہ پہچان ہوتی ہے اور مَن کا اطلاق کیا آگے
سوا عقلا کی تغلیب کے واسطے غیر عقلا پر کیونکہ اللفیس کو اہل اور خسیس کو تابع بنانا بہتر ہے ابن عباسؓ کہتے ہیں مراد
انسان کے سوا سب چیزیں ہیں چار پاؤں پر چلتی ہیں میں کہتا ہوں یہ بند علی اختلاف الانواع دو پاؤں پہ چلنے میں
اور اسیطرح غیر پرند جیسے شتر مرغ تو وہ بھی دو پاؤں پر چلتا ہے حالانکہ اڑنے والا جانور نہیں ہے تو یہ کلیہ جو ابن عباسؓ
سے مروی ہے یہ صحیح نہیں ہے اور اللہ نے تعرض نہیں کیا اُس جانور سے جو چار کا زیادہ پاؤں پہ چلتی ہیں اسکے
کم ہونے کیوجہ سے بعض نے کہا جنکے پاؤں زیادہ ہیں (جیسے) وہ فقط چار پاؤں ہی سے چلتی ہیں بعض نے کہا جو جانور چار پاؤں سے زیادہ چلتے ہیں انکا اللہ سبحانہ
نے اعتبار نہیں کیا اور عدم اعتداد کی کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ مراد تو تنبیہ ہے بدیع صنعت پر پھر کیونکر کہہ سکتے ہیں
کہ جو جانور چار پاؤں سے زیادہ پر چلتے ہیں انکا اعتبار نہیں ہے بعض نے کہا قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت
نہیں ہے جو چار سے زیادہ پر نہ چلنے کی دلیل بن سکے کیونکہ قرآن نے چار سے زیادہ پر چلنے کی نفی نہیں کی اور کسی
آیت میں حصر مذکور ہے بلکہ اُبی بن کعب کے مصحف میں یہ جملہ بھی ہے وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَى اَكْثَرَ اب یہ زیادت
شامل ہے ان سب حیوانات کو جو چار سے زیادہ پاؤں پر چلتے ہیں جیسے سرطان (کنگھے) اور عنکبوت اور کنکھجورے
اور بچھو وغیرہ یا چار پاؤں سے زیادہ سے چلنے والا اللہ کے قول یخلق اللہ ما یشاء میں داخل ہیں یعنے اللہ تعالی بناتا
ہے جو چاہتا ہے ان چیزوں میں سے جو مذکور ہوئیں اور وہ جو مذکور نہیں ہوئیں جیسے جمادات ان میں سے ہیں
مرکب اور بسیط اور نامی اور غیر نامی صور اور اعضا اور ہیأت و حرکات و طبائع و قوی و افعال کے اختلاف پر باوجود
عنصر کے ایک ہونے کے اپنی مشیئت کے موافق وہ جو چاہتا ہے کر سکتا ہے اسکو کوئی چیز عاجز نہیں کرتی اور نہ اسکو کوئی
روکنے والا روک سکتا ہے بلکہ ساری مخلوق اس سبحانہ کی قدرت کے تحت میں داخل ہے لَقَدْ اَنْزَلْنَا اٰيٰتٍ
مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ یعنے ہم نے اتاریں آیتیں کھول بتانیوالی اور
اللہ جسکو چاہتا ہے سیدھی راہ پر (ف) اللہ تعالی ثابت کرتا ہے کہ اسنے اس قرآن میں بہت حکم اور بہت
مثالیں کھلیں اور پختہ نازل فرمائیں اور وہ سبحانہ انکو تفہیم اور تعقل کیطرف راہ دیتا ہے اولی الالباب اور
اولی الابصار اور اہل انہے کو دکھلا فرمایا وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ فتح کا لفظ ہے
کہ آیات مبینات سے قرآن مجید مراد ہے کیونکہ وہ ہر چیز کے بیان پر شامل ہیں اور چھوڑتی نہیں ہے اللہ نے اسمیں
لکھنے سے کوئی چیز اور اسکی مثل بہت آئتیں بہت مقاموں میں گذر چکیں اور اللہ جسکو چاہتا ہے نظر صحیح

کی توفیق دیتا ہے اور تابل صادق کیطرف ارشاد کرتا ہے صراط مستقیم سے سیدہا راہ مراد ہی جس مین کجی نہ ہو اور
اس مین سلوک کرکے پوری بہلائی کا وصول ہو سکے اور وہ بہشت کی نعمتین ہین پہر اللہ سبحانہ نے ان لوگون کے
احوال کا بیان شروع کیا جنکے لیے صراط مستقیم کیطرف ہدایت حاصل نہین ہوئی اور فرمایا وَيَقُولُونَ آمَنَّا
بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذٰلِكَ وَمَا أُولٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۝ وَ
إِذَا دُعُوا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ ۝ وَإِن يَكُن
لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ۝ أَفِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَن يَحِيفَ
اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ بَلْ أُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُونَ ۝ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللّٰهِ وَ ع
رَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ
وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ اور لوگ کہتے ہین ہمنے مانا اللہ کو اور رسول کو اور حکم مین
آئے پہر پہرجاتا ہے ایک فرقہ ان مین اس پیچھے اور وہ لوگ نہین ماننے والے اور جب انکو بلائیے اللہ اور رسول
کی طرف کہ ان مین قضیہ چکاوے تبہی ایک فرقہ ان مین منہ موڑتے ہین اور اگر کچہ انکو پہنچتا ہو تو چلے آوین
اسکی طرف قبول کرکے کیا انکے دلمین روگ ہے یا دہوکے مین پڑے ہین یا ڈرتے ہین کہ بے انصافی کریگا
ان پر اللہ اور اسکا رسول کوئی نہین وہی لوگ بے انصاف ہین ایمان والون کی بات یہی تہی جب بلائیے ان کو اللہ
اور اسکے رسول کیطرف فیصلہ کرنے کو ان مین کہ کہین ہم نے سنا اور مانا اور وہ لوگ انہی کا بہلا ہی اور جو کوئی
حکم پر چلے اللہ کے اور اسکے رسول کے اور ڈرتا رہے اور بچکر چلے اس سے وہی لوگ ہین مراد کو پہونچے ف یہ جو فرمایا
کیا ان کے دلون مین روگ ہی دل مین روگ یہ کہ خدا اور رسول کو سچ مانا لیکن حرص نہین چہوڑتے کہ کہے پر چلیں
جیسے بیمار چاہتا ہے چلو اور پاؤن نہین اوٹہتا یہانتک کہا ہے موضح القرآن مین ف اللہ تعالی منافقون
کے صفات سے خبر دیتا ہے جو ظاہر کرتے ہین اسکے برخلاف جو دل مین رکہتے ہین اور کہتے ہین اپنے مونہون سے
ہم ایمان لائے اللہ پر اور اسکے رسول پر اور ہم نے فرمانبرداری کی پہر پہر جاتی ہے ان مین سے ایک جماعت
بات کہکر اور نہین کرتے کام اپنے قول کے مطابق اور کہتے ہین جو نہین کرتے ولہذا فرمایا وَمَا أُولٰئِكَ
بِالْمُؤْمِنِينَ سمرہ بن جندب مرفوعا روایت کرتے ہین کہ جو شخص دلیل کیطرف بلایا جاوے پہر اسکو قبول نکرے تو وہ ظالم
ہے اسکا کوئی حق نہین ہے رواہ الطبرانی من حدیث روح اور یہ جو فرمایا وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللّٰهِ وَ
رَسُولِهِ الآیۃ تو اسکے یہ معنے ہین کہ جب انکو اس ہدایت کی تابعداری کیطرف بلایا جاتا ہے جو اللہ نے

اپنے رسول پر نازل فرمائی تو اس سے اعراض کرتے ہین اور اسکی اتباع سے بُرائی کرتے ہین اپنے جی مین اور یہ آیت اسی
آیت کیطرح ہے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ
اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا
بَعِيْدًا وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ
صُدُوْدًا یعنے تو نے نہ دیکھے وہ جو دعوی کرتے ہین کہ یقین لائے ہین جو اترا تیری طرف اور جو اترا تجھ سے پہلے
چاہتے ہین کہ قضیہ لیجاوین شیطان کیطرف اور حکم ہو چکا ہے انکو اس سے کہ منکر ہو جاوین اور چاہتا ہے شیطان
کہ ان کو بہکا کر دور لیڈالے اور جو انکو کہیے آؤ اللہ کے حکم کیطرف جو اس نے اتارا اور رسول کیطرف تو تو دیکھے
منافقون کو بند ہو رہتے ہین تجھ سے اٹک کر اور یہ جو اللہ نے فرمایا وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ
یعنے جب ڈگری انکے حق مین کیجاوے اور انکے مخالف نہو تو سامعین مطیعین ہو کر چلے آتے ہین اور یہی معنے
ہین مذعنین کے اور جب انپر ڈگری ہو تو اعراض کرتے ہین اور غیر حق کیطرف بلاتے ہین اور چاہتے ہین کہ فیصلہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس نہ لاوین اپنے باطل کو رواج دینے کے واسطے تو پہلی صورت مین اونکا اذعان حضرت
کیطرف اور انکا قبول کرنا حضرت کی بات کو اسطرح نہ تہا کہ اونہون نے حضرت کے حکم کو سچ جانا ہو بلکہ وہ اسواسطے کہ
انکی خواہش و رای کے مطابق تہا اور انکے جاؤ کے موافق و آھندا جب حق انکے مقصد کے مخالف ہوا تو انہون
نے حضرت سے منہ موڑ کر غیر کیطرف عدول کیا اسی لیے اللہ نے یہان فرمایا اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا
یعنے انکا امر تین حال سے خالی نہین ہے یا یہ کہ انکے دلون مین روگ لگ رہا ہے یا دہوکے مین پڑے اس دین
سے یا ڈرتے ہین کہ بے انصافی کرے گا ان پر اللہ اور اسکا رسول انکے فیصلے مین اور یہ تینون باتین محض
کفر ہین اور اللہ ان مین سے ہر ایک سے واقف ہے اور ان کی صفات سے خبردار ہے جسپر لپٹے ہین اور ظلم سے مجوز
مراد ہے یعنے یہی لوگ فاجر ہین اور اللہ اور اسکا رسول بے عیب ہین اس عیب سے جو یہ اللہ اور اسکے رسول مین
خیال کرتے ہین اور اس حیف وجور سے بری ہین جسکا ان مین وہم کرتے ہین حسن کہتے ہین تہا ایک مرد جب
اسکے اور دوسرے آدمی کے درمیان نزاع ہوتی اور اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بلایا جاتا اگر وہ جانتا
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیصلہ میرے حق مین کرینگے تو قبول کر کے چلا آتا اور جب ارادہ کرتا ظلم کرنے کا
اور اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف بلایا جاتا تو وہ منہ پہیرتا اور کہتا مین تو فلان شخص کیطرف جاؤنگا
تب اللہ نے یہ آیت اتاری پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ كَانَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَدُعِيَ

إِلَى حُكْمٍ مِنْ أَحْكَامِ الْمُسْلِمِينَ فَأَبَى أَنْ يُجِيبَ فَهُوَ ظَالِمٌ لَا حَقَّ لَهُ یعنے جب دو مسلمانون آپسمین کوئی نزاع
ہو اوران مین سے ایک کو مسلمانون کے حکمون مین سے کسی حکم کیطرف بلایا جاوے اور وہ اسکے ماننے سے انکار کرے
تو وہ ظالم ہے اسکا کوئی حق نہین ہے رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ کہا حافظ ابن کثیر نے یہ حدیث غریب ہے اور مرسل ہے پھر
اللہ تعالی نے مومنون کی صفت بیان کی جو اللہ اور اسکے رسول کا حکم مانتے ہین اور اللہ کی کتاب اور اسکے رسول
کی سنت کے سوا کوئی اور دین نہین ڈھونڈھتے تو فرمایا إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ
لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا یعنے جب اہل ایمان کو اللہ اور اسکے رسول کیطرف بلایا جاتا ہے
انکے درمیان فیصلہ کرنیکے لیے تو انکا تو یہی قول ہوتا ہے کہ ہمنے سنا اور ہم فرمانبردار ہین ولہذا انکی وصف
بیان کی فلاح کے ساتھ اور فلاح کہتے ہین مطلب کے پانے اور مرہوب سے سالم رہنے کو اور فرمایا وَأُولَئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُونَ قتادہؒ اس آیت کی تفسیر مین کہتے ہین ہمارے لیے مذکور ہوا ہے کہ عبادہ بن صامت جنہون نے پہلے
بیل جمرہ العقبہ پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور غزوہ بدر مین حاضر ہوئے اور انصار کے سردارون مین سے
ایک سردار تھے جب وہ مرنے لگے تو انہون نے فرمایا اپنے بھتیجے جنادہ بن ابی امیہ کو کیا مین تجھکو نہ بتلاؤن
وہ جو تجھ پر واجب ہے اور وہ جو تیرا اماموں پر حق ہے وہ بولا کیون نہین بتلاؤ فرمایا تجھ پر واجب ہے امام کا
حکم سننا اور اسپر چلنا رنج و راحت مین اور خوشی ناخوشی مین اور جب امام تجھپر اورونکو ترجیح دیوے اسوقت
بھی اسکی سمع وطاعت واجب ہے) اور تجھ پر لازم ہے کہ تو اپنی زبان کو سیدھا رکھے انصاف کے ساتھ اور یہ
کہ تو نہ کھینچے امر کو اسکے اہل سے (یعنے امام کو اسکی امارت سے معزول نہ کرے) مگر اس صورت مین کہ ائمہ تجھکو
اللہ کی نافرمانی کا حکم کرین کھلم کھلا پھر تو جس چیز کا حکم کیا جاوے اور وہ مخالف ہو اللہ کی کتاب کے تو
تابعداری کر اللہ کی کتاب کی اور قتادہؒ کہتے ہین ہمارے لیے مذکور ہوا ہے کہ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے
کہا نہین ہے اسلام مگر اللہ کی طاعت کے ساتھ اور نہین ہے بھلائی مگر جماعت مین اور اللہ اور اسکے رسول کی
خیر خواہی مین اور خلیفہ اور سب مسلمانون کے خیر خواہی مین قتادہؓ نے کہا اور مذکور ہوا ہے ہمارے واسطے کہ عمر بن
الخطاب کہا کرتے تھے عُرْوَةُ الْإِسْلَامِ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ
وَالطَّاعَةُ لِمَنْ وَلَّاهُ اللَّهُ أَمْرَ الْمُسْلِمِينَ یعنے اسلام کا کڑا توحید کا اقرار کرنا ہے اور نماز کا قائم کرنا اور زکوۃ
دینا اور اس شخص کی فرمانبرداری کرنا جسکو اللہ نے مسلمانون کے امر کا والی بنایا رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ اور کتاب
اللہ اور سنت رسول اللہ اور خلفاء راشدین اور ائمہ کی طاعت کرو جو بہین جب ائمہ اللہ کی اطاعت کا حکم

کرین بہت آثار ہین اہلسنت سے بکثرت ہین کردہ بیان ذکر کیے جاوین اور قتادہ رحمہ اللہ نے وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الآیۃ کی
تفسیر مین روایت کیا کہ اللہ کی اطاعت اور اسکے رسول کی اطاعت کرے ان باتون مین جنکا ان دونون نے ارشاد کیا
اور چھوڑ دیوے اس چیز کو جس سے ان دونون نے روکا اور ڈرے اللہ سے اپنے گذشتہ گناہون کی بابت اور پرہیزگاری
کرے زمانہ آیندہ مین فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ یعنے یہی لوگ ہین جنہون نے ہر بھلائی کو حاصل کیا اور ہر برائی
سے دنیا اور آخرت مین محفوظ ہونگے انتہی اور تفسیر ابن کثیر وفتح کا بیان یہ ہے کہ اس آیت مین اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ
وَاَطَعْنَا کے قائلین یعنی منافق لوگ مراد ہین جو ایمان کو ظاہر کرتے اور کفر کو چھپاتے اور کہتے اپنے مونہون
سے جو انکے دلون مین نہ ہوتا تو وہ دعا اپنی منسوب کرتے ہین اپنی جانون کی طرف ایمان لانا اللہ اور رسول کے ساتھ
اور فرمانبرداری کرنا اللہ اور اسکے رسول کی اور یہ نسبت انکی صرف زبانی ہی ہوتی ہے نہ اعتقاد صحیح سے قتادہ
کہتے ہین اس آیت مین وہ لوگ مراد ہین جنہون نے ایمان اور طاعت کو ظاہر کیا اور وہ بعد اسکے رکتے تھے اللہ
کی راہ سے اور اسکی طاعت اور جہاد مع الرسول سے اور تولی سے اعراض مراد ہے پھر اللہ سبحانہ نے عدم ایمان
کا حکم لگایا اور فرمایا وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ یعنے اس قول کے قائل حقیقی مسلمان نہین ہین تو یہ نفی ایمان کا
حکم اس قول کے جمیع قائلین کو شامل ہوگا اور جس شخص نے ان مین سے اعراض کیا اور حق کے قبول کرنے سے
متکبر ہوا وہ بطریق اولے اس حکم مین داخل ہوگا بعض نے کہا اولئک مین معرضین کیطرف اشارہ ہے اور
اول اولے ہے اور کلام مشتمل ہے دو حکمون پر اول بعض منافق متولی ومعرض ہین دوسرا جمیع منافقین
بے ایمان ہین بعض نے کہا معرضین سے وہ لوگ مراد ہین جنہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اعراض کیا
بعض نے کہا اس سے رؤسا منافقین مراد ہین بعض نے کہا اس فریق کے اعراض اور تولی سے انکا باقیون
کیطرف رجوع کرنا مراد ہے اور یہ اسکے منافی نہین ہے جبکہ آیت مین باعتبار الفاظ اور اسکے مدعا کی ایک
خاص سبب پر احتمال ہے پھر اللہ سبحانہ نے بیان کیا کہ ان منافقون مین سے ایک جماعت ایسی ہے کہ وہ اپنی
خصومات مین اللہ اور اسکے رسول کے حکم مین سے اعراض کرتے ہین اور فرمایا وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ
وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ یعنے جب انکو اللہ اور اسکے رسول کی
طرف بلایا جاتا ہے جو اللہ کے حکم پہنچاتا ہے تو کہ وہ رسول انکے درمیان فیصلہ کرے اسیوقت ان مین سے ایک
فرقہ مونہہ پھیر لیتے ہین تو ضمیر لیحکم مین رسول کیطرف راجع ہے کیونکہ وہی مباشر ہے حکم کے لیے اور حاکم حقیقی
اللہ ہی ہے اور اسی کی مثل ہے اللہ کا قول وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اور یہی حال ہے بعینہ اس

زمانے مین مقلد مذاہب کا ہے کہ وہ اس شخص کی پکار کو نہین مانتے جو انکو اللہ اور اسکے رسول کیطرف بلاوے اور نہ اللہ اور
رسول کیطرف (یعنے اسکی کتاب اور سنت رسول کیطرف) انپر فیصلہ لاتے ہین پہر اللہ نے بیان کیا کہ انکا اعراض اُس
وقت ہوتا ہے جب کسیکا حق انپر نکلتا ہو اور جب وہ حقدار ہون تو پہر آپ کا حکم قبول کرکے چلے آتے ہین کیونکہ جانتے
ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ فیصلہ کرینگے مگر سچ اور فرمایا وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ یعنے
اور جب انکا حق کسیپر ثابت ہوتا ہے تو مطیع اور منقاد ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کیطرف اپنا حق لینے کو
دوڑے چلے آتے ہین نہ اسلیے کہ وہ رسولؐ کے فیصلے پر خوش ہین کہا زجاج نے اذعان بمعنے اسراع ہے اور یہی
قول ہے مجاہد کا اور اخفش اور ابن الاعرابی نے کہا اذعان سے اقرار مراد ہے نقاش نے کہا اذعان سے خضوع مراد
ہے اور معنی یہ ہین منافقین چونکہ جانتے ہین کہ نہین ہے تیرے پاس مگر حق کڑوا اور نرا انصاف تیری طرف محاکمہ
لانے سے رک جاتے ہین جب انپر کسیکا حق ثابت ہوتا ہو تو کہ تو وہ حق انکے خصم کے لیے ثابت نہ کردے اور اگر
وہ حقدار ہون خصم پر تو پہر تیری طرف بہاگے آتے ہین اور نہین خوش ہوتے مگر تیری حکومت کے ساتہ تو کہ تو
ان کو خصم سے انکا حق دلوا دیوے اور یہ آیت مقلدہ مذہب پر کیسی صادق آتی ہے انکی ضد مین اہل قرآن و
اصحاب حدیث کے ساتہ آمد مرض سے نفاق مراد ہے یعنے کیا یہ اعراض انسے انکے نفاق کیوجہ سے صادر ہوتا
ہے جو انکے دلون مین جما ہوا ہے بعض نے کہا مرض سے کفر اور ظلم کیطرف میل مراد ہے یا اونہون نے محمد صلی
اللہ علیہ وسلم کے نبوت کے امر مین شک کیا ہے اور اسکے عدل مین یا اونہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی
تہمت دیکھی ہے پہر انکا اعتماد اور یقین انپر نہین رہا یا ڈرتے ہین کہ اللہ اور اسکا رسول انپر ظلم کریگا فیصلے
مین اور حیف کہتے ہین فیصلے مین ظلم کرنے کو پہر اللہ نے ان سب امور سے اعراض کیا جسکو شروع کیا تہا استفہام
انکاری کے ساتہ اور فرمایا بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ یعنے ان امور مین سے کوئی امر بہی نہین ہے جسنے انکو آپکا
فیصلہ ماننے سے روک رکہا ہے بلکہ یہ ظالم و معاند ہین کیونکہ اگر انکا اعراض کسی امر کے لیے ہوتا امور مذکورہ سے
تو نہ آتے آپکے پاس جلدی کر کر اپنے فائدہ کے واسطے اور اپنا حق لینے کے لیے بعض نے کہا اس جملہ مین قسمین
اخیرین سے اضراب ہے کیونکہ قسم اول تو متحقق اور ثابت ہے اور تقسیم کی وجہ یہ ہے کہ انکا اعراض دو حال سے
خالی نہین ہے یا تو ان مین کوئی خلل ہے اور یا حاکم مین خلل ہے اور دوسری صورت یعنے حاکم مین خلل کا وجود یا
انکے نزدیک متحقق ہوگا یا متوقع اور یہ دونون باطل ہین کیونکہ منصب نبوت اور آپکی فرط امانت آپکے وجود
مین خلل کے ہونے سے مانع ہے تو پہلا حال ہی متعین ہوگا اور ان کا ظلم آپکے عقیدے کے خلل کو

شامل ہے اور ضمیر فصل ظلم کی نفی کے لیے ہی انکے غیر سے قالہ البیضاوی اور اس آیت مین دلیل ہے قاضی کے
امر کی اجابت کی وجوب پر جو احکام الٰہی سے واقف اور اسکو حکم مین عادل ہو کیونکہ عالم پیغمبرون کے وارث ہوتے ہین
اور قضات اسلام مین سی جو حاکم اللہ کے حکم سے واقف ہون اور کتاب و سنت سی عارف ہون اور قضا مین عادل ہون
تو وہ حاکم مین اللہ اور اسکے رسول کے حکم کے ساتھ تو ایسے حاکمون کیطرف تحاکم کے لیے بلانیوالا اللہ اور اسکے رسول
کے حکم کیطرف بلاتا ہے کہا ابن خواز منداد نے واجب ہے ہر اس شخص پر جو حاکم کی مجلس کیطرف بلاوے کہ یا اسکا بلانا قبول
کرے جبتک معلوم نہ ہو کہ حاکم فاسق ہے کہا قرطبی نے اس آیت مین دلیل ہے داعی الی الحاکم کے اجابت کے وجوب پر
کیونکہ اللہ سبحانہ نے برائی بیان کی ہے اس شخص کی جو بلایا جاتا ہے طرف اللہ کے رسول کے .... تو کہ
فیصلہ کرے رسول اسکے درمیان اور اسکے خصم کے درمیان (پھر وہ اعراض کرتا ہے) ساتھ اقبح ذم کے اور فرمایا
ہے اَفِی قُلُوبِہِم مَرَضٌ الآیۃ انتہی اور اگر قاضی مقصر ہے اور کتاب و سنت کی احکام سے واقف نہین ہے اور
نہین سمجھتا اللہ کی دلیلین اور اسکی کلام اور اسکے رسول کی کلام کے معنے بلکہ جاہل بسیط ہی یا جاہل مرکب اور وہ اسطرح
کہ اسکے پاس کتاب و سنت کی احکام کی تو کوی خبر نہین ہے ولکن اس نے پہچانے ہین بعض اجتہادات مجتہدین کے
اور وہ مطلع ہوا ہے کسیقدر علم رای پر تو ایسا شخص حقیقت مین جاہل ہے اگر وہ اعتقاد کرے کہ مین عالم ہون تو اسکا
اعتقاد جھوٹ ہی پھر جو ایسا قاضی ہو تو اسکے پاس جانا واجب نہین ہے کیونکہ وہ ایسے لوگون مین سے نہین ہے جو
اللہ اور رسول کے حکمون سی واقف ہین تو کہ وہ متخاصمین کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرے بلکہ قضات
طاغوت اور حکام باطل سے ہی کیونکہ جس علم سے وہ آشنا ہی اسپر عمل کرنے کی رخصت دیگئی ہے اس مجتہد کو جسکی
کیطرف وہ منسوب ہے اسوقت جب کتاب و سنت کی دلیل اسکے پاس نہ ہوا اسپر عمل کرنے کی اجازت اس
مجتہد کے سوا اورون کو اسکے بعد نہین دی گئی جب یہ ہے لیے یہ بات ثابت ہو چکی اور تو نے کما حقہ اسکو سمجھ لیا
تو تو جانیگا کہ تقلید اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا علما مین سی کسی عالم کیطرف منسوب ہونا اور اس عالم کے
جمیع روایات کو ماننا اور اسکی رای پر چلنا اور ماعدا کو چھوڑ دینا اس ملت اسلامیہ مین بڑی بھاری بدعت ہی گمراہ
کرنیوالی بدعتون سی اور کمر توڑنے والی گناہون مین سے ہی اور مینے اس مسئلہ کی توضیح کی اپنی کتاب مین جسکا
نام مجتہد ہے اور اسکی توضیح کی علامہ محمد بن علی شوکانی نے اپنی کتاب القول المفید اور ادب الطلب مین اور غیر
شوکانی نے اپنی اپنی تصنیفون مین جس شخص کو اس بدعت کی حقیقت پر واقف ہونا منظور ہے جسپر قطار اسلامیہ
مبتلی ہین وہ ان کتابون کیطرف رجوع کرے حسن بصری سے اس آیت کی تفسیر مین مروی ہے کہ بے شک ایک

مرد ہوتی اسکے درمیان اور دوسرے کسی کے درمیان تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تو جب وہ بلایا جاتا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف اور وہ حقدار ہوتا تو جلد آتا اور جانتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عنقریب میری حق مین ڈگری دینگے
اور جب وہ جانتا کہ مین حقدار نہین ہون اور وہ چاہتا ظلم کرنا اور وہ بلایا جاتا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف تو
منہ موڑتا اور کہتا کہ مین تو فلان کے پاس جاتا ہون تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ
لِیَحْکُمَ بَیْنَہُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْہُمْ مُّعْرِضُوْنَ سے ہُمُ الظّٰلِمُوْنَ تک یہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
جو شخص ہووے اسکے اور اسکے بھائی (مسلمان) کے درمیان کوئی جھگڑا پھر وہ اسکو بلاوے کسی حاکم کیطرف حکام مسلمین
سے اور وہ حاکم مسلمان پاس جانا منظور نہ کرے تو وہ ظالم ہے اسکا کوئی حق نہین ہے اَخْرَجَہٗ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَّ
ابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ کہا ابن کثیر نے اس متن کے بیان کرنے کے بعد ہٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَّ
ہُوَ مُرْسَلٌ اور کہا ابن العربی نے یہ حدیث باطل ہے رہا اس حدیث کا یہ لفظ فہو ظالم تو یہ کلام تو صحیح ہے اور رہا حدیث
کا یہ لفظ فلا حق لہ تو یہ صحیح نہین ہے اور احتمال ہے کہ یہ مراد ہو وہ حق پر نہین ہے انتہی کہا علامہ ابو الطیب رحمہ اللہ نے
حدیث کا مرسل ہونا تو ظاہر ہے اور اس حدیث کے بطلان کا دعوی تو یہ دلیل کا محتاج ہے پھر بے شک اس حدیث کو ائمہ
ثلاثہ نے حدیث کے اماموں سے نکالا جیسے ہم نے ان اماموں کا نام لیا اور بعید ہے بہت بعید کہ یہ تینون امام ایک
باطل حدیث کی اخراج پر اتفاق کرین حالانکہ نہین ہے اسکے اسناد مین ابن ابی حاتم کے پاس کوئی جھوٹا اور نہ کوئی حدیث
بنانیوالا اور اسکی شاہد ہے وہ حدیث جسکو طبرانی نے حسن سے اس نے سمرہ سے نکالا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جو شخص کسی مسلم کیطرف بلایا جاوے اور پھر اسکو نہ مانے تو وہ ظالم ہے اور اسکا کوئی حق نہین ہے انتہی اور مجھ پر مخفی
نہین ہے کہ قضاۃ عدل اور حکام شرع جن مین وہ صفت موجود ہو جسکو ہم نے بیان کیا تیرے واسطے اس سے پیچھے
وہی دین کے سلطان ہین جو کتاب وسنت کے مترجم ہین کھولکر بیان کرنیوالے ہین لوگون کیواسطے جو انکی طرف اترا ہے
جب اللہ سبحانہ نے اس چیز کو بیان کیا جس پر اہل نفاق ہین تو اسکے پیچھے بیان کیا اس چیز کو جو مسلمانون پر اسکا کرنا
واجب ہے جب انکو بلایا جاوے اللہ اور اسکے رسول کے حکم کیطرف اور فرمایا اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْٓا
اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَہُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اس مین اللہ
اور اسکے رسول کیطرف بلائی جانے سے اسکی کتاب اور اسکے رسول کی سنت کیطرف بلایا جانا مراد ہے اور معنے
یہ ہین کہ جب بلانا انکو کتاب وسنت کیطرف بلایا جاتا ہے تو انکا جواب اسکے سوا اور کچھ نہین ہوتا کہ وہ کہتے
ہین سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا اور یہ کلام اگرچہ خبر کے طریق پر واقع ہوئی ہے پر مراد اس سے خبر نہین ہے بلکہ مراد اس سے شرعی

کی تعلیم ہے اس دعوت کیوقت جب ایک مومن کا دوسرے کو کتاب و سنت کیطرف بلاوے اور معنی یہ ہین کہ مسلمانون
کو ایسا ہونا چاہیے کہ جب وہ دعا کو سنین تو اسکا مقابلہ کرین طاعت اور اذعان اور اجابت کے ساتھ کہا سعاؔ
نے سَمِعْنَا قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَطَعْنَا أَمْرَهُ وَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ فِيمَا يَكْرَهُونَهُ وَ
يَضُرُّهُمْ یعنے کہتے ہین ہمنے سنا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اور اطاعت کی ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد
کی اگرچہ اس سمع و طاعت مین انکا نقصان و ضرر کیون نہ ہو کہا علامہ ابو الطیب مرحوم نے ہم متخاصمین کے
درمیان حکم کے واسطے کتاب و سنت کیطرف دعوت پر گفتگو کر چکے اور بیان کر چکے کہ قضات مین سے کسکے پاس جانا
واجب نہین ہے اور کس کے پاس جانا واجب ہے اور یہ آیت باوجود اختصار و ایجاز کے حاوی اور شامل ہے ہر اس
چیز کو جسکا کرنا مسلمانون کو لازم ہے پھر اللہ سبحانہ نے ایسے لوگون کی تعریف کی اور ان پر ثنا کی اور فرمایا و
اُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ یعنے یہی لوگ ناجی ہین اور فائز دنیا و آخرت کی خیریت کے ساتھ پھر اللہ نے انکی ایک اور تعریف
بیان کی اور فرمایا وَمَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ اس جملہ
مین پہلے جملہ کے مضمون کو ثابت کیا ہے کہ مومنون کا حال احسن احوال ہے اور غیر مومنین کو ترغیب دی ہے
کہ وہ بھی اپنے آپ کو مسلمانون کی عداد مین آجاوین اور انکی متابعت کرین اللہ اور اسکے رسول کی طاعت
مین اور ڈرین اللہ عزوجل سے زمانہ ماضی کے گناہون کو خیال کرکے اور بچین زمانہ آیندہ مین گناہون کے کرنے
سے بعض ملوک سے مروی ہے کہ اس نے سوال کیا حاضرین مجلس کو آیت کافیہ سے تو اسکے واسطے اس آیت
کو پڑھا گیا اور یہ آیت فلاح اور فوز کے اسباب کی جامع ہے اور کاملہ اور شاملہ و باللہ التوفیق و ہو المستعان پھر
اللہ سبحانہ نے منافقون سے حکایت کیا کہ انہون جب بلایا جانا اللہ کے حکم کو تو انہون نے قسمین کھائین کہ اگر رسول
ہمکو غزو کی طرف نکلنے کا حکم کرے تو ہم ضرور نکلین اور فرمایا وَأَقْسَمُوا بِاللهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ
لَيَخْرُجُنَّ ۚ قُلْ لَا تُقْسِمُوا ۖ طَاعَةٌ مَعْرُوفَةٌ ۚ إِنَّ اللهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ قُلْ أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا
الرَّسُولَ ۖ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ
إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝ اور قسمین کھاتے ہین اللہ کی اپنی تاکید کی قسمین کہ اگر تو حکم کرے تو سب کچھ چھوڑ نکلین
تو کہہ قسمین نہ کھاؤ فرمانبرداری چاہیے جو دستور ہے البتہ اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو تو کہہ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو
رسول کا پھر اگر تم منہ پھیرو گے تو اسکا ذمہ ہے جو بوجھ اس پر رکھا اور تمہارا ذمہ ہے جو بوجھ تم پر رکھا اور اگر اسکا کہا
مانو تو راہ پاؤ اور پیغام والے کا ذمہ نہین مگر پہونچا دینا کھولکر ف اللہ تعالی منافقون سے خبر دیتا ہے

جو قسمین کہاتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اور کہتے اگر تو ہم کو حکم کرے تو ہم سب کچھ چھوڑ نکلین اللہ نے
جواب مین فرمایا تو کہہ لے محمد قسمین نہ کھاؤ تمہاری طاعت تو مشہور ہے یعنے تمہاری طاعت معلوم ہو چکی ہے اور یہ
تمہاری ہونے کی بات ہی جیسے تم عمل نہین کروگے اور جب تم قسمین کہاتے ہو جہوٹ بولتے ہو کما قال تعالی یحلفون
لکم لترضوا عنہم یعنے قسمین کہاتے ہین تمہارے خوش کرنے کے واسطے فان ترضوا عنہم فان اللہ لا
یرضی عن القوم الفسقین یعنے اگر تم ان سے خوش ہوجاؤ تو اللہ تو خوش نہین ہوتا بے حکم لوگون سے اور جیسے
فرمایا اتخذوا ایمانہم جنۃ فصدوا عن سبیل اللہ انہم ساء ما کانوا یعملون یعنے رکہی ہین اپنی
قسمین ڈہال بنا کر پہر روکی ہین اسکی راہ سے یہ لوگ برے کام ہین جو کر رہے ہین (یعنے وہ قائل نہین عرض کو کہتے
ہین) اور انکی سجیت اور طبیعت مین جہوٹ مخلوق ہوا ہے یہانتک کہ اپنے مختار امرون مین بہی جہوٹ بولتے ہین
کما قال تعالی الم تر الی الذین نافقوا یقولون لاخوانہم الذین کفروا من اھل الکتب
لئن اخرجتم لنخرجن معکم ولا نطیع فیکم احدا ابدا وان قوتلتم لننصرنکم واللہ
یشھد انہم لکذبون لئن اخرجوا لا یخرجون معہم ولئن قوتلوا لا ینصرونہم ولئن
نصروھم لیولن الادبار ثم لا ینصرون یعنے تو نے نہ دیکہے وہ جو دغاباز ہین کہتے ہین اپنے بہائیون
کو جو منکر ہین کتاب والون مین سے اگر کوئی تم کو نکالدیگا تو ہم بہی نکلینگے تمہارے ساتہہ اور کہا نہ مانینگے کسی کا
تمہارے حق مین کبہی اور اگر تم سے لڑائی ہوگی تو ہم تمہاری مدد کرینگے اور اللہ گواہی دیتا ہے وہ جہوٹے ہین اگر وہ
نکالے جاوینگے یہ نہ نکلینگے انکے ساتہہ اور اگر ان سے لڑائی ہوگی یہ نہ مدد کرینگے انکی اور اگر مدد کرینگے تو
بہاگینگے پیٹہہ دیکر پہر کہین نہ مدد پاوینگے بعض نے کہا طاعۃ معروفۃ کے یہ معنے ہین کہ قسمین نہ کہاؤ اور دستور
کے موافق حکم برداری کرو حلف اور اقسام کے سوا جیسے اللہ اور اسکے رسول کی مومن اطاعت کرتے ہین بلا
حلف پہر تم بہی ویسے ہی ہوجاؤ ان اللہ خبیر بما تعملون البتہ اللہ کو خبر ہے تمہاری اور ان لوگون کی جو
اطاعت کرتے ہین اللہ کی پہر قسمین کہاتے اور طاعت کا اظہار حالانکہ دل اسکے خلاف ہو مخلوق اسکے ساتہہ دہوکہا
کہا جاتی ہے ولکن خالق مخلوقات تو سر واخفی سے خبردار ہے اسپر مخلوق کے افعال و اعمال سے کوئی شے مخفی نہین
ہے وہ اپنے بندون کے دلون کا خبیر ہے اگرچہ وہ دل کے خلاف ظاہر کرین پہر اللہ تعالی نے فرمایا قل اطیعوا اللہ
و اطیعوا الرسول یعنے کتاب اللہ اور اسکے رسول کی سنت کی اتباع کرو علیہ ما حمل سے ابلاغ رسالت اور ادا
امانت مراد ہے اور علیکم ما حملتم سے اسکا قبول کرنا اور اسکی تعظیم اور اسکے مقتضی کے ساتہہ قیام مراد ہے اور

یہ جو فرمایا وان تطیعوہ تھتدوا تو یہ اسواسطے کہ وہ صراط مستقیم کیطرف لاتا ہے اس ذات کی راہ کی طرف جسکے ملک میں ہے جو ہے آسمان میں اور جو ہے زمین میں اور خرابی ہے منکرون کو ایک سخت عذاب سے اور یہ جو اللہ نے فرمایا ما علی الرسول الا البلاغ المبین تو یہ اللہ تعالی کے اس قول کیطرح ہے فانما علیک البلاغ و علینا الحساب یعنے تیرا ذمہ پہونچا دینا ہے اور ہماری ذمہ حساب لینا اور جیسے فرمایا فذکر انما انت مذکر لست علیھم بمصیطر یعنے تو سمجھا تیرا کام یہی ہے سمجھانا تو نہین اُنپر داروغہ کہا وہب بن منبہ نے اوحی اللہ الی نبی من انبیاء بنی اسرائیل یقال لہ شعیا ان قم فی بنی اسرائیل فانی ساطلق لسانک بوحی فقام فقال یا سماء اسمعی و یا ارض انصتی فان اللہ یرید ان یقضی شانا و یدبر امرا ھو منفذہ انہ یرید ان یحول الریف الی الفلاۃ والاجام فی الغیطان والانھار فی الصحاری والنعمۃ فی الفقراء والملک فی الرعاۃ ویرید ان یبعث امیا من الامیین لیس بفظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق لو یمر علی السراج لم یطفئہ من سکینتہ ولو یمشی علی القصب الیابس لم یسمع من تحت قدمیہ ابعثہ بشیرا و نذیرا لا یقول الخنا نفتح بہ اعینا عمیا و اذانا صما و قلوبا غلفا و اسددہ بکل امر جمیل و اھب لہ کل خلق کریم و اجعل السکینۃ لباسہ والبر شعارہ والتقوی ضمیرہ والحکمۃ منطقہ والصدق والوفاء طبیعتہ والعفو والمعروف خلقہ والحق شریعتہ والعدل سیرتہ والھدی امامہ والاسلام ملتہ واحمد اسمہ اھدی بہ بعد الضلالۃ وارفع بہ بعد الخمالۃ واعرف بہ النکرۃ واکثر بہ بعد القلۃ واغنی بہ بعد العیلۃ واجمع بہ بعد الفرقۃ واولف بہ بین امم متفرقۃ و قلوب مختلفۃ واھواء متشتتۃ واستنقذ بہ فئاما من الناس عظیما من الھلکۃ واجعل امتہ خیر امۃ اخرجت للناس یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر موحدین مخلصین مصدقین بما جاءت بہ الرسل یعنے اللہ نے وحی کی بنی اسرائیل کے پیغمبرون میں سے ایک پیغمبر کیطرف جسکا نام شعیا تھا کہ تو اٹھ بنی اسرائیل میں میں تیری زبان کو چلا دونگا وحی کے ساتھ حضرت شعیا اٹھے اور فرمایا اے آسمان سن لے اور اے زمین چپکی رہ پس البتہ اللہ چاہتا ہے ایک دھندے کا جاری کرنا اور ایک کام کی تدبیر کرنا وہ اسکو نافذ کرنے والا ہے اسنے چاہا ہے کہ حوالہ کرے اور سپرد کرے زراعت کو اس جنگل کیطرف اور درختون کی انبوہی کو پست زمین کیطرف اور ندیون کو جنگلون کیطرف اور گنج کو مفلسون میں اور سلطنت

کو جو پڑا ہون مین اور اس نے چاہا ہے کہ بہیجے ایک اُمی کو آن پڑہون مین جو نہ ہوگا وہ (نبی) امی سخت گو اور نہ سخت
دل اور نہ شور کرنیوالا بازارون مین اگر (بالفرض) وہ گذرے گا چراغ کے پاس ہی تو نہ بجھیگا وہ چراغ بسبب
اسکی سکینت کے اور اگر خشک نے پر سے گذریگا تو بہی اسکے پاؤن کی آہٹ سنائی نہ دیگی بہیجے گا اللہ اسکو خوشی
سنانے کے لیے اور ڈرانیکے لیے بیہودہ نہ بولیگا کہولدیگا اسکی وجہ سے اندہی آنکہون کو بہرے کانون کو اوران
دلون کو جنپر غلاف ہین اور سراج جمیل کے ساتہ اسکو استوار کرے گا اور طیار کریگا اسکے واسطے ہر عمدہ خصلت اور
کریگا سکینت کو اسکا لباس اور نیکی کو اسکا شعار .... اور رکہیگا تقوی کو اسکو دل مین اور اسکے
بولنے مین سمجہ اور اسکی طبیعت مین سچائی اور وفا اور اسکی پیدایش مین (یا اسکی خو مین) معافی اور بہلائی اور
کریگا اسکی شریعت کو درست اور بنادیگا اسکی سیرت کو انصاف اور ہدایت کو اسکا پیشوا اور اسلام کو اسکا دین
اور رکہیگا اسکا نام احمد راہ دیگا لوگون کو اسکے ساتہ گمراہی کے پیچہے اور خبردار کریگا اسکے ساتہ جہالت کے
بعد اور بلند کرے گا اسکے ساتہ گمنامی کے بعد اور پہچنوائے گا اسکے ساتہ اور بڑی چیزون کو اور بہت کرے گا
اسکے ساتہ کمی کے بعد اور تونگر کرے گا اسکے ساتہ مفلسی کے پیچہے اور اتفاق ڈالیگا اسکے ساتہ جدائی
کے بعد اور الفت ڈالیگا اسکے ساتہ متفرق امتون اور مختلف دلون اور جدا جدا چاہون مین اور نکال لیگا اسکے
ساتہ بڑی بڑی گروہون کو ہلاکت سے اور کرے گا اسکی امت کو سب امتون سے بہتر جو پیدا ہوئے ہین لوگون مین
حکم کرے گی لوگون کو پسندبات کا اور منع کرے گی ناپسندبات سے اللہ کو ایک جانتے ہونگے (اسکی ذات وصفات
وافعال مین) ایمان لائے ہونگے (اللہ پر) اخلاص کرنیوالے (اللہ کے لیے) تصدیق کرنیوالے اس چیز کی جسکو رسول
لائے (اللہ کے پاس سے) رواہ ابن ابی حاتم فتح کا بیان یہ ہے جہد یمین سے اپنی طاقت کے موافق قسمین کہانا
مراد ہے بعض نے کہا جہد یمین سے صرف اللہ کی قسم کہانا مراد ہے نہ غیر کی اور چونکہ انکا یہ مقالہ کہ اگر تو ہمکو خبر دی
جہاد کی طرف نکلنے کی تو ہم ضرور سب کچہ چہوڑ نکلینگے جہوٹا تہا اور انکی قسمین فاجرہ تو اللہ نے انپر زجر فرمایا اور فرمایا
قل لا تقسموا یعنے جس طاعت کا تم حکم کیے جاتے ہو اسکے کرنے پر قسمین نہ کہاؤ اور کلام یہان ختم ہوگئی اور
جملہ طاعۃ معروفۃ مستانفہ ہے یعنے انکی طاعت طاعت معروفہ ہے اسطرح کہ جو کچہ کرتے ہین نفاق کے طور پر کرتے
ہین نہ اعتقاد و ایمان سے بعض نے کہا معنے یہ ہین طاعت کے ساتہ زیادہ مناسبت ہے تمہاری ایمان سے
بعض نے کہا معنے یہ ہین تم کو طاعت بجالانا چاہیے بعض نے کہا معنے یہ ہین جو امر تم سے طلب کیا جاتا ہے وہ
طاعت معروفہ معلومہ ہے جس مین شک و ریب نہ ہو اور بعض نے طاعت کو منصوب پڑہا اسوقت معنی یہ ہونگے

وَاَطِيْعُوْا طَاعَةٌ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ یعنے اللہ کو خبر ہے جو تم زبان سے طاعت بجا لانیکا اقرار کرتے ہو اور
درون میں اسکے خلاف جمائی ہو اور یہ انکی طاعت کی طاعت منافقانہ ہونیکی علت ہے پھر اللہ سبحانہ نے اپنے پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ انکو حکم کرے اللہ کی طاعت اور اسکی رسول کی طاعت کا اور فرمایا قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا
الرَّسُوْلَ یعنے ظاہرا باطنا خلوص اعتقاد اور نیت صحیحہ کے ساتھ اللہ اور اسکے رسول کی طاعت بجا لاؤ اور فان
تولوا مین خطاب مامورین کو ہے اور اس مین التفات ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب سے انکے خطاب کی طرف
انپر امر کی تاکید کے واسطے اور انکی طاعت اور انقیاد کی طرف ہدایت کرنیکے ساتھ اہتمام کے لیے اور شرط کا جواب
اللہ کا یہ قول ہے فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ یعنے نبی پر تبلیغ کا بوجھ ہے اور کچھ نہین اور وہ اپنے
بوجھ کو اتار چکا اور تم پر اسکی تبلیغ کی طاعت اور اجابت کا بوجھ ہے اور تم نے اس بوجھ کو نہین اتارا اور اس
مین وعید ہے انکے لیے پھر فرمایا اگر تم اسکا کہا مانو امر و نہی مین تو راہ پاؤ حق کی طرف اور حاصل کرو خیر کو اور مستحق
ہو جاؤ ثواب کے وائل حضرمی کہتے ہین زید بن اسلم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی یا حضرت
فرمایے اگر ہماری اوپر ایسے حاکم ہون جو ہم سے اپنا حق لے لیوین اور ہمارا حق ہمکو نہ دیوین فرمایا فَاِنَّمَا عَلَيْهِمْ
مَا حُمِّلُوْا وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ یعنے انکو ذمہ ہے وہ بوجھ جو انپر رکھا ہے اور تمپر وہ بوجھ جو تمپر رکھا ہے اَخْرَجَهٗ
مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُمَا عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ الْحَضْرَمِيِّ جابر سے روجہ ہو اگیا اگر مجھپر حاکم فاجر ہو
اور مین ملون اسکے ساتھ گمراہ لوگون کو کیا مین اسکے ہمراہ ہو کر لڑائی کرون فرمایا لڑائی کر گمراہ لوگون سے ساتھ
جہان تو انکو پاوے اور امام ذمہ دار ہے اس بوجھ کا جو اسپر رکھا گیا ہے اور تم ذمہ دار ہو اسکے جو تمپر رکھا گیا
ہے اور جملہ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ کا مضمون پہلے مضمون کو ثابت کرتا ہے اور لام الرسول
مین عہد کے لیئے ہے اس صورت مین رسول سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہونگے یا جنس کے لیے اس صورت مین
رسول سے کل رسول مراد ہونگے اور بلاغ مبین تبلیغ واضح یا موضح مراد ہے اور معنی یہ ہین رسول جس بات کا ذمہ
دار تھا اس نے اپنا ذمہ اتار دیا اب تم بھی جس بات کے ذمہ دار ہو اپنا ذمہ اتارو وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ
لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا
يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ٥ وعدہ دیا اللہ نے جو لوگ تم مین
ایمان لائے ہین اور کیے ہین نیک کام البتہ پیچھے حاکم کرے گا انکو ملک مین جیسا حاکم کیا تھا ان سے اگلون کو

اور جماویگا انکو دین انکا جو پسند کردیا انکو اور دیگا انکو ڈر کے بدلے امن میری بندگی کرینگے شریک نہ کرینگے میرا کوئی
اور جو کوئی ناشکری کریگا اسکے پیچھے سو وہی لوگ ہین بے حکم **ف** اس آیت مین خطاب فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے وقت کے لوگون کو جو ان مین نیک ہین پیچھے انکو حکومت دیگا اور جو دین پسند ہے انکے ہاتہ سے قائم کرے گا اور وہ
بندگی کرینگے بغیر شرک کے یہ چارون خلیفون سے ہوا پہلے خلیفون سے اور زیادہ پہر جو کوئی اس نعمت کی ناشکری
کرے انکو بے حکم فرمایا جو کوئی انکی خلافت سے منکر ہوا اسکا حال سمجہا گیا **ف** یہ اللہ تعالی نے وعدہ کیا ہے اپنے پیغمبر
صلوات اللہ علیہ وسلامہ کے ساتہ اسبات کا کہ وہ انکو عنقریب زمین مین نایب بناویگا اور لوگون کے امام اور انپر والی
اور انہین کے ساتہ بلاد کی اصلاح ہوگی اور لوگ انکے لیے جہکینگے اور بدلے مین دیگا انکو ڈر کے پیچھے امن اور
حکومت اور پورا کیا یہ وعدہ اللہ تبارک وتعالی نے وللہ الحمد والمنة ابہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت نہ ہوئے
تہے کہ اللہ نے فتح کردیا آپکے واسطے مکہ اور خیبر اور بحرین اور عرب کا کل جزیرہ اور یمن کی ساری زمین اور لیا جزیہ
(تاوان) ملک ہجر کے مجوسیون سے اور شام کے بعض اطراف سے اور ہدیہ (تحفہ) بہیجا آپکو صلوات اللہ وسلامہ علیہ
ہرقل روم کے بادشاہ نے اور مصر اور سکندریہ کے صاحب نے جسکا نام مقوقس تہا اور عمان کے بادشاہون نے اور
نجاشی نے جو حبش کے ملک کا بادشاہ تہا جو اصحمہ کے پیچھے حبش کا مالک بنا رحمہ اللہ واکرمہ پہر جب حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فوت ہوگئے اور اللہ نے حضرت کیلیے اس عزت وکرامت کو پسند کیا جو اپنے پاس اسنے حضرت کے
واسطے طیار کر رکہی ہے تو کہڑا کیا خلافت کے امر کو آپکے بعد آپکے خلیفے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہر جمع
کیا اسنے اس چیز کو جو متفرق ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اور عرب کے جزیرے کو لیکر سنوارا اور بہیجے اسلام
کے لشکر بلاد فارس کیطرف خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو انکا خلیفہ اور انپر افسر کرکے پہر اونہون نے فتح کرلیا ملک
فارس کا ایک ٹکڑا اور قتل کیا اہل فارس کی ایک مخلوق کو اور بہیجے اور لشکر ارض شام کیطرف اور خلیفہ بنایا
انپر اور افسر کیا انکا ابوعبیدہ بن جراح کو اور ایک تیسرا لشکر بہیجا عمرو بن عاص کو دیکر بلاد مصر کی طرف تو
جیش شامی کے ہاتہ سے اللہ نے ایام ابوبکر صدیق مین بصری اور دمشق اور بلاد حوران اور اسکے اردگرد کے بلاد
فتح کروائے پہر اللہ نے اسکو فوت کیا اور پسند کیا انکو واسطے اس عزت وکرامت کو جو اسکے پاس تہی اور احسان
کیا اللہ نے اہل اسلام پر اسطرح کہ دل مین ڈالا ابوبکر صدیق کے عمر فاروق کو خلیفہ کرجانا پہر کہڑا کیا خلافت کے
امر کو عمر فاروق نے ابوبکر صدیق کے بعد پوری طرح کہڑا کرنا کہ انبیا کے بعد کسی ایسے خلیفے پر فلک نے دور
نہین کیا اسکی سیرت کی قوت اور اسکے کمال عدل مین پہر اُسکے ایام مین بلاد شامیہ کی فتح پوری ہوئی اور

اسیطرح دیا مصر کو بکہا کہا فتح کیا اور فارس کے بہت بلاد اور توڑ دیا کسریٰ کو اور اسکو سخت ذلیل کیا اور پہونچے اسکی
سلطنت کے پرلے کنارے تک اور توڑ دیا قیصر کو اور کہینچ لیا اسکے ہاتھہ سے بلاد شام کو یہانتک کہ قسطنطنیہ (اسلام
بول) مین پہونچکر اسکے اموال کو اسکی راہ مین لوٹا یا جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی خبر دی اور وعدہ کیا اس
بابت کا اپنے رب کی جانب سے عَلَيْهِ مِنْ رَّبِّهِ أَتَمُّ سَلَامٍ وَأَزْكٰى صَلٰوةٍ پھر جب دولت عثمانیہ کا زمانہ آیا تو پھیل
گئے ممالک اسلامیہ مشارق و مغارب زمین کے پرے تک پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فتح کیا بلاد مغرب کو جنکی نہایت
اندلس ہے اور قبرص اور بلاد قیروان اور بلاد سبتہ جو بحر محیط کے متصل ہین اور مشرق کیطرف سے ملک چین کے پرلے
سرے تک فتح کیا اور قتل کر دیا کسریٰ کو اور لے لیا اسکا ملک بالکل اور فتح کر لیے عراق اور خراسان اور اہواز
کے شہر اور لڑائی کی مسلمانون نے ترکون کے ساتھہ ایک سخت لڑائی اور اللہ نے خوار کیا انکے بڑے بادشاہ
خاقان کو اور مشارق اور مغارب کا خراج آنے لگا حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی جناب مین وَذٰلِكَ بِبَرَكَةِ تِلَاوَتِهِ وَدِرَاسَتِهِ وَجَمْعِهِ الْأُمَّةَ عَلٰى حِفْظِ الْقُرْاٰنِ یعنے اور یہ کام انکے
عہد مین کیا انکی تلاوت و درست کی برکت سے اسواسطے کہ اونہون نے امت کو اکٹھا کیا قرآن مجید کی حفاظت
پر اسپر علیہ الف الف تحیۃ و سلام الی یوم القیام ولہذا بخاری مین ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا إِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَسَيَبْلُغُ مُلْكُ أُمَّتِي مَا
زُوِيَ لِي مِنْهَا یعنے اللہ نے جمع کر دی میرے واسطے زمین تو مین نے دیکھہ لیے اسکے مشارق اور مغارب اور میری
امت کی حکومت وہانتک پہونچ جاویگی جہانتک زمین کو میرے واسطے سمیٹا گیا فَهَا نَحْنُ نَتَقَلَّبُ فِيمَا وَعَدَنَا
اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ فَنَسْأَلُ اللّٰهَ الْإِيمَانَ بِهِ وَبِرَسُولِهِ وَالْقِيَامَ بِشُكْرِهِ عَلَى
الْوَجْهِ الَّذِي يُرْضِيهِ عَنَّا جابر بن سمرہ کہتے ہین مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے
ہمیشہ لوگون کا امر (یعنے خلافت) جاری رہیگا جبتک بارہ مرد انکے والی ہین اور حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے ایک اور بات فرمائی جو مجھ پر چھپی رہی تو مین نے اپنے باپ سے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تو
وہ بولا آپنے فرمایا وہ بارہ ان کے بارہ قریش مین سے ہونگے رَوَاهُ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ فِي صَحِيحِهِ
وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهِ اور مسلم کی روایت مین ہے
یہ حدیث آپنے اسدن بیان فرمائی جسدن ماعز مالک کے بیٹے کو رجم کیا گیا اور اسکے ساتھہ آپنے اور بھی باتین
بیان کین اور اس حدیث مین دلیل ہے کہ بارہ خلیفون کا ہونا ضروری و لابدی امر ہے اور یہ خلیفے وہ شیعہ

کے بارہ امام نہین ہین کیونکہ بہت ان مین سے ایسے تھے کہ وہ وقت کے حاکم نہ تھے اور رہے یہ بارہ خلیفے جن کی
بابت حدیث مین بشارت اور پیشگوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے تو یہ تو حاکم ہونگے پھر انصاف کرینگے
اور انکی بشارت گذشتہ کتابون مین بھی آئی ہے پھر انکا پے درپے آنا ضروری نہین ہے بلکہ انکا وجود اس امت مین
متتابع بھی ہوگا اور متفرق بھی ان مین سے چار خلیفون کا وجود تو علی الترتیب پایا گیا اور وہ ابوبکرؓ ہین پھر عمرؓ پھر
عثمانؓ پھر علی رضوان اللہ علیہم اجمعین پھر انکے بعد فترت کا زمانہ آیا پھر ان مین سے جسکا ہونا مقدر تھا وہ ہوا پھر ان
مین سے جو باقی ہین وہ اپنے اپنے وقت مین موجود ہوتے جاوینگے انہین مین سے ہونگے امام مہدی جنکا نام رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کے مطابق ہوگا اور انکی کنیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہوگی وہ بھر دیگا زمین
کو عدل اور انصاف کے ساتھ جیسے اسکے پہلے ظلم وستم کے ساتھ بھری ہوگی سفینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام
آزاد سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْخِلَافَةُ بَعْدِیْ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا
عَضُوْضًا یعنے میرے پیچھے تیس سال تک تو خلافت ہی ہوگی (یعنے میری چال پر چلینگے) پھر ہوگی بادشاہت
کاٹ کاٹ کہانیوالی رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ اور ابو العالیہ نے اللہ تعالی کے قول
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ
الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ
اَمْنًا الآیہ کی تفسیر مین روایت کیا کہ حضرتؐ اور آپکے اصحاب مکہ مین دس سال تک رہے بلاتے تھے اللہ کیطرف
اور اللہ کی عبادت کی طرف جو اکیلا ہے اور اسکا کوئی شریک نہین ہے چھپ چھپکر اور وہ ڈرتے تھے انکو لڑائی
کا حکم نہ ہوا یہانتک کہ انکو حکم ہوا مدینہ کیطرف ہجرت کرنیکا پھر وہ آئے مدینہ مین اور انکو حکم کیا اللہ نے لڑائی
کا اور وہ وہان بھی خائف تھے شام کرتے مسلحدار اور صبح کرتے مسلحدار پھر جبتک اللہ نے چاہا اسیحال مین رہے حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے ایک شخص بولا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَبَدَ الدَّهْرِ نَحْنُ خَائِفُوْنَ هٰكَذَا اَمَا یَاْتِیْ
عَلَیْنَا یَوْمٌ نَاْمَنُ فِیْهِ وَنَضَعُ السِّلَاحَ یعنے یا رسول اللہ کیا ہم ہمیشہ اسیطرح خائف رہینگے کیا ہمپر
ایسا زمانہ نہ آویگا جس مین ہم بے ڈر ہووین اور ہتیارون کو رکھدین پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم
ہرگز نہ صبر کروگے مگر تہوڑا سا یہانتک کہ بیٹھے گا ایک آدمی تم مین سے بڑی جماعت مین گوٹ مارنیوالا نہ ہوگا
اس مجلس مین لوہے رکھا ہتیار) اور اللہ نے اس آیت کو اتارا پھر غالب کیا اللہ نے اپنے نبی کو جزیرہ عرب
پر پھر وہ با امن ہوئے اور رکھدیے ہتیار پھر اللہ تعالے نے غالب کیا اپنے پیغمبر کو پھر صحابہ اسیطرح با امن رہے

ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کی خلافت مین یہانتک کہ واقع ہوئی اس چیز مین کہ واقع ہوئے پہر داخل ہوا انپر خوف پہر ٹہیرائے اونہون نے سامنے کرا اور کئین اونہون نے مسلمین) اور انہون نے بدلدیا پہلی حالت کو، پہر بدل گئی انکی حالت کہا بعض سلف نے ابوبکرؓ اور عمر فاروقؓ کی خلافت کتاب اللہ سے ثابت ہے پہر اس آیت کو پڑہا کہا براء بن عازب نے اتری یہ آیت اور ہم سخت خوف مین تہے اور یہ کریمہ اللہ تعالیٰ کے اسقول کیطرح ہے وَاذْكُرُوٓا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِى ٱلْأَرْضِ تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ ٱلنَّاسُ فَـَٔاوَىٰكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِۦ وَرَزَقَكُم مِّنَ ٱلطَّيِّبَـٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ یعنے اور یاد کرو جسوقت تم تہوڑے تہے مغلوب پڑے ہوئے ملک مین ڈرتے تہے کہ اوچک لین تمکو لوگ پہر اس نے تمکو جگہہ دی اور زور دیا تمکو اپنی مدد کے ساتہہ اور روزی دی تمکو ستہری چیزین شاید تم حق مانو اور اللہ کا قول كَمَا ٱسْتَخْلَفَ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ویسا ہی ہے جیسے اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے حکایت کیا کہ اونہون نے فرمایا اپنی قوم کو عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى ٱلْأَرْضِ فَيَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ یعنے کہا موسیٰ نے نزدیک ہے کہ رب تمہارا کہپاوے تمہارے دشمن کو اور نائب کرے تمکو ملک مین پہر دیکہے تم کیسا کام کرتے ہو اور جیسے فرمایا وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى ٱلَّذِينَ ٱسْتُضْعِفُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ ٱلْوَٰرِثِينَ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِى ٱلْأَرْضِ وَنُرِىَ فِرْعَوْنَ وَهَـٰمَـٰنَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُم مَّا كَانُوا۟ يَحْذَرُونَ یعنے ہم چاہتے ہین کہ احسان کرین انپر جو کمزور پڑے تہے ملک مین اور کردین انکو سردار اور کردین انکو قائم مقام اور جمادین انکو ملک مین اور دکہادین فرعون اور ہامان کو اور انکے لشکرون کو انکے ہاتہہ سے جس چیز کا خطرہ رکہتے تہے اور یہ جو فرمایا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ ٱلَّذِى ٱرْتَضَىٰ لَهُمْ تو یہ ویسا ہی جیسے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عدی بن حاتم کو جب وہ آپ کے پاس آیا أَتَعْرِفُ الْحِيرَةَ قَالَ لَمْ أَعْرِفْهَا وَلَكِنْ قَدْ سَمِعْتُ بِهَا قَالَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُتِمَّنَّ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى تَخْرُجَ الظَّعِينَةُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْبَيْتِ فِي غَيْرِ جِوَارِ أَحَدٍ وَلَيَفْتَحُنَّ كُنُوزَ كِسْرَى ابْنِ هُرْمُزَ قُلْتُ كِسْرَى ابْنِ هُرْمُزَ قَالَ نَعَمْ كِسْرَى ابْنِ هُرْمُزَ وَلَيُبْذَلَنَّ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ قَالَ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ فَهَذِهِ الظَّعِينَةُ تَخْرُجُ مِنَ الْحِيرَةِ فَتَطُوفُ بِالْبَيْتِ فِي غَيْرِ جِوَارِ أَحَدٍ وَلَقَدْ كُنْتُ فِيمَنِ افْتَتَحَ كُنُوزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَكُونَنَّ الثَّالِثَةُ لِأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَهَا یعنے تو پہچانتا ہے حیرہ شہر کو یعنے تو نے حیرہ شہر کو دیکہا ہے عدی بولا نہین یا حضرت مینے اسکو نہین پہچانا یعنے نہین دیکہا لیکن اس شہر کا نام سنا ہے فرمایا حضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہر اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے ضرور پورا ہوگا یہ دین تو کہ نکلیگی عورت حیرہ سے
اینتک اور اس گہر کا طواف کریگی کسی کی مدد کے سوا اور ضرور مفتوح ہووینگے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے میں نے
عرض کی کسریٰ بن ہرمز کا بیٹا فرمایا ہان کسریٰ بن ہرمز کا بیٹا اور ضرور خرچ کیا جاویگا مال تو کہ نہ قبول کریگا اسکو کوئی کہا عدی بن حاتم نے پہر یہ
عورت نکلتی ہے حیرہ سے اور اگر کسی کی مدد کے سوا اس گہر کا طواف کرتی ہے اور البتہ تہا میں ان لوگوں میں
جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کیے اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے ضرور تیسری بات بہی ہوگی
کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو فرمایا ابو العالیہ ابی بن کعب سے راوی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا بَشِّرْ هٰذِهِ الْاُمَّةَ بِالسَّنَا وَالرِّفْعَةِ وَالدِّيْنِ وَالنَّصْرِ وَالتَّمْكِيْنِ فِى الْاَرْضِ فَمَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ
عَمَلَ الْاٰخِرَةِ لِلدُّنْيَا لَمْ يَكُنْ لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ نَصِيْبٌ یعنے بشارت دی گئی ہے اس امت کو روشنائی اور
بلندی اور دین اور مدد اور زمین میں سلطنت کے ساتھ پہر جو شخص ان میں سے آخرت کا کام دنیا کے واسطے کریگا
اسکا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ اور اللہ تعالیٰ کے قول يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ
شَيْئًا کی تفسیر میں انس نے معاذ بن جبل سے روایت کیا کہ میں ایک وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ردیف تہا کہ میرے
بیچ نہ تہا میرے درمیان اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مگر کاٹہی کی پچہلی لکڑی فرمایا اے معاذ میں نے عرض
کی میں حاضر ہوں یا رسول اللہ اور دوبارہ حاضر ہوں معاذ نے کہا پہر چلے حضرت ایک گہڑی پہر فرمایا اے معاذ میں نے
عرض کی حاضر ہوں یا رسول اللہ اور دوبارہ حاضر ہوں فرمایا هَلْ تَدْرِىْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ قُلْتُ اَللّٰهُ
وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا یعنے بہلا تو جانتا ہے اللہ
تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے میں نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اسکی
عبادت کریں اور نہ شریک ٹہراویں اسکے ساتہ کسی چیز کو معاذ نے کہا پہر آپ نے ایک گہڑی تک سیر کیا پہر فرمایا
اے معاذ جبل کے بیٹے میں نے عرض کی حاضر ہوں یا رسول اللہ اور بار بار حاضر ہوں فرمایا فَهَلْ تَدْرِىْ مَا حَقُّ
الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ قَالَ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ حَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ
لَا يُعَذِّبَهُمْ یعنے کیا تو جانتا ہے بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے جب وہ اللہ کا حق ادا کریں معاذ نے کہا میں نے
عرض کی اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے فرمایا بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ وہ انکو عذاب نہ کرے اخرجاہ
فِى الصَّحِيْحَيْنِ مِنْ حَدِيْثِ قَتَادَةَ اور یہ جو فرمایا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ یعنے
جو شخص نکل جاوے اسکے بعد اللہ کی طاعت سے تو وہ اپنے رب کے امر سے نکل گیا اور اسکو اتنا ہی گناہ کافی ہے

پھر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب پر بڑھکر اللہ کے حکمون پر قیام کرنے والے
تھے اور سب سے بیشتر اللہ تعالی کے تابعدار اور انکی مدد انکی نیتون کے موافق ہوتی تھی تو انھون نے ظاہر کیا اللہ کا
کلمہ اور بالا کیا اللہ کا بول مشارق اور مغارب مین اور مدد کی انکی اللہ نے خبری بعد اور حاکم ہوئے تمام بلاد اور
عباد کے اور جب کہ قصور کیا ان کے بعد لوگون نے بعض اوامر کے قیام مین تو انکی مدد بھی انکی نیتون اور عملون
کے مطابق ناقص رہی ولکن البتہ ثابت ہوئی ہے یہ حدیث صحیحین مین کئی طریق سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ ظَاهِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ لَا یَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا
مَنْ خَالَفَهُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ یعنے میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر غالب رہیگی نہ نقصان پہنچاوے
گا جو انکو خوار کرنا چاہے اور نہ وہ جو انکی مخالفت کرے قیامت کے دن تک اور ایک روایت مین ہے یہانتک
کہ اللہ کا امر آوے اور وہ اسیحال پر ہون اور ایک روایت مین ہے تو کہ وہ لڑائی کرین دجال سے اور ایک روایت
مین ہے تو کہ اتریگا عیسے مریم کا بیٹا اور وہ غالب ہونگے اور یہ سب روایتین صحیح ہین اور ان مین کوئی تعارض نہین
ہے انتہی ملخصا ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے کہ آیت مین خطاب ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اور ان لوگون
کو جو آپ کے ساتھ تھے اور من بیان کے لیے ہے بعض نے کہا من تبعیضیہ ہے اور یہ جملہ اس مضمون کو ثابت کرتا ہے
کہ انکی طاعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب انکی ہدایت کا سبب ہے اور یہ اللہ سبحانہ کا وعدہ ہے ان کے ساتھ
جو اللہ کے ساتھ ایمان لاوین اور اعمال صالحات بجالاوے کہ انکو خلیفہ بناویگا جیسے اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا
لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ یعنے ضرور انکو کفار کے جانشین کریگا اور یہ وعدہ جمیع امت کو شامل ہے بعض نے
کہا صحابہ سے خاص ہے اور اسکی کوئی وجہ نہین ہے کیونکہ ایمان اور اعمال صالحہ کچھ صحابہ ہی کے ساتھ خاص نہین
بلکہ ممکن ہے اسکا واقع ہونا اس امت کے ہر فرد سے اور جس نے کتاب و سنت پر عمل کیا اس نے اطاعت کی اللہ کی اور
اسکے رسول کی اور لام لیستخلفنہم مین جواب ہے قسم محذوف کا یا جواب ہے وعد کا اور وعدہ کو اتارا ہے قسم
کی جا بجا کیونکہ یہ وعدہ لا محالہ ناجز پورا ہونیوالا ہے اور معنی یہ ہین کہ ضرور انکو کرے گا زمین مین نائب تصرف
کرینگے جیسے مالک اپنی مملوکات مین تصرف کرتے ہین اور اس شخص کا قول بہت بعید ہے جو کہتا ہے کہ یہ وعدہ
خاص ہے خلفاء اربعہ کے ساتھ یا مہاجرین کے ساتھ یا یہ کہ مراد ارض سے ارض مکہ ہے اور تو پہچان چکا کہ اعتبار
الفاظ کے عموم کا ہوتا ہے نہ سبب خاص کا کہا ابن عربی نے ارض سے بلاد عرب اور عجم مراد ہین اور یہی صحیح ہے
کیونکہ مکہ کی زمین مہاجرین پر حرام تھی حدیث صحیح مین آیا ہے لٰكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ یَرْثِیْ لَهُ رَسُوْ

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ لیکن افسوس ہے سعد بن خولہ کی بابت راوی کہتا ہے یہ مرثیہ ہے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسکے لیے اسلیے کہ وہ مہاجر تہا اور مکہ مین مر گیا اور دوسری صحیح حدیث مین آیا ہے کہ آپنے
فرمایا يَمْكُثُ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ ثَلَاثًا یعنے مہاجر مکہ مین اپنا حج اداکرکے تین دن تک رہ سکتا
ہے اور ظاہر اللہ کے قول كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ الذین من قبلہم سے
پہر وہ امت مراد ہے جسکو اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نائب بنایا تو الذین من قبلہم سے صرف بنی اسرائیل
ہی مراد نہ ہونگے اور نہ اور کوئی خاص امت دوسری کے سوا اور جملہ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ ارْتَضَى لَهُمْ معطوف ہے
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ پر داخل ہے اسکے حکم کے نیچے اور یہ بہی جملہ جواب ہے اور تمکین سے تثبیت اور تقریر مراد ہے اور معنے
یہ ہین کہ اللہ کرے گا ان کو ثابت مقرر اور فراخی دیگا انکو بلاد مین پہر وہ اسکے مالک ہو جاوینگے اور غالب
ہو جاویگا انکا دین سب دینوں پر اور مراد دین سے یہان اسلام ہے جیسے اللہ کے قول وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ
دِينًا مین اللہ سبحانہ نے پہلا انکے استخلاف کو بیان کیا اور استخلاف سے انکا بادشاہ ہونا مراد ہے پہر تمکین کو
ثانیا بیان کیا تو اس سے یہ فائدہ نکلا کہ یہ استخلاف انکا عارضی طور پر نہ ہوگا بلکہ استقرار اور ثبوت کے طور پر ہوگا
اسطرح کہ ہوگا ملک انکے واسطے اور انکی اولاد کے واسطے اور جملہ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا
کا عطف پہلے جملہ پر ہے اور اسکو ابدال اور تبدیل دونون سے پڑہا گیا ہے اور یہ دونو لغتین ہین اس لفظ مین
تو بنا کی زیادت دلالت کرتی ہے زیادت معنے پر اسصورت مین قرأت تشدید کو ترجیح ہوگی قرأت تخفیف پر
اور ثعلب نے خیال کیا کہ ان دونون کے درمیان فرق ہے اور وہ یہ کہ تبدیل بولا جاتا ہے تغییر کے قائم مقام
ابدال کہتے ہین ایک شے کے ازالہ کو اور اسکے جگہہ کسی اور چیز کے رکہنے کو نحاس نے کہا اور یہ قول صحیح ہے
معنے یہ ہین کہ اللہ سبحانہ انکی خوف کی جگہہ امن کو رکہدیگا اور چلے جاوینگے انسے خوف کے اسباب جن مین وہ
ہین اسطرح کہ نہ ڈرینگے مگر اللہ سبحانہ سے نہ آس رکہینگے مگر اسی کی اور البتہ تہے مسلمان ہجرت سے پہلے اور
پیچہے تہوڑے مشرکون سے سخت خوف مین نہ نکلتے مگر ہتہیار لگاکر اور صبح شام نہ کرتے مگر حفاظت کی ساتہہ
کفار کے ضرر کے خوف سے پہر ہوگئے غایت امن و حفاظت مین اور ذلیل کردیا انکے واسطے اللہ نے مشرک
شیطانون کو اور فتح کردیے انکے لیے شہر اور قدم رکہا انکا ملک مین اور قدرت دی انکو اس مین فَلِلّٰهِ
الْحَمْدُ پہر ابوالعالیہ کی وہی حدیث بیان کی جو مذکور ہوئی ابی بن کعب کہتے ہین جب حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم مدینے مین تشریف لائے اور جگہہ دی انکو انصار نے تو چلایا ان کو عرب نے ایک کمان سے پہر وہ نہ شام

کرتے مگر سلاح ساتھ رکہکر اور کہتے بہلا دیکہو تو کیا ہم اس زمانہ تک جیتے رہینگے جس مین امن ہوگا اور اطمینان ہم نہ
ڈرینگے اس مین مگر اللہ سے تب یہ آیت نازل ہوئی اور پورا کیا اللہ نے اپنا وعدہ اور غالب کیا مسلمانون کو عرب
کے جزیرہ پر اور انہون نے فتح کیے دور دور مشرق اور مغرب کے شہر اور انہون نے توڑ پہوڑ دی سلطنت اکاسرہ کی
اور مالک ہوے انکے خزانون کے اور مستولی ہوئے دنیا پر اور اس آیت مین بڑی روشن دلیل ہے ابوبکر صدیق اور
باقی خلفاء راشدین کی خلافت کی صحت پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیونکہ مسلمانون مین سے جو حاکم ایمان
لائے اور انہون نے نیک کام کیے وہ یہی تہے اور انہین کے زمانہ مین فتوحات عظیمہ ہاتھ آئین اور انہین کے ایام
مین کسری اور قیصر کے خزانے مسلمانون کے قبضہ مین آئے اور انہین کے عہد مین حاصل ہوا امن اور تمکین
اور دین کا ظہور سفینہ کہتے ہین مینے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تہے خلافت میرے بعد تیس سال تک
رہیگی راوی کہتا ہے پہر سفینہ نے ابوبکر کی خلافت کو دو سال بتایا اور عمر کی خلافت کو دس سال اور عثمان کی
خلافت کو بارہ سال اور علی کی خلافت کو چہہ سال علی کہتے ہین مینے حماد سے پوچہا جس نے سعید کو کہا کہ تو ابوبکر
کی خلافت دو سال یاد رکہہ اور عمر کی دس سال آخر تک اس کا قائل سفینہ تہا حماد بولا ہان اسکا قائل سفینہ تہا
أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ کہا علامہ ابو الطیب مرحوم نے اور اس مین اجمال ہے تفصیل اسکی یہ ہے
کہ ابوبکر نے دو برس تین ماہ خلافت کی اور عمر نے دس برس چہہ ماہ خلافت کی اور عثمان نے پورے بارہ سال
اور علی علیہ السلام نے چار سال نو ماہ بصورت این ائمہ کی خلافت کا زمانہ انتیس سال چہہ ماہ ہوا اور تیس سال
پورے ہوے حسن کی خلافت کے ساتہ اور انہون نے چہہ ماہ خلافت کی پہر چہوڑ دی واللہ تعالی اعلم جملہ يَعْبُدُونَنِي
لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا حال ہے مستخلفین سے یا استیناف ہے جسکو انکی ثنا کے ضمن مین چلایا گیا ہے بعض نے کہا
عدم شرک سے اللہ کی عبادت مین ریاکاری نہ کرنا مراد ہے بعض نے کہا معنے یہ ہین نہ خوف کرینگے میرے سوا کسی سے
قالہ ابن عباس بعض نے کہا معنے یہ ہین میرے سوا کسی اور کو دوست نہ رکہینگے فسق سے خروج عن الطاعت
اور طغیان فی الکفر مراد ہے مجاہد نے کہا فاسقون سے عاصی لوگ مراد ہین ابو العالیہ کہتے ہین اس آیت
مین کفر سے کفر باللہ مراد نہین ہے بلکہ جحود نعمت مراد ہے ولہذا فرمایا الْفَاسِقُونَ اللہ نے نہ فرمایا الْكَافِرُونَ اہل
تفسیر نے کہا پہلے جس نے اس نعمت کا انکار کیا اور اس کے حق کا جحود کیا وہ قاتل عثمان ہین جب انہون نے
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مار ڈالا تو اللہ نے انکا امن کو خوف سے بدل دیا یہانتک کہ وہ ایک دوسرے سے لڑنے
لگے اس پیچہے کہ بہائی بہائی تہے اور یہ قصہ معروف مشہور ہے انتہی ملخصا فتح وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا

الزكوة واطيعوا الرسول لعلكم ترحمون ○ لا تحسبن الذين كفروا معجزين في الارض و
ماوىهم النار ولبئس المصير ○ اور کھڑی رکھو نماز اور دیتے رہو زکوة اور حکم مین چلو رسول کے شاید تم پر
رحم ہو نہ خیال کر یہ کہ جو منکر ہین تھکا دینگے بھاگ کر ملک مین اور انکا ٹھکانا آگ ہے اور بری جگہ ہے پہر جانے
کی ف اللہ تعالی اپنے مسلمان بندون کو اقامت نماز کا حکم کرتا ہے یعنے اپنی عبادت کا حالانکہ وہ اکیلا
ہے اسکا کوئی شریک نہین ہے اور زکوة کر دینے کا اور وہ احسان کرنا ہے مخلوق کے ضعیفون اور مفلسون
کے ساتھ اور یہ کہ ہو دین گے وہ اس مین فرمانبردار اسکے رسول علیہ التحیہ والتسلیم کے یعنے چلنیوالے اسکے
پیچھے اسچیز مین کہ اسکا انکو حکم کیا اور اسکے ترک مین جس سے انکو ڈرانا شاید انپر رحم ہو اور اس مین شک نہین
ہے کہ جو شخص ایسا کرتا ہے اللہ اسپر رحم کرتا ہے جیسے فرمایا دوسری آیت مین اولئك سيرحمهم الله اور یہ
جو فرمایا لا تحسبن الذين كفروا معجزين في الارض وماوىهم النار ولبئس المصير تو حسبان
سے آیت مین ظن مراد ہے یعنی نہ خیال کر اے محمد کہ جنہون نے تیری مخالفت کی اور تجھکو جھٹلایا وہ تھکا دینگے
اللہ کو ملک مین بھاگ کر نہین وہ تھکا نہین سکتے اللہ کو بلکہ اللہ توانا ہے انپر اور وہ عنقریب انکو اسپر سخت عذاب
کریگا و کہنہ فرمایا وماوىهم النار ولبئس المصير یعنے انکا ٹھکانا دوزخ ہے اور برا ہے انجام کافرون کا اور
بری ہے وہ ٹھہرنے کی جگہہ اور برا ہے بچھونا فتح کا بیان یہ ہے کہ اقامت نماز اور ایتاء زکوة پر گفتگو گذر چکی
اور دوبارہ امر کیا طاعت رسول کیواسطے تاکیدا اور اسکی طاعت کو خاص کیا کیونکہ اسکی طاعت اللہ کی طاعت
ہے اور اسچیز کو بیان نہین کیا جس مین اسکی اطاعت کرین تعمیم کے قصد کے لیے اور خود اسکا حذف کرنا اسپر
دلیل ہے اور معجزین سے فائتین مراد ہین یعنے اللہ کو فوت کرنیوالے قتادہ کہتے ہین سابقین مراد ہے یعنے
اللہ سے بڑھ جانیوالے اور جب اللہ فارغ ہوا دلائل توحید کے بیان کرنے سے توپھر استیذان کے مسائل کی
طرف رجوع فرمایا اور یہان ایک خاص طور پر اسکا مذکور کیا اور فرمایا يا ايها الذين امنوا ليستاذنكم
الذين ملكت ايمانكم والذين لم يبلغوا الحلم منكم ثلث مرات من قبل صلوة الفجر و
حين تضعون ثيابكم من الظهيرة ومن بعد صلوة العشاء ثلث عورات لكم ليس عليكم
ولا عليهم جناح بعدهن طوافون عليكم بعضكم على بعض كذلك يبين الله لكم
الايات والله عليم حكيم ○ واذا بلغ الاطفال منكم الحلم فليستاذنوا كما استاذن
الذين من قبلهم كذلك يبين الله لكم اياته والله عليم حكيم ○ والقواعد من النساء

الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ ؕ وَ اَنْ

یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ اے ایمان والو پروانگی لیں تم مین سے جو تمہارے ہاتھ کا مال ہین

اور جو نہین پہونچے تم مین عقل کی حد کو تین بار فجر کی نماز سے پہلے اور جب اتار رکھتے ہو اپنے کپڑے دوپہر مین

اور عشا کی نماز سے پیچھے یہ تین وقت کھلنے کے ہین تمہارے کچھ گناہ نہین تم پر اور نہ ان پر انکے پیچھے پھرا ہی کرتے

ہو ایک دوسرے پاس یون کھولتا ہے اللہ تمہارے آگے باتین اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا **ف** ان تین

وقت مین لڑکون کو اور غلام لونڈی کو بھی پروانگی لینی چاہیے اور ساری وقتون مین حاجت نہین **ف** اور

جب پہونچ لڑکے تم مین عقل کی حد کو ویسی پروانگی لین جیسے لیتے رہے ہین ان سے اگلے یون کھول سناتا ہے اللہ

تم کو اپنی باتین اور اللہ تعالی سب جانتا ہے حکمت والا **ف** ویسی پروانگی یعنے ہر وقت جیسے جدا گھر والے

ہر وقت خبر کر کے آوین **ف** اور جو بیٹھ رہی ہین تمہاری عورتون مین جنکو توقع نہین بیاہ کی ان پر گناہ نہین

کہ اتار رکھین اپنے کپڑے یہ نہین کہ دکھاتی پھرین اپنا سنگار اور اس سے بھی بچین تو بہتر ہے انکو اور اللہ سب

سنتا ہے جانتا **ف** یعنے بوڑھی عورتین گھر مین تھوڑے کپڑون مین رہین تو درست ہے اور پورا پردہ رکھین

تو اور بہتر **ف** ان آیتون مین اللہ تعالی نے بعض ناتے والون کو بعض سے اجازت لینے کا بیان فرمایا ہے

اور ابتدا سورہ مین جو استیذان کا مسئلہ گذرا تو وہان اجانب کا استیذان مراد ہے یعنے وہان بعض

اجنبیون کے بعض سے اجازت لینے کا بیان ہے تو اللہ تعالے نے مسلمانون کو حکم کیا کہ ان سے اجازت لین

انکے غلام اور انکے وہ بچے جو ابھی تک عقل کی حد کو نہین پہونچے تین وقتون مین پہلے تو فجر کی نماز سے

پہلے کیونکہ لوگ فجر کی نماز سے پہلے اپنے اپنے فراشون مین سوتے ہوتے ہین اور دوپہر کے وقت جب لوگ

قیلولہ کیے ہون کیونکہ انسان کبھی اس وقت مین بھی کپڑے اتار کر اپنے اہل کے ساتھ صحبت کرتا ہے اور عشا

کی نماز کے پیچھے تو خادمون اور بچون کو حکم ہوا ہے کہ ان اوقات ثلاثہ مین گھر والون پر ناگہان نہ چلے جایا

کرین کیونکہ خوف ہے مرد کے اپنے اہل کے ساتھ ہونیکا یا ایسی کسی اور بات کا و لہذا فرمایا ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ

لَّكُمْ ؕ لَیْسَ عَلَیْكُمْ وَ لَا عَلَیْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ یعنے یہ تین وقت تمہارے کھلنے کے ہین ان وقتون

مین آنے کے تو وہ مجاز نہین ہین اور اگر ان اوقات کے سوا کسی اور وقت مین آوین تو کچھ گناہ نہین تم پر

آنے دو ان کو اور نہ ان پر اگر وہ کچھ دیکھ لین تمہارا کھلا ہوا اوقات ثلاثہ کے سوا کسی اور وقت مین کیونکہ

وہ اوقات ثلاثہ کے سوا اور اوقات مین چلے آنیکی مجاز ہین دوسرا یہ کہ آنا جانا ضرورت کیوجہ سے ہو تو انکا سفیب

اور فرض ہے اور آنے جانے والوں کو وہ بات معاف ہی جو انکے سوا اوروں کو معاف نہیں ہے امام مالکؒ اور امام احمدؒ
اور اہل سنن نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا بلی کے حق مین اِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسَةٍ
اِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ اَوِ الطَّوَّافَاتِ یعنی بلی کا جوٹھا پلید نہیں ہے وہ تو تم پر آنے جانیوالون مین سے
ہے یا فرمایا آنے جانیوالیون مین سے اور چونکہ یہ آیت محکمہ ہے اور اس آیت کو کسی اور آیت نے منسوخ نہیں کیا اور
بہت کم لوگ اسپر عمل کرتے ہین اس لیے کہا ابن عباس نے رضی اللہ تعالیٰ عنہما چھوڑ دیا ہے لوگون نے تین آیتون
کو پہروہ نہین عمل کرتے اُنپر يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ الاٰية پر اور اس
آیت پر جو سورۂ نساء کے آخر مین ہے وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى الاٰية اور اس آیت مین جو سورۂ حجرات مین
ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ اور ابن ابی حاتم کی ایک روایت مین یون ہی اسمٰعیل
بن مسلم کی حدیث سے اور وہ ضعیف ہے عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہین کہ غالب ہوا شیطان لوگون پر تین آیتون
مین پہر وہ نہین عمل کرتے اُنپر يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ الاٰية پر سفیان بن
عبید اللہ نے سنا ابن عباسؓ سے کہتے تہے نہین مانا اس آیت کو بہت لوگون نے اور مین تو حکم کیا کرتا ہون اپنے
چھوکری کو جو یہ کہ میرے پاس اجازت لیکر آیا کرے رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ موسیٰ بن ابی عائشہ کہتے ہین مینے شعبی سے
آیت لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کی بابت پوچھا تو وہ بولے یہ آیت منسوخ نہین ہے مینے کہا پہر
لوگ تو اسپر عمل نہین کرتے بولا اللہ المستعان یعنے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا چاہیے رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ عکرمہ نے ابن
عباسؓ سے روایت کیا کہ دو مردون نے اُنکو ان تین وقتون مین اجازت لینے کی بابت پوچھا جن مین اجازت لینے کا اللہ نے
قرآن مجید مین حکم کیا ہے تو ابن عباسؓ نے کہا اِنَّ اللّٰهَ سِتِّيْرٌ يُحِبُّ السِّتْرَ كَانَ النَّاسُ لَيْسَ لَهُمْ
سُتُوْرٌ عَلٰى اَبْوَابِهِمْ وَلَا حِجَالٌ فِيْ بُيُوْتِهِمْ فَرُبَّمَا فَاجَاَ الرَّجُلَ خَادِمُهٗ اَوْ وَلَدُهٗ اَوْ يَتِيْمَةٌ
فِيْ حِجْرِهٖ وَهُوَ عَلٰى اَهْلِهٖ فَاَمَرَهُمُ اللّٰهُ اَنْ يَّسْتَاْذِنُوْا فِيْ تِلْكَ الْعَوْرَاتِ الَّتِيْ سَمَّى اللّٰهُ ثُمَّ
جَاءَ اللّٰهُ بَعْدُ بِالسُّتُوْرِ فَبَسَطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الرِّزْقَ فَاتَّخَذُوا السُّتُوْرَ وَاتَّخَذُوا الْحِجَالَ فَرَاَى
النَّاسُ اَنَّ ذٰلِكَ قَدْ كَفَاهُمْ مِنَ الْاِسْتِئْذَانِ الَّذِيْ اُمِرُوْا بِهٖ یعنے اللہ تعالیٰ چہپانے والا ہے دوست
رکہتا ہے پردہ مین رہنے کو لوگون کی دروازون پر پردے نہ تہے اور نہ لوگون کے گہرون مین چہپر کہٹ تہے
پہر کئی بار مرد کا خادم یا اسکا بیٹا یا اسکا یتیم جو اسکی گود مین ہوتا اسکے گہر مین چلا آتا اور اسوقت بی بی کے ساتہ
ہوتا تو اللہ نے حکم کیا کہ ان تین حالتون مین جنکو اللہ نے قرآن مجید مین بیان کیا اجازت لیکر اندر جایا کرین پہر

نے آیا اسد پردی اور فراخ کی لوگون پر روزی تو اونھون نے دروازون پہ پردی لٹکا دیے اور گہرون مین چہپر کہٹین بنایئے
پہر لوگون نے خیال کیا کہ ان پردون اور چہپر کہٹون نے اس اجازت لینی کی حاجت کو اوٹھا دیا ہے جسکا ہمکو حکم ہوا تہا
رواہ ابن ابی حاتم کہا حافظ ابن کثیر نے اور یہ اسناد ابن عباسؓ تک صحیح ہے وَرَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ عَنِ الْقَعْنَبِیِّ عَنِ
الدَّرَاوَرْدِیِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِیْ عَمْرٍو بِہٖ سدی کہتے ہین صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین خواہش کرتے تہے کہ ان
تین وقتون مین اپنی بی بیون سے صحبت کر کر نہاوین اور پہر آکر نماز پڑہین پہر اللہ نے انکو حکم کیا کہ وہ حکم کرین اپنے
مملوکون اور بچون کو کہ نہ داخل ہون انپر ان وقتون مین مگر اجازت لیکر اور مقاتل بن حیان کہتے ہین ہم کو یہ بات پہونچی
اگر اللہ خوب جانے کہ انصار کے ایک مرد اور اسکی بی بی اسماء بنت مرشدہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے کہانا
طیار کیا تو لوگ انکے پاس بلا اجازت آنے لگے تو اسماء بولی یا رسول اللہ یہ کیسی بری بات ہے کہ لوگ داخل ہوتے ہین
عورت اور مرد پر اور وہ دونون ایک ہی کپڑے مین ہوتے ہین اور آجاتا ہے انکا غلام اجازت کے سوا تب اللہ تعالی
نے یہ آیت اتاری یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِیْنَ مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ آخر تک اور اللہ کا قول كَذٰلِكَ
یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ دلالت کرتا ہے کہ یہ آیت محکمہ ہے منسوخ نہین ہے پہر فرمایا وَاِذَا
بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْیَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ یعنے جب تمہاری وہ لڑکے جو
احوال ثلاثہ مین تمسے اجازت لیکر اندر جایا کرتے تہے عقل کیحد کو پہونچ جاوین تو ان پر ہر وقت اجازت لینا اجانب کیطرح
واجب ہو جاتا ہے اور جن وقتون مین وہ سمجہین کہ ہماری ماں باپ یا ہماری محارم آپس مین ہم صحبت ہونگے ان وقتون
مین اپنے محارم پر بہی داخل نہ ہون اجازت کے سوا اگرچہ وہ وقت احوال ثلاثہ کے سوا ہون یحیی بن ابی کثیر کہتے تہے
جب بچہ چار سالہ ہو تو وہ اپنی ماں باپ سے ان احوال ثلاثہ مین اجازت لیکر انکے پاس جاوے جب بالغ ہو جاوے
تو ہر وقت لیا کرے اور یہی قول ہے سعید بن جبیر کا اور الذین من قبلہم سے کبار مراد ہین اور نساء قواعد سے وہ عورتین
مراد ہین جنکا حیض بند ہو گیا اور وہ آس توڑ بیٹہین اولاد سے اسلیے وہ نہین توقع کرتین بیاہ کی کیونکہ انکو خاوند کا شوق
نہین رہا تو انپر کپڑون کے اتار رکہنے مین گناہ نہین ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کپڑون کے اتارنے مین انکی نیت زینت دکہانی
کی نہ ہو یہی قول ہے سعید بن جبیر اور مقاتل بن حیان اور ضحاک اور قتادہ کا یعنے انپر ستر کے بارے مین وہ تکلیف نہین
ہے جو انکے سوا اور عورتون پر ہے عکرمہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ اللہ کا قول والقواعد من النساء التی الآیہ گویا
مستثنی ہے اللہ کے قول وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ الآیہ سے ابن مسعودؓ نے کہا اللہ کے قول فَلَیْسَ
عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ کی تفسیر مین کہ ثیاب سے جلباب اور رداء مراد ہے اور ایسا ہی مروی ہے ابن عباسؓ اور

ابن عمرؓ اور مجاہد اور سعید بن جبیر اور ابو الشعثاء اور ابراہیم نخعی اور حسن اور قتادہ اور زہری وغیرہم سے اور کہا ابو صالح
نے جو عورت ایسی ہو جسکا آیت باب میں ذکر ہے وہ چادر کو اتار کر رکھے اور اوڑھنی میں مرد کے سامنے کھڑی ہو سکتی
ہے اور کہا سعید بن جبیر وغیرہ نے کہ عبد اللہ بن مسعودؓ کی قرأت یوں ہے اَنْ یَّضَعْنَ مِنْ ثِیَابِھِنَّ اور ثیاب سے جلباب
مراد ہے اور خمار اوپر ہوتی ہے تو اس جلباب کے رکھ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے مسافر کے پاس اور غیر مسافر کے
پاس جب ایسی عورت پر ہوتی اوڑھنی ہو کہا سعید بن جبیر نے غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَۃٍ کی تفسیر میں کہ اسلیے اپنے اوپر سے
چادر نہ اتارین کہ ہماری زینت ظاہر ہو وے ام الضیاء کہتی ہین مین آئی حضرت عائشہؓ پاس اور مین نے عرض کی
آپ کیا فرماتے ہین چادرین اور نقاض اور صباغ اور بالیون اور گوجریون اور سونے کے چھلے اور تپلے تپلے کپڑون
مین فرمایا اے عورتون کی جماعت تمہارا قصہ ایک ہی قصہ ہے اللہ نے حلال کیا ہے تمہارے واسطے زینت کو پر تم کو
اسکا دکھانا حرام ہے رواہ ابن ابی حاتم سدی کہتے ہین میرا ایک شریک تھا مسلم نام اور وہ مولی تھا حذیفہ بن
یمان کی بی بی کا ایک دن جب وہ بازار کیطرف آیا تو اسکے ہاتھون مین مہدی کا نشان تھا مینے کہا یہ کیا ہے
وہ بولا مین نے لگائی تھی مہدی اپنی مالکہ کے سر مین جو حذیفہ کی بی بی ہے سدی کہتے ہین تو مین نے برا جانا اس امر کو
مسلم بولا اگر آپ چاہین تو مین آپکو اس عورت کے پاس لے چلتا ہون مینے کہا اچھا پھر وہ مجھکو لیگیا اسعورت پاس
تو وہ عورت تھی بزرگ تو مین نے اسکو کہا یہ مسلم کہتا ہے کہ اس نے تیرے سر کو مہدی کا خضاب کیا ہے وہ بولی ہان
بیٹا مین ان عورتون مین سے ہون جو بیٹھ رہی ہین اور انکو بیاہ کی توقع نہین ہے اور اللہ تعالی نے نساء قواعد کی بابت
جو فرمایا ہے وہ تو نے سنا ہی ہوگا اور یہ جو فرمایا وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّھُنَّ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ یعنے اگر کپڑے نہ
اتارین یا گرچہ کپڑون کا اتارنا ایسی عورتون کو جائز ہے تو انکے واسطے اس مین بہت بھلا ہے اور اللہ سنتا اور جانتا ہے
انتہی ما فی تفسیر ابن کثیر فتح کا لفظ یہ ہے کہ یہ خطاب ہے مسلمان مردون کو اور مسلمان عورتین اس مین تغلیب
کے طور پر داخل ہین جیسے قرآن مجید کے اور خطابون مین علماء نے کہا یہ آیت بعض اوقات کے ساتھ خاص ہے اور
اللہ کے قول لیستاذنکم کی مراد مین اختلاف ہے کئی قولون پر قول اول یہ استیذان منسوخ ہے یہ قول ہے سعید بن مسیب
کا اور کہا سعید بن جبیر نے امر اس آیت مین استحباب کے واسطے ہے نہ وجوب کے واسطے بعض نے کہا یہ استیذان واجب تھا
اسپر جب انکے گھرون پر دروازے نہ تھے اگر وہی حال ہوجاوے تو وجوب بھی عود کرے گا اسکو مہدوی نے ابن عباسؓ سے حکایت
کیا بعض نے کہا امر اس آیت مین وجوب کے لیے ہے اور آیت محکمہ ہے منسوخ نہین ہے اور اسکا حکم ثابت ہے مردون پر
اور عورتون پر امام قرطبی نے کہا اور اکثر علماء کا یہی قول ہے اور کہا سلمی نے یہ حکم عورتون کے ساتھ خاص ہے

اور کہا ابن عمرؓ نے یہ حکم مردون کے ساتھ خاص ہے عورتون کے سوا اور الذین ملکت ایمانکم سے عبید اور اما دونون
مراد ہین ایک انصاری اور اسکی بی بی اسماء بنت مرشدہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کھانا طیار کیا تو اسماء بولی
یا رسول اللہ یہ کیسی بات ہے کہ بی بی اور مرد ایک ہی کپڑے مین ہوتی ہین اور سانپر انکے غلام چلے آتے ہین تب اللہ تعالی
نے یہ آیت اتاری یا ورالذین ملکت ایمانکم سے عبید اور اما دونون مراد ہین قالہ مقاتل بن حیان سدی کہتے ہین
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو یہ امر پسند آتا تھا کہ ان اوقات ثلاثہ مین بی بیون سے ہم صحبت ہوا کرین اور غسل
کر کر نماز کیواسطے نکلا کرین اسلیے اللہ تعالی نے انکو ارشاد کیا کہ مملوکین اور بچون کو حکم کرین کہ وہ ان وقتون مین بلا
اجازت نہ چلے آیا کرین اب یہ اعتراض وارد نہ ہوگا کہ اللہ نے انکو یہ حکم کیون کیا باوجود اسکے کہ وہ مکلف نہین ہین اور
اگر انکا امر مقصود بالذات ہوتا تو ندا اور خطاب مین مومنون کی تخصیص کی کوئی وجہ نہ تھی آور والذین لم یبلغوا الحلم منکم
سے آزاد لڑکے اور آزاد لڑکیان مراد ہین کہ اسپر تو سب کا اتفاق ہے کہ جب لڑکا محتلم ہوجاوے تو بالغ ہوجاتا ہے اب اختلاف
ہے اس مین جب لڑکا پندرہ سال کا ہوجاوے اور محتلم نہ ہو تو کہا ابو حنیفہؒ نے لڑکا نہین ہوتا بالغ جبتک پورا اٹھارہ ۱۸
سال کا نہ ہو اور نہین ہوتی لڑکی بالغہ جبتک سترہ سال کی نہ ہو اور امام شافعیؒ اور ابو یوسفؒ اور محمدؒ اور امام احمد کا لڑکی
مین یہ قول ہے کہ لڑکا پندرہ سال کا ہوکر مکلف ہوجاتا ہے اور جاری ہوجاتے ہین اسپر احکام اگرچہ اسکو احتلام نہ ہووے
اور ثلاث مرات سے تین وقت مراد ہین دن اور رات مین آور اوقات سے تعبیر کی مرات کے ساتھہ کیونکہ اصل وجوب استیذان
کا وہ سبب مقارنت ان وقتون کے ہے واسطے گذرنے اجازت لینیوالون کے مخاطبین کے ساتھہ اور نفس اوقات وجوب
کا اصل نہین ہین پہر بیان کیا ان تین وقتون کو اور فرمایا فجر کی نماز سے پہلے کیونکہ وہ فراشون سے اٹھنے کا وقت ہے اور
سونے کے کپڑون کے اتارنے اور بیداری کے کپڑے لگانیکا اور بسا اوقات انسان ننگا سوجاتا ہے یا ایسی صورت
مین رات کاٹتا ہے کہ اس صورت پر دوسرے کے دیکھنے کو مکروہ جانتا ہے اور جب تم اتارتے ہو اپنے کپڑے دوپہر کیوقت
اور یہ اسواسطے کہ لوگ دوپہر کیوقت قیلولہ کرنے کیلیے کپڑے اتار دیتے ہین پہر تیسرے وقت کو بیان کیا اور فرمایا اور عشا کی
نماز کے بعد کیونکہ یہ بیداری کے کپڑے آدمی اتار دیتا ہے اور بی بی کے ساتھہ تنہائی کے کپڑے لگالیتا ہے پہر اللہ نے ان
اوقات کی تفصیل کے بعد ان مین اجمال کیا اور فرمایا ثلاث عورات لکم عبد اللہ بن سوید کہتے ہین مینے پوچھا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عورات ثلاث سے تو آپنے فرمایا جب مین دوپہر کیوقت اپنے کپڑے اتار دیا کرون تو میرے پاس
کوئی نابالغ غلام اور نابالغ آزاد نہ آیا کرے مگر اجازت مانگ کر اور ایسا ہی جب مین اپنے کپڑے عشا کی نماز کے بعد
اتارون اور ایسا ہی فجر کی نماز کے پہلے اخرجہ ابن مردویہ ابن عباسؓ نے کہا بہت لوگون نے اس آیت کو نہین

ماں یعنے اذن کی آیت کو اور میں تو حکم کرتا ہوں اس لڑکی کو اور وہ لڑکی چھوٹی سی انکے سر پر کھڑی تھی) کہ میری پاس اجازت
لیکر آیا کرے اور انہیں سے مروی ہے کہ لوگوں نے تین آیتوں پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے اس آیت پر اور سورہ نسا کی آیت وَ
اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى الآیہ پر اور سورہ حجرات کی آیت اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اور اسی سے
مروی ہے جب تنہا ہووے مرد اپنی بی بی کے ساتھ عشا کی بعد تو نہ داخل ہووے اس پر لڑکا اور نہ خادم مگر اجازت لیکر یہاں
تک کہ وہ فجر کی نماز پڑہے اور جب تنہا ہووے مرد اپنی بی بی کے ساتھ دوپہر کیوقت تو اسوقت بھی بلا اجازت اندر نجاوے
اور اور وقتوں میں بچوں اور غلاموں کو بلا اجازت آنے جانیکی اجازت دیگئی ہے اور یہی معنی ہیں اللہ کے قول لَيْسَ
عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ کے اور رہا وہ لڑکا جو بالغ ہوجاوے تو وہ نہ جاوے مرد اور اسکی بی بی کے
پاس مگر اجازت لیکر ہر وقت اور یہی معنی ہیں اللہ کے قول وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوا
كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کے ابن عمرؓ سے مروی ہے آیت کی تفسیر میں کہ یہ حکم مردوں کے ساتھ خاص ہے عورتوں
کے سوا (یعنے مرد بلا اجازت اندر نہ جاویں عورتوں کے سوا) اور اس تخصیص کی کوئی وجہ نہیں ہے تو جیسے مردوں کے مطلع
ہونیکو عورات پر انسان برا جانتا ہے ایسا ہی عورتوں کے مطلع ہونے کو برا جانتا ہے اور سلمی کہتے ہیں یہ حکم (یعنے
تین وقتوں میں اجازت لیکر جانا) عورتوں کے ساتھ خاص ہے اور مرد ہر وقت اجازت لیا کریں رات میں اور دن میں
ابن مسعودؓ کہتے ہیں عَلَيْكُمْ اِذْنٌ عَلٰى اُمَّهَاتِكُمْ یعنے تمپر واجب ہے کہ ماؤں کے پاس بھی اجازت لیکر جاؤ اور اسی سے
مروی ہے کہ اجازت طلب کرے مرد باپ پر داخل ہونیکے لیے اور ماں پر داخل ہونیکے واسطے اور بھائی پر داخل ہونیکے
واسطے اور بہن پر داخل ہونیکے واسطے اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِي الْاَدَبِ اور جابرؓ سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور شعبیؓ سے
سوال ہوا اس آیت سے آیا منسوخ ہے یہ آیت تو وہ بولا نہیں بخدا یہ آیت تو منسوخ نہیں ہے وہ سائل بولا لوگ
اس آیت پر عمل نہیں کرتے بولا اللہ مددگار ہے اور کہا سعید بن جبیر نے لوگ کہتے ہیں یہ آیت منسوخ ہے بخدا یہ آیت
منسوخ نہیں ہے ولکن اسپر عمل کرنے میں لوگوں نے سستی کی ہے اور سعید بن مسیب نے کہا یہ آیت منسوخ ہے اور پہلے
قول کو ترجیح ہے اور جائز کر دیا اللہ سبحانہ نے ان تین وقتوں کے سوا اور وقتوں میں بچوں اور عبید اور اماء کو بلا اجازت
اندر جانا کیونکہ غالبا لوگ ان وقتوں کے سوا اور وقتوں میں عورات کو نہیں کھولتے اور الذین من قبلہم ان لوگوں
کو کہا گیا جو اس سے پہلی آیت لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا الآیہ میں مخاطب ہیں اور معنے یہ ہیں پھر
اجازت لیویں یہ جیسے اجازت لیا کرتے ہیں احرار کبار جنکو حکم ہوا ہے استیذان کا استثنا کے سوا کہا عطاء نے
واجب ہے لوگوں پر اجازت کا طلب کرنا جب عقل کی حد کو پہونچ جاویں آزاد ہوویں خواہ عبید ہوویں اور خدا

سے کسینے پوچہا کیا آدمی والدہ کے پاس جانیکے واسطے بہی اجازت طلب کیا کرے کہا ہان اگر تو اجازت نہ لیگا تو
دیکہہ بیٹھے گا اس سے اس چیز کو جسکو تو برا جانیگا اور زہری اور سعید بن مسیب کا یہی قول ہے کہ مرد کو والدہ کے پاس جانیکے
لیے اجازت لینا چاہیے اور اسی معنی مین یہہ آیت نازل ہوئی ہے نسا ر قواعد سے عجائز مراد ہین جو حیض سے بیٹھے ہین یا
استمتاع سے بیٹھے ہین یا یہ سبب بہت بڑا ہونیکے اولاد سے نا امید ہین پہر نہین جنتین ورنہ انکو حیض آتا ہے کہا زجاج نے
نسا ر قواعد وہ عورتین ہین جنکو بیاہ کرانے کی امید نہین ہے اور یہی معنی ہین اللہ تعالی کے قول اَلّٰتِیۡ لَا یَرۡجُوۡنَ نِکَاحًا کے
اور کہا ابو عبیدہ نے نسا ر قواعد وہ عورتین ہین جو اولاد سے امید توڑ بیٹھی ہین اور یہہ معنی درست نہین ہے کیونکہ بعض
عورتون کو اولاد کی آس تو نہین ہوتی پہر ان سے مرد فائدہ اوٹہا سکتے ہین بعض نے کہا قواعد سے وہ عورتین مراد ہین
کہ جب ان کو مرد دیکہین تو انسے نفرت کرین اور رہی وہ عورت جس مین کچہ خوبصورتی ہو جو شہوت کا محل ہے تو وہ اس
حکم مین داخل نہین ہے پہر اللہ تعالی نے قواعد کا حکم بیان کیا اور فرمایا فلیس علیہن جناح ان یضعن ثیابہن تو ثیاب سے
یہان وہ کپڑے مراد ہین جو ظاہر بدن پر ہوتے ہین جیسے جلباب اور ردا جو کپڑون کے اوپر ہوتے ہین اور وہ چادر
جو اوڑہنی کے اوپر ہوتی ہے اور یہان ثیاب سے وہ کپڑے مراد نہین ہین جو عورت خاصہ پر ہوتے ہین اور نہ خمار مراد ہے
اور اس مقدار کی انکو اجازت دیگئی ہے کیونکہ مردون کو ان مین اسقدر رغبت نہین ہوتی جو اللہ سبحانہ نے انکی لیے
وہ بات جائز کر دی جو اور عورتون کی واسطے جائز نہین ہے ابن عباس رض سے مروی ہے کہ ثیاب سے مراد جلباب ہے اور ابن عمر اور
ابن مسعود سے بہی اسی کی مثل مروی ہے لیکن ابن مسعود رض نے ردا کو زیادہ کیا پہر ان کیحالتون مین سے ایک حالت کو
مستثنے کیا اور فرمایا غیر متبرجت بزینۃ تبرج سے اظہار زینت مراد ہے اور زینت سے وہ زینت مراد ہے جسکی چہپانے
کا انکو حکم ہوا ہے امر کی قول وَلَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ مین یا زینت سے زینت خفیہ مراد ہے جیسے ہار اور کنگن اور
بجریان اور تبرج کہتے ہین کہلنے اور آنکہون کے لیے ظاہر ہونے اور پوشیدہ چیز کے ظاہر کرنے مین تکلیف اوٹہانے
اور عورت کے اپنی زینت اور محاسن کو مردون کے لیے ظاہر کرنے کو لَیۡسَ عَلَی الۡاَعۡمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الۡاَعۡرَجِ
حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الۡمَرِیۡضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰۤی اَنۡفُسِکُمۡ اَنۡ تَاۡکُلُوۡا مِنۡۢ بُیُوۡتِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اٰبَآئِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ
اُمَّہٰتِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اِخۡوَانِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اَخَوٰتِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اَعۡمَامِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ عَمّٰتِکُمۡ
اَوۡ بُیُوۡتِ اَخۡوَالِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ خٰلٰتِکُمۡ اَوۡ مَا مَلَکۡتُمۡ مَّفَاتِحَہٗۤ اَوۡ صَدِیۡقِکُمۡ ؕ لَیۡسَ عَلَیۡکُمۡ
جُنَاحٌ اَنۡ تَاۡکُلُوۡا جَمِیۡعًا اَوۡ اَشۡتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلۡتُمۡ بُیُوۡتًا فَسَلِّمُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِکُمۡ تَحِیَّۃً مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ
ع ۸ ۱۴ مُبٰرَکَۃً طَیِّبَۃً ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الۡاٰیٰتِ لَعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ نہین اندہے پر کچہ تکلیف اور نہ

لنگڑے پر تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف **ف** یعنے جو کام تکلیف کے ہین وہ انکو معاف ہین جہاد اور حج اور جمعہ اور
جماعت اور ایسی چیزین **ف** نہین تکلیف تم لوگون پر کہ کہا لو اپنی گہرون سے یا اپنے باپون کے گہرون سے اور یا
اپنی ماؤن کے گہرون سے یا اپنی بہائیون کے گہرون سے یا اپنی بہنون کے گہرون سے یا اپنی چچاؤن کے گہرون سے یا اپنی پہوپہیون کے گہرون سے یا اپنے ماموؤن کے گہرون سے
یا اپنی خالاؤن کے گہرون سے یا جسکی کنجیون کے مالک ہوے ہو یا اپنے دوستون کے گہرون سے نہین گناہ تم پر کہ کہاؤ مل کر یا جدا پہر
جب جانے لگو کبہی گہرون مین تو سلام کہو اپنے لوگون پر نیک دعا ہے اللہ کے ہان سے برکت کی ستہری یون کہولتا
ہے اللہ تمہارے واسطے باتین شاید تم بوجہہ رکہو **ف** یعنے اہل آیت کے علاقون مین کہانیکی چیز کو ہر وقت پوچہنا
ضرور نہین نہ کہانیوالا حجاب کرے نہ گہر والا دریغ کرے مگر عورت کا گہر اگر اسکے خاوند کا ہو تو اسکی مرضی چاہیے
اور ملکر کہاؤ یا جدا یعنے اسکی تکرار دلمین نہ کہیے کہ کس نے کم کہایا کس نے زیادہ سب نے مل کر پکایا سب نے ملکر
کہایا اور اگر ایک شخص کی مرضی نہو پہر ہرگز درست نہین کسی کی چیز کہانی اور تقید فرمایا سلام کا آپسکی ملاقات
مین اس سے بہتر دعا نہین جو لوگ اسکو چہوڑ کر اور لفظ ٹہیرلتے ہین اسکی تجویز سے انکی تجویز بہتر نہین یہانتک
مضمون ہے موضح القرآن کا **ف** ابن کثیر مین لکہا ہے مفسرون کا اختلاف ہے اس سبب مین جسکے واسطے اللہ نے
اندہے لنگڑے اور بیمار سے تکلیف اٹہائی گئی اور عطا خراسانی اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم کا یہ قول ہے کہ یہ آیت
جہاد مین اتری ہے سورہ نور کی اور اس آیت کو مفسرین نے اس آیت کی طرح قرار دیا ہے جو سورۂ فتح مین ہے اور
سورہ فتح کی آیت بالضرور جہاد کی بارے مین اتری ہے اور معنے یہ ہین کہ ان لوگون پر جہاد کے چہوڑنے مین کوئی
گناہ نہین ہے بسبب انکی ضعف اور ناتوانی کے اور جیسے فرمایا اللہ نے سورۂ براءت مین لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَ
لَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مَا عَلَى
الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَا اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا اَجِدُ
مَا اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ یعنے ضعیفون
پر تکلیف نہین نہ مریضون پر اور نہ انپر جنکو پیدا نہین جو خرچ کرین جب دل سے صاف ہون اللہ اور رسول کے ساتہ
نہین نیکی والون پر الزام کی راہ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور نہ انپر کہ جب تیرے پاس آئے تا انکو تو سواری دے
تو نے کہا مجہکو پیدا نہین جو تم کو سواری دون الٹے پہرے اور انکی آنکہون سے بہتی ہین آنسو اس غم سے کہ ان کو
پیدا نہین جو خرچ کرین بعضے کہا لوگ حرج سمجہتے تہے اندہے کے ساتہ کہانیکو کیونکہ نہ وہ کہانا دیکہہ سکتا ہے
اور نہ ستہری ان چیزون کو جو کہانے مین ہین پہر ہو سکتا ہے کہ عمدہ عمدہ کہانا پینا کہا جاوے نابینے کے سوا

اور نہ لنگڑے کی ساتھ بیٹھکر کھاوی کیونکہ وہ بیٹھ نہین سکتا پہر سبقت کریگا اس سے اسکے ساتھ بیٹھنے والا اور نہ بیمار
کے ساتھ کھاوی کیونکہ بیمار تندرست کی طرح نہین کھا سکتا تو اونہون نے برا جانا انکے ساتھ ملکر کھانا ترک انپر ظلم
نہ ہو تب اللہ سبحانہ وتعالی نے اس آیت کو اتارا اور انکو رخصت دی اس مین اور یہ قول ہے سعید بن جبیر اور مقسم کا ضحاک
نے کہا لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے سے پہلے ان لوگون کی ساتھ ملکر کھانے کو برا جانتے تہے ان سے نفرت کرکر
اور آپ کو اچہا جانکر تب اللہ تعالی نے اس آیت کو اتارا مجاہد نے اللہ تعالی کے قول لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ الآیۃ کی تفسیر
مین یہ روایت کیا کہ لیجایا کرتا تہا مرد اندہے کو یا لنگڑے کو یا بیمار کو اپنے باپ کے گہر مین یا بہائی کے گہر مین یا بہن کے گہر مین
یا پہوپہی کے گہر مین یا خالہ کے گہر مین آور یہ لوگ اس بات کو برا جانتے اور کہتے یہ تو ہمکو اور لوگون کے گہرون مین لیجاتے
ہین پہر یہ آیت انکی رخصت مین اتری اور کہا سدی نے مرد داخل ہوتا اپنے باپ کی گہر مین یا بہائی کے گہر مین یا بیٹے کی
گہر مین پہر گہر والی کی عورت اسکو کچہہ کہانے کی چیز دیتی تو وہ نہ کہاتا اس ڈر سے کہ گہر والا موجود نہین ہے تب اللہ تعالی نے یہ آیت
اتاری لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ الآیۃ اور اللہ نے بیان کیا جملہ ولا علی انفسکم کو حالانکہ یہ تو معلوم تہا تو کہ اسپر غیر کا عطف
ڈالا جاوی لفظون مین اور اسکا ما بعد اسکے مساوی ہووی حکم مین اور یہ جملہ شامل ہے بیوت ابنا کو اسلیے کہ بیوت ابنا کی
آیت باب مین تصریح نہین ہے و تعذ او دلیل لی ہے اس شخص نے جو کہتا ہی کہ اولاد کا مال انکے باپ کے مال کے قائم مقام ہوتا
ہے اور مسند امام احمد اور سنن مین کئی طریق سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا اس شخص کو
کو جس نے شکایت کی کہ میرا باپ میری مال کی خواہش کرتا ہے) أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ یعنے تو اور تیرا مال تیرے باپ کا
ہے اور ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل نے نفقہ اقارب کے وجوب پر اللہ کے قول اَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ اَوْ بُيُوتِ
اُمَّهَاتِكُمْ الآیۃ سے دلیل لی ہے اور سعید بن جبیر اور سدی نے کہا ما ملکتم مفاتحہ سے آدمی کا غلام اور کارفرما
مراد ہے پہر اگر غلام یا کارفرما اس طعام مین سے کہالیوے جو مالک نے اندونون مین سے کسی کے سپرد کیا ہوا ہے تو کچہ گناہ
نہین ہے عروہ نے عائشہؓ سے روایت کیا کہ مسلمان نفیر مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ جانا پسند کرتے اور دیجاتے
اپنی کنجیان اپنے وکیلون کو اور کہجاتے کہ جس چیز کے کہانیکی تمکو ضرورت پڑی ملتا رود کہالینا ہمنے تم کو اجازت دیدی
ہے اور وے کہتے ہم کو تو ان کی مال سے کہانا جائز نہین ہے اونہون نے ہمکو اجازت دی ہے انپر جی کی خوشی کے سوا
اور ہم تو امین ہین تب اللہ نے اس آیت کو اتارا یعنے تمپر ان لوگون کے گہرون سے کہانے مین کچہ ڈر نہین ہے جب تم جانتے
ہو کہ تمہارا کہانا انپر دشوار نہین گذرتا اور نہ یہ انکو برا معلوم ہوتا ہے کہا قتادہؓ نے جب تو اپنے دوست کے گہر مین
جاوے تو کچہ حرج نہین ہے اگر تو اسکے گہر سے اسکی اجازت کی سوا کہالیوے اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ

سے اسکی قول لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوا جَمِيعًا اَوْ اَشْتَاتًا کی تفسیر مین روایت کیا کہ جب اللہ نے اتاری
یہ آیت يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لَا تَاْكُلُوا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ تو مسلمان بولا البتہ اللہ نے ہمکو روکا ہی
آپس مین ناحق مالون کو کہانے سے اور کہانا سب مالون سی بہتر مال ہے تو کسی کو جائز نہین ہے کہ کسی کے گہر سے کہاوے
اور لوگ رک گئے اس سے تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ سے اَوْ صَدِيْقِكُمْ تک اور
لوگون کو اکیلے کہانے سے بہی نفرت تہی تو اللہ نے اکیلے کہانے کی بہی انکو اجازت دی اور فرمایا لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ
اَنْ تَاْكُلُوا جَمِيعًا اَوْ اَشْتَاتًا اور کہا قتادہؓ نے اور یہ حی بنی کنانہ مین سے تہا ایک ان مین کا خیال کرتا
کہ اکیلے کہانا گناہ ہی او سان مین کا آدمی اونٹنیون کا دودہ نہ دوہتا حالانکہ بہوکا ہوتا یہانتک کہ ہسکو اسکو ساتہ
ملکر کہانے پینے والا ملتا تب اللہ نے اس آیت کو اتارا لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوا جَمِيعًا اَوْ اَشْتَاتًا تو اس
مین اللہ نے رخصت دی دونون باتون مین اکیلے رہکر کہانے مین اور جماعت کے ساتہ کہانے مین اگرچہ جماعت کے
ساتہ کہانے مین زیادہ فضیلت اور زیادہ برکت ہی اکیلے ہکر کہانے سے وحشی بن حرب اپنی باپ سی راوی ہے
اسنے روایت کی وحشی کے دادے سے کہ ایک مرد نے عرض کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور بولا ہم کہاتے
ہین اور سیر نہین ہوتے فرمایا لَعَلَّكُمْ تَاْكُلُوْنَ مُتَفَرِّقِيْنَ اِجْتَمِعُوا عَلٰى طَعَامِكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ
اللّٰهِ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيْهِ یعنی شاید تم جدا جدا کہاتی ہوگے ملکر کہایا کرو اور اللہ کا نام لیا کرو بسم اللہ پڑہا کرو کہانا
کہاتے وقت) تمکو برکت ہوگی رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَرَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيْثِ الْوَلِيْدِ
بْنِ مُسْلِمٍ بہ عمرؓ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا كُلُوا جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا فَاِنَّ الْبَرَكَةَ مَعَ الْجَمَاعَةِ
یعنے ملکر کہاؤ اور جدا جدا نہ کہاؤ کیونکہ برکت جماعت کے ساتہ ہی رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ اَيْضًا مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے
امر اسحدیث پر ندب پر محمول ہے اور نہی تنزیہ پر لِقِيَامِ قَرِيْنَةٍ وَّهُوَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوا
جَمِيعًا اَوْ اَشْتَاتًا اور کہا سعید بن جبیرؓ اور حسن بصری اور قتادہ اور زہری نے اللہ کے قول فَسَلِّمُوا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ کی
تفسیر مین کہ بعض تمہارا بعضے پر سلام کرے ابو الزبیر کہتے ہین مینے جابر بن عبد اللہ سے سنا فرماتے تہے جب تو جاوے گہر مین
تو گہر والون پر سلام کر یہ دعا ہی اللہ کے ہان سے برکت کی ستہری کہا ابو الزبیر نے نہ دیکہا مینے سلام کو مگر برکت کی دعا
رواہ ابن جریر کہا ابن جریج نے اور مجہکو زیاد نے ابن طاؤس سے خبر دی کہ وہ کہتے تہے جب تم مین سے کوئی شخص اپنے
گہر جاوے تو سلام کرے کہا ابن جریج نے مینے عطا سے پوچہا کیا واجب ہی جب مین گہر سے باہر آؤن پہر اندر جاؤن
تو سلام کرون انہون نے کہا واجب تو نہین ہے اور نہ مین وجوب کو کسی سے نقل کرتا ہون لیکن مجہے یہ بات اچہی معلوم ہوتی ہی

اور مین نہین چہوڑتا اسکو مگر بہولکر کہا مجاہد نے جب تو مسجد مین آوی تو کہہ اَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ یعنے اللہ کے رسول
پر سلام ہو اور جب تو گہر جاوی تو گہر والون پر سلام کر اور جب تو جاوی ایسے گہر مین جسمین کوئی شخص نہ ہو تو کہہ
اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِيْنَ یعنے سلام ہووے ہمپر اور اللہ تعالی کے نیک بندون پر اور
ایسا ہی کہا قتادہ رض نے کہ جب تو گہر مین جاوے تو گہر والون پر سلام کر اور جب تو ایسے گہر مین جاوے
جسمین کوئی نہ ہو تو کہہ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِيْنَ کیونکہ سلف کے لوگ اس بات کا حکم کرتے
تہے کہ ہم بیان کیے گئی ہین کہ فرشتے اسکو جواب دیتی ہین انس رض سے مروی ہے کہا مجہکو وصیت کی پیغمبر صاحب
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پانچ باتون کی فرمایا اے انس رض تو وضو کامل کیا تیری عمر زیادہ ہوگی اور سلام کر اس
شخص جسکو تو ملے میری امت سے تیری نیکیان زیادہ ہونگی اور جب تو جاوی اپنے گہر مین تو گہر والون کو سلام
کر تیری گہر مین خیر کثیر ہوگی اور نماز پڑہا کر چاشت کی نماز کیونکہ وہ اوابین (رجوع لانیوالون) کی نماز ہے تیرے
پہلے ای انس رض تو مہربانی کیا کر چہوٹے پر اور عزت کیا کر بڑی کی تو قیامت کے دن میرا رفیق ہوگا رَوَاہُ
الْحَافِظُ اَبُوْبَكْرٍ الْبَزَّارُ اور ابن عباس رض سے اللہ کے قول تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً کی تفسیر میں
مروی ہے کہ وہ فرمایا کرتے تہے مینے نہین سیکہا تشہد مگر اللہ کی کتاب سے مینے سنا اللہ تعالی کو وہ کہتا ہے فَاِذَا
دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً تو نماز کا تشہد یہ ہے
اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوٰتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰہِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْهَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا
وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِيْنَ یعنے قولی عبادتین برکت والی عبادتین بدنی عبادتین (اور) مالی عبادتین
یہ سب اللہ ہی کیواسطے ہین مین گواہی دیتا ہون کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہین ہے اور گواہی دیتا ہون
کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے ہین اور اسکے رسول ہین سلام ہے تجہ پر اے نبی اور اسکی مہربانی
اور اسکی برکتین سلام ہووی ہمپر اور اللہ تعالی کے نیک بندون پر پہر اپنے واسطے دعا کرے پہر سلام پہیرے
رَوَاہُ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ وَهٰكَذَا رَوَاہُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ مِّنْ حَدِيْثِ ابْنِ اِسْحٰقَ اور تشہد کا
وہ سیاق جو صحیح مسلم مین ابن عباس رض سے مرفوعًا مروی ہے وہ اسکے مخالف ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور جب اللہ
نے اس سورت مین احکام محکمہ اور شرائع متقنہ مبرمہ کو بیان فرمایا تو اپنے بندون کو متنبہ کیا اسپر کہ وہ بیان
کیا کرتا ہے اپنے بندون کیواسطے شافی بیان تو کہ وہ ان مین دہیان کرین اور سمجہین انتہے ما فی تفسیر ابن کثیر

فتح کا بیان یہ ہے کہ اہل علم نے اس آیت کی تفسیر مین اختلاف کیا ہی آیا یہ محکمہ ہے یا منسوخ ہے تو اول قول
کی بہی علما کی ایک جماعت قائل ہے اور دوسرے قول کی بہی ایک جماعت قائل ہے بعض نے کہا مسلمان جب
جہاد کرنے کو جاتی تو لنگڑے لولے پیچہے اپنے گہرون مین خلیفے کر جاتے اور دیدیتی ان کو اپنے گہرون کی کنجیان
اور کہتے ہمنے تمکو اجازت دی ہے کہ تم ہماری گہرون سی کہاتے رہو اور وہ خلفاء کہتے ہم تو ان گہر دنمین
نہ جاوینگے گہر والے تو یہان موجود نہین ہین تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری اور اس مین انکو رخصت دی
تو اس آیت مین پیچہے رہنی والون سی حرج کو اوٹہا دیا ہے انکے کہانے مین اقارب کے گہرون سے یا ان لوگون
کے گہرون سی جو انکو کنجیان دیجاتی جب جہاد کیولسطے جاتی کہا نحاس نے یہ قول بہت عمدہ ہے ان اقوال
سے جو اس آیت کی تفسیر مین مروی ہین کیونکہ اسمین صحابہ اور تابعین کی توقیف ہے بعض نے کہا اندہے اور
لنگڑے اور بیمار تندرست لوگون کی ساتہہ کہانے کو حرج سمجہتے اس خوف سی کہ تندرست لوگ ہم سی نفرت
کرینگے اور یہ ہمسی متاذی ہونگے تب آیت اوتری بعض نے کہا اللہ تعالی نے اعمی (اندہے) سی اس تکلیف
کو اٹہا دیا ہے جس مین دیکہنے کی شرط ہی اور لنگڑے سی اس تکلیف کو اٹہا دیا ہے جسمین پورے طور پر چلنا
شرط ہے اور بیمار سے اس تکلیف کو اٹہا دیا ہے جسکو تندرست ہی کر سکتے ہین بعض نے کہا اس حرج
سے مراد جو ان لوگون سی اوٹہا یا گیا ہے وہ حرج فی الغزو ہے اور معنے یہ ہین کہ ان کو غزو سے پیچہے رہنے مین
کوئی گناہ نہین ہے بعض نے کہا جب کوئی شخص ان محتاجون کو اپنے گہر مین لیجاتا اور نہ پاتا اپنے گہر مین وہ
چیز جو انکو کہلاوی تو انکو اپنے نانی داردن کے گہرون مین لیجاتا اس مین یہ بیچاری محتاج حرج سمجہتے تب
آیت اوتری سعید بن جبیر کہتے ہین جب یہ آیت اتری یَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ
بِالْبَاطِلِ تو انصار بولے مدینہ مین تو طعام سے بڑہکر کوئی عمدہ مال نہین ہی پہر اندہے کی ساتہہ نہ کہاتی اور
کہتے یہ نہین دیکہتا کہانی کی جگہہ کو اور گناہ سمجہتے لنگڑے کے ساتہہ کہانے کو اور کہتے تندرست آدمی
اس سے کہانے مین بڑہ جاویگا اور لنگڑا اسکا مقابلہ نہین کرسکتا اسیطرح بیمار کے ساتہہ بہی نہ کہاتی اور
کہتے کہ بیمار تندرست کی طرح نہین کہا سکتا اور اپنے نانے داردن کے گہرون سے کہانے کو بہی گناہ
سمجہتے تب یہ آیت اتری لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ ایسا ہی مروی ہی مقسم سے پہر وہی سب آثار نقل کیے
جو ہمنے بیان کیے اور وَلَا عَلَيْكُمْ سے کلام جدا شروع ہوتی ہے اور حاصل یہ ہے اگر اعمی اور اعرج
اور مریض سے حرج کو باعتبار مواکلت تندرستون اور زمنا کی تندرستون کی گہرون مین داخل ہونیکے

اٹھایا ہے تو جملہ ولا علی انفسکم ماقبل سے متصل ہے اور اگر ان لوگون سے حرج کو باعتبار ان تکالیف کے اٹھایا
ہے جنہین دیکھنا اور چلنا اور تندرستی شرط ہے ولا علی انفسکم سے کلام شروع ہوتی ہے یہ ماقبل کے ساتھ متصل
نہین ہے اور من بیوتکم مین بیوت اولاد بھی داخل ہین مفسرین کا یہی قول ہے کیونکہ بیٹے کا گھر بیٹے کے باپ کا گھر
ہوتا ہے اسلیے اللہ نے اولاد کے گھرون کا ذکر نہین کیا اور آبار اور امہات اور اخوان اور اخوات اور اعمام اور
عمات اور اخوال اور خالات کے بیوت کا ذکر کیا ہے کہا نحاس نے اور معارضہ کیا ہے بعض نے اسکا
اور کہا ہے بیوت اولاد کا من بیوتکم مین داخل کرنا یہ اللہ کی کتاب پر زیادتی ہے اور تحکم ہے ملکہ ظاہر مین بہتر
یہ ہے کہ بیٹا ان لوگون کے مخالف ہو اور اس معارضہ کا جواب دیا گیا ہے کہ اولاد کا رتبہ بہ نسبت آبار کے
کے کم نہین ہوتا آبار کے رتبہ سے بہ نسبت اولاد کے ملکہ آبار کے ایک خصوصیت ہے اولاد
کے اموال مین کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس شخص کو جس نے شکایت کی کہ میرا باپ میری مال
کا خواہان ہے تو اور تیرا مال تیرے باپ کا مال ہے اور فرمایا وَلَدُ الرَّجُلِ مِنْ كَسْبِهِ یعنے آدمی کے
اولاد اسکی کمائی مین سے ہے یا بیوتکم سے ازواج کے گھر مراد ہین کیونکہ عورت کا گھر اپنے گھر کیطرح ہوتا
ہے اور اسلیے کہ میان بی بی دونو ایک جان کی طرح ہوتے ہین اور عموم اولے ہے اس صورت مین
لفظ قرآنی جمیع معانی کو شامل ہوگا اور بیان کیا ہے اللہ سبحانہ نے اخوت اور اخوات کے بیوت کو ملکہ اعمام
اور عمات کے بیوت کو ملکہ اخوال اور خالات کے بیوت کو تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ اللہ تعالی ان لوگون کے گھرون
مین کھانے کی حرج کو تو اوٹھاوے اور اولاد کے گھرون مین کھانے کی حرج کو نہ اٹھاوے حالانکہ بعض
عالمون نے ان لوگون کے گھرون مین کھانیکی جائز ہونیکو اذن کے ساتھ مقید کیا ہے کیونکہ اذن دلالۃً
ثابت ہے اور اور لوگون نے کہا اجازت کی شرط نہین ہے بعض نے کہا یہ حکم جب ہے جب کھانا ظاہر باہر ہو
رہا جب کھانا محفوظ ہو تو پھر ان لوگون کے گھرون سے بلا اجازت کھانا جائز نہین ہے کہا خطیب نے اور ان
لوگون کے گھرون مین ایک ادنی قرینہ کافی ہے صرف اتنا شرط ہے کہ انکی عدم رضا معلوم نہ ہو بخلاف
اجانب کے کہ انکے گھرون مین صریح اجازت کی ضرورت ہے یا قوی قرینہ کی ھٰذَا اِمَا ظَهَرَ لِی اور مَا مَلَكْتُمْ
مَفَاتِحَهٗ کو کلا اور خزان مراد ہین کیونکہ وکیل اور خزانچی تصرف کر سکتے ہین اس شخص کے گھر مین جس نے ان کو
اپنے گھر مین آنے کی اجازت دی ہے اور دی ہین اس نے اسکو کنجیان بعض نے کہا ملکتم مفاتحہ سے مماليک
مراد ہین اور بیوت محذوف ہے اور ملکتم کو فتح میم اور تخفیف لام کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے اور ضم میم اور کسر

لام مع تشدید کی ساتھ اور مواتح کو مفاتیح اور مفتاح علے الافراد بھی پڑھا گیا ہے اور مفاتح جمع ہے مفتح کی
اور مفاتیح جمع ہے مفتاح کی اَوْ صَدِیْقِکُمْ یعنے نہین گناہ تم کو اس مین کہ اپنے دوست کے گھر سے کھاؤ
اگرچہ تمہاری اور اسکے درمیان قرابت نہ ہو کیونکہ دوست غالبا دوست سے جوانمردی کیا کرتا ہے اور دوست
کے کھانے پینے سے دوست کا دل خوش ہوا کرتا ہے اور صدیق بولا جاتا ہے واحد اور جمع دونو پر اور اسی کے
مثل ہین عدو اور خلیط اور عشیر کہا قتادہ نے جب تو دوست کے گھر مین اسکے مشورہ کے سوا چلا جاوے
پھر تو اسکے گھر سے اسکی اجازت کے سوا کھا لیوی تو تجہ پر کچہ گناہ نہین ہے ابن زید کہتے ہین یہ بات اب
نہین رہی پہلے ایسا ہو سکتا تھا کیونکہ لوگون کے گھرون کے دروازے نہ ہوتے تھے اور پردے لٹکائے
رہتے پھر بسا اوقات کوئی شخص کسی کے گھر مین چلا جاتا اور اس مین کوئی موجود نہ ہوتا اور اسکو کھانا ملتا اور
وہ بھوکا ہوتا تو اسکے واسطے اللہ سبحانہ نے اسکا کھانا جائز کر دیا کہا وہب نے اس زمانہ مین تو یہ حال ہے کہ گھرون
مین جبتک رہتے ہین رہتے ہین جب چلے جاتے ہین تو قفل لگا جاتے ہین کہا علامہ نسفی نے رہا یہ زمانہ تو
اس زمانہ مین بخل اور طمع اور حرص بڑھ گیا اور لوگون پر غالب آگیا اب کسی کے گھر مین اسکے اجازت کے
سوا نہین کھانا چاہیے انتہی کہا جلال الدین محلی نے معنے آیت کے یہ ہین کہ ان گیارہ قسم کے لوگون کے گھرون
مین کھانا جائز ہے اگرچہ وہ گھر مین موجود نہ ہون جب انکی رضامندی معلوم ہو صریح لفظ کے ساتھ یا قرینہ
کے ساتھ اگرچہ وہ قرینہ ضعیفہ ہو اور خاص ان لوگون کا ذکر فرمایا کیونکہ انکے درمیان فراخی کی ساتھ عادت
جاری ہے بعضے نے کہا یہ بات ابتدا اسلام مین جائز تھی پھر منسوخ ہو گئی لیکن پہلے قول کو ترجیح ہے
پھر اللہ سبحانہ نے فرمایا لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْکُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا یعنے تم مجتمع ہو کر یا متفرق
ہو کر کھانے مین کوئی حرج نہین ہے اور اشتاتا جمع ہے شت کی اور یہ مصدر ہے معنی مین تفرق کے
اور یہ جملہ مستانفہ ہے مشتمل ہے دوسرے حکم کے بیان پر جو ماقبل کی جنس سے ہے اور بعض عرب اکیلے کھانا مکروہ
جانتے یہانتک کہ دوسرا کھانیوالا اپنے ساتھ پاتے پھر اسکے ساتھ ملکر کھاتے اور بعض عرب نہ
کھاتے مگر مہمان کی ساتھ کہا قتادہ نے یہ بنے کنانہ بن خزیمہ کا قبیلہ تھا ان مین کا ایک خیال کرتا کہ اکیلے
رہکر کھانا میرے لیے خواری کی بات ہے یہانتک کہ دودھیلی اونٹنیون کا دودہ نہ دوہتا حالانکہ بھوکا
ہوتا یہانتک کہ پاتا اس شخص کو جو اسکے ساتھ ملکر کھاوے پس یہی سبب تہا جس نے یہ آیت اتاری عکرمہ اور
ابو صالح کا یہ قول ہے کہ انصار کے ہان جب مہمان آتا تو وہ نہ کھاتے یہانتک کہ مہمان کھاتا اسکے

ساتھ تب یہ آیت اتری رخصت کے لیے اتری ابن عباسؓ کہتے ہین حارث جہاد کیواسطے حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے ساتھ نکلے اور اپنے گھر والون پر خالد بن یزید کو خلیفہ کر کر چھوڑ گئے اور خالد بن یزید نے حارث
کے گھر کا کہانا گنا ہ جانا اور تہا مفلس تب یہ آیت اتری اور بخاری علیہ الرحمۃ نے اس آیت پر باب منعقد کیا
اور بخاری کا اس باب سے مقصود یہ ہے کہ ملکر کہانا مباح ہے اگرچہ مجتمعین کی حالت کہانے مین مختلف ہو
کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو جائز رکہا ہے تو ملکر کہانا ان لوگون کو سنت ہے جنکو ولیمون کی
طرف بلایا جاتا ہے کہا زہری نے اور حسن کی حدیث مین ہے اَخْرِجُوا نَهْدَكُمْ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْبَرَكَةِ
وَاَحْسَنُ لِاَخْلَاقِكُمْ یعنے نکالو اپنے مال اور کہانا ملاکر کہانے کے لیے کیونکہ ملکر کہانے
مین بڑی برکت ہوتی ہے اور اس سے خوئین درست ہوتی ہین یہ ایک اور ادب سکہایا اپنے بندون کو
اور فرمایا فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً اور
بیوت وہ بیوت مراد نہین ہین جنکا مذکور ہو چکا بعض نے کہا بیوتا سے بیوت مذکورہ ہی مراد ہین قول
اول کی صورت مین تو حسن اور نخعی کا یہ قول ہے کہ بیوتا سے مساجد مراد ہین اور مراد یہ ہے کہ ان لوگون پر
سلام کرو جو مساجد مین تمہاری قسم کے لوگ موجود ہون اور اگر مسجدون مین کوئی موجود نہ ہو تو بعض نے
کہا کہے داخل ہونیوالا اَلسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بعض نے کہا السلام علیکم
کہے اور اس سے فرشتون پر سلام کہنے کا ارادہ کرے اور دوسرے قول یعنے بیوتًا سے بیوت مذکورہ سابقہ
کے مراد ہونے کے ساتھ صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت قائل ہے بعض نے کہا بیوت سے اسجگہہ سب گہر
مراد ہین آباد اور غیر آباد آباد گہرون مین تو گہر والون کو سلام کہے اور غیر آباد مین اپنے نفس پر سلام
کرے اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ کہا ابن العربی نے بیوت سے جمیع بیوت
مسکونہ اور غیر مسکونہ مراد لینا یہی صحیح ہے اور تخصیص پر کوئی دلیل نہین ہے کہا زجاج نے اللہ سبحانہ
نے خبردار کیا ہے کہ سلام کی دعا مین برکت ہے اور ستہرائی ہے کیونکہ اس مین اجر اور ثواب ہے ابن عباسؓ
نے آیت کی تفسیر مین کہا تحیۃ سے سلام مراد ہے کیونکہ یہ اللہ سبحانہ کا اسم ہے اور یہی بہشیون کا تحیۃ
ہوگا جابر بن عبداللہ کہتے ہین جب تو اپنے گہر مین جاوے تو انپر سلام کر دعا ہے برکت کی اللہ کے ہان سے
ستہری اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وغیرہ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ بیوت سے مسجدین مراد ہین تو جب تو مسجد
مین جاوے تو کہہ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اور ابن عمر کہتے ہین جب تو کسی گہر غیر آباد

مین جاوی اور کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ انتہےٰ مافی الفتح اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاِذَا کَانُوْا مَعَہٗ عَلٰٓی اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْہَبُوْا حَتّٰی یَسْتَاْذِنُوْہُ
اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ
لِبَعْضِ شَاْنِہِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْہُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَہُمُ اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

ایمان والی وہ ہین جو یقین لائے ہین اللہ پر اور اسکے رسول پر اور جب ہوتے ہین اسکے ساتھہ کسی جمع ہونے کے کام مین نہین جاتے جبتک اس سے پروانگی نہ لین جو لوگ تجھہ سے پروانگی لیتے ہین وہی ہین جو مانتے ہین اللہ کو اور اسکے رسول کو پھر جب پروانگی مانگین تجھہ سے اپنے کسی کام کو تو دی پروانگی جسکو تو ان مین چاہے اور معافی مانگ انکو واسطے اللہ سے اللہ بخشنے والا ہے مہربان **ف** یہ ادب ہی جسکی طرف اللہ سبحانہ نے اپنے مسلمان بندون کو راہ دی ہے تو جیسے انکو دخول کے وقت استیذان کا حکم دیا ہے ایسے ہی انکو پھر جانے کیوقت استیذان کا حکم دیا ہے خاصکر جب جمع ہونیکے کام مین ہون رسول کے ساتھہ صلوات اللہ علیہ وسلامہ جمعہ کی نماز ہو یا عید کی جماعت ہو یا مشورہ کیواسطے اکٹھا ہونا تو اللہ نے مسلمانون کو حکم دیا ہے کہ چلے نہ جاوین رسول کو چھوڑ کر ایسے حالت مین جب تک اس سے اجازت نہ لے لین یا مشورہ نہ کر لین اور جو شخص ایسا کرے کہ وہ بلا اجازت نہ جاوی تو وہ مومنین کاملین مین سے ہے پھر حکم کیا رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ جب مسلمانون مین کوئی مسلمان تجھہ سے پروانگی لے تو تو اگر اسکو اجازت دینا مناسب جانے تو اجازت دیدے ولہذا فرمایا فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْہُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَہُمُ اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ابو ہریرہ رضہ کہتے ہین فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِذَا انْتَہٰی اَحَدُکُمْ اِلَی الْمَجْلِسِ فَلْیُسَلِّمْ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّقُوْمَ فَلْیُسَلِّمْ فَلَیْسَتِ الْاُوْلٰی بِاَحَقَّ مِنَ الْاٰخِرَۃِ یعنے جب تم مین کوئی شخص مجلس تک پہونچے تو سلام کر کے بیٹھہ جاوی اور جب اٹھنا چاہے تو سلام کر کر اٹھے کیونکہ پہلے بار سلام کہنا دوسری بار سلام کہنے سے زیادہ لائق نہین ہے (یعنے جیسے پہلی بار سلام کہنا سنت ہے پہرتے وقت بھی کہنا سنت ہے) رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَھٰکَذَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ مِنْ حَدِیْثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ بہ اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن ہے انتہی ما فی تفسیر ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے یہ جملہ مستانفہ ہے جسکو احکام مذکورہ بالا کی تقریر کے لیے چلایا گیا ہے کلمہ انما حصر کے صیغون مین سے ہے اور معنے یہ ہین نہین تمام ہوتا ایمان اور نہین کامل ہوتا بندے

کا اسلام یہانتک کہ اللہ اور اسکے رسول کو مانے اور جب رسول کے ساتھ کسی جامع کام مین ہون یعنے کسی
ایسی طاعت مین جس مین اکٹھا ہونا چاہیے جیسی جمعہ اور جماعتین اور بخر اور فطر اور جہاد یا کسی کام کا مشورہ
وغیر ذلک تو جبتک رسول سے جانیکی اجازت نہ لین نہین جاتے اگرچہ اُنکو جانیکا عذر ہو یہ مسلمانون کی
کمال ایمان کی علامت ہے اور اسکے صحیح ہونے کا مصداق اور اس سے تمیز ہو جاتی ہے مخلص کی منافق
سے کیونکہ منافق کی عادت اور اسکا طریق تو یہ ہے کہ وہ نظر بچا کر بلا اجازت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
مجلس سے نکلجاتا ہے مفسرین کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر چڑہتے جمعہ کے دن اور مسلمانون
مین سے کسی کو مسجد سے باہر جانیکی ضرورت پڑتی کسی حاجت یا کسی عذر کے واسطے تو وہ نہ نکلتا یہانتک
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کہڑا ہوجاتا ایسی جگہہ مین کہ آپ اسکو دیکھہ لیتے پہر آپ پہچانتے
کہ یہ اجازت لینے کے واسطے کہڑا ہوا ہے پہر ان مین سے جس شخص کو اجازت دینا مناسب جانتے اجازت
دیتے کہا مجاہد نے اور امام کی اجازت جمعہ کے دن یہ ہے کہ ہاتھہ سے اشارہ کرے زجاج نے کہا اللہ سبحانہ
نے خبر دی ہے کہ مسلمان جب اپنے پیغمبر کے ساتھہ جامع کامون مین ہوتے تو نہ جاتے مگر اجازت لیکر اور
اسیطرح لائق ہے سب مسلمانون کو کہ جب وہ امام کے ساتھہ ہووین تو اسکی مخالفت نہ کرین اور نہ اس
سے پہرین کسی جماعت مین مگر اجازت طلب کر کر اور امام کو اختیار ہے خواہ اجازت دیوے خواہ
اجازت نہ دیوے اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ علماء نے کہا ہے جس کام
کے واسطے مسلمان امام کے ساتھہ جمع ہووین تو اس مین اسکی مخالفت نکرین اور نہ اُسکو چہوڑ آوین مگر اجازت
سے پہر اللہ سبحانہ نے بیان کیا کہ جو اجازت لیکر جاتے ہین وہی اللہ اور اسکے رسول کو مانتے ہین جیسے
پہلی فرمایا کہ مومن کامل وہ ہین جنہون نے جمع کیا ہے ایمان اور استیذان کو اور فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ
اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ حضرت عمر نے جب غزوہ تبوک
مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ نکلے تو گہر واپس آنا چاہا پہر اونہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے گہر کیطرف رجوع کرنے کی اجازت طلب کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اجازت دی
اور فرمایا اِرْجِعْ فَلَسْتَ بِمُنَافِقٍ یعنے لوٹ جا تو کوئی منافق تو نہین ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی کے
قول فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلالت شان کا بیان ہے اور اس مین
دلیل ہے کہ بعض احکام حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رائی پر مفوض تہے اور جو اس سے منع کرتا ہے

وہ کہتا ہے کہ حضرتؐ کی مشیت حضرتؐ کے علم کے تابع تہی پہر اللہ سبحانہ وتعالی نے حکم دیا کہ مسلمانون کی معافی طلب کیا کرا اور فرمایا وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ یعنے اجازت کے بعد انکے لیے معافی مانگا کر اس مین اشارہ ہی کہ استیذان اگرچہ عذر کے ساتھہ جائز ہے لیکن خالی نہین ہے امر دنیا کے آخرت پر ترجیح دینے کی تاثیر کی شائبہ سی کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجالس کو غنیمت سمجہنا استیذان سے اولی ہے اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنے وہ کثیر المغفرت ہی فرطات عباد کے لیے اور کثیر الرحمت ہی تیسیر کے ساتھہ انپر اتتھے ما فی الفتح

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

مت ٹہراؤ بلانا رسول کا اپنے اندر برابر اسکے جو بلاتا ہے تم مین ایک کو ایک اللہ جانتا ہے ان لوگون کو تم مین سے جو سٹک نکل جاتے ہین آنکہہ بچا کر سو ڈرتے رہین جو لوگ خلاف کرتے ہین اسکے حکم کا کہ پڑے انپر کچہ خرابی یا پہونچے انکو دکہہ کی مار ف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلانے سے فرض ہوتا تہا حاضر ہونا جس کام کو بلاوین پہر یہ بہی تہا کہ وہان سے بے حکم چلے بہی نہ جاوین اب بہی یہی چاہیے اپنے سردارون سے سب کو کرنا ف کہا ضحاک نے ابن عباسؓ سے روایت کرکے کہ صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ای محمدؐ اے ابو القاسم تو اللہ عزوجل نے انکو منع کیا اس سے اپنے پیغمبرؐ کی تعظیم کے واسطے اور فرمایا کہو یا نبی اللہ یا رسول اللہ اور اسیطرح کہا مجاہد اور سعید بن جبیر نے اور کہا قتادہ نے اللہ نے حکم کیا اپنے نبی سے ڈرنے کا اور ان کی تعظیم وتکریم کرنیکا اور انکو سردار بنانے کا اور کہا مقاتل نے آیت لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا کی تفسیر مین کہ جب تم نبی کو بلاؤ تو نام لیکر نہ بلاؤ یون نہ کہو او محمد او عبد اللہ کے بیٹے ولکن بزرگی کرو اسکی اور کہو یا نبی اللہ یا رسول اللہ اور مالکؒ نے زید بن اسلم سے روایت کیا اللہ کے قول لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا کی تفسیر مین کہ اللہ تعالے نے صحابہ کو حکم کیا ہے حضرتؐ کی تعظیم وتشریف کا یہی قول ظاہر ہے سیاق سے جیسے فرمایا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ یعنے ای ایمان والو تم نہ کہو راعنا اور کہو انظرنا اور سنتے رہو اور منکرون کو دکہہ کی مار ہے اور جیسے فرمایا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ

اصواتهم عند رسول الله اولئك الذين امتحن الله قلوبهم للتقوى لهم مغفرة
واجر عظيم ان الذين ينادونك من وراء الحجرات اكثرهم لا يعقلون ولو
انهم صبروا حتى تخرج اليهم لكان خيرا لهم والله غفور رحيم یعنے ای ایمان
والو اونچی نہ کرو اپنی آوازین نبی کی آواز سے اور اس سے نہ بولو کہر کر جیسے کہر کتے ہو ایک دوسرے پر
کہین اکارت نہ ہو جاوین تمہاری کیے اور تم کو خبر نہ ہو جو لوگ دبی آواز بولتے ہین جناب رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم کے پاس وہی ہین جنکے دل جانچے ہین اللہ نے ادب کے واسطے انکو معافی ہے اور نیک ثواب
جو لوگ پکارتے ہین تجہ کو دیوار کے باہر سے وہ اکثر عقل نہین رکھتے اور اگر وہ صبر کرتے جبتک تو
نکلتا انکی طرف تو انکو بہتر تہا اور اللہ بخشتا ہے مہربان تو ان سب آیتون مین حقتعالی نے ادب سکہا
رسول علیہ التحیۃ والتسلیم کے اور اسکے ساتہ بات کرنیکے اور اسکے پاس جانیکے جیسے حکم کیے گئے کہ
حضرت کے ساتہ بات کرنے سے پہلے کچہ خیرات کر لیا کرین اور دوسرا قول آیت کے معنے مین یہ ہے کہ یہ
اعتقاد نہ کرو کہ رسول اللہ کی بددعا غیر پر ویسی ہی بددعا ہے جیسے اور لوگون کی بددعائین نہین اسکی
بددعا تو منظور و مقبول ہے پہر ڈرو اسکی بددعا سے کہین ہلاک ہو جاؤ حکاہ ابن ابی حاتم عن ابن
عباس والحسن البصري وعطية العوفي والله اعلم اور یہ جو فرمایا قد یعلم الله الذين يتسللون
منكم لواذا یعنے اللہ جانتا ہے تم مین سے انکو جو آنکہ بچا کر سرک جاتے ہین تو ان سے منافق لوگ
مراد ہین قاله مقاتل ابن حبان انپر بہار ہے گذرتا ہے خطبہ کا سننا جمعہ کے دن پہر آنکہ بچا کے حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب سے اور مسجد سے نکلجاتے اور نہین جائز تہا کسی مرد کے لیے کہ نکلتا
مسجد سے مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر جمعہ کے دن خطبہ شروع کرنے کے پیچہے اور جب صحابہ
مین کوی شخص باہر جانا چاہتا تو اپنے ہاتہہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کرتا پہر حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو اجازت دیتے اور وہ آدمی بولتا نہین تہا اسلیے کہ جو شخص بولتا خطبہ مین
اسکا جمعہ باطل ہو جاتا اور کہا سدی نے جب منافق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہہ کسی جامع کام
مین اکٹہا ہوتے تو نظر بچا کر نکل جاتے پہر حضرت انکو نہ دیکہتے اور قتادہ نے اللہ کے قول قد یعلم الله الذين
يتسللون منكم لواذا کی تفسیر مین روایت کیا لواذا عن نبي الله وعن كتابه یعنے آنکہ بچاتے
حضرت سے اور اللہ کی کتاب سے اور سفیان نے کہا لواذا من الصف یعنے صف کے لوگون سے نظر بچا کر

نکلجاتے اور مجاہد نی کہا لِوَاذًا سے خلاف مراد ہے یعنی نکلجاتے ہین مخالفت کرکے اور امرہٖ کی ضمیر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف عائد ہی اور امر رسول سے اسکا سبیل اور منہاج اور طریقہ اور اسکی سنت
اور شریعت مراد ہی اقوال اور اعمال کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال اور اعمال کے ساتھہ موازنہ
کیا جاتا ہے پہر جو قول اور عمل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور عمل کے مطابق ہو وہ مقبول ہوجاتا ہی
اور جو مخالف ہو وہ قول کے قائل اور فعل کے فاعل پر لوٹایا جاتا ہے کوئی ہو کہین کا ہو جیسے صحیحین و
غیرہما مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ آپنے فرمایا مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ
اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ یعنے جو شخص ایسا کام کرے جسکا ہمنے حکم نہین کیا (قولاً یا فعلاً یا تقریراً) تو وہ مردود
ہے اور حذر وخشیت وخوف کری وہ جو ظاہراً یا باطناً رسول صلعم کی شریعت کا مخالف ہے
کہ پڑے انپر آفت انکی دلون مین کفر کی یا نفاق کی یا بدعت کی یا پہنچے انکو دنیا مین دکھہ کی مار قتل
کے ساتھ یا حد کی ساتہہ یا قید کے ساتہہ یا کسی اور طرح ابو ہریرہ رضی کہتی ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ الْفَرَاشُ
وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا وَجَعَلَ يَحْجُزُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ
فَيَقْتَحِمْنَ فِيهَا قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ اَنَا اٰخُذُ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ
فَتَغْلِبُوْنِي وَتَقْتَحِمُوْنَ فِيهَا یعنے میری مثال اور تمہاری مثال اس مرد کی طرح ہے جس نے آگ
جلائی جب روشن کیا آگ نے اسکے حوالی کو تو پتنگے اس مین گرنے لگے اور وہ شخص انکو ہٹانے لگا
اور وہ پڑتے ہی ہے اس مین اس شخص پر زور کرکر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہی مثال ہے
میری اور تمہاری مین تمکو کمر سے پکڑکر ہٹاتا ہون آگ سے (اور کہتا ہون ہٹ جاؤ) اور تم مجھپر زور
کرکر آگ مین ہی پڑتے ہو اَخْرَجَاهُ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ انتہےٰ ما فی تفسیر ابن کثیر فتح کا بیان
یہ ہے کہ یہ جملہ مستانفہ ہے پہلی جملے کے مضمون کا مقرر اور مثبت ہے اور معنے یہ ہین کہ رسول اگر تمکو بلاوی
تو اسکا بلانا ایسا نہ سمجھو جیسے تم مین ایک کو ایک بلاتا ہے پہر تم اسکی پکار کے جواب مین سستی کرو بلکہ فوراً
حضرت صلعم کی بلانیکو قبول کرو اگرچہ تم نماز مین کیون نہ ہو یا یہ مراد ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس سی بلا اجازت نہ چلی جاؤ جیسے اور لوگون کے پاس سی بلا اجازت چلی جاتے ہو یا یہ معنے ہین کہ حضرت صلعم
کے آواز پر اپنا آواز بلند نہ کرو جیسے اور لوگون پر تم آواز بلند کرتے ہو کہا سعید بن جبیر اور مجاہد نے معنی

یہ ہین کہو یا رسول اللہ رفق اور لین کے ساتھ اور نہ کہو یا محمد سختی اور بلند آوازی کے ساتھ اور یہی قول ہے ایک
بڑی جماعت کا اور قتادہؓ نے کہا اللہ نے لوگون کو حضرت کی تشریف اور تفخیم کا حکم کیا ہے بعض نے کہا
معنے یہ ہین رسولؐ کو غصہ کرکر اس سے بد دعا نہ لو اسکی دعا تو منظور نظر الٰہی ہے بعض نے کہا معنے یہ ہین
واجب ہے تمپر اسکی ارشاد پر جلد تعمیل کرنا اور اسی کو ابو العباسؒ نے اختیار کیا اور اسیکا مؤید ہے اللہ
کا قول فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ بعض نے کہا یہ معنے ہین نہ سمجھو رسولؐ کا اپنے رب کو
پکارنے کو جیسے پکارتا ہے ایک تمہارا مانگتا ہے اللہ تعالی سے اپنی حاجت پھر کبھی اسکی دعا منظور
ہوتی ہے اور کبھی نا منظور کیونکہ رسولؐ کی دعائین مقبول و مستجاب ہین اور سعید بن جبیر نے کہا آیت کے
معنے ہین نہ بلاؤ حضرتؐ کو جیسے ایک تمہارا اپنے بھائی کو بلاتا ہے اسکا نام لیکر بلکہ عزت کے ساتھ نام لو
اُسکا اور کہو یا رسول اللہ یا نبی اللہ اور نہ چلاؤ اسکا نام لیکر دور سے یا ابا القاسم کہکر ولکن دبی آواز
کہو یا رسول اللہ پاس آکر جیسے اللہ تعالی نے سورہ حجرات مین فرمایا إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ
عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ اور پہلے قول کو ترجیح ہے اور اس آیت مین بیان ہے منافقین سے وقوع مین
آتا تھا کیونکہ وہ چلی جاتے تھے جمعہ کے دن ایک دوسرے کے آڑ مین آکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
آنکھ بچا کر اور جمعہ کا دن منافقون پر ایک بھاری بوجھ ہوتا کیونکہ اس مین جمعہ کی نماز کے واسطے مسلمانون
کو اکٹھا دیکھتے اور انکے سامنے ہونے سے بھاگتے بعض نے کہا لواذًا سے جہاد سے بھاگنا مراد ہے
اور اسیقول کو حسنؒ نے مقاتل سے نقل کیا کہا مقاتل نے نہین نکلتا تھا کوئی شخص نکسیر کے واسطے اور
نہ گوز کیواسطے یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کرتا اشارہ کرتا حضرتؐ کی
طرف سبابہ کے ساتھ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو اجازت دیتے اشارہ کرتے آپ اسکے واسطے اپنے
مبارک ہاتھ کے ساتھ اور بعض منافقون پر خطبہ کے لیے مسجد مین بیٹھنا دشوار گذرتا پھر کوئی مسلمان اجازت
لینے کے لیے اٹھتا تو منافق اسکے پہلو مین اٹھہ بیٹھتا اور اسکی آڑ مین آکر نکلجاتا تب اللہ سبحانہ وتعالی
نے یہ آیت اتاری أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ فِي مَرَاسِيلِهِ امرہ کی ضمیر راجع ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کیطرف بعض نے کہا اللہ کیطرف کیونکہ اللہ سبحانہ ہی حقیقةً آمر ہے ابو عبیدہ اور اخفش کہتے ہین
کہ حرف عَنْ عَنْ أَمْرِهِ مین زائدہ ہے کہا خلیل اور سیبویہ نے زائدہ نہین ہے بلکہ بعد کے معنے مین ہے
جیسے اللہ تعالی کے قول فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ مین اور اولی یہ تقریر ہے کہ مخالفت کو متعدی کیا ہے حرف

عن کے ساتھ باوجود اسکے کہ بنفسہ متعدی ہے اسلیے کہ مخالفت اعراض اور صدکے معنے کو شامل ہوجاوے اور بیان فتنہ انواع فتن سے کسی نوع کے ساتھ خاص نہین ہے بعض نے کہا اس سے قتل مراد ہے بعض نے کہا زلازل مراد ہین بعض نے کہا ظالم بادشاہ کا مسلط ہونا مراد ہے بعض نے کہا انکے دلونپر مہر کرنا مراد ہے بعض نے کہا استدراج ان پر نعمتون کا کامل کرنا مراد ہے اور اصابت عذاب الیم سے آخرت مین انپر عذاب کا پونہچنا مراد ہے کیونکہ جس فتنہ کے پہونچنے سے انکو اس سے پہلے ڈرایا ہے وہ دنیوی عذاب ہے کہا قرطبی نے فقہا نے دلیل لی ہے اس آیت سے امر کے وجوب کے لیے ہونے پر اور وجہ یہ ہے کہ الله سبحانہ نے ان کو ڈرایا ہے حضرت کے امر کی مخالفت سے اور وعدہ دیا ہے اسپر عذاب کا تو اسکے امر کا ملنا واجب ہے اور اسکی مخالفت حرام ہے اور آیت شامل ہے ہر اس شخص کو جو اللہ کے امر اور اسکے رسول کے امر کا خلاف کرے اور داخل ہین اس مین تقلید ضلالت پر جمنے والے اس نتیجے کہ انکے لیے ہدایت کمال چکی اور انکے لیے صواب خطا سے ظاہر ہو چکا انتہے ما قال العلامۃ ابو الطیب آلا

اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ سنتے ہو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین مین اسکو معلوم ہے جس حال پر تم ہو اور جسدن پھیرے جاوینگے اسکی طرف تو بتاویگا انکو جو انہون نے کیا اور اللہ سب چیز جانتا ہے ف اللہ تعالی خبر دیتا ہے کہ وہ مہاراج ہے آسمان و زمین کا اور وہ جانتا ہے سب چھپا اور کہلا اور وہ جانتا ہے اسکو جسکو بندے کرنے والے ہین ظاہرا و باطنا و لہذا فرمایا قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ اور یہ اللہ تعالی کا قول ویسا ہی حرف قد کے ساتھ موکد ہے جیسے اسپر سے پہلے کی آیت کو موکد کیا حرف قد کے ساتھ اور فرمایا قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا یعنے اللہ جانتا ہے ان لوگون کو جو سرک جاتے ہین تم مین سے اور جیسے فرمایا قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا یعنے اللہ کو معلوم ہین جو اٹکاتے ہین تم مین اور کہتے ہین اپنے بہائیون کو چلے آؤ ہماری پاس اور لڑائی مین نہین آتے مگر کبہی اور فرمایا قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ یعنے سن لی اللہ نے بات اس عورت کی جو جھگڑتی ہے تجھ سے اپنے خاوند کے حق مین اور جھنکتی ہے اللہ کے آگے

اور اللہ تعالی سنتا ہے سوال و جواب تم دونو کا بیشک اللہ سنتا ہے دیکھتا اور فرمایا قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ
الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ یعنے ہم جانتے ہیں
کہ تجکو غم دلاتی ہیں انکی باتیں سو وہ تجھہ کو نہیں جھٹلاتے لیکن بے انصاف اللہ کے حکموں سے منکر ہوئے
جاتے ہیں اور فرمایا قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ
شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ یعنے ہم دیکھتے ہیں پھر پھر جانا تیرا منھ
آسمان میں سو البتہ پھیرینگے تجھہ کو جس قبلہ کیطرف تو راضی ہے اب پھیر منہہ اپنا طرف مسجد حرام کی
اور جس جگہہ تم ہوا کرو پھیرو منہہ اسکی طرف اور جنکو ملی ہے کتاب البتہ جانتے ہیں کہ یہی ٹھیک ہے انکے
رب کیطرف سے اور اللہ تعالی بے خبر نہیں ان کاموں سے جو کرتے ہیں تو ان سب آیتوں میں فعل کو
ثابت کیا ہے حرف قد کے ساتھہ جیسے موذن کہتا ہے تحقیقا و ثبوتا قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ
الصَّلٰوةُ یعنے بلا شبہ نماز کھڑی ہوگئی بلا شک نماز کھڑی ہوگئی تو اللہ تعالی نے جو فرمایا قَدْ يَعْلَمُ
مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ تو اسکے یہ معنے ہیں کہ وہ عالم ہے اس حال سے جسپر تم ہو اور شاہد ہے اسکا نہیں
چھپتا اس سے ایک ذرہ بھر کما قال تعالے وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ
تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ یعنے اور بھروسا کر اس زبردست رحم
والے پر جو دیکھتا ہے تجھہ کو جب تو اٹھتا ہے اور تیرا پھرنا نمازیوں میں وہ جو ہے وہی ہے سنتا جانتا
اور جیسے فرمایا وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا
كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ
وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَا اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ یعنے اور نہیں ہوتا تو کسی حال
میں اور نہ پڑھتا ہے تو اس میں سے کچھہ قرآن اور نہیں کرتے ہو تم لوگ کچھہ کام کہ ہم نہیں ہوتے حاضر
تم پاس جب تم لگتے ہو اس میں اور غائب نہیں رہتا تیرے رب سے ایک ذرہ بھر زمین میں اور نہ آسمان
میں اور نہ چھوٹا اس سے اور نہ بڑا جو نہیں ہے کھلی کتاب میں اور فرمایا اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ
نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ قُلْ سَمُّوْهُمْ اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ
اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ یعنے بھلا جو شخص لیے کھڑا ہے ہر کسی کے سر پر اسکا کیا اور ٹھہراتے ہیں اسکے

کے شریک کے نام لو انکا یا اللہ کو جتلاتے ہو جو وہ نہیں جانتا زمین میں یا کرتے ہو اوپر اوپر کی باتیں یعنے وہ
گواہ ہی بندون کے اعمال پر بہلا کرین یا برا اور وہ انکو نہ چھوڑیگا بن جزا سزا دیے اور فرمایا اَلَا اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ اَلَا حِيْنَ
يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ یعنے وہ تو دوہرے کرتے ہین اپنے سینے
کہ چھپ جاوین اس سے سنتا ہے جسوقت اوڑہتے ہین اپنے کپڑے وہ جانتا ہے جو چھپاتے ہین اور
جو کہولتے ہین اور فرمایا سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ
وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ یعنے برابر ہے تم مین جو چپکے بات کہے اور جو کہے پکار کر اور جو چھپ رہا ہے رات
مین اور گلیون مین پہرتا ہے دن کو اور فرمایا وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ
مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ یعنے اور کوئی نہین پاؤن چلنے والا زمین میں
مگر اللہ پر ہے اسکی روزی اور جانتا ہے جہان ٹہیرتا ہے اور جہان سونپا جاتا ہے سب موجود ہے کہلی
کتاب مین اور فرمایا وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا
تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا
فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۔ هُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ
فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ یعنے اور اسی
کے پاس ہین کنجیان غیب کی انکو کوئی نہین جانتا اسکے سوا اور وہ جانتا ہے جو جنگل اور دریا مین ہے
اور نہین جہڑتا کوئی پات جو وہ نہین جانتا اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندہیرون مین اور نہ ہرا اور نہ سوکہا
جو نہین کہلی کتاب مین اور وہی ہے جو تمکو بہر لیتا ہے رات کو اور جانتا ہے جو کما چکے ہو دن کو پہر
تم کو اٹہاتا ہے اس مین کہ پورا ہو وعدہ جو ٹہرایا پہر اسی کیطرف پہیرے جاؤگے پہر جتاویگا تم کو جو کچہ کرتے
تہے اور آیات اور احادیث اس بارہ مین بکثرت ہین اور یہ جو فرمایا وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ الآیہ تو اسکی
یہ معنے ہین کہ جسدن پہیری جاویگی مخلوق اللہ کے پاس قیامت کے دن تو وہ جتاویگا انکو انکے وہ کام جو
اونہون نے دنیا مین کیے جلیل اور حقیر چہوٹے اور بڑے سب كما قال تعالٰى يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ
يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ یعنے جتاوینگے انسان کو اسدن جو آگے بہیجا اور پیچہے چہوڑا اور
فرمایا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ
هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ط و

لَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا یعنے اور رکھا جاویگا کاغذ پہر تو دیکھے گنہگار ڈرتے ہین اس سکے بیچ کے لکہے سے اور کہتے ہین ای خرابی کیسا ہے یہ لکھا جو نہ چہوڑی چہوٹی بات نہ بڑی بات جو اسمین نہین گہیر لی اور پاوین گے جو کیا ہے سامنے اور تیرا رب ظلم نہ کریگا ولہذا بیان فرمایا وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَنَسْئَلُهُ التَّمَامَ اٰخِرُ تَفْسِيْرِ سُوْرَةِ النُّوْرِ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ فتح کا بیان یہ ہے کہ اس آیت مین اللہ تعالی نے تنبیہ کی ہے اسپر کہ نہ مخالفت کرین لوگ اس ذات پاک کی جسکے واسطے ہین آسمان زمین کی چیزین یعنے مخلوقات باسرہا اسی کے ملک مین ہے اور اسی نے ان کو پیدا کیا اور اسی کے غلام ہین البتہ جانتا ہے اللہ ای بندو ان احوال کو جنپر تم ہو پہر اسکے مطابق موافق تم کو جزا دیگا اور يَعْلَمُ اسکیہ یعنے مین عِلْمِہ کے ہی اور داخل کیا اللہ نے حرف قد کو فعل پر اسلیے کہ مؤکد ہے اسکا علم انکے دین حق کی مخالفت کی ساتہہ اور علم کی تاکید سے وعید کی تاکید معلوم ہوتی ہے اور اُسدن کو بہی جانتا ہے جسمین اسکی طرف پہیرے جاوینگے پہر وہ انکے اعمال کے مطابق انکو جزا دیگا اور اس مین التفات ہے خطاب سے غائب کیطرف اور اللہ سبحانہ کا اپنے علم کو متعلق کرنا رجوع کے دن کی ساتہہ نہ نفس رجوع کے ساتہہ اسکے علم کے زیادہ متحقق ہونے کیواسطے ہی کیونکہ وقوع شئے کیوقت کو جاننا مستلزم ہے اسکے وقوع کے علم کو ابلغ وجہ پر اور سیاق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وعید منافقون کے واسطے ہے عقبہ بن عامر کہتے ہین مینے دیکھا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اور آپ پڑہتے تہے سورۂ نور کے خاتمہ کی اس آیت کو اور آپنے رکھی تہین دونو انگلیان اپنی دونو آنکھون کے نیچے فرماتے بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيْرٌ یعنے اسکی نگاہ مین ہے ہر چیز اَخْرَجَهُ الطَّبَرَانِيُّ وَغَيْرُهُ سیوطی نے کہا اسکی سند حسن ہے الحمد للہ کہ آج بتاریخ ۱۰ ماہ جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ بروز پیر سورۂ نور کی تفسیر پوری ہوئی آگے سترہ ہوتی ہے تفسیر سورۂ فرقان کی فقط والسلام علی خیر الانام

سورۂ فرقان

جمہور کے قول مین یہ ساری سورت مکہ مین اتری ہے اس مین سات اوپر ستر آیتین ہین اور یہہ سورت ہجرت سی پہلے نازل ہوئی ابن زبیر کا یہی قول ہے کہا قرطبی نے کہ کہا ابن عباسؓ اور قتادہؓ نے مگر اس سورت کی تین آیتین تو وہ مدینہ مین اترین اور وہ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ سے ہین تین آیتون تک عمر بن خطابؓ کہتے ہین مینے ہشام بن حکیم کو سورہ فرقان پڑہتے سُنا

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں میںنے اسکی قرأت کی طرف کان رکہا تو اس نے بہت سے ایسے حرف پڑہے جو مجہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں پڑہائے تہے میں نماز میں اسپر کود نے لگا پہر مینے صبر کیا یہانتک کہ اس نے سلام پہیرا پہر مینے اسی کی چادر اتار کر اسکے گلے میں ڈال لی اور میں نے کہا تجہ کو کس نے پڑہائی ہے یہ سورت جو مینے تجہ سے سنی ہے وہ بولے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہکو یہ سورت پڑہائی مینے کہا تو جہوٹا ہے مجہ کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سورت اور طرح پڑہائی پہر میں اسکو لیگیا کہینچتا ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف اور میں نے کہا مینے سنا اس شخص کو کہ یہ سورۂ فرقان پڑہ رہا تہا ولیکن نہ اس طرح جسطرح آپنے مجہ کو پڑہائی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسکو چہوڑ دے پڑہ اے ہشام تو اس نے اسی طرح پڑہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جیسے میں نے اسے سنا پڑہتے ہوئے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سورت اسیطرح اتری ہے پہر فرمایا پڑہ اے عمر رض پہر مینے اسطرح پڑہا جسطرح مجہ کو پڑہایا تہا تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیطرح یہ سورت نازل ہوی ہے بیشک قرآن مجید سات حرفوں پر اترا ہے تو پڑہو جو آسان ہو اس سے أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَمَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي سُنَنِهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝ بڑی برکت ہے اسکی جس نے اتارا فیصلہ اپنے بندے پر کہ رہے جہان والوں کو ڈراوے وہ جسکی سلطنت آسمان زمین کی اور نہیں پکڑا اسنے بیٹا اور نہیں کوئی اسکا ساجہی راج میں اور بنائی ہر چیز پہر ٹہیک کیا اسکو ماپ کر **ف** اللہ تعالی اپنے نفس کریمہ کی تعریف کرتا ہے اس بات پر کہ اسنے قرآن کو اتارا اپنے رسول کریم پر کما قال تعالی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا یعنے سراہیے اللہ کو جس نے اتاری اپنے بندے پر کتاب اور نہ رکہی اس میں کچہ کجی ٹہیک اتاری تا

ڈرسناوی ایک سخت آفت کا اسکی طرف سے اور خوشخبری دی یقین لانیوالون کو جو کرتے ہین نیکیان کہ انکو اچھا ٹہکانا ہے جس مین رہا کرین ہمیشہ اور ڈرسناوی ان کو جو کہتے ہین اللہ رکھتا ہے اولاد کچھ خبر نہین انکو اسبات کی نہ انکے باپ دادون کو کیا بڑی بات ہوکر نکلتی ہے انکے مونہہ سے سب جہوٹہہ ہی جو کہتے ہین اور اس سورت مین فرمایا تَبَارَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ اور تبارک تفاعل ہے ماخوذ برکت مستقرہ دائمہ ثابتہ سے اور نزّل فعل ہے تکثر اور تکرر کے لیے کما قال تعالی وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ یعنے اور ایمان لاؤ اس کتاب پر جو نازل کی ہے اُس نے اپنے رسول (محمدؐ) پر اور اس کتاب پر جو نازل کی تہی پہلے کیونکہ پہلی کتابین اترتی تہین اکٹھی ساری کی ساری اور قرآن مجید اترا منجم اور متفرق اور مفصل تہوڑا تہوڑا اور ایک حکم دوسرے حکم کے بعد اور ایک سورت دوسری سورت کے پیچھے اور اس مین زیادہ مہربانی ہے اس شخص پر جسپر یہ قرآن اترا جیسے اس سورت کے اثنا مین فرمایا وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا یعنے اور کہنے لگے وہ لوگ جو منکر ہین کیون نہ اترا اسپر قرآن سارا اسیطرح اتارنا تہا تا کہ ثابت رکہین ہم اس سے تیرا دل اور پڑہ سنایا ہمنے ٹہیر ٹہیر کر اور نہین لاتے تجہ پاس یہ کافر کچہ کہاوت کہ ہم نہین پہونچاتے تجہ کو ٹہیک بات اور اس سے بہتر کہولکر اسی لیے یہان قرآن کو فرقان فرمایا کیونکہ وہ فارق ہے حق و باطل کے درمیان اور ہدایت و ضلالت کے درمیان اور غی اور رشاد کے درمیان اور حلال اور حرام کے درمیان اور اللہ تعالی کے قول عَلٰى عَبْدِهٖ مین مدح اور ثنا ہے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عبد فرمایا اس مقام مین جیسے اسکو موصوف کیا عبد کے ساتہ اسکے اشرف احوال مین یعنے معراج کی رات مین اور فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا یعنے پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندے کو رات ہی رات اور جیسے اسکو موصوف کیا عبد کے ساتہ مقام دعوت مین اور فرمایا وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا یعنے اور یہ کہ جب کہڑا ہوا اللہ کا بندا اسکو پکارتا لوگ ہونے لگتے ہین اسپر ٹٹھہ اسیطرح حضرتؐ کو موصوف کیا عبد کے ساتہ اسپر کتاب اتارتے وقت اور فرمایا تَبَارَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا اور یہ فرمایا لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا تو اسکے یہ معنے ہین کہ اتاری محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب بفضل عظیم سیر

محکم جس مین جھوٹ کا دخل نہین ہے آگے سے نہ پیچھے سے اور وہ اتری ہے حکیم حمید کی جانب سے جسنے اس کو
بنایا فرقان عظیم اتاری تو کہ خاص کرے اسکو رسالت کے ساتھ ان لوگون کیطرف جو خضرا کے ساتھ مستظل
ہین اور غبرا پر مستقل ہین جیسے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بُعِثْتُ اِلَی الْاَحْمَرِ وَالْاَسْوَدِ یعنے
مین مبعوث ہوا ہون عرب و عجم کیطرف اور فرمایا اِنِّیْ اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَهُنَّ اَحَدٌ مِّنَ
الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ فَذَکَرَ مِنْهَا اَنَّهٗ کَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ
عَامَّةً یعنے مجھکو پانچ چیزین عطا ہوئین جو مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہین ملین پھر آپنے ان پانچ چیزون
مین ایک یہ بات بیان کی کہ پہلے نبی خاص اپنی قوم کیطرف بھیجے جاتے اور مجھکو اللہ نے سب لوگون کی
طرف بھیجا ہے کما قال تعالیٰ قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ
بِاللّٰهِ وَکَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ یعنے تو کہہ اے لوگو مین رسول ہون اللہ کا تم سب کی
طرف جسکی حکومت ہے آسمان و زمین مین کسی کی بندگی نہین سوا اسکے جلاتا ہے اور مارتا ہے سو
مانو اللہ کو اور اسکے بھیجے نبی اُمی کو جو یقین کرتا ہے اللہ پر اور اسکی سب کلام پر اور اسکے تابع ہو شاید
تم راہ پاؤ یعنے جس نے مجھکو بھیجا ہے وہی آسمان و زمین کا بادشاہ ہے کہ وہ جب کبھی کسی چیز کو ہو تو وہ
ہو جاوے اور وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اسیطرح بیان فرمایا اَلَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ تو منزہ کیا اللہ سبحانہ نے اپنے نفس
اقدس کو ولد اور شریک سے پھر خبر دی کہ اسی نے بنائی ہر چیز پھر بنایا اسکو اور ٹھیک کیا اسکو ماپ کر یعنے
ماسوی اللہ ہر چیز اسکی مخلوق مربوب ہے اور وہ خالق ہے ہر چیز کا اور اُسکا رب اور مالک اور معبود اور
ہر چیز اسکے قہر اور تدبیر اور تسخیر اور تقدیر کے تحت مین ہے انتہے مافی تفسیر ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے
کہ کلام کی اللہ سبحانہ نے اس سورت مین اولاً توحید پر کیونکہ وہی اقدم اور اہم ہے پھر نبوت مین کلام
کی کیونکہ وہ واسطہ ہے توحید کیطرف بلانیکا پھر معاد مین کیونکہ وہ خاتمہ ہے اور تبارک کا اصل ماخوذ ہے
برکت سے اور برکت کہتے ہین نما اور زیادت کو وہ بڑھنا ہو یا حسی ہو یا عقلی کہا زجاج نے تبارک تفاعل
ہے برکت سے اور یہی قول ہے ابن عباس کا کہا اور معنے برکت کے کثرت مین ہر ذی خیر سے فراء نے
کہا تبارک اور تقدس کے معنے واحد ہین بعض نے کہا برکت سے زیادت اور کثرت مراد ہے بعض نے

کہا دوام اور ثبوت مراد ہے کہا نحاس نے اور یہہ قول سب اقوال سے بہتر ہے لغت اور اشتقاق کے رو سے
ماخوذ ہے بَرَکَ الشَّیْءُ سے جب ثابت ہو جاوے وہ چیز اور اسی سے ہے برک الجمل جب بیٹھ جاوے اور قرار کے
قول پر اعتراض ہوا ہے کہ تقدیس تو وہ طہارت سے ماخوذ ہے اور تبارک طہارت سے کسی چیز مین نہین ہے
علما نے کہا تبارک کا لفظ مستعمل نہین ہوتا مگر اللہ سبحانہ کے لیے اور نہین مستعمل ہوتا مگر بصیغہ ماضی اور
اسکے معنے یہ ہین تعالی اللہ عما سواہ یعنے اللہ سبحانہ او پر ہے اپنے ماسوی سے اپنی ذات مین اور صفات مین
اور افعال مین جن مین سے ہے اتارنا قرآن کریم معجز کا جو اس تعالے کے شان کے علو اور اسکی صفتون
کے سمو کے ساتھہ ناطق ہے اور اسپر کہ اسکے افعال اساس حکم و مصالح پر مبنی ہین اور بالکلیہ شائبہ خلل
سے خالی ہین اور فرقان سے قرآن مراد ہے اور موسوم فرقان کے ساتھہ کیونکہ فارق ہے حق اور
باطل کے درمیان اپنے احکام کے ساتھہ یا فارق ہے محق اور مبطل کے درمیان قتادہ ؓ نے کہا فرقان سے
قرآن مجید مراد ہے جس مین اللہ کے حلال اور حرام اور شرعتین اور اسکا دین مذکور ہین بعض نے کہا موسوم
ہوا قرآن فرقان کے ساتھہ کیونکہ جدا جدا اترتا رہا اوقات کثیرہ مین و لہذا فرمایا نَزَّلَ تشدید کے ساتھہ
تکثیر تفریق کو اور عبد سے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ مراد ہین پھر بیان کی علت تنزیل کی اور فرمایا لِیَکُوْنَ
لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا کیونکہ انزال سے غرض مقصود وہ نذارت ہی ہے اور عٰلَمِیْن سے مراد جن و انس دو
فریق ہی ہین کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو انہین دونو جماعتون کیطرف بھیجا گیا کہا محلی نے ملائکہ
کے سوا اور آپ کے سوا اور کسی پیغمبر کو ثقلین کیطرف نہین بھیجا گیا اور نذیر سے منذر مراد ہے اور معنے
یہ ہونگے تو کہ ہووے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم منذر یا ضمیر فعل انزال قرآن ہو گی یعنے تو کہ ہووے
انزال قرآن منذر اور ضمیر کا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیطرف پھیرنا بہتر ہے کیونکہ انذار کا صدور
حضرت ؐ سے تو حقیقۃ ہے اور قرآن سے مجازًا اور حقیقت پر حمل کرنا اولی ہے اور اسلیے کہ حضرت ؐ ہی
اقرب مذکور ہین کہا قتادہ ؓ نے اللہ نے بھیجا محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ڈرانیوالا اپنی جانب سے تو کہ
ڈراوے لوگون کو اسکے عذاب سے اور ان لوگون کے واقعات سے جو تم سے پہلے ہو چکے بعض نے کہا ضمیر کا
رجوع فرقان کیطرف اولی ہے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ
اَقْوَمُ یعنے یہ قرآن بتاتا ہے وہ راہ جو سب سے سیدھی ہے اور ضمیر کا اللہ کیطرف پھیرنا بھی صحیح ہے اور
لِلْعٰلَمِیْنَ متعلق ہے نذیرا کے مقدم کیا ظرف کو فعل پر رعایت فاصلہ کے واسطے پھر اللہ نے اپنی ذات

کریمہ کی چار صفتین بیان کین پہلی صفت یہ ہے اَلَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنے وجہ آسمان وزمین اسیکی سلطنت ہے نہ کسی اور کی نہ استقلالاً اور نہ تبعاً بس وہی متصرف ہے آسمان اور زمین مین اور اس مین خبر وار کیا ہے کہ ہر چیز اپنے ہونے مین اسی کی محتاج ہے اور دوسری صفت یہ ہے لم یتخذ ولدًا اس مین رد ہے یہود اور نصاریٰ پر اور تیسری صفت یہ ہے لَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ اس مین رد ہے طوائف مشرکین پر ثنویہ اور ثلثیہ اور عباد اصنام سے اور پوشیدہ شرک والون سے تو اللہ نے ثابت کیا اپنے واسطے سلطنت کو بہمہ وجوہ پہر اس شخص کی نفی کی جو اسکے قائم مقام ہو سکے اس سلطنت مین پہر اسپر دلیل بیان کی اور فرمایا وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ یعنے اسی نے موجودات کو بنایا اور وہ وہ ہے جسپر مخلوق کی صفت صادق آسکتی ہے اور یہی چوتہی صفت ہے فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا یعنے ہر چیز کو اپنی مخلوق سے اپنے ارادہ کے مطابق ٹہیک اندازے پر بنایا اور ایسا برابر کیا جس مین کوئی کجی نہین ہے اور نہ زیادت اور بنایا انکو اپنی حکمت اور انکی مصلحت کے موافق مطابق اور نہین نقصان کہا انکے بنانے مین دین و دنیا کا بعض نے کہا بنایا ہر چیز کو بنانا جس مین رعایت رکہی تقدیر کی اپنے ارادے کے مطابق جیسے انسان کو بنایا مواد مخصوصہ اور صور اور اشکال معینہ سے پہر اسکو درست کیا اور طیار کیا ان خصائص اور افعال کے لیے جنکا اس سے ارادہ کیا یا یہ معنے کہ برابر کیا اسکو بقا کے واسطے اجل معین تک کہا قتادہ نے اللہ نے بیان کر دی اپنی مخلوق مین سے ہر ایک چیز کے واسطے اسکی صلاحیت کی بات اور رکہا ہر کا ایک اندازہ معلوم کہا واحدی مفسرین نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مقدر کی ہر ایک چیز کی عمر اور اسکا رزق تو مقادیر جاری ہوئین اسکے بنانے کے مطابق بعض نے کہا خلق سے مجرد احداث اور ایجاد مراد ہے مجازاً یعنے تقدیر کے ملاحظہ کے سوا اگرچہ وہ احداث و ایجاد بہی حقیقت مین اس لحاظ سے خالی نہین ہے اس صورت مین یہ معنے ہونگے اَوْجَدَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا تو کہ تکرار لازم نہ آوے اور یہ اوضح دلیل ہے معتزلہ پر خلق افعال عباد مین پہر اللہ نے عباد اصنام کی مذہبون کی کہوٹ کی تصریح کی اور فرمایا وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ وَلَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا یَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا اور لوگون نے پکڑے ہین اس سے ورے کتنے حاکم جو نہین بناتے کچہ چیز اور آپ بنتے ہین اور نہین مالک اپنے حق مین برے کے نہ بہلے کے اور نہین مالک مرنے کے اور نہ جینے کے اور نہ جی اوٹہنے کے

ف اللہ تعالیٰ مشرکون کی جہالت سے خبر دیتا ہے انکی اس اللہ کے سوا حاکم بنائی ہین جو ہر چیز کا خالق ہے
اور مالک کاموں کی باگوں کا وہ جو چاہے ہو جاوے اور جو نہ چاہے نہ ہووے معہذا مشرک اسکے ساتھ ان
چیزوں کی عبادت کرتے ہین جو ایک پر پشہ کے بنانے پر قادر نہین ہین بلکہ وہ آپ بنی ہین اور وہ نہین
مالک ہین اپنے بھلے کی اور نہ اپنے بری کے تو کیونکر بھلا کرینگے اپنے عابدون کا اور کسطرح ہٹا وینگی
اُنسے برائی اور نہین مختار ہین مرنے کے نہ جینے کے اور نہ جی اُٹھنے کے بلکہ ان سب امور کا مرجع
اللہ عز وجل کیطرف ہے جو محیی اور ممیت ہے اور وہی اول اللہ آخر پہلون اور پچھلون کو دوبارہ بناویگا
اسکے نزدیک تم سب کا بنانا اور مری پر جلانا وہی جیسا ایک جی کا بنانا کما قال تعالے وَمَآ اَمْرُنَآ
اِلَّا وَاحِدَۃٌ کَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ یعنی اور ہمارا کام ہی ایک دم کی بات ہی جیسے لپک نگاہ کی (اور
جیسے فرمایا وَمَآ اَمْرُ السَّاعَۃِ اِلَّا کَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْھُوَ اَقْرَبُ یعنی اور قیامت کا کام ویسا ہے
جیسا ایک نگاہ کی یا اس سے قریب) اور فرمایا فَاِنَّمَا ھِیَ زَجْرَۃٌ وَّاحِدَۃٌ فَاِذَا ھُمْ بِالسَّاھِرَۃِ یعنی
سو وہ تو جھڑکی ہے ایک پھر تب ہی آرہے میدان مین اور فرمایا فَاِنَّمَا ھِیَ زَجْرَۃٌ وَّاحِدَۃٌ فَاِذَا
ھُمْ یَنْظُرُوْنَ یعنے سو وہ تو جھڑکی ہے ایک پھر تب ہی وہ دیکھتے ہونگے اور فرمایا اِنْ کَانَتْ اِلَّا
صَیْحَۃً وَّاحِدَۃً فَاِذَا ھُمْ جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ یعنے یہی ہوگی ایک چنگھاڑ پھر تب ہی وہ سارے
ہمارے پاس پکڑے آئے تو وہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہین ہے اور اسکے بغیر دوسرا رب نہین
ہے اور نہین مستحق ہے عبادت کا مگر وہی کیونکہ وہ جو چاہے ہو جاتا ہے اور جو نہ چاہے نہین ہوتا اور
وہی ہے جسکی نہ اولاد ہے نہ باپ نہ اسکا عدیل ہے نہ بدیل نہ وزیر ہے نہ نظیر بلکہ وہ ایک ہے بے نیاز ہے
نہ کسی کو جنا نہ کسی سے جنا اور نہ اسکے جوڑ کا کوئی انتہے مافی تفسیر ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے کہ ضمیر
اتخذوا مین کفار کے لیے ہے یا منذرین کے لیے یا مشرکین کے لیے اگرچہ انکا ذکر پہلے نہین گذرا
بواسطے دلالت عالمین کے اور نفی شریک اور بیان نذیر کے انپر یعنے مشرکون نے اللہ سے درگذر کر کر
اور حاکم بنا لیے قتادہ رض نے کہا الہہ سے وہ اوثان مراد ہین جنکی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے لَا
یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا یعنے اشیاء مین سے کسی چیز کے بنانے پر قادر نہین ہین اور غالب کیا عقلاء کو غیر عقلاء
پر کیونکہ معبودات کفار مین ملائکہ اور عزیر اور مسیح بھی ہین وَھُمْ یُخْلَقُوْنَ اور انکو اللہ سبحانہ نے پیدا
کیا ہے کہا قتادہ رض نے وہی اللہ خالق اور رازق ہے اور یہ اوثان مخلوق ہین اور کسی چیز کے خالق

نہین ہین اور نہ مالک نفع وضر رہین بعض نے کہا آلہہ کو عقلا کی ضمیر کے ساتہہ تعبیر کیا کفار کے اعتقاد کے
موافق کہ انکی الہ مالک نفع وضر رہین بعض نے یُخْلَقُوْنَ کے معنی مین کہا کہ انکے عابدین انکی مورتین
بناتے ہین اور انکو تراشتے ہین پہر جب اللہ سبحانہ نے اپنے نفس کریمہ کی قدرت باہرہ کی ساتہہ تعریف
کی اور مشرکین کی نہایت عجز کے ساتہہ تو فرمایا وَلَا یَمْلِکُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا یعنے اپنی
اپنی جانون کے واسطے نفع کے جالب نہین ہین اور ضرّا کو مقدم کیا کیونکہ اسکا دفع کرنا نفع کے جلب سے
اہم ہوتا ہے اور جب وہ ایسے ہین کہ دفع اور نفع کے ان چیزون مین مختار نہین ہین جو انکی جانون سے
متعلق ہین پہر وہ کیونکر مالک ہونگی دفع نفع کے ان لوگون کے لیے جو انکی پوجا کرتے ہین اور یہہ
دلیل ہے انکو غایت عجز اور نہایت ضعف کی پہر انکا عجز زیادہ بیان کیا اور فرمایا وَلَا یَمْلِکُوْنَ مَوْتًا
وَّلَا حَیٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا یعنے اور نہ یہ زندون کو مارنے پر قادر ہین اور نہ مردون کو جلانے پر توانا اور
نہ انکو قبرون سے اٹہا سکتے ہین اور جب اللہ سبحانہ فارغ ہوا توحید کے بیان اور مذہب مشرکین کی
تزئیف سے تو شروع ہوا منکرین نبوت کی شبہون کے بیان مین وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ
اِلَّاۤ اِفْكُ ِۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَیْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۝ وَقَالُوْۤا
اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰى عَلَیْهِ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ۝ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ
السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ اور کہنے لگے جو منکر
ہین اور کچہہ نہین یہ مگر جہوٹ باندہ لایا ہے اور ساتہہ دیا ہے اس کا اس مین
اور لوگون نے سو آئے بے انصافی اور جہوٹ پر اور کہنے لگے یہہ
نقلین ہین اگلون کی جو لکہہ لایا ہے سو وہی لکہوائی جاتے ہین اس پاس صبح شام ف اول نماز کا
وقت مقرر تہا صبح اور شام مسلمان حضرت پاس جمع ہوتے جو نیا قرآن اترا ہوتا لکہہ لیتے یاد کرنے کو
اسکو کافر یون کہنے لگے ف تو کہہ اسکو اتارا ہے اس شخص نے جو جانتا ہے چہپے بہید آسمانون
مین اور زمین مین مقرر وہ بخشنے والا مہربان ہے ف یعنی اپنی بخشش اور مہر ہی سے اتارا ف
اللہ تعالی جاہل کافرون کی سخافت عقلی بیان کرتا ہے کہ وہ قرآن مجید کی بابت کہتے ہین اور کچہ
نہین مگر محمد نے جہوٹ باندہ لیا ہے اور اسکے جمع کرنے پر لوگون سے اسنے مدد لی اور انہون نے
اسپر محمد کا ساتہہ دیا تو اللہ تعالی نے فرمایا فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تو

صادق مصدوق ہین جہوٹ تو اونہون نے ہی جوڑا یہ انکا قول باطل ہے جس کا بطلان انکو معلوم ہے
اور جانتے ہین کہ ہم اپنے زعم کاسد مین کاذب ہین اور کہتے ہین نقلین ہین پہلون کی جنکو اس نے لکہوالیا
ہے تو وہی پہلون کی باتین اور کہانیان اسپر صبح شام پڑہی جاتی ہین اور اس کلام کے بطلان کو بہ
سبب انکی مخالفت اور جہوٹ اور بہتان ہونیکے ہر ایک جانتا ہے کیونکہ تواتر اور ضرورت کی ساتہہ معلوم ہوچکا ہے
کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکہنے کی ساتہہ کبہی رنج نہین اوٹہایا نہ اول عمر مین اور نہ آخر عمر مین
اور ابتدا ولادت سے تا بعثت انہین کے درمیان بڑہے پہولے اور یہہ زمانہ قریباً چالیس سال ہوگا اور
وہ پہچانتے تہے آپکا مدخل اور مخرج اور سچائی اور ستہرائی اور امانت اور دور رہنا کذب اور فجور
اور تمام اخلاق ردیہ سے یہانتک کہ مشرک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لڑکپن سے بعثت تک امین
کہتے رہے اسلیے کہ آپ کی صداقت اور نیکی کالنہار فی رابعۃ الشمس کہلی ہوئی تہی اور وہ آپ کی صداقت
و بر سے ناآشنا نہ تہے تو جب اللہ نے عزت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جو عزت دی تو کہڑی کی
اونہون نے آپکے واسطے عداوت اور منسوب کیے کفار نے آپ کی طرف وہ اقوال جن سے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے بری ہونے کو ہر عاقل سمجہہ سکتا ہے اور سرگردان وحیران رہے ایسی بہتمتون کے
لگانے مین پہر کبہی اپنے جہوٹ بنانے سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساحر کہتے اور کبہی شاعر اور کبہی مجنون
کہتے اور کبہی کذاب اللہ تعالی نے فرمایا اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ
سَبِيلًا یعنے دیکہہ کیسے بٹہائین ہین تجہپر کہاوتین اور بہکے اب پا نہین سکتے راہ اور فرمایا اللہ نے
کفار کے اس عناد و افترا کے جواب مین جسکو اللہ نے یہان بیان فرمایا قُلْ أَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ
فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا یعنے قرآن مجید جو اولین و آخرین کی خبرون
پر شامل ہے سچے طورپر اور خارج مین ماضیا و مستقبلا واقع کے مطابق ہے اسکو اس ذات نے اوتارا ہے
جو آسمان و زمین کی چہپی چیزون سے واقف ہے اور سرائر کو اسکا علم ویسا ہی محیط ہے جیسے ظواہر کو
احاطہ کیا ہوا وہ غفور رحیم ہے اس مین اللہ تعالی نے انکو بلایا ہے توبہ اور انابت کی طرف اور انکو
خبر دی ہے کہ میری رحمت واسع ہے اور میرا علم عظیم اور جو شخص پہر آوے میرے پاس مین اسپر
پہر آتا ہون رحمت کی ساتہہ تو ان لوگون کو باوجود انکے جہوٹ اور افترا اور مجوزہ اور بہتان اور
کفر اور عناد کے اور انکے رسول اور قرآن کی نسبت وہ باتین کہنے کے جنکو اللہ نے مذکور فرمایا

اسہ انکو توبہ کی طرف بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم ان ظلمت سے نکلکر اسلام کے انوار مین آجاؤ کما قال
تعالی لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ
يَنْتَھُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ
وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنے بیشک کافر ہوئے جنھون نے کہا اسہ ہے تین مین کا
ایک اور بندگی کسی کو نہین مگر ایک معبود کو اور اگر نہ چھوڑین جو بات کہتے ہین البتہ جو ان مین منکر
ہین پاوینگے دکھہ کی مار کیون نہین توبہ کرتے اسہ پاس اور گناہ بخشواتے اور اسہ ہے بخشنے والا
مہربان اور جیسے فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ
عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ یعنے جو دین سے بچلانے لگے ایمان والے مردون
اور عورتون کو پھر توبہ نہ کی تو انکو عذاب ہے دوزخ کا اور انکو عذاب ہے آگ لگی کا حسن بصری سے اس
آیت کی تفسیر مین مروی ہے کہ اونھون نے فرمایا اسہ کے کرم اور جود مین غور کرو کہ اصحاب اخدود نے
مار ڈالا اسکے دوستون کو اور وہ انکو بلاتا ہے توبہ اور رحمت کیطرف انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر
فی تفسیرہ فتح کا بیان یہہ ہے کہ کفار سے عرب کے مشرک مراد ہین اور ہذا سے قرآن مجید کیطرف اشارہ
ہے افک سے کذب مراد ہے اور افترا سے اختلاق مراد ہے اور قوم آخرون سے یہود مراد ہین اور وہ
ابو نکیہہ تھا یسار نام حضرمی کا غلام اور عداس جو یطب بن عبد العزی کا غلام اور جبر ابن عامر کا
غلام اور یہہ تینون یہودی تھے اور اسکی مثل پر سورہ نحل مین گفتگو گذر چکی پھر اسہ سبحانہ نے
اس شبہ کا جواب دیا اور فرمایا فَقَدْ جَاۗءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا اور ظلما منصوب ہے جاؤ کے ساتھہ کیونکہ
جاء کبھی مستعمل ہوتا ہے اتی کے استعمال کیطرح اور متعدی ہوتا ہے اتی کے متعدی ہونے کیطرح
کہا زجاج نے اصل مین ہے جاؤا بظلم وزور بعض نے کہا ظلما و زورا حال پر منصوب ہین اور
انکا یہہ شبہ ظلم اسلیے ہے کہ اونھون نے منسوب کیا امر قبیح کو اس شخص کیطرف جو وہ اس سے مبرا اور
منزہ ہے تو اونھون نے ایک چیز کو اسکی جگہہ مین نہ رکھا اور یہی ظلم ہے بعض نے کہا ظلم یہہ ہے کہ اونھون نے
معجز کلام کو افک مختلق یہود سے سیکھا ہوا بتایا اور رہا اسکا زور ہونا تو وہ ظاہر ہے کیونکہ وہ جھوٹے
ہین اپنے اس مقالہ مین اور یہہ مشرکون کا پہلا شبہ تھا پھر اسہ نے دوسرا شبہ بیان کیا اور فرمایا وَقَالُوْٓا
اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا اور اس شبہ کا اسہ سبحانہ نے جواب دیا

اور فرمایا قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا پھر جب فارغ ہوا
اللہ سبحانہ اس طعن کے بیان سے جو انہوں نے قرآن پر کیا تو اس طعن کو بھی بیان کیا جو انہوں نے رسول پر
طعن کیا اور فرمایا وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْکُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ لَوْلَآ اُنْزِلَ
عَلَیْهِ مَلَكٌ فَیَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِیْرًا اَوْ یُلْقٰۤی اِلَیْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ یَّاْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ
الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَیْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا
فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا ۝ تَبٰرَكَ الَّذِیْۤ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَیَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ
سَعِیْرًا ۝ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَیُّظًا وَّزَفِیْرًا ۝ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا
مَكَانًا ضَیِّقًا مُّقَرَّنِیْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝ لَا تَدْعُوا الْیَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا
كَثِیْرًا ۝ اور کہنے لگے یہ کیسا رسول ہے کھاتا ہے کھانا اور پھرتا ہے بازارون مین کیون نہ اترا اسکی طرف
کوئی فرشتہ کہ رہتا اسکے ساتھ ڈرانیکو یا اترتا اسکے پاس خزانہ یا ہوجاتا اسکو ایک باغ کہ کھایا کرتا اس میں
سے اور کہنے لگے بے انصاف تم ساتھ پکڑتے ہو یہ ایک مرد جادو مارے کا دیکھ کیسی بٹھائین ہین تجھ پر کہاوتیں
اور بہکے اب پا نہین سکتے راہ بڑی برکت ہے اسکی جو اگر چاہے کر دے تجھ کو اس سے بہتر باغ نیچے بہتی نہرین اور
کردے تجھ کو محل کوئی نہین وہ جھٹلاتے ہین قیامت کو اور ہم نے طیار کی ہے جو جھوٹلاوے کوئی قیامت
کو اسکے واسطے آگ جب وہ دیکھے گی انکو دور جگہ سے سنین گے اسکا جھونجلانا اور چلانا اور جب ڈالے جاوینگے
اس مین ایک جگہ تنگ مین ایک زنجیر مین کئی بندھے پکارین گے اسجگہ موت کو مت پکارو آج ایک
مرنے کو اور پکارو بہت سے مرنے کو ف یعنی ایک بار مرین تو چھوٹ جاوین دن مین ہزار بار مرنے سے
بدتر حال ہوتا ہے ف اللہ تعالی کفار کی تعنت اور عناد کی خبر دیتا ہے اور یہ کہ انہوں نے حق کو
جھٹلایا حجت اور دلیل کے سوا بس یہی وجہ بیان کی تکذیب کی یہ رسول کیسا ہے جو ہماری طرح کھاتا ہے
اور کھانیکا ویسا ہی محتاج ہے جیسے ہم محتاج ہین اور کسب اور تجارت کے واسطے بازارون مین آتا جاتا ہے
کیون نہ اوترا اسپر کوئی فرشتہ پھر ہوتا اسکے ساتھ ڈرانیوالا اور اسکے دعوی کی سچائی کی گواہی دیتا اور یہ
مشرکین مکہ کا ویسا ہی قول ہے جیسے فرعون بولا فَلَوْلَآ اُلْقِیَ عَلَیْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ
الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِیْنَ یعنے پھر کیون نہ آپڑے اسپر (موسی پر) کنگن سونے کے یا آتے اسکے ساتھ فرشتے

پر ابانده کر اور جو بن کاتون کہا ہے ان مشرکون نے ایک سے ہین دل انکے اور انکے واسطے ولهذا بولے کیون
نہ اوترا اسپر خزانہ کا علم جس سے خرچ کرتا یا ہوجاتا اسکے واسطے ایک باغ جو اسکے ساتھ چلا پھرتا اور یہ اسپر
باغ سے کہا یا کرتا اور یہ سب کام اللہ پر سہل اور بسیر ہین ولکن وہ ان کامون کے نہ کرنیمین حکیم ہے اور
اسکا الزام پورا ہے اور کہتے ہین بے انصاف نہین پیچھے لگے تم مگر ایسے شخص کے جسکو جادو کیا گیا ہی
اللہ نے فرمایا انکے اس شبہ کے جواب مین اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ
سَبِيلًا یعنے دیکھ لے محمد کیونکر شبا ئی ہین تیرے واسطے کہاوتین اور بہتان لگاتی ہین تجھ کو اور جھوٹ
بولتے ہین تجھ پر اور کہتے ہین تو ساحر ہے مسحور ہے مجنون ہے کذاب ہے شاعر ہے کاہن ہے اور یہہ
سب اقوال جھوٹ ہین ہر ایک شخص جسکو تھوڑی سی سمجھ اور عقل ہو انکا جھوٹ معلوم کر سکتا ہے اور
انکا افترا ان اقوال مین پہچان سکتا ہے ولهذا فرمایا فضلوا یعنے یہ بہک گئے ہین سیدھی راہ سی
اب نہین پاسکتے راہ اور یہہ اسلیے کہ جو شخص حق اور ہدایت کی طریق کو چھوڑ دیوے تو وہ گمراہ ہی
جسطرف منہ کرے کیونکہ جو حق ہے اسکا رستہ بھی ایک ہے جو بعض بعض کا مصدق ہے پھر اللہ سبحانہ
نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ وہ اگر چاہے تو لاوی تیرے پاس بہتر اس سے جو کہتے ہین
دنیا مین افضل اور احسن اور فرمایا تَبَارَكَ الَّذِي إِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذَلِكَ الآیۃ مجاہد نے
کہا مراد یہ ہے کہ تجھ کو دنیا مین اس سے بہتر عطا کرتا جو یہ کہتے ہین کہا مجاہد نے اور قریش پتھرون کے
گھر کو قصر کہتے وہ چھوٹا ہو تا یا بڑا خیثمہ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا (اللہ کیطرف سی) اگر تو چاہے
توہم دیدیتے ہین تجکو زمین کے خزانے اور انکی کنجیان جو ہمنے نہین دین پہلے پیغمبرون کو اور نہ وہ دیوینگے
تیرے پیچھے کسیکو اور اس سے کچھ اللہ کے پاس کے خزانے کم نہین ہونگے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا اکٹھا کر چھوڑو انکو میرے لیے آخرت مین تب اللہ تعالی نے اس مین یہ آیت اتاری تَبَارَكَ
الَّذِي إِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذَلِكَ اور یہ جو فرمایا بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ تو اسکے یہ معنے
ہین کہ یہ لوگ جو ایسا کہتے ہین تو تکذیب اور عناد کی راہ سے کہتے ہین نہ یہ کہ وہ ان باتون کو طلب
کرتے ہین دیکھنے کے لیے اور ہدایت پانے کے لیے بلکہ یوم القیامۃ کا جھٹلانا انکو ابھارتا ہے ان کے
ان اقوال پر اور طیار کر رکھا ہے ہمنے قیامت کے مکذبین کے لیے عذاب دردناک دہندہ حرارت والا
دوزخ کی آگ مین جسکے اٹھانیکی کسیکو تاب نہین ہے اور اسکی برداشت کی کسی کو طاقت نہین ہے

سعد بن جبیر کہتے ہین سعیر دوزخ مین ایک جنگل ہے پیپ کا رواہ الثوری عن سلمة بن کہیل اور یہ جو اللہ نے فرمایا جب وہ دوزخ دیکہیگی انکو دور جگہہ سے یعنے محشر کے مقام مین تو سدی نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ سات سو سال کی مسافت سے انکو دیکہہ لیگی اور یہ جو فرمایا سنینگے اسکا جہو نجہلانا اور چلانا یعنے غصے کے مارے انپر کما قال اِذَآ اُلْقُوْا فِیْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِیْقًا وَّهِیَ تَفُوْرُ تَكَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ یعنے جب ڈالے جاوینگے اس مین سنینگے اسکا دہاڑنا اور وہ اچہلتی ہوگی ابہی نزدیک ہے کہ پہٹ پڑے جوش سے (ان لوگون پر جو اللہ کے منکر ہین) فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مَنْ یَقُلْ عَلَیَّ مَا لَمْ اَقُلْ اَوِادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ وَالِدَیْهِ اَوِ انْتَمٰی اِلٰی غَیْرِ مَوَالِیْهِ فَلْیَتَبَوَّأْ بَیْنَ عَیْنَیْ جَهَنَّمَ مَقْعَدًا قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ لَهَا مِنْ عَیْنَیْنِ قَالَ اَمَا سَمِعْتُمُ اللّٰهَ یَقُوْلُ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِیْدٍ الاٰیة یعنے جو شخص میرے ذمہ وہ بات لگاوے جو مینے نہین کہی یا منسوب کرے (اپنے آپ کو) اپنی ماں باپ کے سوا اور لوگون کیطرف یا آپ کو کسی اور کا غلام بتاوے تو بنالیوے دوزخ کی دو آنکہون کے سامنے اپنا ٹہکانا عرض کیا گیا یا رسول اللہ اور کیا دوزخ کی دو آنکہین ہین فرمایا کیا تمنے نہین سنا اللہ کو فرماتا ہے جب دوزخ دیکہیگی کافرون کو دور جگہہ سے رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَرَوَاهُ ابْنُ جَرِیْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ یَزِیْدَ الْوَاسِطِیِّ بِهٖ ابو وائل کہتے ہین ہم عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتہہ نکلے اور ہمارے ساتہہ ربیع بن خثیم تہے تو وہ گذرے ایک آہنگر پر تو کہڑا ہو اعبداللہ دیکہتا تہا لوہے کو آگ مین اور ربیع بن خثیم بہی اسکو دیکہنے لگا پہر جبکہ ربیع تو کہ گرجاوے پہر گذرے عبداللہ ایک حمام پر جو فرات کے کنارے پر تہا جب اسکو عبداللہؓ نے دیکہا اور آگ حمام اچہل رہی تہی تو عبداللہ نے یہ آیت پڑہی اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِیْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَیُّظًا وَّزَفِیْرًا تو ربیع بیہوش ہوکر گرگئے اور اسکو اٹہاکرلے گئے گہر کی طرف اور لگا رہا اسکے ساتہہ عبداللہ ظہر کی نماز تک تو نہ ہوش مین آئے اسوقت تک ربیع رضی اللہ عنہ رَوَاهُ ابْنُ جَرِیْرٍ ابن عباسؓ کہتے ہین بندے کو آگ کی طرف کہینچ کرلے جاوینگے تو آگ اسکو دیکہکر دہاڑیگی جیسے خچر جَو کے غلہ پر حملہ کرتی ہے پہر تڑپیگی جیسا نہ باقی رہیگا کوئی شخص مگر ڈرجاویگا رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ بِاِسْنَادٍ مُخْتَصَرًا وَقَدْ رَوَاهُ الْاِمَامُ اَبُوْ جَعْفَرِ بْنُ جَرِیْرٍ ابن عباسؓ کہتے ہین ایک آدمی کو آگ کی طرف کہینچ لیجاوینگے پہر ملجاویگی آگ بعض بعض کیطرف

تو اسکو رحمن فرماویگا تونے کیا کیا عرض کریگی یہہ مجہہ سے پناہ مانگا کرتا تہا اللہ تعالی فرماویگا میری بندی کو چہوڑدو اور ایک مرد کو آگ کی طرف لیجاوین گے تو وہ کہیگا میرا تیری نسبت ایسی یہہ ظن نہ تہا اللہ فرماویگا پہر تیرا کیا خیال تہا (میری نسبت) وہ کہیگا میرا یہہ خیال تہا کہ مجہہ کو تیری رحمت سمالیگی اللہ تعالی فرماویگا میری بندی کو چہوڑدو اور ایک مرد کو کہینچ لے جاوین گے آگ کی طرف تو حملہ کریگی آگ اسپر جیسے خچر جو کے غلہ پر حملہ کرتی ہے اور چلا دیگی چلانا کوئی نہ رہجاویگا مگر ڈرجاویگا رواہ ابن جریر کہا حافظ ابن کثیر نے و ہذا اسناد صحیح مجاہد نے عبید بن عمیر سے اللہ کے قول سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا کی تفسیر مین روایت کیا کہ دوزخ چلا دیگی چلانا (پہر) نہ رہیگا کوئی فرشتہ مقرب اور نہ نبی مرسل مگر گرجاویگا کانپتے ہون گے اسکے بازو یہانتک کہ ابرہیم علیہ السلام گرجاوین گے گہٹنوں پر اور فرماوین گے رَبِّ لَا اَسْاَلُكَ الْيَوْمَ اِلَّا نَفْسِيْ یعنے ای مالک مین آج اور سوال نہ کرونگا مگر یہی کہ میری جان بچ جائے اور یہہ جو فرمایا وَاِذَا اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا تو یحیے بن ابی اسید کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالی کے قول وَاِذَا اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ کی تفسیر کا سوال ہوا تو آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جسکے ہاتہہ مین میری جان ہے انکو زور سے داخل کیا جاویگا آگ مین جیسے میخ کو دیوار مین زور سے ٹہوکا جاتا ہے رَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عبد اللہ بن عمرو کہتے ہین ایسی تنگی مین ہونگے جیسی نیزہ کا پہل نیزہ مین تنگ ہوتا ہے رَوَاهُ قَتَادَةُ ابو صالح نے کہا مقرنین یعنے مکتفین یعنے پیچہے ہاتہہ باندہکر اور ثبور سے ویل اور حسرت اور خیبت مراد ہے انس بن مالک کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَوَّلُ مَنْ يُّكْسٰى حُلَّةً مِّنَ النَّارِ اِبْلِيْسُ فَيَضَعُهَا عَلٰى حَاجِبَيْهِ وَيَسْحَبُهَا مِنْ خَلْفِهٖ وَذُرِّيَّتُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ وَهُوَ يُنَادِيْ يَا ثُبُوْرَاهُ وَيَقُوْلُوْنَ يَا ثُبُوْرَهُمْ حَتّٰى يَقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَيَقُوْلُ يَا ثُبُوْرَاهُ وَ يَقُوْلُوْنَ يَا ثُبُوْرَهُمْ فَيُقَالُ لَهُمْ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا یعنے پہلے جسکو دوزخ کا جوڑا پہنایا جاویگا وہ شیطان ہے پہر اسکو رکہہ لیگا اپنے دونون ابروئون پر اور اسکو کہینچے گا پیچہے سے اور پیچہے اسکے اولاد ہوگی اور وہ پکارتا ہوگا موت کو اور اسکی اولاد بہی پکارتی ہوگی ہای موت یہانتک کہ آگ پر کہڑے ہوجاوینگے پہر شیطان کہیگا ہای موت اور وہ کہین گے ہای موت تب انکو کہا جاویگا آج نہ پکارو ایک موت کو اور پکارو بہت سی مرنیکو رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَلَمْ يُخَرِّجْهُ اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِ الْكُتُبِ السِّتَّةِ وَرَوَاهُ ابْنُ

أَبِي حَاتِمٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ سِنَانٍ عَنْ عَفَّانَ بِهِ وَرَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ سَلَمَةَ بِهِ
اور عوفی نے ابن عباسؓ سے آیت کی تفسیر مین روایت کیا کہ ثبور سے دونو جگہہ ویل مراد ہے ضحاک نے
کہا ویل سے ہلاکت مراد ہے اور ظاہر یہ ہی کہ ثبور ہلاک اور ویل اور خسار اور دمار سب کو شامل ہے جیسی کہا موسی
علیہ السلام نے فرعون کر لیے وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا فِرْعَوْنُ مَثْبُورًا یعنے اور مین خیال کرتا ہون تجھہ کو
اے فرعون ہلاک ہونیوالا انتہے ما قال الحافظ ابن کثیر فے تفسیرہ فتح کا بیان یہ ہے کہ اس اشارہ
مین مشار الیہ کی شان کی تصغیر ہے اور وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تہے اور کہا انہون نی حضرت
رسولؐ کو استہزا اور سخریہ کے طور پر اور اس مذکور کا حاصل جسکو اللہ نے اس مقام مین بیان کیا مشرکین
کے چہہ شبہے ہین جن مین کا اخیر شبہ یہ ہی کہ یہ تو مسحور آدمی ہے اور جواب دیا اللہ نے ان سب شبہون
کا کسیکا اجمالا اور کسی کا تفصیلا اور معنے یہ ہین کیا وجہ ہے کہ یہ شخص رسالت کا دعوی کرتا ہے حالانکہ
کہاتا ہے جیسی ہم کہاتے ہین اور آتا جاتا ہے بازارون مین معاش کی طلب کے لیے جیسی ہم آتے جاتی
ہین انہون نے خیال کیا کہ رسولؐ کا فرشتہ ہونا واجب ہے جسکو کہانے کمانے کی حاجت نہ ہو اور لا
استفہام انکار کے لیے ہے اور معنے یہ ہین اگر نبوت کا دعوی اس شخص کا سچا ہے تو کیا حال ہے جو اسکا
حال ہماری حال کے مخالف نہین ہے کیون نہین اوترا اسکی طرف فرشتہ پہر رہتا اسکے ساتہہ ڈراتا
اب اس اعتراض مین انہون نے طلب کیا کہ نبیؐ کی صحبت مین فرشتہ رہتا جو اسکا بازو کے قائم مقام ہوتا اور
اسکی مدد کرتا اس سوال مین پہلے سوال سے تنزل ہی اور وہ یہ تہا کہ رسولؐ کو ملک ہونا چاہیے تہا جسکو کہانی
کمانی کی ضرورت نہ ہو اور اسکے یہ معنی ہین کہ ہمنے تسلیم کیا کہ رسولؐ بشر ہو سکتا ہے ولکن بشر کا رسول
ہونا اس بات کا محتاج ہے کہ اس کے ساتہہ فرشتہ ہو جو اسکی سچای بیان کری اور اسکے رسول ہونے کی
گواہی دیوی اگلے سوال مین اس سے بہی تنزل کیا اور بولی یا آپڑتا اسپر کوئی خزانہ آسمان سے تو کہ زرق کی طلب
کی اسکو ضرورت نہ رہتی یا اسکا کوئی باغ ہوتا جس سے یہ کہایا کرتا ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ عتبہ بن ربیعہ
اور ابو سفیان بن حرب اور نضر بن حارث اور ابو البختری اور اسود بن عبد المطلب اور زمعہ بن اسود اور
ولید بن مغیرہ اور ابو جہل بن ہشام اور عبد اللہ بن ابی امیہ اور امیہ بن خلف اور عاص بن وائل اور منبہ
بن حجاج یہ سب کے سب جمع ہوئے اور کہا بعض نے بعض کے واسطے محمدؐ کے پاس کسی کو بہیجو اور اسکو بلا کر
اس سے بات کرو اور مخاصمہ کرو تو کہ تمپر الزام نہ رہے تو انہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس کہلا بہیجا کہ

تیری قوم کے اشراف جمع ہوئے ہین تیرے واسطے تو کہ تیرے ساتھہ بات کرین پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان
کے پاس تشریف لائے یہ بولے اے محمدؐ ہمنے تجھہ کو اسلیے بلایا ہے کہ ہمپر الزام نہ رہے اگر تونے یہ بات اسلیے بنائی
ہے رسالت کا دعوی اگر تو لوگون سے مال اکٹھا کرے تو ہم تجھہ کو چندہ کرکے دیتے ہین اور اگر تو اس بات کی ساتھہ
سردار بننا چاہتا ہے تو تجھہ کو سردار بنا دیتے ہین اور اگر تو بادشاہ بننا چاہتا ہے تو تجھہ کو بادشاہ بنا دیتے
ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَا بِیْ مَا تَقُوْلُوْنَ یعنے مین ان باتون مین سے جو تمنے بیان
کی کسی بات کا بھی خواہان نہین ہون مین تمہارے پاس نہین لایا جو لایا ہون کہ مین تمسے مال مانگا کرون
اور نہ اسلیے لایا ہون کہ تم مین شریف بنجاؤن اور نہ اسواسطے کہ تمپر حاکم بنجاؤن وَلٰکِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ اِلَیْکُمْ
رَسُوْلًا وَّاَنْزَلَ عَلَیَّ کِتَابًا وَّاَمَرَنِیْ اَنْ اَکُوْنَ لَکُمْ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا فَبَلَّغْتُکُمْ رِسَالَۃَ
رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَکُمْ فَاِنْ تَقْبَلُوْا مَا جِئْتُکُمْ بِہٖ فَھُوَ حَظُّکُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاِنْ تَرُدُّوْہُ
عَلَیَّ اَصْبِرْ حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ یعنے ولکن مجھہ کو اللہ نے تمہاری طرف رسول کرکر بھیجا اور
اتاری مجھہ پر کتاب اور مجھکو حکم کیا کہ مین ہوجاؤن تمہارے واسطے بشیر اور نذیر سو پہونچا دی مین نے تمکو
پیغام اپنے رب کی اور بھلا چاہا تمہارا اگر تم مان لو جو مین تمہارے پاس لایا تو وہ تمہارا بھلا ہے دنیا و
آخرت مین اور اگر اسکو رد کرو میری طرف تو مین منتظر رہون گا اللہ کے حکم کا جب تک اللہ فیصلہ کرے
میرے بیچ اور تمہارے بیچ وہ بولے اے محمدؐ اگر تو ہماری کوئی بات نہین مانتا جنکو ہمنے تجھہ پر پیش کیا یا اونکو
کہا اونہون نے جب تو یہ کام نہین کرتا تو تو اپنے رب سے مانگ کہ تیرے ساتھہ ایک فرشتہ بھیجے جو تیری تصدیق
کرے اس مین جو تو کہتا ہے اور ہم کو ہٹا دیوے تیری ایذا سے اور مانگ اس سے کہ بنا دے تیرے واسطے باغ
اور محل سونے اور چاندی کے جو تجھہ کو رزق کی تلاش سے کفایت کرین کیونکہ تو جاتا ہے بازارون مین طلب
کرتا ہے معاش کی جیسے ہم طلب کرتے ہین تو کہہ پہچانین ہم تیرا افضل اور مرتبہ تیرے رب کے پاس اگر تو رسول
ہے جیسے تو خیال کرتا ہے تب انکو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مین یہ کام نہ کرون گا اور نہ مین یہ باتین
اپنے مالک سے مانگون گا اور مجھہ کو میرے مالک نے تمہارے پاس اسواسطے نہین بھیجا اور مجھکو تو بشیر اور نذیر کرکر
بھیجا ہے تب اللہ نے اس مین یہ آیت اتاری اَخْرَجَہُ ابْنُ اِسْحَاقَ وَابْنُ جَرِیْرٍ وَّابْنُ الْمُنْذِرِ اور ظالمون
سے وقال الظلمون مین مقالات اونکے قائل مراد ہین اور امثال سے وہ اقوال نادرہ اور افترائات
غریبہ مراد ہین جو انہون نے حضرت کی نسبت بیان کیے کہ یہ شخص مفتری ہے اور ہم پہلون کی نقلین صبح

شام پڑہی جاتی ہین اور یہ مسحور مغلوب العقل ہے خیثمہ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا اگر توچاہے تو
ہم تجھ کو زمین کے خزانے اور انکی کنجیان دیتے ہین جنکو اگلے پیغمبر نہین دیے گئے اور نہ ہم کسی کو تیرے
بعد وہ خزانے اور انکی کنجیان دینگے اور اسکے ساتھ تیرا مرتبہ جو اللہ سبحانہ کی پاس ہے وہ کم نہین ہوگا اور
اگر تو چاہے تو مین اُسکو اکٹھا کر دیتا ہون تیری واسطے آخرت مین فرمایا اکٹھا کردو انکو میرے واسطے
آخرت مین تب اللہ نے یہ آیت اتاری تبارک الذی ان شاء جعل لک خیرا من ذلک الایۃ تک اَخْرَجَہُ
الْفِرْیَابِیُّ وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَابْنُ جَرِیْرٍ وَغَیْرُھُمْ پھر اللہ سُبحانہ نے انکی توبیخ سے اضراب کیا اور فرمایا
بَلْ کَذَّبُوْا بِالسَّاعَۃِ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ کَذَّبَ بِالسَّاعَۃِ سَعِیْرًا بلکہ انکا حال ان سب باتون سے
عجیب ہے اور وہ یہ کہ یہ قیامت کو جھٹلاتی ہین ولہذا نہ سودمند ہوتے ہین دلائل سے اور نہ تامل کرتے
ہین ان مین اور ہمنے طیار کیا ہے ایسے لوگون کے واسطے سعیر اور سعیر کہتے ہین شعلہ مارنیوالی آگ کو
اور یہ آیت دلیل ہے دوزخ کے آج دن موجود ہونے پر جیسے جنت کے موجود ہونے پر اللہ تعالی کا قول
اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ دلیل ہے اور سعیر کے رویت کے معنے مین اختلاف ہے بعض نے کہا رویت سے اُسکا ظہور
مراد ہے اسطرح کہ وہ ناظر کے سامنے ہوگی بعض نے کہا رَاَتْھُمْ کی ضمیر خزان نار کیطرف عائد ہے
بعض نے کہا رویت نار سے حقیقۃ آگ کا دیکھنا مراد ہے اسیطرح تغلیظ اور زفیر سے حقیقت مراد ہے
اور اللہ کو کون چیز روک سکتی ہے اس سے کہ دوزخ کو ایسے ادراک کا مدرک بنا دیوی اور اسی معنے کو ترجیح
ہے مکان بعید کی مسافت مین اختلاف ہے بعض نے کہا وہ پانسو سال کی مسافت سے دیکھی گی بعض نے
کہا ایک سال کی مسافت سے کہا ابن عباسؓ نے سو سال کی مسافت ہے اور یہ اسوقت کا ذکر ہے جب
جہنم کو لاوینگے اور اُسکو کھینچتے ہونگے ستر ہزار باگ سے ہر ایک باگ کو ستر ستر ہزار فرشتہ پکڑے ہوگا
اگر اسکو چھوڑ دین تو وہ چڑہ آوے ہر نیک وبد پر پھر تو دیکھے گا کہ وہ چلاویگی ایسا چلانا جو نہ باقی رہیگی
کوئی آنسو کی بوند مگر نکل پڑیگی پھر دوسری بار چلاوے گی پھر دلون کے چھلکے چھوٹ جاوینگے اور
پہونچ جاوینگے دل گلون تک ایک صحابی سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
جو شخص میرے ذمہ وہ بات لگادی جو مین نے نہین کہی یا اپنا ماں باپ کسی اور کو ٹھیراوے (اپنے ماں
باپ کی سوا) یا اپنا مالک کسی اور کو بناوی تو وہ ٹھیرالیوے اپنا ٹھکانا دوزخ کی دونون آنکھون کے
درمیان لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ اور کیا دوزخ کی دو آنکھین ہین فرمایا ہان کیا تمنے نہین سنا

اسر کو وہ فرماتا ہے اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ یعنے جب دیکھیگی دوزخ انکو مکان دور سے اَخْرَجَهٗ عَبْدُ
ابْنُ حُمَيْدٍ وَابْنُ جَرِيْرٍ مِنْ طَرِيْقِ خَالِدِ بْنِ دُرَيْكٍ وَنَحْوَهٗ عِنْدَ رَزِيْنٍ فِيْ كِتَابِهٖ وَصَحَّحَهٗ
ابْنُ الْعَرَبِيِّ فِيْ قَبَسِهٖ وَلَهٗ لَفْظٌ بِمَعْنَاهُ ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا يَخْرُجُ عُنُقٌ مِّنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَهٗ عَيْنَانِ يُبْصِرَانِ وَاُذُنَانِ يَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ
يَنْطِقُ يَقُوْلُ اِنِّيْ وُكِّلْتُ بِثَلٰثٍ بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ وَبِكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ
بِالْمُصَوِّرِيْنَ یعنے قیامت کے دن دوزخ سے ایک گردن برآمد ہوگی اوسکی دو آنکھیں ہونگی جن سے دیکھیگی
اور دو کان ہونگے جن سے سنیں گی اور زبان ہوگی جس سے بولیگی اور کہے گی میں مسلط کی گئی ہوں تین
قسم کے لوگوں پر ہر زور کرنیوالے مخالف پر اور ہر اس شخص پر جو اللہ کے ساتھ پکارے کسی اور کو اور مصورین
پر اور اس مسئلہ میں ابوسعید رض سے بھی ایک روایت ہے کہا ابوعیسی ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے مقرنین
سے یہ مراد ہے کہ انکے ہاتھ گردنوں میں بندھے ہونگے لوہے کے ساتھ بعض نے کہا پیچھے بندھے ہونگے
بعض نے کہا ہر ایک اپنے اپنے شیطانوں کے ساتھ مقرون ہوگا اور ایسے لفظ پر سورہ ابراہیم میں گفتگو
ہو چکی ثبور سے ہلاکت مراد ہے ابن عباس رض نے کہا ثبور سے ویل مراد ہے اور معنے یہ ہیں کفار وہاں ہلاکت
کی آرزو کرینگے اور اسکو پکارینگے اس آفت کی وجہ سے جو انپر نازل ہوگی اور کہینگے یا ثبوراہ یعنے آ ہلاکت
تو آ یہ تیرا وقت ہی ہے پر ہلاک نہ ہوں گے اور یہ جواب دیئے جاوینگے لا تدعوا الیوم ثبورا واحدا وادعوا ثبورا
کثیرا اور اسکے قائل ملائکہ ہونگے دوزخ کے داروغے اور معنے یہ ہیں ہلاکت کی بددعا اپنے لیے ایک بار
نہ کرو بلکہ بار بار یہی کہا کرو کیونکہ جس تکلیف میں تم پھنسے ہو وہ بسبب طول زمان اور عدم تناہی اس سے بھی
سخت ہی بعض نے کہا یہ تمثیل اور تصویر ہے انکے حال کی اس شخص کے حال کے ساتھ جسکو یوں کہا جاوے
اور یہ نہیں ہے کہ دوزخ میں کوئی بات ہوگی اور یہ معنی ظاہر قرآن کے مخالف ہیں بعض نے کہا معنے یہہ ہیں
کہ جس آفت میں تم پڑے ہو اس میں تم ایک بار ہلاک نہ ہوگے بلکہ ہمیشہ ہلاک ہوتے رہوگے کیونکہ عذاب
کئی قسم ہوگا تو عذاب کی ہر نوع بسبب اپنی شدت کے ہلاکت ہوگی یا اسلیے کہ عذاب کی تجدید ہوتی رہے
گی جیسے اللہ تعالی نے فرمایا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا یعنے جسوقت پک جاویگی کھال انکی بدل کر دینگے انکو اور کھال
کہ چکھتے رہیں عذاب اللہ ہی زبردست حکمت والا اور بہتر یہ ہے کہ مراد اس جواب سے یہ ہو کہ تمپر یہ عذاب

ہمیشہ رہیگا تم اس ہلاکت کی آرزو سے نا امید ہو جاؤ جو تمکو نجات دیدیوے پھر اللہ تعالی نے الفضار کرکو تو بیخ فرمائی
اپنے رسول کی زبان پر اور فرمایا قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ كَانَتْ لَهُمْ
جَزَآءً وَّمَصِيْرًا لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا ۝ تو کہہ بھلا
یہ چیز بہتر ہے یا باغ ہمیشہ رہنے کا جسکا وعدہ ملا پرہیزگارون کو وہ ہوگا انکا بدلہ اور پھر جانیکی جگہہ انکو وہان
ہے جو چاہین رہا کرین ہمیشہ ہوچکا تیرے رب کے ذمہ وعدہ مانگا پہنچا **ف** اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے
یہ اشقیا کا حال ہے جو ہم نے تیرے لیے بیان کیا جو اوندھے مونہون کے بل دوزخ کی طرف اوٹہائے جاوینگے
پھر ملیگی وہ دوزخ انکو ترش روی اور جوش اور چلانے کے ساتھہ اور انکو باندھکر اسکی تنگ جگہون مین ڈالا
جاویگا جس مین نہ حرکت کرسکین اور نہ دیکھہ سکین اور نہ اس آفت سے چھوٹ سکین جس مین انکو ڈال رکھا
ہے یہ حال بہتر ہے یا بہشت ہمیشہ رہنے کا جسکا وعدہ دیا اللہ تعالے نے پرہیزگارون کو اپنے بندون سے
جنکے لیے انکو طیار کیا اور کیا اسکو انکا بدلا اور انکے پھرنیکی جگہہ اس پر جو اونہون نے دنیا مین اسکی اطاعت کی
اور کیا انکا انجام اس چیز کی طرف جس مین ہین کہانے اور پینے اور مساکن اور مراکب اور مناظر جنکی وہ خواہش
کرین جنکو نہ آنکھون نے دیکھا اور نہ کانون نے سنا اور نہ کسی کے دل پر انکا خیال آیا اور وہ اس مین رہینگے
ہمیشہ ابدًا دائمًا سرمدًا بلا انقطاع اور زوال نہ جاہین وہان سے جگہہ بدلنے کی اور یہہ اللہ تعالی کا وعدہ ہے
جسکے ساتھہ فضل کیا ان پر اور احسان کیا اسکے ساتھہ انپر ولہذا فرمایا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا
یعنے اس وعدے کا وقوع ضروری ہے ابوجعفر بن جریر نے بعض علماء عربیت سے حکایت کیا کہ اللہ تعالی کے
قول وعدًا مسئولًا کے معنے ہین وَعْدًا وَاجِبًا اور ابن جریج نے روایت کیا عطا سے اس نے ابن عباس سے
كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا کی تفسیر مین کہ مجھہ سے وہ چیز طلب کرو اور مانگو جسکا مینے تم کو وعدہ
دیا یا یہ معنے ہین اَوْعَدْنَاكُمْ تُنْجِزُوْهُ یعنے ہمنے تمہارے ساتھہ وعدہ کیا جسکا خلاف نہ کیے جاوگے اور
محمد بن کعب قرظی نے كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا کی تفسیر مین روایت کیا کہ فرشتے اللہ سے مومنون
کے واسطے سوال کرینگے اور کہینگے رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ
مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ وَمَنْ
تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ یعنے اے رب ہمارے اور داخل کر
انکو بسنے کے باغون مین جنکا وعدہ دیا تونے انکو اور جو کوئی نیک ہوا انکے باپون مین اور عورتون مین

اور اولاد مین بیشک تو ہی ہے زبردست حکمت والا اور بچا انکو برائیون سے اور جسکو تو بچاوی برائیون سے اُس
دن اسپر مہر کی تونے اور یہ جو ہی یہی ہے مراد پانی بڑی آور کہا ابو حازم نے جب قیامت کا دن ہوگا تو مومن
کہینگے اے ہمارے رب ہمنے عمل کیا تیرے لیے جیسے تونے فرمایا اب تو پورا کر ہمارے واسطے وہ وعدہ جو کیا
تونے ہمارے ساتھہ یہی معنے ہین اللہ کے قول وَعۡدًا مَّسۡـُٔولًا کے اور اس سورت کے اس مقام مین اہل
نار کے ذکر کے بعد اہل جنت کے حال پر خبردار کرنا ویسا ہی ہے جیسے اللہ تعالی نے سورہ صافات مین اہل جنت کا
حال بیان کرکے دوزخ کا ذکر فرمایا اور فرمایا أَذَٰلِكَ خَيۡرٞ نُّزُلًا أَمۡ شَجَرَةُ ٱلزَّقُّومِ إِنَّا جَعَلۡنَٰهَا
فِتۡنَةٗ لِّلظَّٰلِمِينَ إِنَّهَا شَجَرَةٞ تَخۡرُجُ فِيٓ أَصۡلِ ٱلۡجَحِيمِ طَلۡعُهَا كَأَنَّهُۥ رُءُوسُ ٱلشَّيَٰطِينِ فَإِنَّهُمۡ
لَأٓكِلُونَ مِنۡهَا فَمَالِـُٔونَ مِنۡهَا ٱلۡبُطُونَ ثُمَّ إِنَّ لَهُمۡ عَلَيۡهَا لَشَوۡبٗا مِّنۡ حَمِيمٖ ثُمَّ إِنَّ
مَرۡجِعَهُمۡ لَإِلَى ٱلۡجَحِيمِ إِنَّهُمۡ أَلۡفَوۡاْ ءَابَآءَهُمۡ ضَآلِّينَ فَهُمۡ عَلَىٰٓ ءَاثَٰرِهِمۡ يُهۡرَعُونَ یعنے
بھلا یہ بہتر ہے مہمانی یا درخت تھوہر کا ہمنے اسکو رکھا ہے خراب کرنا ظالمون کا وہ ایک درخت ہے کہ نکلتا
ہے دوزخ کی جڑ مین اسکا سرا جیسے سر شیطانون کے یعنی بدنما یا شیطان کہا سانپون کو سو وہ کہاوینگے
اس مین سے پھر بھرینگے اس سے پیٹ پھر انکو اسکے اوپر ملونی جلتی پانی کی پھر انکو لیجانا آگ کی گھر مین
انہون نے پایا اپنے باپ دادی بہکے ہوئے فتح کا بیان یہ ہے ذلک کا اشارہ ہے سعیر کی طرف جو صفات
عظیمہ کے ساتھہ موصوف ہوا اور جنت کو مضاف کیا خلد کیطرف اسلیے کہ بہشت کی نعمتین ہمیشہ رہنے
والی ہین اور انکے واسطے انقطاع اور زوال نہین ہے اور خیر کا لفظ بیان کیا اسجگہہ باوجود اسکے کہ دوزخ
مین اصلا خیر نہین ہے اسلیے کہ عرب ایسا کہدیا کرتے ہین اور عرب کے محاورات مین سے وہ محاورہ جو اللہ تعالی
کی اس کلام کے مطابق ہو یہ محاورہ ہے جسکو سیبویہ نے عربون سے حکایت کیا کہ وہ کہا کرتے ہین اَلسَّعَادَةُ
أَحَبُّ إِلَيۡكَ أَمِ ٱلشَّقَاوَةُ حالانکہ معلوم ہے کہ شقاوة اصلا محبوب نہین ہے بعض نے کہا یہان خیر
تفضیل کے باب سے نہین ہے اور یہہ تو ایسے قول کیطرح ہے عِنۡدَهُ خَيۡرٌ نحاس نے کہا اور یہ قول عمدہ ہے اور
اللہ کا قول لَهُمۡ مَا يَشَآءُونَ ویسا ہی ہے جیسے فرمایا وَلَكُمۡ فِيهَا مَا تَشۡتَهِيٓ أَنفُسُكُمۡ وَلَكُمۡ فِيهَا
مَا تَدَّعُونَ یعنے اور تمکو وہان ہے جو چاہے جی تمہارا اور تمکو وہان ہے جو منگاؤ وعدہ مسئول سے وہ
وعدہ مراد ہے جسکا طلب کرنا اور مانگنا لائق ہو جیسے اللہ تعالی نے فرمایا رَبَّنَا وَءَاتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَىٰ
رُسُلِكَ بعض نے کہا فرشتے مسلمانون کے لیے سوال کرینگے جیسے اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا وَأَدۡخِلۡهُمۡ

جَنّٰتِ عَدْنِ الآیۃ مین حسن نے کہا وعد مسئول سے وعدہ واجب مراد ہے اگرچہ اسکا سوال ہو کہا ابن عباسؓ
نے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماویگا سلوا الذی وعدتکم تنجزوہ یعنے اس وعدہ کا سوال کرو جو مین نے تمہارے
ساتھ کیا اسکو ہم پورا کرینگے وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ
عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ
دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوْا قَوْمًا بُوْرًا ○ فَقَدْ
كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ
عَذَابًا كَبِيْرًا ○ اور جسدن جمع کر بلاویگا انکو اور جنکو پوجتے ہین اللہ کے سوا پھر ان سے کہیگا یہ تم نے بہکایا
میری ان بندون کو یا وہ آپ بہکے راہ سے بولینگے تو پاک ہے ہمکو بن نہ آتا تھا کہ پکڑین تیرے بغیر کوئی
رفیق لیکن تو نے انکو برتنے دیا اور انکے باپ دادون کو یہانتک کہ بھول گئے یاد اور تھے لوگ کھپنے والے
سو وہ تو جھٹلا چکے تم کو تمہاری بات مین اب تم نہ پھیر سکتے ہو نہ مدد کر سکتے ہو اور جو کوئی تم مین گنہگار
ہے اسکو ہم چکھادین بڑی مار **ف** یہ جو فرمایا اب تم پھیر نہین سکتے تو اس سے عذاب کا پھیر دینا مراد ہے
یا بات کا پلٹ ڈالنا **فائدہ** اللہ تبارک وتعالیٰ اس تقریع اور بدگوئی اور ملامت سے خبر دیتا ہے جو
کفار کو ماسوی اللہ کی عبادت پر کریگا قیامت کے دن اور فرماتا ہے اور جسدن جمع کر بلاویگا اللہ کفار اور
انکے معبودین کو کہا مجاہد نے کفار کے معبودین سے یہان عیسیٰ اور عزیر اور ملائکہ علیہم الصلوۃ والسلام مراد
ہین اور فرماویگا کیا تم نے گمراہ کیا اور بہکایا میری ان بندون کو یا یہ آپ بہکے راہ سے کما قال تعالیٰ وَاِذْ
قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ
تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ○ مَا قُلْتُ لَهُمْ
اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ
الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ
وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ یعنے اور جب کہیگا اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ مریم کے
بیٹے تو نے کہا لوگون کو کہ ٹھیراؤ مجھ کو اور میری مان کو دو معبود سوائے اللہ کے بولا تو پاک ہے مجھ کو نہین
بن آتا کہ کہون جو مجھ کو نہین پہونچتا۔ اگر مین نے یہ کہا ہوگا تو تجھ کو معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو میرے جی مین ہے

اور مین نہین جانتا جو تیری جی مین ہے برحق تو ہی ہے جانتا چھپی بات مین نے نہین کہا ان کو مگر جو تو نے حکم کیا کہ
بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا اور مین ان سے خبردار تھا جب تک ان مین رہا پھر جب تو نے مجھے پھر
لیا تو تو ہی تھا خبر رکھتا انکی اور تو ہر چیز سے خبردار ہے اگر تو ان کو عذاب کرے تو وہ بندے تیرے ہین اور
اگر انکو معاف کرے تو تو ہی ہے زبردست حکمت والا و لہذا اللہ تعالی نے بیان فرمایا کہ انکے معبود قیامت کے
دن یہ جواب دینگے سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَتَّخِذَ مِنْ دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ یعنے مخلوق کو
کہان لائق ہے کہ تجھ کو چھوڑ کر کسے اور کو معبود ٹھیرالین نہ ہمکو لائق ہے اور نہ انکو سزاوار ہے ہم نے تو انکو
اس ضلالت وغوایت کیطرف نہین بلایا بلکہ اونہون نے کیے یہ کام اپنی طرف سے ہماری رضا اور امر کے
سوا ہم ان سے اور انکی عبادت سے بیزار کما قال اللہ تعالی وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلٰئِكَةِ
أَهٰؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ قَالُوا سُبْحٰنَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ
الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ یعنے اور جسدن جمع کرے گا اللہ سب کو پھر کہے گا فرشتون کو کیا
یہ لوگ تھے تم کو پوجتے کہینگے وہ پاک ذات ہے تیری ہم تیری طرف ہین نہ انکی طرف بلکہ یہ پوجتے تھے جنون کو یہ اکثر
ان ہی پر یقین رکھتے ہین بعض نے أَنْ نُتَّخَذَ کو بصیغہ مجہول پڑہا ہے اس صورت مین یہ معنے ہونگے اے
مالک کسی کو سزاوار نہین ہے کہ وہ ہماری پوجا کرے ہم تو تیرے بندے ہین تیرے محتاج ہین اور یہ معنے
بصیغہ معلوم کی قرأت کے معنے سے زیادہ مناسب ہین سیاق کے ولیکن تو نے انکو اور انکے باپ دادون
کو برتنے دیا یہانتک کہ وہ اس چیز کو بہول گئے جسکو تو نے انکی طرف اتارا اور اپنے رسولون کی زبان پر
اور وہ یہ کہ پیغمبر ان کو بلاتے رہے تیری عبادت کی طرف تو اکیلا ہے اور تیرا کوئی ساجھی نہین ہے اور تھے
یہ لوگ کھپنے والے ابن عباس نے کہا بُوْرًا ای هَلْكٰى یعنے ہلاک ہوجانیوالے اور حسن بصری اور مالک نے
زہری سے روایت کیا بورا کی تفسیر مین آئی لَا خَيْرَ فِيهِمْ یعنے ان لوگون مین بھلائی نہ تھی اور ابن
الزبعری جب مسلمان ہوا تو بولا ؎ یا رسول الملیک ان لسانی راتق ما فتقت اذ انا بور
اذ اجاری الشیطن فی الغی ؎ ومن مال میلہ مثبور اللہ فرماویگا فَقَدْ كَذَّبُوكُمْ بِمَا
تَقُولُونَ یعنے جن لوگون کی تم اپنے خیال مین اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے اونہون نے تم کو جھٹلایا
تمہاری اس خیال مین کہ وہ تمہارے حمایتی ہین اور تم کو نزدیک کردینگے اللہ کے پاس کما قال تعالی
وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ

غٰفِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا اَعْدَاۤءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ یعنے اور اس سے بہکا کون
جو پکارے اللہ کو چھوڑ کر اسکو جو نہ جواب دیوے اسکو قیامت تک اور وہ ہین انکی پکار سے بیخبر اور جب اٹھائے
جاوینگے لوگ تو ہونگے وہ انکے دشمن اور ہونگے انکی عبادت سے منکر اور اللہ تعالے کے قول فما یستطیعون صرفا
ولا نصرا مین صرف سے صرف عذاب مراد ہے یعنے تم عذاب کو پھیر نہین سکتے اور اللہ تعالی کے قول ومن
یظلم منکم مین ظلم سے شرک مراد ہے انتہی ما فے تفسیر ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے کہا مجاہد اور ابن
جریج نے کہ مراد معبودین سے اس آیت مین ملائکہ اور انس اور جن اور مسیح اور عزیر ہین اور اس پر انکا خطاب
اور انکا جواب دلیل ہے اور ضحاک اور عکرمہ اور کلبی نے کہا معبودین سے اس آیت مین خاص اصنام مراد
ہین اور وہ اگرچہ سن نہین سکتے اور نہ بول سکتے ہین ولیکن اللہ سبحانہ انکو قیامت کے دن سامعہ ناطقہ کردیگا
بعض نے کہا یعبدون من دون اللہ جمیع معبودین کفار کو شامل ہے اور کلمہ ما شامل ہے عقلا اور غیر
عقلا سب کو اللہ الزام قائم کرنے کے لئے عابدین پر اور انکی تقریع اور تبکیت کے لیے فرماویگا ءَاَنْتُمْ
اَضْلَلْتُمْ عِبَادِیْ هٰۤؤُلَاۤءِ یہ استفہام توبیخ اور تقریع کے لیے ہے اور معنی یہ ہین کیا انکا گمراہ ہونا تمہاری
وجہ سے تھا اور تمنے انکو اپنی عبادت کی طرف بلایا یا یہ خود بخود راہ ہدایت سے بہک گئے بسبب نہ غور
کرنے کے اس مین جس سے حق پر دلیل لیجاوے اور بسبب نہ سوچنے کے اس مین جس سے ٹھیک راہ
معلوم ہوجاوے کہا ابو عبید نے اَنْ نَّتَّخِذَ کو بصیغہ مجہول پڑھنا جائز نہین ہے اور یہی قول ہے
ابو عمرو بن علاء اور عیسی بن عمر کا کیونکہ اللہ سبحانہ نے حرف مِن کو دو بار بیان فرمایا اور یہ قرءت صحیح
ہوتی تو اللہ فرماتا اَنْ نُّتَّخَذَ مِنْ دُوْنِكَ اَوْلِیَاۤءَ بعض نے کہا اس قرءت کی صورت مین دوسرا مِن
زائدہ ہوگا پھر اس جواب کے بعد معبودین کفار مشرکین کا ایمان کو چھوڑنیکا سبب بیان کرینگے اور
کہینگے وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَاۤءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوْا قَوْمًا بُوْرًا اس آیت مین بھی مشرکوں
کے خود گمراہ ہونیکی دلیل ہے اور یہ کہ انکو نہین بہکایا انکے غیر نے اور معنے یہ ہین نہین بہکایا ہمنے انکو
ای مالک ولیکن تو نے انکو برتنے دیا اور انکے باپ دادون کو نعمتین دیکر اور انکا رزق فراخ کرکر اور
دراز کردی تو نے انکی مدت تو کہ غافل ہوگئے وہ تیری یاد سے اور بھول گئے تیری نصیحت اور غور کرنا
تیری کتاب مین اور نظر کرنا تیری عجیب صنعتون مین اور نادر بدید الشئون مین اور انہون نے بنالیا تیری
نعمتون کو اپنی ضلالت کا ذریعہ اور عکس القضیہ کی چال چلے بعض نے کہا یہان نسیان ذکر سے

ترک شکر مراد ہے تو بور میں واحد اور جمع برابر ہے کیونکہ یہ مصدر ہے قلیل و کثیر پر بولا جاتا ہے یا جمع ہے بائر کی ابن عباسؓ نے تو اسکی ہلکے کے ساتھ تفسیر کی اور بعض نے کہا بوار سے فساد مراد ہے اور یہ ازد شنوءہ کی لغت ہے بعض نے کہا معنے یہ ہین ان مین خیر نہین تہی اور یہہ ماخوذ ہے بوار ارض سے جب اس مین زراعت نہ کی جاوے بعض نے کہا بوار سے کساد مراد ہے اور ان سب اقوال کا رجوع ہلاک اور فساد کے معنے کیطرف ہوگا پہر کفار کو مخاطب کرکے کہا جاویگا فَقَدْ كَذَّبُوكُمْ بِمَا تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا یعنے تمہاری تکذیب کی ہے تمہاری معبودین نے تمہارے اس قول مین کہ یہ ہماری معبود ہین اور اسی کی مثل ہے اللہ تعالی کا قول يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا اور قول شاعر ؎

قالوا خراسان اقصی ما یراد بنا ثم القفول فقد جئنا خراسانا

اور کہا ابن زید نے معنے یہ ہین پہر جہٹلایا تم کو ان کافرون نے اے ایمان والو اس چیز مین جسکو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری پاس لائے فما تستطیعون صرفًا ولا نصرًا یعنے یہ معبود نہ تم سے بوجہ من الوجوہ عذاب کو روک سکتے ہین اور نہ تمہاری مدد کر سکتے ہین اور تستطیعون کو یاء تحتانی کے ساتھ بہی پڑہا گیا ہے یعنے بصیغہ غائب اس صورت مین معنے یہ ہونگے یہ کفار اس عذاب کو اپنے اوپر سے نہین ہٹا سکتے جس کے ساتھ اللہ تعالی نے انکو معذب کیا اور نہ ان کو اللہ کی طرف سے مدد ہوگی کہا ابو عبید نے معنی یہہ ہین پہر یہ کافر تم کو اس حق سے نہین پہیر سکتے جسکی تمکو اللہ نے ہدایت کی اور نہ اپنی جانون کی مدد کر سکتے ہین اس عذاب کے دور کرنے مین جو ان پر تکذیب کی وجہ سے اترا ہے اور یہہ جو فرمایا وَمَنْ يَظْلِمْ الآیۃ یہ وعید ہے ہر ظالم کے لیے اور داخل ہین اسکے تحت مین وہ لوگ بہی جن مین اس آیت کا سیاق ہے بطریق اولے اور عذاب کبیر سے دوزخ کا عذاب مراد ہے اور عذاب کبیر کی تفسیر دوزخ مین ہمیشہ رہنے کے ساتھ بہی کی گئی ہے اور خلود فی النار تو مشرک ہی کے لائق ہے فاسق کے سوا اگر معتزلہ اور خوارج کے قول پر اور یہہ آیت اور اسکی مثل اور آیتین عدم توبہ کے ساتھ مقید اور مشروط ہین اور حسنؓ سے مروی ہے کہ ظلم سے اس آیت مین شرک مراد ہے اور ابن جریج کا بہی یہی قول ہے پہر اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے رسولؐ کو مخاطب کیا کفار کے گذشتہ قول کے بطلان کے لیے کہ یہ کیا رسولؐ ہے جو کہاتا ہے کہانا اور چلتا ہے بازارون مین

اور فرمایا وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۗ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ ۗ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ۝ اور جتنے بہیجے ہم نے

تجھسے پہلے رسول سب کہاتے تھے کہانا اور پھرتے تھے بازارون مین اور ہمنے رکھا ہے تم مین ایک دوسری کے جانچنے کو دیکھین ثابت رہتی ہو اور تیرا رب سب دیکھتا ہے **ف** پیغمبرین کافرون کا ایمان جانچنے کو اور کافر ہین پیغمبرون کا صبر جانچنے کو اتنے معانی موضح القرآن **ف** اللہ تبارک وتعالی جمیع رسل گذشتہ کی خبر دیتا ہے صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کہ وہ سب کہانا کہاتے تھے اور اسکے ساتھ تغذی کے محتاج تھے اور کمانے تجارت کرنے کیلیے بازارون مین آتے جاتے اور یہ کہانا اور کمانا اور تجارت کرنا انکی حال اور منصب کے کچھ مخالف نہین ہے کیونکہ اللہ تعالی نے رکھی ہین انکے لیے سمات حسنہ اور صفات جمیلہ اور اقوال فاضلہ اور اعمال کاملہ اور خوارق باہرہ اور ادلہ قاہرہ جن سے ہر سلیم العقل اور بصیرت مستقیمہ والا دلیل لے سکتا ہے کہ جو کچھ یہ لائے اللہ کی جانب سے وہ سراپا حق ہے اور اسی آیت کی نظیر ہے یہ آیت کریمہ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى اور جتنے بھیجے ہمنے تجھسے پہلے رسول یہی مرد تھے کہ حکم بھیجتے تھے ہم انکو بستیون کے رہنے والے اور اسی کی مثل ہے یہ آیت بھی وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ یعنے اور ایسے بدن نہ بنائے تھے کہ وہ کہانا نہ کہاوین اور نہ تھے وہ رہجانیوالے اور یہ جو فرمایا وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً اَتَصْبِرُوْنَ یعنے ہمنے تمہاری بعض کو بعض کے ساتھ آزمایا ہے تو کہ ہم جانین فرمانبردارون کو نافرمانون سے ولہذا فرمایا اَتَصْبِرُوْنَ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا یعنے تیرا رب دیکھتا ہے اس شخص کو جو وحی کا استحقاق رکھتا ہے کما قال تعالی اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ یعنے اللہ تعالی بہتر جانتا ہے جہان بھیجے اپنے پیام اور بہتر جانتا ہے مستحق ہدایت اور غیر مستحق کو کہا محمد بن اسحاق نے اللہ تعالے کے قول وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً اَتَصْبِرُوْنَ کی تفسیر مین کہ فرماتا ہے اللہ اگر مین چاہتا تو دنیا کو رسولون کے ساتھ کر دیتا پھر ان کی مخالفت نہ ہوتی تو کر سکتا تھا لیکن مینے چاہا کہ مین بندون کو انکے ساتھ آزماؤن صحیح مسلم مین عیاض بن حمار سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالے فرماتا ہے اِنِّيْ مُبْتَلِيْكَ وَمُبْتَلٍ بِكَ یعنے مین تجھکو آزمانے والا ہون (ای محمد) اور جانچنے والا ہون ساتھ تیرے اور سند مین ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَوْ شِئْتُ لَاَجْرَى اللّٰهُ مَعِيَ جِبَالَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ یعنے اگر مین چاہتا تو سونے چاندی کے پہاڑ اللہ میرے ساتھ چلا دیتا صحیح مین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار دیا گیا دو باتون مین چاہے بنے بادشاہ نبین چاہے بندے رسول

آپ نے عبد رسول ہونا پسند کیا فتح کا بیان یہ ہے کہا زجاج نے اس آیت کی تفسیر میں ہم نے نہیں بہیجا کسی رسول
کو تیرے پہلے مگر کہانیوالا اور بازاروں میں کسب تجارت کے لیے آنے جانے والا تو تو بہی انہی کی طرح ہے اور
کہا گیا انکو بہی جیسے تجہ کو کہا گیا اور کہا قتادہ رضی نے اللہ تعالی فرماتا ہے محمد ص سے پہلے رسول بہی اسیطرح کہاتے
چلتے تہے اور جعلنا بعضکم میں عام لوگوں کو خطاب ہے اور اس میں تسلی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
لیے بہی کیونکہ آپ اشرف الاشراف تہے اور آپ آزمائے گئے احسن الاخساء کے ساتہ اور اللہ سبحانہ وتعالے
نے بعض بندوں کو بعض کے واسطے جانچ کا مقام رکہا ہے تو تندرست جانچ کا محل ہے بیمار کیواسطے
اور غنی فتنہ ہے فقیر کے واسطے بعض نے کہا بعض اول سے کفار امم مراد ہیں اور بعض ثانی سے رسول مراد
ہیں اور فتنہ سے ابتلا اور محنت مراد ہے اور اول معنے کو ترجیح ہے کیونکہ بعض لوگوں کا امتحان کیا جاتا
ہے بعض کے ساتہ پس بیمار کہتا ہے میں کیوں اس تندرست کیطرح نہیں ہوں اسیطرح ہر آفت والا اور صحیح
کو جانچا گیا ہے بیمار کے ساتہ پہر اسکو نہ ڈانٹے اور نہ ذلیل جانے اور غنی کو جانچا گیا ہے فقیر کے ساتہ پہر وہ
مواسات کرے فقیر کے ساتہ اور فقیر مبتلی ہے غنی کے ساتہ حسد کرتا ہے اسکے ساتہ بعض نے کہا آیت
سلوک ۱۲
سے مراد یہ ہے کہ شریف جب مسلمان ہونا چاہتا اور وہ دیکہتا کہ (وضیع) کمینہ میرے پہلے مسلمان ہو چکا
ہے تو وہ عار سمجہتا اس بات کو اور کہتا میں تو اسکے بعد اسلام نہیں لاتا اسکا مجہ پر سابقہ اور فضل ہو جاویگا
پہر نکا رہتا اپنے کفر پر یہ معنے ہیں بعض کے ساتہ بعض کے جانچنے کے اور فراء اور زجاج نے اسکو پسند
کیا ہے اور آیت کو اسی معنے پر مقصور کرنے کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ اگر نزول کا سبب ہیں
تو اعتبار الفاظ کے عموم کا ہے نہ خاص سبب کا اور کہا حسن نے آیت کی تفسیر میں فقیر کہتا ہے اگر چاہتا
اللہ تو مجہ کو غنی کرتا فلاں کیطرح اور بیمار کہتا ہے اگر چاہتا اللہ تو تندرست کرتا مجہ کو فلاں مرد کی طرح اور
اندہا کہتا ہے اگر اللہ چاہتا تو مجہ کو بینا کرتا فلاں کیطرح ابو الدرداء کہتے ہیں میں نے سنا حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تہے وَيْلٌ لِلْعَالِمِ مِنَ الْجَاهِلِ وَوَيْلٌ لِلْجَاهِلِ مِنَ الْعَالِمِ وَوَيْلٌ لِلْمَالِكِ
مِنَ الْمَمْلُوكِ وَوَيْلٌ لِلْمَمْلُوكِ مِنَ الْمَالِكِ وَوَيْلٌ لِلشَّدِيدِ مِنَ الضَّعِيفِ وَوَيْلٌ لِلضَّعِيفِ
مِنَ الشَّدِيدِ وَوَيْلٌ لِلسُّلْطَانِ مِنَ الرَّعِيَّةِ وَوَيْلٌ لِلرَّعِيَّةِ مِنَ السُّلْطَانِ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ
فِتْنَةً وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً یعنے خرابی ہے عالم کے لیے جاہل سے اور
خرابی ہے جاہل کے واسطے عالم سے اور خرابی ہے مالک کے لیے مملوک سے اور خرابی ہے مملوک کیواسطے

مالک سی اور خرابی ہے جوان کی ناتوان سی اور خرابی ہے ناتوان کی جوان سی اور خرابی ہے حاکم رعیت سے اور خرابی ہے رعیت کی حاکم سے بعض تمہارا بعض کے واسطے جانچ ہے اور یہی معنے ہین اللہ تعالی کے قول وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً کے اَخْرَجَهُ الثَّعْلَبِيُّ مُسْنَدًا پہر اللہ سبحانہ نی فرمایا اس خبر دینی کے بعد کہ ہم نے بعضکو بعض کے لیے جانچ بنایا ہے اَتَصْبِرُوْنَ یہ استفہام تقریری ہے اور معنی یہ ہین کیا صبر کرنے ہو اس سخت حالت پر اور ابتلاء عظیم پر پہر اجر دیے جاؤ یا بے صبری کرتے ہو پہر تمہارا غم زیادہ ہو جاوے اور اکثر مفسرین نی یہی معنے کہے ہین بعض نے کہا اَتَصْبِرُوْنَ کے معنے ہین اِصْبِرُوْا جیسے اللہ تبارک تعالی کا قول فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ کے معنے ہین اِنْتَهُوْا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَهُوَ اَجْدَرُ اَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ یعنے اوس شخص کیطرف نظر کیا کرو جو تم سے کم درجہ کا ہو اور بڑے درجے والے کی طرف نہ دیکھو اگر ایسا کروگے تو اللہ کی اُس نعمت کو جو تمپر ہے حقیر نہ جانوگے رواہ البخاری پہر اللہ نے صابرین کو وعدہ دیا یہ کہکر وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا یعنے تیرا رب دیکھتا ہے صابر اور بے صبر سب کو پہر وہ ہر ایک کو اسکے عمل کے موافق جزا دیگا

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ۭ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ۝ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ۝

اور بولی جو لوگ امید نہین رکہتے کہ ہم سے ملینگے کیون نہ اترے ہمپر فرشتے یا ہم دیکہتے اپنے رب کو بہت بڑائی رکہتے ہین اپنے جی مین اور سر چڑہ رہے ہین بڑی شرارت مین جسدن دیکہینگے فرشتے کچہ خوشخبری نہین اسدن گنہگارون کو اور کہینگے کہین روکی جاوے کوئی اوٹ اور ہم پہنچے انکے کامون پر جو کیے تہے پہر کرڈالا اسکو خاک اوڑتی بہشت کے لوگ اسدن خوب رہتے ہین ٹہکانا اور خوب جگہہ دوپہر کے آرام کی

ف اللہ تعالی خبر دیتا ہے کفار کی تعنت سے انکے کفر اور عناد پر انکے یہہ کہنے مین ہمپر کیون نہین اترتے فرشتے رسالت لیکر جیسے انبیاء کے پاس آتے ہین اور اسی مضمون کی دوسری آیت مین خبر دی اور فرمایا قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ۘ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ یعنے جب کفار کے پاس کوئی آیت پہونچتی تو کہتے ہرگز

نہین مانینگے ہم جبتک ہمکو نہ ملے جیسا کچہ پاتے ہین اللہ کے رسول اللہ بہتر جانتا ہے جہان بھیجے اپنے پیام
اور احتمال ہے کہ انکی مراد یہان یہہ ہو کیون نہین اترتے ہمپر فرشتے پہر ہم انکو سامنے دیکہین اور وہ ہم کو
بتادین کہ محمد اللہ کا رسول ہے جیسے اونہون نے کہا اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِیْلًا یعنے ہم ایمان نہ
لاوینگے جبتک تو اللہ اور فرشتون کو سامنے لاکر نہ کہاوی اور اسکی تفسیر سورہ بنی اسرائیل مین گذری ولہذا
بیان فرمایا اَوْ نَرٰی رَبَّنَا اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِیْرًا
اور فرمایا اللہ سبحانہ نے وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰی وَحَشَرْنَا عَلَیْهِمْ
كُلَّ شَیْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ یَجْهَلُوْنَ یعنے اور اگر
ہم اونپر اتارین فرشتے اور ان سے بولین مردے اور جلادین ہم ہر چیز کو انکے سامنے ہرگز ماننے والے نہین
یہ لوگ مگر جو چاہے اللہ پر یہ اکثر نادان ہین اور یہ جو فرمایا یَوْمَ یَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰی یَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِیْنَ
وَیَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا یعنے کفار نہ دیکہینگے فرشتون کو اس دن مین جس مین انکے لیے بہلائی ہے
بلکہ جسدن انکو دیکہینگے کچہ خوشی نہین اُسدن انکو اور یہ بات صادق آتی ہے کفار کے احتضار
کے وقت جب فرشتے انکو خبر دیتے ہین آگ کی اور جبار کے غضب کی اور کہتے ہین کافر کو جب اسکا روح
نکلتا ہے نکل اے جان پلید جو پلید بدن مین تہی نکل طرف آنچ کی بہاپ مین اور طرف جلتے پانی کی
اور طرف دہوئین کے سائے کی پہر کافر کا روح نہین نکلتا اور پہیل جاتا ہے بدن مین پہر وہ اُسکو
مارتے ہین کما قال اللہ تعالی فَكَیْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ یعنے پہر
کیسا ہوگا جب فرشتے جان نکالینگے انکی مارتے جاتے ہین انکے مونہہ پر اور پیٹہہ پر اور جیسے فرمایا
وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ
الْحَرِیْقِ یعنے اور کبہی تو دیکہے جسوقت جان لیتے ہین کافرون کی فرشتے مارتے ہین انکے مونہہ پر اور پیچہے
اور کہتے ہین اچکہو عذاب جلنے کا اور جیسے فرمایا وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ
بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ
عَلَی اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ یعنے اور کبہی تو دیکہے جسوقت ظالم ہوتے
ہین موت کی بیہوشی مین اور فرشتے ہاتہہ کہول رہے ہین کہ نکالو اپنی جان آج تمکو جزا ملے گی ذلت کی اسکی سبب
کہ کہتے تہے اللہ پر جہوٹہ باتین اور اسکی آیتون سے تکبر کرتے تہے ولہذا اس آیت کریمہ مین فرمایا یَوْمَ یَرَوْنَ

الملٰئکة لا بشرٰی یومئذ للمجرمین ویقولون حجرا محجورا بخلاف مومنون کے حال کے احتضار کے
وقت کہ وہ خوشی دیے جاتے ہین خیرات کی اور حصول مسرت کی کما قال تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا
اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ
الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ وَلَکُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ
اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ یعنے تحقیق جنہون نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پہر اسپر ٹہیرے رہے
انپر اترتے ہین فرشتے کہ تم نہ ڈرو نہ غم کہاؤ اور خوشی سنو اس بہشت کی جسکا تم کو وعدہ تہا ہم ہین تمہارے
رفیق دنیا مین اور آخرت مین اور تمکو وہان ہے جو چاہے جی تمہارا اور تمکو وہان ہے جو منگواؤ اور جیسے
فرمایا کَذٰلِکَ یَجْزِی اللّٰہُ الْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ طَیِّبِیْنَ یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ
عَلَیْکُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ یعنے ایسا بدلا دیگا اللہ پرہیزگارون کو جنکی جان لیتے
ہین فرشتے اور وہ ستہرے ہین اور کہتے ہین سلامتی ہے تمپر جاؤ بہشت مین بدلا اسکا جو تم کرتے تہے صحیح
حدیث مین براء بن عازب سے مروی ہے کہ فرشتے مومن کی روح کو کہتے ہین اُخْرُجِیْ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الطَّیِّبَةُ
فِی الْجَسَدِ الطَّیِّبِ کُنْتِ تَعْمُرِیْنَهٗ اُخْرُجِیْ اِلٰی رَوْحٍ وَّرَیْحَانٍ وَّرَبٍّ غَیْرِ غَضْبَانَ یعنے
نکل اے پاک جان جو پاک جسم مین آباد تہی نکل طرف رحمت اور روزی کی اور طرف ایسے مالک کی جو
خفا نہین ہے اور یہ حدیث سورہ ابراہیم کی تفسیر مین گذر چکی اللہ کے قول وَیُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ وَیُضِلُّ اللّٰہُ الظّٰلِمِیْنَ وَیَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ
کے نزدیک اور اور لوگون نے کہا یوم یرون الملٰئکة سے قیامت کا دن مراد ہے قَالَهٗ مُجَاهِدٌ وَّ
الضَّحَّاکُ وَغَیْرُهُمَا اور اس قول اور پہلے قول مین کوئی منافات ومخالفت نہین ہے کیونکہ فرشتے
ان دونو دنون مین ممات کے دن اور بعث کے دن مومنون اور کافرون کے سامنے ظاہر ہوتے ہین مومن
کو خوشی سناتے ہین رحمت ورضوان کی اور کافر کو ڈراتے ہین خیبت وخسران سے تو اسدن بہی مجرمون
کے واسطے کوئی خوشی نہین ہے اور حجرا محجورا کے یہ معنی ہین کہ کہین گے فرشتے کافرون کو آج دن فلاح تم
پر حرام ہے اور محرم ہے اور حجر کہتے ہین روک دینے کو اور اسی سے ماخوذ ہے قاضی کا مفلس پر حجر کرنا
اسکی ناداری کی وجہ سے اور اسی قبیل سے ہے حجر بیت کیونکہ وہ طواف کرنیوالون کو روکتی ہے کہ اس
مین طواف کرین بلکہ اس سے ورے ورے طواف کیا جاتا ہے اور اسی قبیل سے عقل کو حجر کہا کیونکہ وہ

اپنے صاحب کو روکتی ہی مالایلیق کے تناول سے اور ضمیر اللہ تعالی کے قول وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَّحْجُورًا میں عاید ہے ملائکہ کی طرف یہی قول ہے مجاہد اور عکرمہ اور حسن اور ضحاک اور قتادہ اور عطیہ عوفی اور عطا خراسانی اور خصیف اور غیر واحد کا اور اسی کو ابو جعفر بن جریر نے اختیار کیا اور عطیہ عوفی نے ابو سعید خدری سے آیت وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَّحْجُورًا کی تفسیر میں روایت کیا ای حَرَامًا مُّحَرَّمًا یعنے کہیں گے فرشتے حرام ہے حرام کیا گیا ہے تم کو بشارت دینا ان چیزوں کی جنکی بشارت پرہیزگاروں کو ملین گی اور ابن جریر نے ابن جریج سے حکایت کیا کہ اس نے کہا وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَّحْجُورًا مشرکین کی کلام ہے جب وہ ملائکہ کو دیکھیں گے تو ملائکہ سے پناہ طلب کریں گے یہ کہکر اور یہ عرب کا دستور ہے کہ جب ان میں سے کسی شخص پر کوئی آفت یا حادثہ نازل ہووے تو وہ کہتا ہے حِجْرًا مَّحْجُورًا اور یہ قول اگرچہ عرب کی کلام سے ماخوذ ہے اور بن سکتا ہے ولکن بہ نسبت سیاق کے بعید ہے خاص کر ایسی صورت میں کہ جمہور نے اسکے خلاف پر تصریح کی ہے ولکن ابن ابی نجیح نے مجاہد سے نقل کیا کہ اونہوں نے حجرا محجورا کی تفسیر کی عوذا معاذا کے ساتھ تو احتمال ہے کہ مجاہد نے وہی تفسیر مراد لی ہو جسکو ابن جریج نے بیان کیا لیکن ابن ابی حاتم نے جو ابن ابی نجیح سے روایت کیا اور اس نے مجاہد سے تو اس میں یوں ہی کہ حجرا محجورا ملائکہ کی کلام ہے فَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور یہ جو فرمایا وَقَدِمْنَا اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ آخر آیت تک تو یہ قیامت کے دن کی بات ہے جب اللہ تعالی محاسبہ کریگا بندوں سے انکے نیک و بد اعمال پر تو اللہ سبحانہ نے خبر دی کہ ان مشرکوں کو ان اعمال سے جنکو اونہوں نے موجب نجات و فوز خیال کر رکھا ہے کچھ حاصل نہ ہوگا کیونکہ اعمال مشرکین میں شرط شرعی مفقود ہوتی ہے اور شرط شرعی یہ ہے کہ اعمال میں عامل اللہ کے لیے مخلص ہو اور اللہ کی شرع کا تابع تو جو عمل کہ خالص نہ ہو اور شریعت مرضیہ کے مطابق نہ ہو وہ باطل ہے اور کفار کے اعمال میں ان دونو شرطوں میں ایک شرط تو ضرور مفقود ہوتی اور کبھی دونو مفقود ہو جاتی ہیں اسوقت انکے عمل قبول ہونے سے زیادہ دور ہو جاتے ہیں و لہذا اللہ تعالے نے فرمایا وَقَدِمْنَا اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا مجاہد اور ثوری نے قَدِمْنَا کی تفسیر عَمَدْنَا کے ساتھ یعنے ہم قصد کرینگے اور یہی سدی کا قول ہے اور بعض نے کہا اَتَيْنَا عَلَيْهِ یعنے ہم آجاوینگے انکے اعمال پاس اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ہباء منثورا کی تفسیر میں فرمایا شُعَاعُ الشَّمْسِ اِذَا دَخَلَ فِي الْكُوَّةِ یعنے ہباء منثورا سے آفتاب کے شعاع مراد ہیں جو روشندان میں دہوپ لگتے وقت دکھائی دیتے ہیں رَوَاهُ السُّفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ اور سبیطح اور طریق کے ساتھ بھی حضرت

علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہوا ہے اور اسی کی مثل مروی ہے ابن عباسؓ اور مجاہد اور عکرمہ اور سعید بن جبیر اور سدی
اور ضحاک وغیرہم سے اور ایسا ہی کہا حسن بصری نے هُوَ الشُّعَاعُ فِي كُوَّةِ اَحَدِهِمْ وَلَوْ ذَهَبَ
يَقْبِضُ عَلَيْهِ لَمْ يَسْتَطِعْ یعنے ہبار منثور وہ ذرات ہیںقدار ہیں جو کسی کے روشندان ہیں اوڑتی نظر آتی
ہیں اور اگر کوئی ان ذرات میں سے مٹھی بھرنا چاہے تو وہ اُنکی مٹھی نہیں بھر سکتا اور علی بن ابی طلحہ نے
ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ ہبار منثور سے مار مہراق مراد ہے یعنی گرا ہوا پانی اور حضرت علی علیہ السلام سے
یہ بھی مروی ہے کہ ہبا سے وہ غبار مراد ہے جو چارپاؤں کے پاؤں سے انکے چلنے کیوقت اٹھتی ہے اور
اسی کی مثل مروی ہے ابن عباسؓ سے بھی اور عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کا بھی یہی قول ہے اور قتادہؓ نے
اللہ تعالیٰ کے قول هَبَاءً مَّنْثُوْرًا کی تفسیر میں کہا کیا تو نے نہیں دیکھے سوکھے ہوئے درخت جب اُن کو
ہوا اوڑاتی ہے تو ہبار منثور اسکے وہ پتے ہیں جو اڑتے پھرتے ہیں عبید بن یعلے کہتے ہیں ہبا سے
راکھ مراد ہے جب اسکو ہوا اوڑادے اور ان اقوال کا حاصل وہ منبہ کرنا ہے آیت کے مضمون پر اور
وہ مضمون یہ ہے کہ کفار کرتے ہیں اعمال اور خیال کرتے ہیں کہ ہم بھی کسی راہ پر ہیں پھر جب وہ پیش کیے
جاوینگے بادشاہ حاکم عادل کے پاس جو کسی پر جور و ستم کو روا نہ رکھیگا تو وہ اسوقت بالکل لاشے ہونگے
اور تشبیہ دی اللہ نے انکے اعمال کی ایک حقیر متفرق چیز کے ساتھ جسکا صاحب اس سے کسی چیز کے
لینے پر طاقت نہیں رکھتا كَمَا قَالَ تَعَالٰى مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ اشْتَدَّتْ بِهِ
الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ یعنی
احوال انکا جو منکر ہوئے اپنے رب سے انکے کیے جیسے راکھ زور کی چلی اسپر ہوا دن آندھی کے کچھ ہاتھ میں
نہیں اپنی کمائی میں سے یہی ہے دور بہک پڑنا اور جیسے فرمایا يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ
بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ
كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا
كَسَبُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ یعنے ایمان والو مت ضائع کرو اپنی خیرات احسان رکھکر
اور ستاکر جیسے وہ جو خرچ کرتا ہے اپنا مال لوگوں کے دکھانیکو اور یقین نہیں رکھتا ہے اللہ پر اور نہ پچھلے
دن پر تو اسکی مثال جیسے صاف پتھر اسپر پڑی ہے مٹی پھر اسپر برسا زور کا مینہ تو اسکو کر رکھا سخت کچھ
ہاتھ نہیں لگتی انکو اپنی کمائی اور اللہ تعالیٰ راہ نہیں دیتا منکر لوگوں کو اور جیسے فرمایا وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهَ عِنْدَهُ
فَوَفَّاهُ حِسَابَهُ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ یعنی اور جو لوگ منکر ہین اُنکے کام جیسے ریت جنگل مین پیاسا جانے
اسکو پانی یہانتک کہ جب پہونچا اسپر اسکو کچھ نہ پایا اور پایا اللہ کو اپنے پاس پہر اوسکو پورا پہونچا دیا اسکا لکہا
اور اللہ جلد لینے والا ہی حساب اور اس آیت کی تفسیر عنقریب سورۂ نور مین کلام گذری وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ
اور یہ جو فرمایا أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا تو اسکے یہ معنی ہین کہ قیامت کے دن
دوزخ کے لوگ اور بہشت کے لوگ مساوی نہ ہونگے اور اصحاب جنۃ وہی مراد کو پہونچینگے اور یہ اسلیے کہ بہشت کے
لوگون کو مآل ہوگا درجات عالیات اور غرفات آمنات کی طرف تو بہشتی چین سے گہر مین ہونگے جس کا
نظارہ عمدہ ہوگا اور ستہرا مقام سدا رہینگے وہان وہ خوب جگہہ ہے ٹہیرا ؤکی اور خوب جگہہ ہے رہنے
کی اور اہل نار کا انجام اور مآل درکات سافلات اور حسرات متتابعات اور انواع عذاب و عقوبات کیطرف
ہوگا وہ بہت بری جگہہ ہے ٹہیراؤ کی اور بہت بری جگہہ ہے رہنے کی ولہذا فرمایا أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ
خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا یعنے اصحاب جنت بہ سبب اپنے اعمال مقبولہ کے پہونچینگے ان درجات
کو جو پہونچینگے بخلاف اہل نار کے کہ انکے پاس کوی ایسا عمل نہ ہوگا جو انکو بہشت مین لیجانے کا باعث
و موجب ہو سکے تو اس آیت مین اللہ تعالی نے نیکون کے حال کے ساتہہ بدون کے حالات پر خبردار کیا
کہ اشقیا کے پاس بالکلیہ خیر نہین ہے اور فرمایا أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا
ضحاک نے ابن عباسؓ سے واحسن مقیلا کی تفسیر مین روایت کیا کہ وہ ایک ساعت ہوگی جسمین اولیاء اللہ
تختون پر حور عین کے ساتہہ راحت پاوینگے اور اللہ کے دشمن شیاطین کے ساتہہ باندہے جاوینگے اور
کہا سعید بن جبیر نے اللہ فارغ ہوگا حساب سے نصف نہار کیوقت پہر قیلولہ کرینگے اصحاب جنت جنت
مین اور اصحاب نار نار مین اللہ تعالی نے فرمایا أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا
کہا عکرمہ نے مین پہچانتا ہون اس ساعت کو جس مین اصحاب جنت جنت مین جاوینگے اور اہل نار نار مین اور وہ
ساعت دنیا مین اسوقت ہوتی ہے جب سورج زوال کے قریب ہوتا ہے اور لوگ قیلولہ کے لیے گہرون میں
لوٹ جاتے ہین اسوقت دوزخی دوزخ مین جاوینگے اور بہشتیون کو بہشت کی طرف لیجاوینگے اور ان
کا قیلولہ جنت مین ہوگا اور انکو مچہلی کا جگر کہلایا جاویگا پہر مچہلی کا جگر ان سب کو سیر کردیگا اور یہی معنے
ہین اللہ کے قول أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا کے کہا عبداللہ بن مسعود نے نصف نہار

ہو گا یہانتک کہ قیلولہ کرین یہ لوگ اور وہ لوگ بہر پڑہی یہ آیت اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ
مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا اور پڑہی یہ آیت ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ رواہ سفیان عن
میسرۃ اور عطیہ عوفی نے ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا کہ اصحاب جنت قیلولہ کرینگے
جنت کے جہروکون مین اور انکا حساب جب وہ اپنے مالک کے سامنے پیش ہونگے ایک ہی پیشی مین ہوجاوے
گا اور حساب یسیر یہی ہے جسکا قرآن مجید کی اس آیت مین مذکور ہے فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ
فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا یعنے سو جسکو ملا اسکا لکہا داہنے
ہاتہہ مین تو اس سے حساب لیناہے آسان حساب اور پہر کر آوے اپنے لوگون پاس خوشوقت اور قتادہؒ
نے کہا مقیل سے ماوی اور منزل مراد ہے اور قتادہؒ کہتے ہین کہ صفوان بن محرز نے بیان کیا کہ دو شخص
قیامت کے دن اللہ تعالی کے سامنے پیش ہونگے جن مین کا ایک تو دنیا کا بادشاہ ہوگا جو دنیا مین سرخ
سفید لباس پہنا کرتا تہا پہر اسکا حساب ہوگا تو وہ ایسا بندہ ثابت ہوگا کہ اس نے کبہی کچہ نیکی نہین کی
اسکو حکم ہوگا دوزخ کی طرف لیجانے کا اور دوسرا وہ ہوگا جو دنیا مین ایک چادر کے ساتہہ بسر کرتا رہا تو
وہ کہیگا ای اللہ تو نے مجہہ کو کیا دیا جسکا تو مجہہ سے حساب لیتا ہے اللہ تعالے فرماویگا صَدَقَ عَبْدِيْ
فَارْسِلُوْهُ میرے بندے نے سچ کہا اسکو چہوڑ دو اور اسکو بہشت کی طرف لیجانے کا حکم ہوگا پہر انکو جسقدر
اللہ چاہیگا چہوڑا جاویگا پہر دوزخی کو بلایا جاوے گا تو وہ کوئلے کی طرح سیاہ ہوا ہوگا اسکو کہا
جاویگا تو نے کیسی پایا (اپنا ٹہکانا) وہ کہیگا اے میرے مالک بہت برا پایا برا مقیل (ٹہکانا) پہر اسکو کہا جاویگا
لوٹ جا پہر صاحب جنت کو بلایا جاویگا چودہوین رات کے چاند کیطرح ہوگا اسکو کہا جاویگا (تبا) تو نے
کیسے پایا (اپنا ٹہکانہ) وہ کہیگا اے میرے مالک بہتے پایا خیر مقیل (بہتر ٹہکانہ) پہر اسکو کہا جاویگا تو لوٹ
جا ان سب آثار کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا عمرو بن حرث کہتے ہین سعید صواف نے بیان کیا کہ مجہہ کو
یہ بات پہونچی ہے کہ قیامت کا دن مومن کو اتنا چہوٹا معلوم ہوگا جیسے عصر سے سورج ڈوبنے تک وقت
ہوتا ہے اور اصحاب جنت جنت کے باغون مین آرہین جاوینگے یہانتک کہ اللہ لوگون کے (حساب سے)
فارغ ہووے اور یہی معنے ہین اللہ تعالی کے قول اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ
مَقِيْلًا کے فتح کا بیان یہ ہے کہ یہ مقالہ بہی منجملہ کفار کے ان اعتراضات کے ہے جنکے ساتہہ انہون نے
نبوت مین طعن کیا اور کفار جو لقاءنا سے یہ مراد ہے کہ وہ ہماری ملاقات کی پرواہ نہین رکہتے بعض نے

کہا نہین ڈرتے اپنے رب کے ملنے کی برائی سے اور اصل مین لقار کہتے ہین وصول الی الشئے کو اور اسی قبیل سے
ہے رویت کیونکہ رویت کہتے ہین وصول الی المرئی کو اور یہان لقار سے وصول الی الجزار مراد ہے اور ممکن ہے کہ
لقار سے رویت مراد ہو فرار نے کہا رجار کو خوف کی جا بجا رکہا گیا ہے بعض نے کہا معنے یہ ہین ہماری ملاقات
سے بھلائی کی امید نہین رکہتے کیونکہ وہ بعث کے منکر ہین اور حقیقی معنے پر حمل کرنا اولی ہے تو معنے یہ ہین
نہین امید رکہتے اس ثواب کے ملنے کی جسکا ہمنے طاعت پر وعدہ دیا اور یہ بات معلوم ہے کہ جو ثواب کا امید
وار نہین ہے وہ عقاب کی بہی امید نہین رکہتا اور یہہ جو فرمایا کیون نہین اترتے ہمپر فرشتے تو اسکے یہ معنے
ہین کہ فرشتے اوترکر ہمکو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچای کی کیون خبر نہین دیتے یا یہ معنی کہ فرشتون کو ہمارے
پاس رسول بناکر کیون نہین بہیجا گیا یا اللہ ہمارے پاس آکر ہمکو خبر دے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول
ہین پہر اللہ نے انکے اس شبہ کا جواب دیا اور فرمایا لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا
یعنے جیبار کہا ہے اونہون نے حق سے اترانا اور حق پر عناد کرنا اپنے دلون مین جیسے اللہ تعالی نے فرمایا إِنْ
فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَا هُمْ بِبَالِغِيهِ یعنے نہین انکے دلون مین مگر بڑای جسکو یہ نہین پہونچنے والی
ابن عباس رض نے کہا عتو سے شدت کفر مراد ہے اور پہر اسکو موصوف کیا کبر کے ساتھہ کیونکہ انکا یہ مقالہ
شنیعہ غایت کبیر اور عظیم ہے پس اونہون نے نہ کام نکالا بشر کے ارسال سے یہانتک کہ ملائکہ کا اپنی طرف
ارسال طلب کیا پہر اسپر بہی نہ ٹہیرے یہانتک کہ اللہ کو اپنا مخاطب بنانا چاہا اور اسکو دنیا مین دیکہنا اسکے
سوا کہ انکے اور اللہ سبحانہ کے درمیان کوی ترجمان ہو اور خیال کیا ان رذیلون نے اپنے جی مین اس بات
کا جسکے اہل ہونے سے یہ لوگ احقر اور اقل اور ارذل ہین اور یہی حال ہے اس شخص کا جو اپنے نفس کے
قدر کو نہ جانے اور اپنی حد پر کہڑا نہ ہو اور جس کا نفس اپنے قدر سے جاہل ہو اسکا غیر اس سے وہ چیز دیکہتا ہے
جو وہ خود نہین دیکہتا یوم یرون الملئکۃ مین ملائکہ سے ملائکہ عذاب مراد ہین اور رویت ملائکہ سے اُن کا
اسوجہ پر دیکہنا مراد نہین ہے جسکو اونہون نے طلب کیا اور نہ اسصورت پر جسکا اونہون نے سوال کیا بلکہ دوسرے طریق
پر دیکہنا مراد ہے اور وہ جان نکالنے کے لیے احتضار کیوقت دیکہنا مراد ہے یا حشر مین دیکہنا مراد ہے مجاہد
نے کہا قیامت کے دن دیکہین گے اور عطیہ عوفی سے بہی ایسا ہی مروی ہے وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَحْجُورًا
کفار کی کلام ہے جب وہ ملائکہ کو دیکہین گے تو ایک دوسرے کو کہین گے آج تمپر بشارت حرام محرم ہے بعض نے
کہا یہ ملائکہ کا قول ہے وہ کفار کو کہین گے حرام ہے تم مین سے کسیکا جنت مین داخل ہونا ابو سعید خدری

ابوسعید خدری کہتے ہین حرام ہے محرم ہے یہ کہ بشارت دیوین ہم تم کو اسچیز کی جسکی ہم پرہیزگارون کو بشارت
دیتے ہین قتادہ کہتے ہین یہ ایک کلمہ ہے جسکو عرب کے لوگ شدائد کیوقت کہا کرتے ہین اور کہا مجاہد نے یہ ملئکہ
کی کلام ہے اور قدمنا الی ما عملوا یہ ایک دوسرا وعید ہے کفار کیلیے اور وہ یہہ کہ کفار اعمال بجالاتے ہین جنکی
صورتین بہلی ہوتی ہین جیسے ناتہ پروری اور مفلس کی فریادرسی اور کہانا کہلانا اور ایسی بہلائیان اور ان
اعمال کی پاداش (جزا) کے ملنے سے کفر کے سوا اور کوئی روک نہین ہے تو کفار کے حال اور انکے اعمال
اسقوم کے حال کے مطابق ہین جنہون نے اپنے سلطان کی مخالفت کی اور سرچڑہے اسپر پہر آیا وہ سلطان انکو
اسباب پاس اور بگاڑ دیا انکو اور نہ چہوڑی انکے اسباب سے کوئی چیز اور اگر یہ معنے نہ ہون تو پہر یہان کوئی
قدوم نہین ہے یا یہ قدوم صفات مین سے ہے جیسے مجی اور نزول اور اسکے ساتہہ ایمان لانا واجب ہے تاویل
اور تعطیل اور تکییف اور تشبیہ اور تمثیل کے سوا جیسے وہ سلف صلحا کا مذہب ہے اور یہی قول حق ہے کہا
واحدی نے قدوم یہان بمعنے قصد ہے اور قصد اللہ کے حق مین رجوع کرتا ہے ارادہ کے معنے کیطرف اور
ہباء منثورسے باطل مراد ہے یعنی ہم انکے اعمال کو باطل کر دینگے کیونکہ اونہون نے اللہ عزوجل کے
لیے وہ کام نہ کیے اور اسی قبیل سے ہے یہ صحیح حدیث كُلُّ عَمَلٍ لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ یعنے جس
کام کی نسبت ہمارا کچہ حکم نہین ہے وہ مردود ہے کہا نضر بن شمیل نے ہباء وہ مٹی ہے جسکو ہوا اوڑاتی
ہے اور وہ دہوئین کی طرح نظر آتی ہے زجاج نے کہا اس سے وہ ذرات مراد ہین جو روشندان مین دہوپ
کے وقت نظر آتی ہین صنوبر شمس کے ساتہہ اور یہی قول ہے خلیل اور ازہری کا اور ابن عرفہ نے کہا ہباء اور
ہبوت وہ باریک مٹی ہے بعض نے کہا ہباء وہ غبار (گرد) ہے جو چارپائون کے سمون سے چلتے وقت
اوٹہتی ہے اور حضرت علیؓ نے کہا ہباء وہ سورج کی شعاع ہے جو روزن سے برآمد ہوتے ہین اور انہین
سے مروی ہے کہ ہباء سے غبار کا اوٹہنا مراد ہے جو چارپائون کے پاؤن سے اوڑتی ہے پہر اس سے
کچہ باقی نہین رہتا ابن عباسؓ نے کہا ہباء سے وہ چنگاریان مراد ہین جو آگ سے اسکے جلنے کیوقت
نکلتی ہین جب وہ نکل چکتی ہین تو پہر وہ کچہ نہین ہوتین اور اسی سے مروی ہے کہ ہباء وہ ہے جسکو
ہوا اوڑا لیجاتی ہے مٹی اور درختون کے پتون کے ریزون سے اور اسی سے مروی ہے کہ ہباء
سے ماء مہراق مراد ہے کہا علامہ ابو الطیب مرحوم نے اور لغت کی رو سے تو پہلے معنے ہی ثابت ہوتے
ہین اور لغت کی پہچانتے والون نے انہین معنے کو نقل کیا ہے اور منثور سے متفرق مراد ہے اور معنے یہ

ہین اللہ سبحانہ اکارت کر دیگا انکے کام یہانتک کہ وہ ہبار منثور کیطرح ہوجاوینگے اللہ تبارک و تعالی نے
ان کے کامون کو ہبار کے ساتھہ تشبیہ دینے پر کفایت نہین کی یہانتک کہ فرمایا کہ وہ متفرق مثل ہبار
کی طرح ہونگے اور بالجملہ یہ استعارہ ہے انکو ایسا کر دینے سے کہ وہ قابل اجتماع نہ ہونگے اور نہ انسے نفع
واقع ہوگا کیونکہ بسبب شرط کی موافق نہ ہونے کے وہ بے ثواب اعمال ہونگے اور دنیا مین کفار کو ان اعمال
کی جزا ملجاتی ہے پہر اللہ سبحانہ و تعالی نے ابرار کے حال کو فجار کے حال سے ممیز فرمایا اور فرمایا اَصْحٰبُ
الْجَنَّۃِ یَوْمَئِذٍ خَیْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّ اَحْسَنُ مَقِیْلًا یومئذ سے یوم القیامت مراد ہے اور خیر مستقر سے افضل
منزل مراد ہے یعنی کفار کی دنیاوی مراتب سے مومنون کی اخروی مراتب کہین بڑہکر ہین ابن عباسؓ نے
کہا اس سے جنت کی جہروکے مراد ہین اور افعل یعنے خیر مجرد وصف کے لیے ہے مفاضلت کے سوا فجار
نے کہا کوفیون کے نزدیک کہنا جائز ہے اَلْعَسَلُ اَحْلٰی مِنَ الْخَلِّ حالانکہ سرکہ شیرین نہین ہوتا ابن
مسعودؓ نے کہا النصف نہار نہ ہوگا یہانتک کہ قیلولہ کرین جنت والی جنت مین اور دوزخ والے دوزخ
مین اور کہا ازہری نے قیلولہ عرب کے نزدیک کہتے ہین نصف نہار مین آرام لینے کو جب گرمی کی شدت
ہو اگرچہ اسکے ساتھہ نیند نہ ہو کیونکہ اللہ تبارک و تعالے نے فرمایا و احسن مقیلا اور جنت مین نیند
نہین ہی کہا ابن عباسؓ نے قیامت کے دن حساب ابتدا دن مین ہوگا اور مروی ہے کہ قیامت کا دن
مسلمانون کو اسقدر چہوٹا معلوم ہوگا جیسے عصر سے آفتاب کے غروب تک وقت ہوتا ہے اور اس آیت
مین اشارہ ہے کہ اہل جنت جنت مین اور اہل نار نار مین قیلولہ کے وقت مستقر ہوجاوینگے اگرچہ مسلمانون
کا ٹہیرا ؤ رحمت مین ہوگا اور کافرون کا ٹہیرنا عذاب مین تو حساب سے ساری مخلوقات کا اسوقت تک ہوچکے
گا انتہی ما فی فتح البیان وَ یَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِیْلًا ۝ اَلْمُلْكُ
یَوْمَئِذِ ٟ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَ كَانَ یَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِیْنَ عَسِیْرًا ۝ وَ یَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى یَدَیْهِ
یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا ۝ یٰوَیْلَتٰى لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا ۝
لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ ؕ وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ اور جسدن
پہٹ جاوے آسمان بدلی سے اور اتارے فرشتے اتار الگاکر راج اسدن سچا ہے رحمن کا اور ہے وہ دن
منکرون پر مشکل اور جسدن کاٹ کاٹ کہاویگا گنہگار اپنے ہاتہہ کہے گا کسیطرح مینے پکڑی ہوتی
رسولؐ کے ساتہہ راہ اے خرابی میری کہین نہ پکڑا ہوتا مینے فلانیکو دوستی اسنے بہکا دیا مجہکو نصیحت سے مجہہ تک

پونچہ بیچہے اور ہے شیطان آدمی کو وقت پر دغا دینے والا ف اللہ تعالی قیامت کے دن کے احوال سے خبر
دیتا ہے اور ان امور عظیمہ کی جو اسدن مین واقع ہونگے جیسے آسمان کا پہٹنا اور اسکا چرجانا اور اسکا ہیتنا بدلی
ساتھ اور غمام سے اس نور عظیم کے سای مراد ہین جو غالب آجاوے گا ابصار پر اور اترنا آسمانون کے فرشتون
کا اسدن پہر انکا مخلوقات کو گہیر لینا محشر کے مقام مین پہر آنا تبارک وتعالی کا مقام محشر مین فصل قضاء
کے لیے کہا مجاہد نے اور یہ آیت ویسی ہی ہے جیسے اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن
يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ یعنے کیا
لوگ یہی انتظار رکہتے ہین کہ آوے اون پر اللہ ابر کے سائبانون مین اور فرشتے اور فیصل ہووے کام اور 1
اللہ ہی کی طرف رجوع ہین سب کام علی بن زید بن یوسف بن مہران کہتے ہین ابن عباس نے پڑہی
یہ آیت وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنزِيلًا کہا ابن عباس نے اکٹھا کرے گا
اللہ تعالی مخلوق کو ایک میدان مین قیامت کے دن جنون کو اور انسانون کو بہائم کو اور درندون کو اور
پرندون کو اور جمیع مخلوقات کو پہر پہٹ جاویگا آسمان دنیا (پہلا آسمان) پہر اترین گے اسکے رہنے
والے اور وہ بہت ہونگے جنون اور آدمیون سے اور تمام مخلوق سے تو وہ گہیر لینگے جنون اور آدمیون
اور ساری مخلوق کو پہر پہٹ جاویگا دوسرا آسمان پہر اترین گے اسکے رہنے والے اور وہ گہیر لین گے
ان فرشتون کو جو ان سے پہلے اترے اور جنون کو اور آدمیون کو اور ساری مخلوق کو اور دوسرے آسمان
کے فرشتے بہت ہونگے سماء دنیا کے باشندون اور جمیع خلق سے پہر تیسرا آسمان پہٹ جاویگا اور اترین
گے اس مین رہنے والے اور وہ بہت ہون گے سماء دنیا اور سماء ثانیہ کے اہالی اور جمیع خلق سے اور گہیر لین گے
ان ملائکہ کو جو ان سے پہلے نازل ہوئے اور جن انس اور جمیع خلق کو پہر پہٹتا جاویگا اسیطرح ہر ایک
آسمان اور اسکا اہل بہ نسبت اولین کے دوگنا ہوگا یہانتک کہ پہٹ جاویگا ساتوان آسمان اور اترین
گے اسکے رہنے والے اور وہ چہہون آسمانون کے اہالی اور جنون انسانون اور ساری مخلوق سے
زیادہ ہونگے پہر وہ احاطہ کر لین گے چہہون آسمانون کے اہالی اور جنون انسانون اور جمیع مخلوق
کو اور نزول فرماویگا ہمارا مالک عز وجل ابر کے سائبانون مین اور اسکے ارد گرد کروبی (مقرب
فرشتے) ہونگے جو ساتون آسمانون کے اہالی اور جن وانس وجمیع خلق سے زیادہ ہونگے انکی
شاخین (سینگ) ہونگے جیسے نیزے کی تندیان اور اسکی گرہین اور یہ سب عرش کے نیچے ہونگے

انکے لیے آواز ہوگی تسبیح اور تہلیل اور تقدیس الٰہی کے ساتھہ انکی ایک کے پاؤن کے تلوے سے اسکے ٹخنے تک
پانسو سال کی راہ ہوگی اور ٹخنے سے گھٹنے تک پانسو سال کی راہ اور گھٹنے سے کمر تک پانسو سال کی راہ
اور ہنسلی سے کانون تک پانسو سال کی راہ اور اسکے اوپر پانسو سال کی راہ ھٰکَذَا رَوَاہُ ابْنُ
اَبِیْ حَاتِمٍ عِنْدَ السِّیَاقِ یوسف بن مہران کہتے ہین مینے سنا ابن عباسؓ سے فرماتے تہے یہ آسمان جب پہٹ
جاویگا تو اس سے ملائکہ نازل ہونگے اور بہت ہونگے انس وجن سے اور یہی ملاقات کا دن ہے جسکا آیت
لینذر یوم التلاق مین مذکور ہے اسدن مین ملاقات ہوگی آسمان والون اور زمین والون کی تو کہین گے
زمین والے ہمارا مالک آیا تو کہین گے آسمان دنیا والے وہ نہین آیا اور وہ آنیوالا ہے پہر دوسرا آسمان
پہٹ جاویگا پہر اسیطرح ایک کے بعد دوسرا پہٹتا چلا جاویگا اور اسکا اہل بہ نسبت پہلے کے دوگنا ہوگا ساتون
آسمانون تک پہر ساتوین آسمان سے اسقدر ملائکہ نازل ہونگے جو چہیون آسمانون کے فرشتون اور جنون
اور انسانون سے اکثر ہونگے کہا پہر اترینگے ملائکہ کروبی (مقرب فرشتے) پہر آویگا ہمارا مالک عرش کے
حاملین مین جنکی تعداد آٹھہ ہوگی ہر فرشتے کے ٹخنے اور گھٹنے کے درمیان کی مسافت ستر سال کی
ہوگی اور اسکی ران سے اسکے مونڈہے تک ستر سال اور ان مین سے کسی فرشتے نے دوسرے کے مونہہ
کو نہین دیکہا اور ہر ایک فرشتہ ان مین سے اپنا سر اپنے پستانون مین رکہے ہی کہتا ہے سُبْحَانَ الْمَلِكِ
الْقُدُّوْسِ اور انکے سرون پر ایک چیز پہیل رہی ہے جیسے کہجورون کا خوشہ اور عرش اس سے اوپر ہے
پہر ابن عباسؓ ٹہیر گیا آگے بیان کرنے سے رَوَاہُ ابْنُ جَرِیْرٍ کہا حافظ ابن کثیر علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کا دار
مدار علی بن زید بن جدعان پر ہے جو ضعیف ہے اور اسکے اکثر سیاق ضعیف ہوتے ہین اور اس حدیث مین
سخت نکارت ہے اور صور کی حدیث مین بہی اسی کے لگ بہگ مروی ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور اللہ سبحانہ
نے فرمایا فَیَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِیَ یَوْمَئِذٍ وَّاهِیَةٌ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓی
اَرْجَآئِهَا وَیَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ یَوْمَئِذٍ ثَمٰنِیَةٌ یعنے پہر اسدن ہو پڑیگی پڑنیوالی اور
پہٹ جاوے آسمان پہر وہ اسدن بکہر رہا ہے اور فرشتے ہین اسکے کنارون پر اور اٹہا رہے ہین تخت
تیرے رب کا اپنے اوپر اوسدن آٹہہ شخص کہا شہر بن حوشب نے عرش کے اٹہانیوالے آٹہہ نفر ہین چار
تو ان مین سے کہتے ہین سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰی حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ یعنی
تو پاک ہے یا اللہ اور مین تیرا ثناخوان ہون تیرے ہی واسطے تعریف ہے اسلیے کہ تو بردباری کرتا ہے جانکر

اور دوسری چار نفر یہ تسبیح کہتے ہین سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى عَفْوِكَ بَعْدَ
قُدْرَتِكَ یعنے تو پاک ہے یا اللہ اور مین تیرا ثنا گو ہون تیری ہی تعریف کرنی چاہیے اور تجھی کو سراہنا
چاہیے اسلیے کہ تو درگذر کیے جاتا ہے قادر ہو کر رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ اور کہا ابو بکر
بن عبداللہ نے جب زمین والے اپنے اوپر سے عرش کو اترتا دیکھینگے تو اوپر تک جاوینگی آنکھین اور
انکے گردے انکے شکمون مین کانپ جاوینگے اور انکے دل اپنی جگہہ سے اوڑ کر گلون تک آجاوینگے
عبداللہ بن عمرو کہتے ہین اتریگا اللہ عز وجل جب اتریگا اور سکے اور اسکی مخلوق کے درمیان ستر ہزار
حجاب (پردے) ہونگے ان پردون مین سے کوئی نور کا پردہ ہے اور کوئی ظلمت کا پہر اس ظلمت سے ایسا
آواز برآمد ہوگا جسکے لیے دل نکلا چاہینگے رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ کہا حافظ ابن کثیر نے اور یہ روایت موقوف
ہے عبداللہ بن عمرو پر وَلَعَلَّهٗ مِنَ الزَّامِلَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور یہ جو فرمایا اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ﹰالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ وَ
كَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا تو یہ اللہ تعالی کا قول ویسا ہی ہے جیسے فرمایا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ
الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یعنے کسکا راج ہے آج دن اللہ کا ہے جو اکیلا ہے دباؤ والا بخاری مین ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَطْوِي السَّمٰوٰتِ بِيَمِيْنِهٖ وَيَاْخُذُ الْاَرْضِيْنَ
بِيَدِهِ الْاُخْرٰى ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَنَا الدَّيَّانُ اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَيْنَ
الْمُتَكَبِّرُوْنَ یعنے اللہ تعالی لپیٹ لیگا اپنے داہنے ہاتھہ مین آسمانون کو اور زمینون کو دوسرے ہاتھہ مین
پہر فرماویگا مین بادشاہ ہون مین دیان ہون کہان ہین زمین کے بادشاہ کہان ہین زور آور کہان ہین
برائی کرنیوالے اور كَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا کے یہ معنے ہین کہ وہ دن کافرون پر مشکل ہوگا
کیونکہ وہ عدل اور قضا فصل کا دن ہے کما قال تعالی فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ
غَيْرُ يَسِيْرٍ یعنے پہر وہ دن مشکل دن ہے منکرون پر نہیں آسان یہ حال ہوگا کفار کا اسدن اور رہے
مومن تو انکی بابت فرمایا اللہ تبارک وتعالی نے لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ
هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ یعنے نہ غم ہوگا مسلمانون کو اس بڑے گھبراہٹ مین اور لینگے
اونکو فرشتے آج دن تمہارا ہے جسکا تم سے وعدہ تہا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہین کسی
نے عرض کیا یا رسول اللہ جسدن کا لنباؤ پچاس ہزار برس کا ہے وہ کسقدر لنبا دن ہوگا تو فرمایا رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهٗ لَيُخَفَّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتّٰى يَكُوْنَ اَخَفَّ

عَلَيۡهِ مِنۡ صَلٰوةٍ تَمَكَّنُوۡنَ يُصَلِّيۡهَا فِي الدُّنۡيَا یعنے اسکی قسم جسکے ہاتھ مین میری جان ہو وہ دن ہلکا
ہوجاویگا مسلمان پر یہانتک کہ اسکو فرض نماز کے وقت کی مقدار سے جسکو دنیا مین پڑہا کرتا تہا چہوٹا
معلوم ہوگا رواہ الامام احمد اور یہ جو فرمایا وَيَوۡمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيۡهِ يَقُوۡلُ يٰلَيۡتَنِي اتَّخَذۡتُ
مَعَ الرَّسُوۡلِ سَبِيۡلًا تو ان آیات مین اللہ تعالی اس ظالم کی ندامت اور حسرت کی خبر دیتا ہے جس نے
چہوڑ دیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریق اور جدا ہوا اس حق صریح سے جسکی صحیح ہونے
مین کوئی شک نہین ہے اور چلا وہ کسی اور طریق مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کی سواجب
قیامت کا دن ہوگا تو وہ پچہتاوے گا جبان پچہتانا کام نہ آوے گا اور حسرت کرکر اور پچہتا پچہتا کر ہاتہ
کاٹے گا اور یہ آیت خواہ اسکے نزول کا سبب عقبہ بن ابی معیط ہو یا کوئی اور بدبخت عام ہے
شامل ہے ہر ظالم کو کما قال تعالے يَوۡمَ تُقَلَّبُ وُجُوۡهُهُمۡ فِي النَّارِ يَقُوۡلُوۡنَ يٰلَيۡتَنَا اَطَعۡنَا
اللّٰهَ وَاَطَعۡنَا الرَّسُوۡلَا وَقَالُوۡا رَبَّنَا اِنَّا اَطَعۡنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوۡنَا السَّبِيۡلَا رَبَّنَا
اٰتِهِمۡ ضِعۡفَيۡنِ مِنَ الۡعَذَابِ وَالۡعَنۡهُمۡ لَعۡنًا كَبِيۡرًا یعنے جسدن اوندہے ڈالے جاوینگے انکے
مونہہ آگ مین کہین گے کسیطرح ہمنے کہا مانا ہوتا اللہ کا اور کہا مانا ہوتا رسول کا اور کہین گے اے
رب ہمنے کہا مانا اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا پہر اونہوں نے چکادی ہم سے راہ لے رب دے
انکو دونی مار اور پہٹکار انکو بڑی پہٹکار تو قیامت کے دن ہر ایک ظالم بہت پچہتاویگا اور افسوس کے ہاتہ
کاٹ کاٹ کہائیگا یہ کہتا ہوا يٰلَيۡتَنِي اتَّخَذۡتُ مَعَ الرَّسُوۡلِ سَبِيۡلًا يٰوَيۡلَتٰى لَيۡتَنِيۡ لَمۡ اَتَّخِذۡ فُلَانًا
خَلِيۡلًا اور فلان سے اسکی مراد وہ شخص ہوگا جس نے اسکو راہ ہدایت سے پہیرا اور ضلالت وغوایت کی راہ
مین چلایا اور برابر ہین اس مین امیہ بن خلف اور اسکے بہائی ابی بن خلف اور سب ظالم لَقَدۡ اَضَلَّنِيۡ
عَنِ الذِّكۡرِ بَعۡدَ اِذۡ جَآءَنِيۡ وَكَانَ الشَّيۡطٰنُ لِلۡاِنۡسَانِ خَذُوۡلًا ذکر سے قرآن مجید مراد ہے اور
مجی قرآن سے بلوغ قرآن مراد ہے انتہی ما فی تفسیر ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے کہ اللہ سبحانہ نے اس جگہہ
قیامت کی بعض حوادثات کو بیان کیا ہے کہا ابو علی نے پہٹ جاویگا آسمان اور اسپر بدلی ہوگی جیسے
کہتے ہین رکب الامیر بسلاحہ ای وعلیہ سلاحہ اور کہتے ہین فلان خرج بثیابہ اے وعلیہ ثیابہ
اور ابو علی کے قول پر دلیل یہ ہے کہ حرف با اور حرف عن ایک دوسرے کے جابجا مستعمل ہوجاتے ہین جیسے
تو کہے رمیت بالقوس یا عن القوس اور مروی ہے کہ آسمان پہٹے گا بادل سے جو پتلا اور سفید ہوگا

جیسے ضبابہ اور وہ بادل بنی اسرائیل کے ساتھ جنگل مین رہا ہے بعض نے کہا پھٹ جاویگا آسمان اس بادل کے
ساتھہ جو آسمان اور لوگون کے درمیان ہی اور معنے یہ ہین پھٹ جاویگی بدلی آسمان کے پھٹ جانیکے ساتھہ بعض
نے کہا پھٹ جاویگا آسمان فرشتون کے اترنے کے لیے جیسے فرمایا اللہ سبحانہ وتعالی وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا
اہل علم نے کہا یہ فرشتون کا اوتارنا رضا اور رحمت کا اتارنا ہوگا نہ سخط اور عذاب کا اتارنا پھر ابن عباسؓ
کا وہی طویل اثر بیان کیا جسکو حافظ ابن کثیر نے بیان کیا اور یہ فرمایا اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ تو
اسکے یہ معنی ہین کہ وہ ملک جو ثابت رہی اور زائل نہ ہووی اور نہ کوئی اس مین شریک ہووی رحمن کے
واسطے ہے اسدن کیونکہ ملک نہ زائل او منقطع حقیقت مین ملک ہی نہین ہوتا اور اسیلیے کہ غلبہ ظاہر
اور استیلاء کلی اور عام جو صورۃً اور معنےً اور ظاہراً اور باطناً ثابت رہی اسطرح کہ کبھی زائل نہ ہووے
نہین لائق ہے مگر اللہ تعالے کیواسطے تو ملک مبتدا ہی اور حق اسکی صفت ہی اور رحمن اسکی خبر ہے
اور یومئذ ظرف ہی جو ملک کے متعلق ہے اور ظرف کی تقیید کا فائدہ یہ ہے کہ ملک مذکور کا ثبوت اللہ
سبحانہ وتعالی کے لیے اسی دن مین خاص ہے اور رہے دنیا کے ایام تو ان مین اللہ نے غیر کو بھی صورۃً
مالک بنایا ہے اگرچہ وہ حقیقۃً مالک نہین ہین بعض نے کہا الملک مبتدا ہے اور الحق خبر ہے اور
للرحمن الحق کے متعلق ہے ظاہر یہ ہے کہ عض سے حقیقۃً ہاتہہ کا کاٹنا مراد ہے اور کوئی دلیل
حقیقی معنے کے تناول سے مانع نہین ہے اور اسکی تاویل کا کوئی سبب موجود نہین ہے کما عطاؔ نے
يَأْكُلُ الظَّالِمُ يَدَيْهِ حَتّٰى يَأْكُلَ مِرْفَقَيْهِ ثُمَّ يَنْبُتَانِ ثُمَّ يَأْكُلُهُمَا وَهٰكَذَا اُكُلَّمَا
نَبَتَتْ يَدَاهُ اَكَلَهُمَا عَلٰى مَا فَعَلَ تَحَسُّرًا یعنے ظالم اپنے ہاتہہ کہاوے گا یہانتک کہ کہنیون
تک کہا جاویگا پہر اگین گے پہر ان کو کہا جاویگا اور اسیطرح جب اگین گے انکو کہا لیگا اپنے کیئے
پر پچہتا کر ذَكَرَهُ الْخَازِنُ بعض نے کہا ہاتہون کا کاٹنا کنایہ ہے غیظ وحسرت سے اور پہلی
قول کو ترجیح ہے اور ظالم سے ہر ظالم مراد ہے جسپر ظالم کی تعریف صادق آوے اور آیت کا خاص
سبب پر وارد ہونا اسکے عام ہونے کے منافی نہین ہے کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص
سبب کا ابن عباسؓ سے آیت کی تفسیر مین مروی ہے کہ ظالم سے اُبی بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط مراد ہین
اور یہ دونون خلیل ہونگے دوزخ مین اور سبیل سے طریق مراد ہے اور وہ حق کا طریق ہے اور معنے یہ
ہین کہے گا ہائے افسوس مین چلتا راہ راست مین تو کہ مین چھوٹ جاتا ان گمراہ کنندہ باتون سے

اور افسوس مجھ پر میں تابعداری کرتا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور پکڑتا میں اسکے ساتھ ہدایت کی طرف راہ اور
اے افسوس ہے کافر کی دوستی پر جس نے اسکو بہکا دیا دنیا میں اور فلان کنایہ ہے علم سے کہا مینا بوری نے لغت
کے بعض اماموں کو خیال کیا ہے کہ لفظ فلان کا استعمال فصیح کلام میں ثابت نہیں ہوا مگر نقل کے طور
پر تو یون نہ کہا جاویگا میرے پاس فلان آیا ولکن یون کہا جاویگا زید نے کہا میرے پاس فلان آیا کیونکہ
فلان اسم ہے اس لفظ کا جو وہ علم ہے اسم کا اور ایسا ہی قرآن مجید میں جکا یۃً آیا ہے بعض نے کہا
فلان کا لفظ عقلاء کے ذکور کے علم سے کنایہ ہی اور فلانہ عقلاء کے اناث کی اعلام سے کنایہ ہے
اور لفظ فلان منصرف ہے بعض نے کہا لفظ فلان عقلاء کے ذکور کے نکرہ سے کنایہ ہے اور فلانہ عقلا
کے اناث کی نکرہ سے کنایہ ہی اور رہا الفلان اور الفلانہ تعریف کے ساتھ تو وہ کنایہ ہے غیر عقلاء
سے اور لفظ فُل خاص ہے ندا کے ساتھ مگر ضرورت شعری میں اور لفظ فُل فلان کا مرخم نہیں ہے
بخلاف فراء کے کہ وہ فل کو فلان کا مرخم قرار دیتا ہے اور ابوحیان نے زعم کیا کہ ابن عصفور اور
ابن مالک نے غلطی کی ہے فلان کے اعلام ذوی العقول سے کنایہ کرنے میں اور اسکے لام میں دو چیز
ہیں ایک تو یہ واو ہی دوسرے یہ کہ یا ہے اور آیت کا حکم شامل ہے ان ہر دو دستوں اور یاروں کو
جو اللہ کی معصیت پر اکٹھے ہوئے ہوں ابوہریرہ رضہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُحْشَرُ الْمَرْءُ
عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ یعنے آدمی اٹھایا جاویگا اپنے دوست کے دین
پر پھر سوچے ایک تمہارا کس شخص کا دوست بنا ہے اَخْرَجَہٗ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ ابوسعید خدری
رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا یَاکُلْ
طَعَامَکَ اِلَّا تَقِیٌّ یعنے پاس نہ بیٹھ مگر ایماندار کے اور نہ کھاوے تیرا کھانا مگر پرہیزگار اَخْرَجَہٗ
اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ اَیْضًا ابوموسے اشعری کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَثَلُ
الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَالسُّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْکِ وَنَافِخِ الْکِیْرِ فَحَامِلُ الْمِسْکِ اِمَّا اَنْ یُّحْذِیَکَ
وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْہُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحًا طَیِّبًا وَنَافِخُ الْکِیْرِ اِمَّا اَنْ یُّحْرِقَ ثِیَابَکَ
وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحًا خَبِیْثَۃً یعنے ہمنشین نیک اور ہمنشین بد کی مثال عطار اور لوہار کی
طرح ہے پھر عطار تین حال سے خالی نہیں ہے یا وہ تو تجھے مفت میں کچھ دیگا یا تو اس سے خرید کریگا
یا پاویگا تو اس سے عمدہ خوشبو اور لوہار یا تیرے کپڑے جلاویگا یا تو اس سے گندی بو پاویگا

دو اور الشیطان ذکر سے قرآن مراد ہی یا اسکی کتاب یا اسکا ذکر یا نصیحت یا کلمہ شہادت یا یہ سب چیزین خذلان
سے بلا کو وقت بری ہو جانا اور چھوڑ دینا اور وقت پر دغا دینا مراد ہے اور جملہ وکان الشیطان للانسان خذولا
پہلے مضمون کا مقرر و مثبت ہی اور احتمال ہی کہ اسی کی کلام ہو یا ظالم کی کلام کا بقیہ ہو اور شیطان سے وہ خلیل
مراد ہے اور خلیل کو شیطان کہا اسلیے کہ اس نے اسکو گمراہ کیا یا شیطان سے ابلیس مراد ہے کیونکہ اسی نے
گمراہ کرنے والون کی دوستی کی رغبت دی وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ
مَهْجُوْرًا ○ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا
اور کہا رسول نے اے رب میرے ٹہرایا قوم نے اس قرآن کو جہنک جہنک اور اسی طرح رکہے ہین ہمنے
ہر نبی کے دشمن گنہگارون مین سے اور بس ہے تیرا رب راہ دکہانے کو اور مدد کرنے کو فائدہ یعنے کافر
بہکایا کرین جسکو اللہ چاہے گا راہ پر لاویگا ف اللہ تعالی اپنے رسول اور پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی طرف سے خبر دیتا ہے کہ اونہوں نے عرض کی لے رب میرے قوم نے قرآن مجید کو پس پشت ڈالدیا اور یہہ
اسلیے کہ مشرک قرآن مجید کی طرف کان نہ رکہتے اور نہ اسکو سنتے کما قال تعالی وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ یعنے اور کہنے لگے منکر نہ کان دہرو اس
قرآن کے سننے کو اور بک بک کرو اسکے پڑہنے مین شاید تم غالب ہو تو جب پڑہا جاتا انپر قرآن مجید شور
مچا دیتے اور اور باتون مین مشغول ہو جاتے یہانتک کہ نہ سنتے اسکو اور یہ ہجران مین سے ہے اور اس کے
ساتھ ایمان نہ لانا اور سکو سچا نہ جاننا اور اس مین تدبر نہ کرنا اور سکو نہ سمجھنا بہی اسکے ہجران مین سے ہے
اور اسپر عمل نہ کرنا اور اسکے امرون کو نہ ماننا اور اسکے زواجر سے اجتناب نہ کرنا بہی اسکے ہجران مین سے
ہے اور اس سے عدول کر کر شعرون اور قصون کہانیون سرود وغیرہ کی طرف جانا بہی اسکے ہجر مین سے ہی
اور ایسے طریق کی طرف جانا جو رسول اسی ماخوذ نہین ہے یہ بہی قرآن مجید کے ہجران مین سے ہی اب ہم اللہ سے سوال
کرتے ہین جو کریم ہے اور منان ہے اور مالک بار پر قادر ہے یہ کہ ہمکو نکال دے اپنے غصے سے اور کرا دے ہم سے
اپنی خوشنودی کے کام اپنی کتاب کے حفظ اور اسکے سمجہانے سے اور اسکے مقتضا پر کہڑا ہونے سے رات کی
گہڑیون مین اور دن مین اور دن کے اطراف مین اس طریق پر جسکو وہ چاہتا ہے اور اسکو پسند کرتا ہے وہ کریم
وہاب ہے اور یہ جو فرمایا وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ یعنے جیسے تیری قوم مین ایسے
لوگ موجود ہین جنہون نے قرآن مجید کو پس پشت ڈالدیا اسی طرح امم ماضیہ مین بہی ایسے لوگ گذرے ہین

جو اپنے وقت کی کتاب اور حکم کو پیچھے ڈالتے ہین کیونکہ اللہ نے بنائی ہر نبی کی دشمن مجرمون سے جو لوگون
کو بلاتے تھے ضلالت اور غوایت اور کفر کی طرف کما قال تعالیٰ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا
شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ
مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَلِتَصْغٰۤى اِلَيْهِ اَفْئِدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ
وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ۝ یعنے اور اسیطرح رکھی ہین ہمنے ہر نبی کے دشمن شیطان آدمی اور
جن سکھاتے ہین ایک دوسرے کو ملمع باتین فریب کی اور اگر تیرا رب چاہتا تو یہ کام نہ کرتے تو چھوڑدے وہ جانے
اور انکا جھوٹ اور تا جھکین اس طرف دل انکے جو یقین نہین رکھتے آخرت کا اور وہ اسکو پسند کرین اور
تا کیے جاوین جو غلط کام کر رہے ہین و لہٰذا ایمان فرمایا وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا یعنے تیرا رب بس ہے
اور کافی ہے متبع رسول اور اللہ کی کتاب کو ماننے والے اور اسکے مصدق کو لیے ہدایت کرنیوالا اور اس
کا ناصر ہے دنیا و آخرت مین اور هَادِيًا و نَصِيْرًا فرمایا اسلیے کہ مشرک روکتے تھے لوگون کو قرآن کی اتباع
سے تو کہ کوئی اسکے ساتھ راہ یاب نہ ہو اور مشرکون کا طریقہ قرآن مجید کے طریق پر غالب ہو جاوے و لہٰذا فرمایا
وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا فتح کا بیان یہ
ہے کہ رسول قیامت کے دن یہ مقالہ اپنی قوم کے کرتوتون کی شکایت مین کہین گے یا یہ حکایت ہے اسکی اس دعا
کی اور شکایت کی جو اس سے دنیا مین واقع ہوئی مہجور سے متروک مراد ہے یعنے یہ لوگ اس پر ایمان نہین
لائے اور بوجہ من الوجوہ انہون نے اسکو نہین مانا یا یہ معنے کہ انہون نے اسپر عمل نہین کیا بعض نے کہا مشتق ہے ہجر بمعنے ہذیان
اور معنی یہ ہین کہ انہون نے بنا لیا قرآن کو ہجر اور ہذیان بعض نے کہا مہجور سے مہجور فیہ مراد ہے اور انکا ہجر قرآن مجید مین یہ تہا کہ وہ کہتے
تہے سحر ہے یہ شعر ہے پہلون کی نقلین ہین اور آیۂ کریمہ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ مین تسلی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کے لیے اور معنے یہ ہین اللہ نے ٹھیرائے ہین ہر نبی کے انبیا مین سے دشمن اسکی قوم کے اشراف
لوگون مین سے جو مخالف رہے اپنے نبی کے پھر نہ گھبرا تو اے محمد کیونکہ یہی عادت جاری رہی ہے تجھ سے
پہلے پیغمبرون کے ساتھ اور تو صبر کر جیسے انہون نے صبر کیا کہا ابن عباسؓ نے آیت باب کی تفسیر مین کہ
حضرتؐ کا دشمن اللہ نے ابوجہل بن ہشام کو ٹھیرایا اور موسےؑ کا دشمن قارون کو اور قارون موسےؑ
کا چچازاد تہا کفنے پر کب مین بار ناید ہے وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً
وَّاحِدَةً كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۝ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ

بالحق واحسن تفسیرا ۝ الذین یحشرون علی وجوههم الی جهنم اولئک شر مکانا واضل
سبیلا ۝ اور کہنے لگے وہ لوگ جو منکر ہین کیون نہ اوترا اسپر قرآن سارا ایک جگہہ اسیطرح اتارنا تہا تا ثابت
رکہین ہم اس سے تیرا دل اور پڑہ سنایا ہمنے ٹہیر ٹہیر کر اور نہین لاتے تجہہ پاس کوئی کہاوت کہ ہم نہین پہنچاتے
تجہہ کو ٹہیک بات اور اس سے بہتر کہولکر جو لوگ گہیرے آوین گے اوندہے پڑے مونہہ پر دوزخ کی طرف انہی کا
برا درجہ ہے اور بہت بہکے ہین راہ سے **ف** یہ جو فرمایا اور پڑہ سنایا ہمنے ٹہیر ٹہیر کر تو اس سے یہ غرض ہے
کہ ہر بات کے وقت پر اسکا جواب اتارا ہے تو پیغمبر کا دل ثابت ہو انتہی ما فی موضح القرآن **ف** اللہ تعالے
کفار کے بڑے اعتراض اور انکی تعنت اور لایعنی کلام کی خبر دیتا ہے جو کہتے ہین محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
یہہ کتاب جو اسکی طرف وحی کی جاتی ہے جملۃ واحدۃ ساری کی ساری کیون نہ اتری جیسے پہلی کتابین
ایکساتہہ اترین جیسے توریت اور انجیل اور زبور اور انکے سوا اور الہی کتابین تو انکی اس اعتراض کا
اللہ تعالی نے یہ جواب دیا کہ اسنے اوتارا قرآن مجید کو پارہ پارہ تیئیس سال مین وقائع اور حوادث اور
ضرورتون کے موافق تا ثابت رکہے اسکے ساتہہ مومنون کے دل کما قال تعالی وقرانا فرقناہ لتقراہ
علی الناس علی مکث ونزلنہ تنزیلا یعنے اور قرآن کو ہم نے پارہ پارہ اتارا تو کہ تو اسکو پڑہے
لوگون پر ٹہیر ٹہیر کر اور ہم نے اسکو اتارتے اتارا اور اسیواسطے یہان فرمایا لنثبت بہ فوادک ورتلنہ
ترتیلا (بعض کتاب سے مطلب فقط معنے سمجہنے ہوتی ہین اور بعضے کتاب سے معنے سمجہنے بہی مطلوب
ہوتی ہین اور اسکے لفظ بہی پڑہنے سے غرض ہو کہ نور و برکت اترتا ہے اور یہ قرآن اسیقسم کا ہے کہ اس سے
دو نو مطلوب ہین اسلیے اسکی سورتین اور آیتین جدا جدا رکہین اور اسکو تہوڑا تہوڑا اتارا ہر وقت پر اس
کے موافق احکام) کہا قتادہ نے ورتلنہ ترتیلا کی تفسیر مین بیناہ تبیینا یعنے اور کہول سنایا
ہمنے اسکو کہول سنانا اور ابن زید نے کہا فسرناہ تفسیرا اور یہہ جو فرمایا ولا یاتونک بمثل الا
جئنک بالحق واحسن تفسیرا تو مثل سے حجت اور شبہ مراد ہے اور معنے یہ ہین کہ کفار کوئی ایسی بات
نہین کرتے جسکے ساتہہ حق کا معارضہ کرین مگر ہم انکو جواب دیتے ہین اس چیز کے ساتہہ جو وہ نفس الامر مین
حق ہوتی ہے اور بہت کہلی اور بہت واضح اور بہت فصیح انکے اعتراض سے سعید بن جبیر نے ابن عباس سے
روایت کیا ولا یاتونک بمثل کی تفسیر مین کہ یہ کافر قرآن اور رسول مین عیب لگانیکے واسطے کوئی
مثال نہین ڈہونڈہتے مگر جبرئیل اسکا جواب عمدہ طور پر اللہ کی طرف سے لاتا ہے اور یہ اللہ کی عنایت و

نوازش نہین ہے حضرت پر تو اور کیا ہی کہ آتا آپکے پاس وحی اللہ عزوجل کی طرف سے صبح شام رات دن سفر مین اور حضر مین اور پھر بار بار آپکے پاس فرشتہ قرآن لیکر اوترا بخلاف گذشتہ پیغمبرون کے کہ انکے پاس فرشتہ کو کتاب دیکر ایک ہی بار بھیجا تو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اور درجہ سائر انبیا صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کے مراتب اور درجات سے اعلی اور اجل اور اعظم ہی پس قرآن اشرف کتاب ہے جسکو اللہ نے اتارا اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اعظم نبی ہین جنکو اللہ تعالی نے مخلوق کی طرف بھیجا تو قرآن مجید کے لیے اللہ تعالی نے دونو صفتون کو اکٹھا کر دیا ملاء اعلے مین تو قرآن اترا جملۃً واحدۃً لوح محفوظ سے بیت العزت مین جو پہلی آسمان مین ہی پھر اسکے بعد زمین پر وقائع اور حوادث اور ضرورتون کی موافق پارہ پارہ ہوکر اترتا رہا ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ قرآن اترا ایک بارگی آسمان دنیا مین لیلۃ القدر مین پھر اترا اسکے بعد بیس سال مین پھر اللہ تعالی نے قرآن شریف مین ارشاد فرمایا وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا اور فرمایا وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا پھر اللہ تعالی نے قیامت مین کفار کی بدحالی کی خبر دی اور انکے دوزخ کی طرف اسوء حالات اور اقبح صفات مین حشر کی اور فرمایا الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا یعنے وہ جو گھیرے آوینگے اوندھے پڑے مونھہ دوزخ کی طرف انکا بہت برا درجہ ہی اور وہ بہت بہکے ہین راہ سے انسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ کسطرح کافر کو مونھہ کے بل اٹھایا جاویگا قیامت کے دن تو فرمایا إِنَّ الَّذِي أَمْشَاهُ عَلَىٰ رِجْلَيْهِ قَادِرٌ أَنْ يُمْشِيَهُ عَلَىٰ وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنے جس نے کافر کو دو پاؤن پر چلایا ہے وہ سکتا ہے کہ چلاوے اسکو مونھہ کے بل قیامت کے دن اخرجہ البخاری اور یہی قول ہے مجاہدؒ اور حسنؒ اور قتادہؒ اور بہت مفسرون کا انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ فتح کا بیان یہ ہے کہ یہ آیت بھی منجملہ کفار کے اقتراحات اور تعنتات کے ہے یعنے کیون نہین اتاری اللہ تعالی نے محمدؐ پر یہ کتاب یکبارگی غیر منجم جیسے توریت کو موسیٰ پر اتارا اور انجیل کو عیسیٰ پر اور زبور کو داودؑ پر علیہم الصلوات والسلام اور اس مقالہ کے قائل مین اختلاف ہے بعض نے کہا یہ کفار قریش کا مقالہ ہے بعض نے کہا یہود کا کہ وہ کہتے هَلَّا أَتَيْتَنَا بِالْقُرْآنِ جُمْلَةً وَاحِدَةً یعنے تو کیون قرآن ہمارے پاس یکبارگی نہ لایا اور یہ انکا زعم باطل ہے اور دعوی ڈگ جانیوالا کیونکہ یہ کتابین بھی جدا جدا اترین جیسے قرآن مجید پارہ پارہ ہوکر اوترا ولکن وہ معاند ہین یا اللہ سبحانہ کی کتابون کے نزول کی کیفیت سے انبیا پر جاہل

زمین اور یہ ان کا اعتراض محض لاطائل ہے کیونکہ اعجاز مختلف ہوجاتا ہے یکبارگی نزول کے ساتھ اور متفرق نزول کے ساتھ باوجود اسکے کہ تفریق مین فوائد ہین ایک تو یہ کہ کتاب کا واقعون کے مطابق اترنا بصیرت کو بڑہاتا ہے اور معنی مین غوطہ لگواتا ہے دوسرے جب وہ کتاب پارہ پارہ ہوکر اتریگی تو ہر ایک پارے کے ساتھ خصم کو مقابلہ کے لیے بلاوے گی پھر وہ عاجز ہوگا ہر ایک پارہ کی معارضہ سے اور اسکے ساتھ رسول کا دل زیادہ قوی ہوجاوے گا تیسرے یہ کہ متفرق نزول کے وقت قرائن حالیہ دلالات لفظیہ کے ساتھ ملجاوینگی اور قرائن حالیہ کے دلالات لفظیہ کیطرف انضمام سے بلاغت پر اعانت ہوتی ہے پھر اللہ سبحانہٗ نے انکا جواب دیا اور فرمایا كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا یعنے ایسا متفرق اور منجم اور پارہ پارہ اتارنا جس مین کفار نے طعن کیا اور اسکے خلاف انہون نے اقتراح وسوال کیا ہمنے اختیار کیا تو کہ قوی کرین ایسے تنزیل کے ساتھ تیرے دل کو کیونکہ کتاب کا پارہ پارہ اتارنا حوادث کے موافق اقرب ہے تیری اسکو حفظ کرنے کی طرف اور اسکے معانی کے فہم کیطرف اور یہ تثبیت کے اعظم اسباب سے ہے اور لنثبت کو بہ صیغہ غائب بہی پڑہا گیا ہے اسپر ضمیر اللہ کی طرف عائد ہوگی بعض نے کہا کذلک پر مشرکین کی کلام پوری ہوتی ہے اور معنے یہ ہین کیون نہ اترا محمد پر قرآن یکبارگی توریت وانجیل وزبور کی طرح اسصورت مین کذلک پر وقف ہوگا اور لنثبت بہ سے کلام شروع ہوگی اور معنے یہ ہونگے ہم نے اتارا قرآن مجید کو متفرق اس غرض کے واسطے ابن الانباری نے کہا اور یہہ قول اجود اور احسن ہے، کہا نحاس نے اور قرآن مجید کے متفرق اتارنے مین آپکی نبوت کا اشتہار منظور تہا اور اس مین آپکے نبی ہونے کی نشانیان تہین کیونکہ جب وہ کوئی سوال کرتے تو انکو جواب ملجاتا اور یہہ نبی ہی کا کام ہے تو اس سے تقویت ہولی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کو بہی اور انکے دلون کو بہی کہا ابن عباسؓ نے لنثبت بہ فوادک کی تفسیر مین نشد بہ فوادک ونربط بہ علی قلبک یعنی توکہ باندہ دین اسکے ساتھ تیرا دل اور گرہ دین اسکے ساتھ تیرے دل پر اور معنے یہ ہین ہمنے اسکو پارہ پارہ کرکے حضرتؐ پر اسلیئے اتارا کہ تو اسکو یاد کر لیوے اور حفظ کر لیوے کیونکہ پہلی کتابین جو انبیاؑ پر اترین تو وہ لکھنا پڑہنا جانتے تہے لکھہ پڑہ لیتے تہے اور قرآن مجید ایسے نبی پر اترا ہے جو امی ہے نہ لکھنا جانتا ہے نہ پڑہنا دوسرا یہ قرآن مین کوئی پارہ ناسخ ہے اور کوئی منسوخ اور کوئی پارہ ان سوالات کا جواب ہے جو اوقات مختلفہ مین حادث ہوتے تہے پہر ہمنے اسکو متفرق اتارا توکہ آسانی ہو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اسکے حفظ مین اور آسانی ہو اسکے عامل پر اور اسکو ایسی طرز پر اتارا جس کا

قدر نہین ہوسکتا ترتیل کہتے ہین ایک آیت کو دوسرے کے بعد ہونیکو قالہ النخعی والحسن وقتادہ بعض نے کہا
بیناہ تبییناً سدی نے کہا فصلناہ تفصیلاً ابن عباس نے کہا رسلناہ ترسیلاً یعنے ایک چیز کے بعد دوسری
چیز اتاری مجاہد نے کہا بعضکو بعض کے پیچھے اتارا کہا ابن الاعرابی نے مین نہین جانتا کہ ترتیل کی تحقیق اور
تبیین کے سوا کوئی اور معنے ہون بعض نے کہا معنے یہ ہین پڑھا ہمنے اسکو تجھ پر جبریل کی زبان کے ساتھ تھوڑا تھوڑا
بعد تھوڑے بیس سال یا تیئس سال مین تدریج اور تفریق کے ساتھ تو کہ اسکا سمجھنا اور یاد کرنا تجھ پر آسان ہو پھر
اللہ سبحانہ نے بیان کیا کہ یہ کفار ہر وقت محجوج (مغلوب) ہین اور انکا قول ہر وجہ کے ساتھ اور ہر حالت مین
مدفوع ہے اور فرمایا وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا یعنے اور نہین لاتے
اے محمد تیرے پاس یہ مشرک کوئی مثال ان مثالون مین سے جن مین سے انکے اقتراحات و سوالات ہین جنکے
ساتھ تیرے امر کو باطل کرنا چاہتے ہین مگر لاتے ہین ہم انکی مثال کے جواب مین حق جواب ثابت جس سے
انکی وہ مثال باطل ہوجاتی ہے اور سر پھوڑ دیتا ہے وہ جواب حق انکی باطل مثال کا اور دفع کردیتا ہے
اسکو تو مراد مثل سے آیت مین سوال و اقتراح ہے اور حق سے جواب مراد ہے جس سے اس سوال کا ذریعہ
ٹوٹ جاتا ہے اور اسکا شبہ باطل اور اسکا مادہ قطع ہوجاتا ہے اور استثناء مفرغ ہے احوال سے اور جملہ
حال کے محل مین ہے اے لَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ فِي حَالٍ مِنَ الْأَحْوَالِ إِلَّا فِي حَالِ إِيتَائِنَا إِيَّاكَ ذٰلِكَ
پھر اللہ سبحانہ نے ڈرایا ان جہال کو اور انکی مذمت بیان کی اور فرمایا الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ
إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولٰئِكَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا حشر علی الوجوہ کے یہ معنی ہین کہ انکو مونہون کے بل
گھسیٹا جاویگا اور لٹائے جاوینگے زمین پر سرون کے ساتھ اور انکے پاؤن اوپر کی طرف ہونگے اللہ کی قدرت
کے ساتھ اور اس آیت کی مثل کی تفسیر سورہ بنی اسرائیل مین گذر چکی بعض نے کہا یہ جملہ متصل ہے اللہ کے قول
أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا کے ساتھ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَ

جَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا ۝ فَقُلْنَا اذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَدَمَّرْنَاهُمْ
تَدْمِيرًا ۝ وَقَوْمَ نُوحٍ لَمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً وَأَعْتَدْنَا
لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ وَعَادًا وَثَمُودَ وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيرًا ۝
وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ۝ وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمْطِرَتْ مَطَرَ
السَّوْءِ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ۝ اور ہمنے دی ہے موسیٰ کو کتاب اور

ٹہیرایا اسکے ساتھ اسکا بہائی ہارون کام بٹانے والا پہر کہا ہم نے تم دو نو جاؤ ان لوگون پاس جنہون نے جہٹلائین ہماری آیتین پہر دی مار اہمنے انکو اکہاڑ کر اور نوح کی قوم کو جب اونہون نے جہوٹلایا پیغام لانیوالون کو ہمنے انکو ڈوبا دیا اور کیا ان لوگون کے حق مین نشانی اور رکہی ہے ہم نے گنہگارون کیواسطے دکہہ کی مار اور عاد کو اور ثمود کو اور کوئین والون کو اور کتنی سنگتین اس بیچ مین بہت اور سب کو کہہ سنائین ہمنے کہاوتین اور سبکو کہو دیا ہم نے کہپا کر اور یہ لوگ ہو آئے ہین اس بستی پاس جس پر برسا برا برساؤ کیا دیکہتے نہ تہے اسکو نہین پر امید نہین رکہتے جی اوٹہنے کی ف کنوئین والی کہتے ہین ایک امت نے اپنے رسول کو کنوئین مین بند کیا پہر ان پر عذاب آیا تب وہ رسول خلاص ہوا ف اللہ تعالے ڈراتا ہے ان لوگون کو جنہون نے حضرت کی قوم کے مشرکین سے حضرت کی تکذیب کی اور انکو جنہون نے آپ کا خلاف کیا اور انکو خوف دلاتا ہے اپنے اس عقاب اور الیم عذاب سے جسکو اس نے امم ماضیہ پر اتارا جنہون نے اپنے اپنے وقت کے رسولون کی تکذیب کی اور شروع کیا اللہ سبحانہ نے موسی علیہ السلام کے ذکر سے اور یہہ کہ بہیجا موسی علیہ السلام کو رسول بنا کر اور کیا اسکے ساتھ اسکا بہائی ہارون نبی کر کر کام بٹانے کے لیے تو جہٹلایا ان دونون کو فرعون اور اسکے لشکرون نے پہر اوکہاڑ مارا انکو اللہ تعالی نے اور کافرون کو ملتی ہین ایسے چیزین اور ایساہی کیا نوح کی قوم کے ساتھ جب انہون نے اپنے رسول نوح کی تکذیب کی اور جو شخص ایک رسول کو جہٹلاتا ہے وہ سب کو جہٹلاتا ہے کیونکہ ایک رسول اور دوسرے رسول مین کوئی فرق نہین ہے اور اگر فرض کرین کہ اللہ انکے پاس ساری رسول بہیجتا تو وہ سب کی تکذیب کرتے و لہذا فرمایا وَقَوْمَ نُوحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ ورنہ قوم نوح کی طرف نوح کے سوا اور کوئی رسول مبعوث نہین ہوا اور البتہ رہے نوح اپنی قوم مین ہزار برس پچاس برس کم بلاتے رہے ان کو اللہ عزوجل کیطرف اور ڈراتے رہے انکو اسکی آفتون سے پہر نہ ایمان لائے اسکے ساتھ مگر تہوڑے و لہذا اللہ تعالی نے ان سب کو ڈوبا دیا اور نہ چہوڑا بنی آدم مین سے زمین کے اوپر اصحاب سفینہ کے سوا اور کوئی اور جعلنہم للناس آیۃ آیت سے عبرت مراد ہے کما قال تعالے اِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ یعنے ہم نے جسوقت پانی اوبلا لادلیا تم کو بہتی ناؤ مین تا رکہین اسکو تمہاری یادگاری کو اور سینتے اسکو کان سینتنے والا یعنے باقی رکہین تمہارے واسطے کشتیان جنپر تم سوار ہو دریاؤن کی تہاہون مین اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے پر کہ نجات دی اس نے

تم کو ڈبنے سے اور کیا تم کو ان لوگون کی اولاد سے جو ایمان لائے نوح علیہ السلام کے ساتھہ اور اونہون نے تصدیق
کی اسکے امر کی اور عاد اور ثمود کے قصون پر کئی سورتون مین گفتگو گذری جیسے سورہ اعراف اور ہود مین
جو انکے اعادہ سے مغنی ہے اور رہے اصحاب رس تو ابن جریر نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ اصحاب رس وہ ایک
بستی والے تہے ثمود کی بستیون سے اور ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کیا کہ اصحاب فلج گاؤن کے رہنے والے تہے
اور وہ اصحاب یٰس تہے کہا قتادہؓ نے فلج یمامہ کی بستیون مین ایک بستی ہے ابن عباسؓ نے کہا رس ایک کنوان
تہا آذربیجان مین رواہ ابن ابی حاتم بسندہٖ اور عکرمہ نے کہا رس ایک کنوان تہا جس مین اصحاب رس نے
اپنے پیغمبرؑ کو دبا دیا قالہ الثوری محمد بن کعب کہتے ہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے قیامت کے
دن بہشت مین ایک عبد اسود داخل ہوگا اور یہ اسلیے کہ اللہ تعالی نے ایک پیغمبرؑ کو ایک بستی والون کیطرف
بہیجا پہر اس بستی والون سے کوئی ایمان نہ لایا ایک سیاہ غلام کے سوا پہر اس بستی والون نے تعدی کی پیغمبر
پر اور ایک کنوان کہود کر پیغمبرؑ کو اس مین ڈالدیا اور اسپر ایک بڑے سوراخ پتہر رکہدیا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
واٰلہ وسلم نے پہر وہ غلام جاتا اور لکڑیان چنکر اپنی پیٹہ پر اٹہا لاتا اور انکو لاکر بیچتا اور انکے مول کا کہانا پینا
خرید کر اس کنوئین پر لیجاتا اور اس پتہر کو اٹہاتا اللہ تبارک وتعالی کی مدد سے اور اس کنوئین مین اس کہانے
پینے کو لٹکا دیتا پہر اسیطرح پتہر رکہدیتا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہر یہی حال رہا جسقدر چاہا اللہ نے
پہر (ایک بار) جو وہ لکڑیان چننے کو گیا جیسے اسکی عادت تہی اور اس نے لکڑیان اکٹہی کین اور باندہا اپکا
گٹہا اور گٹہا باندہکر جو فارغ ہوا اور اس نے گٹہے کو اوٹہانا چاہا تو اسکو اونگہہ آگئی وہ لیٹ گیا اور سو گیا
پہر تہپک دیے اللہ نے اسکے کان سات سال پہر وہ جاگا اور اس نے انگڑائی لی اور دوسرا کروٹ لیا اور لیٹ
گیا پہر تہپک دیے اللہ نے اسکے کان سات سال اور پہر وہ جاگا اور اس نے اٹہایا اپنا گٹہا اور اسکا یہی خیال
تہا کہ مین نے دن کی ایک گہڑی بہر نیند لی ہے پہر وہ آیا بستی مین اور اس نے بیچا اپنا گٹہا اور کہانا پینا خریدا جیسے
خرید کیا کرتا تہا پہر گیا اس گڑہے کی طرف یعنی اس جگہہ کی طرف جہان وہ گڑہا تہا اور ڈہونڈہا بہالا (مگر)
پیغمبرؑ تو نہ ملا اور پیغمبر کے لوگون کو یہ حال معلوم ہوگیا تہا وہ اسکو نکال کر لیگئے تہے اور ایمان لائے تہے اسپر
اور تصدیق کی تہی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہر انکا پیغمبرؑ لوگون سے پوچہتا اس (عبد) اسود کی بابت کہ وہ
کہان گیا تو وہ کہتے ہم تو نہین جانتے یہانتک کہ فوت کر لیا اللہ نے اس پیغمبر کو اللہ بیدار ہوا وہ (عبد) اسود
اپنے سونے سے پیغمبرؑ کے فوت ہونے کے بعد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اِنَّ ذٰلِکَ الْاَسْوَدَ لَاَوَّلُ

کے فوت ہونیکے بعد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ ذٰلِکَ الْاَسْوَدَ لَاَوَّلُ مَنْ تَدْخُلُ الْجَنَّۃَ یعنے یہ کالا
سب سے پہلا بہشت مین جاویگا رواہ ابن اسحٰق وھکذا رواہ ابن جریر عن ابن حمید عن سلمۃ عن محمد بن
اسحٰق عن محمد بن کعب کہا حافظ ابن کثیر نے کہا اور اس حدیث مین غرابت اور نکارت ہی اور شاید اس مین ادراج بھی ہے
واللہ اعلم حافظ ابو جعفر ابن جریر نے کہا ان لوگون کو جنکا ذکر محمد بن کعب کی مرسل حدیث مین ہی اصحاب رس پر
حمل کرنا جائز نہین ہے جنکا مذکور اللہ تعالیٰ نے آیت باب مین کیاہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اللہ نے
انکو کھپا دیا اور ہلاک کر دیا اور جنکا حدیث مین مذکور ہے وہ تو اپنے پیغمبر پر ایمان لائے مگر اس صورت کہ انکے
آبا پیغمبر کی تکذیب کی وجہ سے ہلاک ہو گئے ہون اور یہ انکے بعد پیغمبر پر ایمان لے آئے اور اختیار کیا ابن جریر
نے اس بات کو کہ اصحاب رس سے مراد اصحاب اخدود ہین جنکا ذکر اللہ تعالے نے سورہ بروج مین کیاہے فاللہ
اعلم قرون ہی امم مراد ہین اور ضرب امثال سے حجج کا بیان کرنا اور دلائل کا واضح کرنا مراد ہے قتادہ نے کہا
ضرب امثال سے انسے الزام اٹھانا مراد ہے اور تتبیر کہتے ہین اہلاک کو وہذہ الآیۃ کما قال تعالیٰ وَکَمْ اَھْلَکْنَا
مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ وَکَفٰی بِرَبِّکَ بِذُنُوْبِ عِبَادِہٖ خَبِیْرًا بَصِیْرًا یعنے اور کتنی کھپا دین ہمنے
سنگتین نوح سے پیچھے اور بس ہے تیرا رب اپنے بندون کے گناہ جانتا دیکھتا اور جیسے فرمایا ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِھِمْ
قُرُوْنًا اٰخَرِیْنَ یعنے پھر اٹھائین ہم نے انسے پیچھے سنگتین اور اور قرن سے امت مراد ہی بعض نے ان
سنگتون کا زمانہ ایک سو بیس سال بتایا ہے اور بعض نے اسی سال بعض نے چالیس سال اور بعض نے کچھ اور
اور اظہر یہ ہے کہ قرن سے وہ لوگ مراد ہین جو ہم زمان ہون جب وہ ہلاک ہوجاوین اور انکے پیچھے اور لوگ
آجاوین تو وہ دوسرا قرن ہے جیسے صحیحین مین ثابت ہواہے خیر القرون قرنی آخر حدیث تک اور جس
بستی پر برا برسا برسا اس سے لوط کی قوم کی بستی مراد ہے جو سدوم نام تھی اسکو اللہ تعالیٰ نے کھپا دیا
نیچے اوپر کرنے اور اس پر پتھر برسانے کے ساتھ کما قال تعالیٰ وَاَمْطَرْنَا عَلَیْھِمْ مَّطَرًا فَسَآءَ مَطَرُ
الْمُنْذَرِیْنَ یعنے اور برسایا ان پر ایک برساؤ سو کیا برا برساؤ تھا ان ڈرائی ہوون کا اور جیسے فرمایا وَ
اِنَّکُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَیْھِمْ مُّصْبِحِیْنَ وَبِالَّیْلِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ یعنے اور تم گذرتے ہو ان پر صبح کے وقت اور
رات کو پھر کیا نہین بوجھتے اور فرمایا وَاِنَّھَا لَبِسَبِیْلٍ مُّقِیْمٍ یعنے اور قوم لوط کی بستی ہے سیدھی راہ پر
اور فرمایا وَاِنَّھُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِیْنٍ یعنے اور یہ دونو شہر راہ پر ہین اور مطلب یہ ہے کہ قوم لوط کی بستیان الٹی
ہوئی نظر آتی تھین شام کی راہ مین وکہذا فرمایا اَفَلَمْ یَکُوْنُوْا یَرَوْنَھَا یعنے کیا دیکھتے نہین انکو پھر عبرت

یعنی اس عذاب سے جو اس بستی والون پر اوترا بسبب رسول کی تکذیب اور اوامر الٰہی کی مخالفت کے بل کانوا لا یرجون
نشورا یعنے ان بستیون پر گذرنیوالے کافر عبرت گیر نہین ہوتے اسلیے کہ قیامت کے دن جی اوٹہنے کی امید
نہین رکہتے انتہے ماقال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ فتح کا بیان یہ ہے کہ آیت باب مین کتاب سے توریت مراد
ہے اللہ سبحانہ کے اولین کے قصص کا ایک ٹکڑا بیان کیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کیواسطے کہ
انبیا الٰہی کی تکذیب ومخالفت تو مشرکون کی مدامی عادت ہے اور یہ کچہ تیری قوم کا ہی خاصہ نہین ہے اور وزیر
سے مددگار اور دعوت اور اعلاء کلمہ الٰہی مین ناصر مراد ہے قالہ قتادہ زجاج نے کہا لغت مین وزیر اس شخص کو
کہتے ہین جسکے پاس لوگ آوین اور اسکی رای کے مطابق عمل کرین اور وزر کہتے ہین اسچیز کو جس سے مدد لیجاوے
اور اسی قبیل سے ہے اللہ تعالی کا یہ قول کلا لا وزر یعنے کوئی نہین کہین نہین ہے بچاو اور وزیر کی تفسیر سورہ
طہٰ مین گذری اور وزارت نبوت کے منافی نہین ہے کیونکہ ایک وقت مین متعدد انبیا مبعوث ہوجایا کرتے
تہے اور انکو ارشاد ہوتا کہ بعض بعض کی مدد کرین اور ہارون ابتدا امر مین موسے علیہ السلام کا وزیر تہا یا
ہارون کو وزیر کہا اسلیے کہ نبوت کی امر مین ہارون موسیٰ کا شریک تہا اور ایک امر مین دو شریکون کو متوازر
کہدیتے ہین اور مکذب قوم سے فرعون اور اسکی قوم مراد ہین یعنے قبطا اور آیات سے وہ نو آیتین مراد ہین
جنکا مذکور ہوچکا اگرچہ فرعون اور اسکی قوم نے آیات کی اسوقت تکذیب نہین کی تہی جسوقت موسیٰ اور ہارون
کو انکی طرف جانیکا ارشاد ہوا اسلیے کہ ماضی بمعنے استقبال پر محمول ہے یعنے انکے پاس جاؤ جو ہماری
آیات کی عنقریب تکذیب کرین گے بعض نے کہا آیات سے آیات رسالت مراد نہین ہین بلکہ اور آیات الٰہیہ مراد
ہین کہا قشیری نے اور اللہ کا قول دوسری مقام مین اذهب الی فرعون انه طغی آیت باب کے منافی نہین
ہے کیونکہ جب وہ دونو مامور تہے تو ان مین سے ہر ایک مامور ہے اور ممکن ہے کہ موسیٰ کی تخصیص خطاب کے ساتہہ بعض
مواطن مین اسلیے ہو کہ موسیٰ رسالت مین اصل ہے اور یہان خطاب مین جمع کیا ہے ان دونون کو اسلیے کہ ان
دونو کو ایک ساتہہ بہیجا گیا اور فدمرناہم تدمیرا سے پہلے کچہ کلام محذوف ہے اور وہ یہ کہ گئے دونو انکی طرف پہر
اونہون نے جہٹلایا دونو کو پہر ہمنے انکو کہپا دیا کہپا دینا بعض نے کہا تدمیر سے یہان امر بالتدمیر مراد ہے
اسلیے کہ موسیٰ اور ہارون کی بعثت کے بعد وہ معاہی ہلاک نہین ہوے بلکہ بہت مدت بعد اور رسل کو جمع کیا
وقوم نوح لما کذبوا الرسل مین بسبب نوح علیہ السلام کے بہت مدت ٹہیرنے کے ان مین گویا وہ کئی رسول تہے یا
یہ معنے کہ اونہون نے تکذیب کی نوح کی اور نوح سے پہلے سب رسولون کی کیونکہ توحید کے لانے مین سب مساوی

تھے زجاج نے کہا جس نے ایک پیغمبر کی تکذیب کی اس نے سب کو جھٹلایا اور اغراق سے اغراق بالطوفان مراد ہے اور یہ
قصہ سورہ ہود میں مفصل گذرا اور یہ جو فرمایا وجعلنٰھم للناس آیۃ تو اسکے یہ معنے ہین کہ ہمنے انکو اغراق کو یا انکے
قصہ کو لوگون کے واسطے عبرت بنایا جسکے ساتھہ ہر دیکھنے والا اور اسکا سننے والا متعظ اور سود مند ہو سکتا ہے
اور عذاب الیم سے عذاب آخرت مراد ہے اس عذاب کے سوا جو دنیا میں انپر نازل ہوا اور عاد سے ہود کی قوم اور
ثمود سے صالح کی قوم مراد ہے اور ان دونون قومون کا قصہ بہی مذکور ہو چکا رس عرب کی کلام مین اس کنوئیں
کو کہتے ہین جو تعمیر نہ کیا ہوا ہو صرف گڑہا ہی نکالا ہوا ہو اور اہل لغت نے اسکو مقید کیا ہے جیسے صاحب قاموس
نے کہ رس وہ کنوان ہے جو پتہرون سے بنا ہوا ہو تو ان دونو نقلون سے ثابت ہوا کہ رس کا اطلاق مطلق کنوئین
پر آتا ہے برابر ہے وہ مطوی ہو یا غیر مطوی سدی نے کہا یہ کنوان انطاکیہ مین تہا اصحاب انطاکیہ نے
حبیب نجار کو قتل کر کر اس مین پہینک دیا پہر وہ منسوب ہوے اسی گڑہی کی طرف اور حبیب نجار یہ وہی شخص ہے
جسکا سورہ یسین مین ذکر آتا ہے جس نے کہا تہا یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ اور یہی قول
ہے مقاتل اور عکرمہ وغیرہما کا بعض نے کہا یہ قوم آذربیجان مین تہی اونہون نے قتل کردیا اپنے پیغمبر کو پہر خشک
ہو گئی انکے درخت اور کہیتیان پہر بہوک اور پیاس کے ساتہہ ہلاک ہو گئے بعض نے کہا یہ لوگ عابد شجر تہے بعض نے
کہا عابد اصنام تہے پہر انکے پاس اللہ نے شعیب علیہ السلام کو بہیجا پہر تکذیب کی اونہون نے شعیبؑ کی اور ایذا
دی اونہون نے اسکو بعض نے کہا رس کنوان تہا فلج یمامہ مین جو یمن کے کنارہ مین ایک بڑی بستی ہے بعض نے
کہا وہ یمن مین بستی ہے عاد کی بستیون سے اور اصحاب رس وہ لوگ تہے جنکی طرف اللہ نے نبی بہیجا پہر اونہون نے اس کو
کہا لیا بعض نے کہا اصحاب رس سے اصحاب اخدود مراد ہین بعض نے کہا رس سے وہ نکمی کنوئین مراد ہین جنکا ذکر سورہ
حج مین گذرا اور اصحاب سے اہل مراد ہین جوہری نے صحاح مین کہا رس اس کنوئین کا نام ہے جو بقیہ ثمود کا تہا
بعض نے کہا رس نبی اسکے پانی اور کہجورون کا نام تہا بعض نے کہا رس وہ برف ہے جو پہاڑون مین تہ بہ تہ ہوتی
ہے یا رس ایک جنگل کا نام ہے جو بصرہ کے قریب ہے قالہ ابن کثیر اور رس لوگون کے درمیان اصلاح کو بہی کہتے
ہین اور افساد بین الناس کو بہی کہتے ہین تو یہ لفظ اضداد سے ہے بعض نے کہا رس وہ نہر ہے پورب کی طرف
بعض نے کہا اصحاب رس وہ لوگ ہین جنہون نے جہٹلایا اپنے نبی کو اور اسکو دبادیا ایک کنوئین اسوقت وہ کوئین
کے اردگرد ہی تہے کہ وہ کنوان گر پڑا او رانکو اور انکے منازل اور دیار کو لیکر دہنس گیا بعض نے کہا اصحاب
رس سے حنظلہ بن صفوان کی اصحاب مراد ہین اور وہ وہ تہے جنکو اللہ تعالی نے عنقا کے ساتہہ مبتلا کیا ابن عباسؓ

نے کہا رس ایک گاؤن تہا ثمود کا اور اسی سے مروی ہے کہ وہ ایک کنواں ہے آذربیجان مین اور اسی سے مروی ہے
کہ اسنے کعب احبار سے اصحاب رس کی بابت پوچہا تو اس نے کہا وہ اس شخص کے مارنے والے ہین جسکا سورہ یسین
مین ذکر آتا ہے کہ محمد بن کعب قرظی سے اصحاب رس مین ایک طویل مرفوع خبر مروی ہے جس مین نکارت اور غرابت
ہے اور اس مین ادراج بہی ہے جیسے کہا ابن کثیر نے اپنی تفسیر مین اور حدیث بہی مرسل ہے اور قرون جمع ہے
قرن کی اور قرون سے اہل قرون مراد ہین اور قرن سو سال کا زمانہ ہوتا ہے یہ قتادہ کا قول ہے بعض نے کہا
ایک سو بیس سال کا یہ زرارہ بن ابی اوفی کا قول ہے بعض نے کہا چالیس سال کا بعض نے کہا ستر سال کا یہی
قتادہ کا قول ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعا مروی ہے کہ آپ نے فرمایا اَلْقَرْنُ مِائَةُ سَنَةٍ وَقَالَ
اَلْقَرْنُ خَمْسُوْنَ سَنَةً وَقَالَ اَلْقَرْنُ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً یعنے قرن سو سال کا ہوتا ہے اور فرمایا قرن پچاس
سال کا ہوتا ہے اور فرمایا قرن چالیس سال کا ہوتا ہے کہا علامہ ابو الطیب مرحوم نے اور مین خیال کرتا ہون
کہ ان مرفوع روایتون سے کوئی روایت صحیح نہین ہے اور لوگون کی جماعت کو بہی قرن کہتے ہین جیسے صحیح حدیث
مین آیا ہے خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ اور حاکم نے کنی مین ابن عباسؓ سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عدنان تک
پہونچتے تو رک جاتے پہر فرماتے کَذَبَ النَّسَّابُوْنَ قَالَ اللّٰهُ وَقُرُوْنًا بَیْنَ ذٰلِكَ كَثِیْرًا یعنے نساب جہوٹے ہین
اللہ تعالی فرماتا ہے اور کتنی سنگتین ان بیچ مین بہت تتبیر کہتے ہین عذاب کے ساتھ ہلاک کرنے کو اور جملہ ولقد اتوا علی
القریۃ کے یہ معنے ہین کہ مشرکین مکہ شام کے سفرون مین قوم لوطؑ کی بستی سدوم نام پر گذرتے ہین اور یہ بستی قوم
لوطؑ کی بستیون مین بڑی بستی تہی اور وہ پانچ بستیان تہین ان مین سے چار بستیون کو اللہ نے مع انکے اہل کے
ہلاک کر دیا اور ایک کو چہوڑ دیا اور وہ سب سے چہوٹی تہی اور اسکے رہنے والے لواطت نہین کرتے تہے مطر سوء سے
پتہرون کا برسانا مراد ہے قالہ ابن عباسؓ لفظ سوء کی تفسیر سورہ برات مین گذر چکی جملہ فلم یکونوا یرونہا مین
استفہام تقریع اور توبیخ کے لیے ہے یعنے لوگ بستی مذکورہ کو دیکہتے ہین جب شام کو جاتے ہوے اسکی پاس سے
گذرتے ہین انتہے ما قال العلامہ ابو الطیب المرحوم فی تفسیرہ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ یَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا
الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ۝ اِنْ كَادَ لَیُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَاۤ اَنْ صَبَرْنَا عَلَیْهَا ؕ وَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ حِیْنَ
یَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ۝ اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَیْهِ وَكِیْلًا ۝
اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ یَسْمَعُوْنَ اَوْ یَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ۝ اور جہان
تجہ کو دیکہا کچہ کام نہین تجہ سے مگر ٹہٹہے کرنے کیا یہی ہے جسکو بہیجا اللہ نے پیغام دیکر یہ تو لگا ہی تہا کہ بچلا دے

ہمکو ہماری ٹہاکرون سے کبھی ہم نہ ثابت رہتے ان پر اور آگے جانین گے جس وقت دیکھین گے عذاب کو بہت بہکا ہے راہ بہلا دیکھہ تو جسنے پوجنا پکڑا اپنے چاو کا کہین تو لے سکتا ہی اسکا ذمہ یا تو خیال کرتا ہے کہ بہت ان مین سنتے مین یا سمجہتے ہین اور کچہ نہین وہ برابر ہین چوپاؤن کے بلکہ وہ بہکے ہین بہت راہ سے ف اسد تعالی خبر دیتا ہے کہ مشرک لوگ جب حضرت صلی اسد علیہ وسلم کو دیکھہ لیتے ٹھٹھون مین اوڑا دیتے کما قال تعالی فی آیۃ اخری وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا یعنے جہان تجہ کو دیکھا کافرون نے کچہ کام نہین تجہ سے مگر یہی ٹھٹھے کرنے اور بیان فرمایا وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا یعنے تنقص اور حقارت کی نظر سے یہ کہتے ہین قبحھم اللہ وکما قال تعالی وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ یعنے اور ہنسی کرتے رہی ہین رسولون سے پہلی تیرے پہر اولٹ پڑی ہنسی کرنے والون پر وہ آفت جس پر ہنسی کرتے تہے اور یہ جو فرمایا اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا تو اسکے یہ معنے ہین یہ تو ہمکو بچلانے لگا تہا اصنام کی عبادت سی اگر ہم نہ ٹہیرے رہتی اور اڑے رہتے اور جمے رہتے انکی عبادت پر اسد تعالی انکو وعید اور تہدید کے طور پر فرماتا ہے وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ الآیۃ یعنے جسوقت عذاب دیکھین گے تو جانین گے کہ راہ سی کون بچلا تہا ہم یا رسول پہر اپنے پیغمبر کو ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی قسمت مین شقاوت اور ضلالت لکہی گئی اسکو اسد کے سوا کوئی راہ پر نہین لا سکتا اور فرمایا اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ابن عباس کہتے ہین جاہلیت مین لوگ اگر سفید پتہر کو ایک زمانہ تک پوجتے رہتی پہر اس کے بعد اس پتہر سے کوئی عمدہ پتہر ملجاتا تہا اسکو پوجنے لگتے اور پہلے کو چہوڑ دیتے پہر فرمایا اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ یعنے تو سمجہتا ہوگا کہ وہ سنتے ہین یا سمجہتے ہین نہین وہ تو بمنزلہ ہین چوپاؤن کے بلکہ انسے بہی بہکے ہین راہ سے یعنی انکا انعام سا حال سی بہی برا حال ہے وہ تو کیے جاتے ہین جسکام کے لیے بنی ہین اور یہ لوگ بنی ہین اسد وحدہ لا شریک لہ کی عبادت کیواسطے پہر وہ کام نہین کرتے جسکے واسطے بنے ہین اور باوجود حجت کے قائم ہونے کے انپر اور ارسال رسل کی انکی طرف اسد کے سوا اورون کی پوجا کرتے ہین اور ساجہی مقرر کرتے ہین اسکے ساتھ لنتھے ما قال ابن کثیر نے تفسیر و فتح کا لفظ یہ ہے کہ یہ آیت اتری ہے ابوجہل کے حق مین تو وہ جب حضرت صلی اسد علیہ وسلم کے اصحاب کے پاس آتا تو کہتا ٹھٹھے کے طور پر کیا اسی محمد کو بہیجا اسد نے رسول بناکر قریب تہا یہ رسول کہ پہیر دیتا ہمکو ہمارے ٹہاکرون سے پہر ہم چہوڑ دیتے انکی عبادت کو اسکی زیادہ کوشش کی وجہ سے اور توحید کیطرف بلانی کے سبب سی اور سبب

بہت بیان کرنے اسکے کہ ایسی چیزون کو جنکا ذہن مین تجھ اور معجزات ہونا سماجاتا ہے اگر ہم نہ ٹہیر لستے اپنے
نفسون کو انکی عبادت پر پہر اللہ نے جواب دیا انکا یہ فرماکر وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ
أَضَلُّ سَبِيلًا ۔ وعذاب سے قیامت کا عذاب مراد ہے جس کے وہ بسبب اپنے کفر کے مستحق و مستوجب ہین پہر بیان
کیا اللہ سبحانہ نے کہ انکے پاس تقلید اور اتباع ہوائی کے سوا کوئی دلیل موجود نہین ہے اور فرمایا حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعجب دلاکر أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ ابن عباس رضی کہتے ہین جاہلیت کے زمانے مین آدمی
حجر ابیض کو پوجتا رہتا جب اس سے خوبصورت پتھر ملجاتا تو پہلے پتھر کو پہینکدیتا اور اسکی پوجا کرنے لگتا تب اللہ
نے یہ آیت اتاری اور اسی سے مروی ہے کہ آیت مین وہ کافر مراد ہے جو نہین چاہتا کسی چیز کو مگر اسی کے پیچھے لگ
جاتا ہے اور حسن سے بھی اسی کی مثل مروی ہے اور اس جملہ کے معنے یہ ہین تو قادر نہین ہے اسکی ہدایت پر اور
تو طاقت نہین رکہتا اسکی اور ہدایت اور ضلالت تجہ پر ذمہ نہین ہے اور تیری مشیت و ارادے پر انکو نہین
چہوڑا گیا ہے اور تیرے ذمے تو پہونچا دینا ہے اور کہا بعض نے یہ آیت آیت قتال کے ساتھ منسوخ ہے قالہ
الکلبی پہر اللہ تعالی نے ایک انکار سے دوسرے انکار کیطرف انتقال فرمایا اور فرمایا أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ
يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ اور اکثر کی تخصیص ذکر کے ساتھ اسلیے کی کہ بعض انہین سے ایمان لے آئے تہے
اور بعض نے حق کو تو سمجھ لیا پر ریاست کے چلے جانے سے ڈر کر اسکو نہ مانا پہر اللہ سبحانہ وتعالی نے انکا حال بیان
کیا اور ان مین حلم کرنے کا مادہ قطع کردیا اور فرمایا إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ یعنے یہ تو انعام کیطرح ہین جو
مسلوب العقل و الفہم ہین تو تو نہ لالچ کر ان مین کیونکہ سمع اور عقل کا فائدہ ان مین مفقود ہے اگرچہ وہ سنتے
ہین اسکو جو انکو کہا جاتا ہے اور سمجہتے ہین جو انپر پڑہا جاتا ہے و لکن جب وہ سننے اور سمجہنے سے منتفع
و سودمند نہین ہوتے تو گویا نہین سنتے اور نہین سمجہتے پہر اللہ نے فرمایا انکا درجہ تو انعام سے بہی بڑہ کر
ہے اور فرمایا بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا مقاتل نے کہا بہائم پہچان لیتے ہین اپنے مالک کو اور چلے جاتے ہین
کہانے پینے کی جگہون مین اور اطاعت کرتے ہین اپنے مالکون کے واسطے اور یہ لوگ اطاعت نہین کرتے
اور نہین پہچانتے اپنے اس مالک کو جس نے انکو پیدا کیا اور وہ انکو کہلاتا ہے اور معنے یہ ہین کہ بہائم اطاعت
کرتے ہین اسکی جو انکی خبر گیری کرے اور تمیز کرتے ہین اسکی جو انکے ساتھ احسان کرے اس سے جو انکے
ساتھ برا کرے اور تلاش مین رہتے ہین اپنے فائدون کے اور بچتے ہین مضار سے اور یہ لوگ نہین اطاعت
کرتے اپنے مالک کی اور نہین پہچانتے اسکا احسان اسارت شیطان سے اور نہین طلب کرتے ثواب جو وہ عظم

مناقرہی اور نہین ڈرتے عقاب سے جو وہ اشد المضار ہی دوسرا یہ کہ انعام کی جہالت کسی کی مضر نہین ہے بخلاف
ان لوگون کی جہالت کے کہ وہ موذی ہین تہییج فتن کیطرف اور لوگون کو راہ حق سے روکنے کیطرف تیسرا یہ
کہ انعام مین طلب کمال کی قدرت نہین ہے تو اس مین نہ انکا قصور ہے اور نہ انکی برائی ہے اور یہ لوگ
مقصر ہین اور اس تقصیر پر عظیم عقاب کی مستحق ہین بعض نے کہا یہ لوگ انعام سے ضل اسلیے ہین کہ انعام پر
حساب نہین ہے اور نہ انپر عقاب ہے بخلاف ان لوگون کے کہ ان پر حساب و عقاب ہے بعض نے کہا یا انعام
سے ضل اسلیے ہین کہ بہائم کو جب توحید اور نبوت کی صحت کی سمجھ نہین ہے تو وہ اسکے بطلان کی بھی تو
معتقد نہین ہین بخلاف ان لوگون کے کہ اونہون نے عناداً اور مکابرۃً اور تعصبًا اور حق کی حقارت
کے لیے توحید اور نبوت کے بطلان کا خیال کیا بعض نے کہا اسلیے کہ انعام سجدہ کرتے ہین اور اللہ کی
پاکی بولتے ہین بخلاف کفار کے بعض نے کہا ملائکہ مین روح ہے اور عقل ہے اور بہائم مین نفس ہے اور
ہوی ہے اور آدمی مین یہ سب باتین ہین اگر اسپر نفس اور ہوی نے غلبہ کیا تو انعام سے بدتر ہوگیا اور انعام
کو اسپر فضیلت دی گئی اور اگر روح اور عقل کا غلبہ ہوا تو آدمی افضل ہوا ملائکہ کرام سے اور جب اللہ سبحانہ
جاہلین کی جہالت اور ضلالت کی ذکر سے فارغ ہوا تو اسکے پیچھے توحید کے وہ دلائل بیان کیے جن مین
بندون پر عظیم انعام ہے اور جن دلائل کو اللہ نے بیان کیا وہ پانچ دلیلین ہین تو پہلا استدلال ہے احوال
ظل کے ساتھ اور فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ
عَلَیْهِ دَلِیْلًا ۝ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَیْنَا قَبْضًا یَّسِیْرًا ۝ وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ
سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ۝ تو نے نہ دیکھا اپنے رب کیطرف کیسے لمبی کی چھاؤن اور اگر چاہتا اسکو
ٹھیرا رکھتا پھر ہمنے ٹھیرایا سورج اسکا راہ بتانیوالا پھر کھینچ لیا اسکو اپنی طرف سہج سہج سمیٹ کر اور وہی ہے
جس نے بنا دی تمکو رات اوڑھنا اور نیند آرام اور دن بنا دیا اوٹھ نکلنا **ف** اول ہر چیز کا سایہ
لمبا پڑتا ہے پھر جس طرف سورج چلتا ہے اسکے مقابل سایہ ہٹتا ہے جب تک کہ جڑ مین آلگے اور یہ جو فرمایا
اپنی طرف کھینچ لیا تو اس سے یہ غرض کہ اپنے اصل کو جا لگتا ہے سب کی اصل اللہ ہے **ف** بیان سے
اللہ سبحانہ نے ان دلائل کا بیان کرنا شروع کیا جو اسکے موجود ہونے پر دلالت کرتی ہین اور اشیاء مختلفہ
متضادہ پر قادر ہونے پر پھر فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ مَدَّ الظِّلَّ ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ اور ابو العالیہؒ اور
ابو مالک اور مسروق اور مجاہد اور سعید بن جبیر اور نخعی اور ضحاک اور حسن اور قتادہؒ کا یہ قول ہے اللہ کے

قول مَدَّ الظِّلَّ یعنی سایہ کا وہ امتداد مراد ہے جو طلوع فجر سے آفتاب نکلنے تک ہوتا ہے اور ساکن سے اما
لازوال مراد ہے یعنی ہمیشہ رہنے والا جو زوال پذیر نہ ہوتا کما قال تعالی قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیْكُمُ
الَّیْلَ سَرْمَدًا اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ یَاْتِیْكُمْ بِضِیَآءٍ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ یعنے تو کہ دیکھو تو اگر اللہ
رکہدی تمپر رات ہمیشہ کو قیامت کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے سوا کہ لاوے تم کو کہین روشنی پہر کیا تم
نہین سنتے اور یہ جو فرمایا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَیْهِ دَلِیْلًا یعنے اگر آفتاب نہ ہوتا تو وہ سایہ کبہی پہچانا نہ جاتا کیونکہ
ضد نہین پہچانی جاتی مگر اپنی ضد کے ساتہہ قتادہ اور سدی نے کہا دَلِیْلًا تَتْلُوْهُ وَتَتْبَعُهٗ حَتّٰی تَاْتِیْ عَلَیْهِ كُلِّهٖ یعنے وہ
سایہ کے پیچہے پیچہے آتی ہے یہانتک کہ ساری سایہ پر آجاتی ہے اور اللہ تعالی نے یہ جو فرمایا ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَیْنَا
قَبْضًا یَّسِیْرًا یعنے پہر کہینچ لیا اسکو اپنی طرف سہج سہج سمیٹ کر تو قبضنہ کی ضمیر عائد ہے ظل کی طرف اور بعض
نے کہا شمس کی طرف اور یسیر سے سہل مراد ہے اور ابن عباسؓ نے یسیرا کی تفسیر کی سریعا کے ساتہہ اور مجاہد نے
کہا خَفِیًّا اور سدی نے کہا قَبْضًا خَفِیًّا حَتّٰی لَا یَبْقٰی فِی الْاَرْضِ ظِلٌّ اِلَّا تَحْتَ سَقْفٍ اَوْ تَحْتَ شَجَرَةٍ
وَقَدْ اَظَلَّتِ الشَّمْسُ مَا فَوْقَهٗ یعنے تہوڑا تہوڑا کہینچا یہانتک کہ نہین رہجاتا زمین مین کہین سایہ مگر
چہتون کے نیچے یا درختون کے تلے اور چہتون کے اوپر اور اسیطرح درختون کے اوپر دہوپ آجاتی
ہے ایوب بن موسی نے یسیرا کی تفسیر کی قلیلا قلیلا کے ساتہہ اور یہ جو فرمایا وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ
لِبَاسًا یعنے اور وہی ہے جس نے بنادی تم کو رات اوڑہنا جو ہر وجود پر لباس کیطرح چہاجاتی ہے اور
اسکو ڈہانک لیتی ہے کما قال تعالی وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی یعنے قسم رات کی جب چہاجاوے وَالنَّوْمَ سُبَاتًا
اور نیند کو حرکت کی قطع کرنے والی ابدان کی آرام کے لیے کیونکہ اعضا اور جوارح تہک جاتی ہین بسبب
حرکت کثیر کے معاش کے واسطے انتشار مین جب رات آجاتی ہے اور آدمی آرام لیتا ہے تو حرکات
بہی ٹہیر جاتے ہین پہر حاصل ہوتی ہے نیند جس مین بدن اور روح دونون کو آرام کا سبب ہے اور دن
کو اوٹہہ نکلنا جس مین اوٹہہ نکلتے ہین لوگ معایش اور مکاسب اور اسباب کو واسطے کما قال تعالی وَمِنْ
رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ یعنے اور
اپنی مہر سے بنادیا تم کو رات اور دن کہ اس مین چین بہی پکڑو اور تلاش بہی کرو کچہہ اسکا فضل اور شاید تم
شکر کرو فتح مین کہا ہے رویت سے یا تو رویت بصری مراد ہے اور معنے یہ ہین کیا تو نے اپنے رب کی صنعت
کو نہین دیکہا یا یہ معنے ہین تو نے ظل کو نہین دیکہا اسکو کیسے کہینچ لیا تیرے رب نے یا رویت سے رویت

قلبی مراد ہی اسلیے کہ ظل متغیر ہے اور ہر متغیر حادث ہی اور ہر حادث کے لیے سوجب ہے کہا زجاج نے الم تر الم تعلم
کے معنے مین ہی اور یہان رؤیت سی قلبی رویت مراد ہی کہا زجاج نے اور اس کلام مین قلب ہی اور اصل عبارت
یون ہی الم تر الی الظل کیف مدہ ربک اور الظل سے وہ سایہ مراد ہے جو اسفار سی آفتاب نکلنے تک ہوتا ہی
اور یہ سایہ ایسا ہوتا ہے جسکی ساتھہ دہوپ نہین ہوتی اور یہی قول ہے حسن اور قتادہ کا بعض نے کہا الظل
سے وہ سایہ مراد ہے جو آفتاب کے غائب ہونے سے لیکر طلوع آفتاب تک ہوتا ہے قرطبی نے کہا اور پہلا قول
راجح ہے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ کوئی ساعت اس ساعت سے افضل نہین ہے کیونکہ اس ساعت مین بیمار
کو چین آجاتا ہے اور مسافر اور ہر ذی علت کو رحمت ہوجاتی ہے اور اس ساعت مین نفوس اور ارواح کو اجساد
کی طرف لوٹایا جاتا ہے اور زندون کی نفوس اس مین خوش ہوتے ہین اور یہ بات مغرب کے بعد حاصل نہین ہے
اور کہا ابو العالیہ نے انہار جنت اسی طرح ہے اور اشارہ کیا صلوۃ فجر کی طرف ابو عبیدہ نے کہا جو صبح سے زوال
تک سایہ ہوتا ہے اسکو ظل کہتے ہین اور جو زوال سے مغرب تک ہوتا ہے اسکو فیٔ کہتے ہین کہا ابن سکیت نے
ظل وہ سایہ ہے جسکو دہوپ دور کرے اور فیٔ وہ ہے جو دہوپ کو زائل کرے اور رویہ سے مروی ہے
کہ جس چیز پر دہوپ ہو پہر اس سے دہوپ دور ہوجاوے تو اس سایہ کو فیٔ کہتے ہین اور ظل بھی کہتے ہین اور جس
چیز پر دہوپ نہ ہو تو اسکے سایہ کو ظل کہتے ہین انتہے اور ظل کی حقیقت یہ ہے کہ وہ امر متوسط ہی ضوء خالص
اور ظلمت خالص کے بین بین اور یہ توسط عمدہ ہے طرفین سے اور اسکا حال طرفین کے احوال سے بہتر ہے
کیونکہ خالص ظلمت سے تو طبیعت نفرت کرتی ہے اور حس اسکو برا جانتی ہے اور خالص ضوء بسبب اپنی قوت
کے حس بصری پر غالب آجاتی ہے اور گرمی سے حس بصری کو تکلیف پہونچتی ہے اسی لیے امر متوسط کی ساتھہ
جنت موصوف ہوئی ہے اللہ کے اس قول مین وظل ممدود کہا ابو السعود نے اور یہ قول سدید نہین ہے
کیونکہ اس مین تو شک نہین ہے کہ اللہ نے لوگون کو خبردار کیا ہے اپنی عظیم قدرت پر اور اپنی حکمت بالغہ
پر اس چیز مین جسکو مشاہدہ کرتے ہین تو ظل سے اس حالت خاص کا مراد لینا ضروری ہے جسکو لوگ پہچانتے ہین
اور دیکھتے ہین کہ انکے اور آفتاب کے درمیان ایک کثیف جسم حائل ہوجاتا ہے جو مخالف ہوتا ہے سورج
کی دہوپ کے جگہون کی اور ظل کی حقیقت مین جو کچہ مذکور ہوا ہے اگرچہ وہ حقیقت مین افق شرقی کا ظل
ہوتا ہے ولیکن لوگ اسکو ظل نہین کہتے اور نہ اسکو بیان کرتے ہین اسکے معہودہ اوصاف کی ساتھہ انتہی
ابن عباس رض نے کہا الظل سے وہ سایہ مراد ہے جو فجر کے بعد آفتاب کے نکلنے تک ہوتا ہے اور اسی سے

مروی ہی ظل کی تفسیر مین کیا تو نہین دیکھتا کہ جب تو فجر کی نماز پڑھ لیتا ہے تو مطلع شمس سے مغرب شمس تک ایک سایہ ہوتا ہے (دراز) پہر بہیجتا ہے اللہ اسپر آفتاب کو دلیل اور سایہ کو سمیٹ لیتا ہی اور اسی سے مروی ہے کہ ظل طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہی اور یہی جمہور کا قول ہے اور اسپر اعتراض ہوا ہے کہ اسوقت کی سایہ کو سایہ نہین کہا جاتا کیونکہ وہ رات کے بقایا مین سی ہے واقع ہے غیر نہار مین وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا یعنے اور اگر چاہتا اسکا ٹہیرانا تو کر دیتا اسکو ساکن یعنے ثابت دائم جو زائل نہ ہوتا اور نہ دور کرتی اسکو دہوپ اور نہ جاتا وہ وجہ ارض سے بعض نے کہا معنے یہ ہین اگر چاہتا تو آفتاب کو طلوع سے روک لیتا پہر سایہ زائل نہ ہوتا یا آفتاب نکلتا ایسی حالت مین کہ اسکا سایہ مسلوب ہوتا اور اول قول کو ترجیح ہے ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا یعنے پہر کر دیا ہمنے آفتاب کو سایہ پر دلیل کہ جب آفتاب نکلتا ہے تو سایہ چلا جاتا ہے دلیل سی حجت اور برہان اور علامت مراد ہے اور یہ اسلیے کہ سایہ آفتاب کی پیچہے ایسے جاتا ہے جیسے دلیل طریق مین کبھی زیادہ ہو جاتا ہے کبھی کم کبھی دراز کبھی سکڑ جاتا ہے اور معنی یہ ہین اگر دہوپ نہ ہوتی تو سایہ کی پہچان نہ ہوتی اور اگر نور نہ ہوتا تو اندہیرے کی پہچان نہ ہوتی پس اشیا اپنی اضداد کی ساتھ پہچانی جاتی ہین اور نہین مونث کیا دلیل کو حالانکہ وہ وصف ہے شمس کی کیونکہ وہ اسم کے معنے مین ہی جیسے کہین الشمس ہاد والشمس حق قبضنہ مین ضمیر ظل ممدود کیطرف راجع ہے اور معنے یہ ہین ہم سمیٹتے آتے ہین اس سایہ کو آفتاب کے شعاعون کی جگہہ پہر ڈالنے کی ساتھ تدریجا تو کہ یہ سایہ عدم اور اضمحلال کیطرف منتہی ہو جاتے ہین اور الینا کے یہ معنے ہین کہ اسکا مرجع اور مآل ہماری طرف ہی ہوتا ہے جیسے اسکا حدوث ہماری طرف سی ہوا اور ثم کا لفظ دلیل ہے امور ثلثہ کی درمیان مین تفاضل پر گویا آفتاب کا سایہ کی دلیل بنانا سایہ کے پہیلانے سی اعظم ہے اور اسکو اپنی طرف سمیٹنا اسکے دلیل بنانے سے عظیم تر ہے بعض نے کہا آیت باب مین قبض ظل سے قیام ساعت کے وقت اسکی اسباب کا سمیٹنا مراد ہے اور وہ اجرام نیرہ (آفتاب و ماہتاب وغیرہما) ہین ولکن پہلا قول راجح ہے اور معنے یہ ہین کہ سایہ رہتا ہے آسمان و زمین کے درمیان پو پہٹنے سی آفتاب کے نکلنے تک جب آفتاب نکلا تو سایہ سمٹا تہوڑا تہوڑا اور پیچہے ہو جاتی ہے سایہ کے اس جز مین آفتاب کی شعاع پہر چمک ڈالتا ہے آفتاب زمین پر اور سب چیزون پر یہانتک کہ ڈوب جاوی جب آفتاب ڈوبا تو کوئی سایہ نہ رہا اور وہ تو دن کے نور کا اثر ہے اور ایک قوم نے کہا سایہ کا سمیٹنا غروب شمس کے ساتھہ ہے کیونکہ اگر آفتاب نہ ڈوبے تو سایہ ہمیشہ موجود رہے اور اسکا زوال تو تب ہی پورا ہوتا ہے جب رات آجاتی ہے اور ظلمت دن پر داخل ہو جاتی ہے

بعض نے کہا یہ قبض واقع ہوتا ہے آفتاب کے ساتھ کیونکہ جب آفتاب نکلتا ہے تو سایہ جانے لگتا ہے قبضا فشیئا
قالہ مالک عن ابراہیم النخعی بعض نے کہا معنے یہ ہین سمیٹتے ہین ضیاء شمس کو سایہ کے ساتھ قبضنا یسیرا سے قلیل
قلیل مراد ہے درجہ بدرجہ موافق ارتفاع آفتاب کے تا ٹھیک رہین اسکے ساتھ جہان کی مصلحتین اور حاصل
ہون اسکے ساتھ غیر محصور مخلوقات کے فائدے بعض نے کہا یسیرا اور سریعا قالہ الضحاک بعض نے کہا یسیرا سے
یسیر اعلینا لیس بعسیر مراد ہے یعنے یہ سمیٹنا ہمپر سہل ہے کچہ مشکل نہین ہے قتادہؒ نے کہا یسیرا سے خفیف مراد
ہے اور جب سایہ کی ایک جزو سمٹ جاتی ہے تو اسکی جگہہ ظلمت کی ایک جزو چہا جاتی ہے اور سایہ دفعۃً واحدۃً
دور نہین ہوتا اور مجاہد کا یہی قول ہے اور یہ جو فرمایا کہ اسی نے کردیا تمہارے واسطے رات کو لباس تو اس مین
اللہ سبحانہ وتعالی نے ظلام لیل کو مشابہ ٹہیرایا لباس ساتر کے کیونکہ رات ڈہانک لیتی ہے اشیاء کو اور چہا جاتی
ہے ان پر کذا قال الحافظ ابن جریر سبات بمعنے راحت ہے اور نیند اسلیے ابدان کی راحت ہے کہ اشتغال
سے انقطاع ہوجاتا ہے اور اصل سبات کا تمدد ہی کہا کرتے ہین سبتت المرأۃ شعرہا جب عورت بالون کو
کہولدیوے اور چہوڑدیوے اور نوم کو سبات کہا گیا اسلیے کہ نیند تمدد کے ساتھ پڑتی ہے اور تمدد مین راحت
کے معنے ہین بعض نے کہا سبت بمعنی قطع ہے تو نیند مین اشتغال سے انقطاع ہوجاتا ہے اور اسی قبیل سے
ہے سبت الیہود کیونکہ ہفتہ کے دن یہود اشتغال سے منقطع ہوجاتے ہین زجاج نے کہا سبات نوم خفیف
ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی حرکت کرنا چہوڑدیوے اور روح اسکے بدن مین ہی ہو یا نیند کا ابتدا سر مین ہوتا
ہے یہانتک کہ دلمین پہونچ جاتی ہے اور خلیل نے کہا سبت نوم ثقیل ہے یعنے اور کردیا تمہاری نیند کو ثقیل
تو کہ پوری ہوجاوی تمہاری راحت بعض نے کہا سبات موت ہے اور مسبوت میت ہے کیونکہ میت مین حیات نہیں
رہتی اور اسی کی مثل ہے اللہ تعالی کا یہ قول وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ اور اسکا مؤید ہے نشور کا ذکر اسکے
مقابل مین ذکرہٗ الزمخشریؒ والنسفیؒ اور کریمہ وجعل النہار نشورا مین بیداری کو مشابہ ٹہیرایا حیات
کے جیسے نیند کو مشابہ ٹہیرایا تہا سبات کے جو شبیہ ہے ممات کی اور یہ آیت سمیت اپنی دلالت کے قدرت خالق
پر اس مین اسکی نعمت کا اظہار ہے اپنی مخلوق پر کیونکہ رات کے پردے مین روپوش ہونے مین دینی اور دنیاوی
فائدے ہین اور نوم اور یقظہ مین جو موت اور حیات کے مشابہ ہین عبرت ہے معتبر کے لیے کہا لقمان نے اپنے
بیٹے کو کما تنام فتوقظ کذلک تموتون فتنشرون یعنے جیسے تو سونے کے بعد بیدار ہوا کرتا ہے اسیطرح تو مرکر

لِنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِيَّ كَثِيرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا
فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ۝ اور وہی ہے جس نے چلائین ہوائین خوشخبری لاتیان اسکی مہر سے آگے اور اتارا
ہمنے آسمان سے پانی ستہرائی کرنے کا کہ جلاوین اس سے مرگئے دیس کو اور پلاوین اسکو اپنے بنائے بہت چوپائون
اور آدمیون کو اور طرح طرح بانٹا اسکو انکے بیچ مین تا دہیان کرین پہر نہین رہتے بہت لوگ بے ناشکری کیے
ف ان آیات مین بہی اللہ تعالی کی قدرت تامہ اور سلطان عظیم کا بیان ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالی بہیجتا ہے
ہوائین خوشخبری دینے والیان بادل کے آنے کی اور ہوا کے اقسام ہین پہر کوئی ان مین بادل کو اوٹہاتی ہے
اور کوئی بار دار کرتی ہے اور کوئی بادل کو چلاتی ہے اور کوئی بادل کے آگے آگے بادل کے آنے کی خوشخبری
دلاتی ہے اور کوئی ان مین سے زمین پر جاروب کشی کرتی ہے اور کوئی ان مین سے بادل کو پانی سے بہر دیتی ہے
تو کہ وہ پانی برساوے ولہذا فرمایا وانزلنا من السماء ماء طہورا اور طہور سے آلہ طہارت مراد ہے جیسے سحور اور وجور
وغیرہما تو یہ تفسیر بہت ٹہیک ہے ان اقوال سے جو اس لفظ کی تفسیر مین مروی ہے اور رہا وہ شخص جو کہتا ہے
کہ یہ فعول بمعنے فاعل ہے یا مبالغہ اور تعدی کے لیے یہ وزن بنایا گیا ہے تو ان مین سے ہر ایک صورت مین
لغت اور حکم کے رو سے اشکال ہے جسکے بیان کرنیکا یہ موقع نہین ہے واللہ اعلم ثابت بنانی سے مروی ہے
کہ مین ابو العالیہ کے ساتہہ داخل ہوا اسکے گہر مین یا مسجد مین (بارش کے دن ہین اور بصرہ کی گلیان گندیان
تہین تو اس نے نماز پڑہی مینے کہا بصرہ کی گلیان گندیان تہین اور تو نے پاؤن کو نہین دہویا اور نماز
پڑہ لی) وہ بولا اللہ تعالی فرماتا ہے) وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا اسکو پاک کر دیا ہے آسمان کے پانی نے
رواہ ابن ابی حاتم سعید بن مسیب سے اس آیت کی تفسیر مین مروی ہے کہ بارش کو اللہ تبارک و تعالی نے پاک
کنندہ اتارا نہین پلید کرتی اسکو کوئی چیز رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ أَيْضًا ابو سعید سے مروی ہے کہ کہا گیا یا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم أَنَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ وَهِيَ بِئْرٌ يُلْقَىٰ فِيهَا النَّتْنُ وَلُحُومُ الْكِلَابِ فَقَالَ
إِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ یعنے کیا ہم بضاعہ کے کنوین سے وضو کر لیا کرین اس مین گندگی اور
کتون کا گوشت پڑ جاتا ہے (ر ر وکیو قت بہکر) تو فرمایا بے شک پانی پاک کنندہ ہے اسکو کوئی چیز پلید
نہین کرتی رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَصَحَّحَهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ وَالنَّسَائِيُّ خالد بن یزید کہتے
ہین ہم عبد الملک بن مروان پاس تہے لوگون نے پانی کا ذکر کیا تو مینے کہا باران کا پانی دو طرح کا ہوتا ہے ایک
بابان کا پانی آسمان کا ہوتا ہے اور ایک وہ ہوتا ہے جسکو بادل دریا سے پی لیتے ہین پہر اسکو میٹہا کر لیتے

سے گرج اور بجلی اور چوپایوں پانی ہوتا ہے اس سے انگوری نہیں اوگتی اور انگوری تو اس پانی سے اوگتی ہے جو
آسمان کا ہوتا ہے روایۃ ابنُ اَبِی حَاتِم اور عکرمہ سے مروی ہے کہ اونہوں نے کہا اللہ آسمان سے کوئی بوند نہیں اتارتا
مگر اگتی ہے اسکے ساتھ زمین میں انگوری یا گھاس یا دریا میں موتی اور غیر عکرمہ نے کہا فِی الْبَرِّ بُرٌّ وَّفِی
الْبَحْرِ دُرٌّ یعنے آسمان سے کوئی بوند نہیں اوترتی مگر اگتا ہے اسکے ساتھ جنگل میں دانہ اور دریا میں موتی بلدہ
میتہ سے وہ زمین مراد ہے جو مدت سے بارش کی منتظر ہو تو وہ خشک ہوتی ہے سوکھی سڑی جس میں کوئی انگوری
نہیں ہوتی تو جب اس میں حیات پڑ جاتی ہے تو وہ گیاہ ناک ہو جاتی ہے پھر حاصل ہوتے ہیں اس زمین سے
انواع اور اقسام کے پھل پھول کما قال تعالیٰ فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ
كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِیْجٍ یعنے زمین دبی پڑی تو دیکھتا ہے پھر جہاں اوتارا ہمنے اسپر پانی تازی ہوی اور اُبھری
اور اگائیں ہر بھانت بھانت رونق کی چیزیں اور یہ جو فرمایا وَّنُسْقِیَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِیَّ كَثِیْرًا
یعنے اور اسلیے اتارا تو کہ پیوے اس میں سے ہر جاندار چیز چارپائے اور آدمی جنکو پانی کی سخت ضرورت
رہتی ہے پینے اور زراعت کے واسطے کما قال اللہ تعالیٰ وَهُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَ
یَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ وَهُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ یعنے اور وہی ہے جو اتارتا ہے مینہ پیچھے اسکے کہ اسکی آس توڑ چکے
اور پھیلاتا ہے اپنی مہر اور وہی ہے کام بنانیوالا خوبیوں سراہا اور فرمایا فَانْظُرْ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَیْفَ
یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنے سو دیکھ اسکی مہر کے نشان
کیونکر جلاتا ہے زمین کو اسکے مرے پیچھے بیشک وہ ہے مردے جلانیوالا اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے اور یہ جو فرمایا
وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَیْنَهُمْ الآیہ یعنے اتارتے ہیں ہم بارش کو اس زمین میں دوسرے کے سوا اور ہم چلاتی
ہیں بادل کو کہ وہ گذر جاتا ہے ایک زمین سے اور وہ تجاوز کر جاتا ہے اس سے دوسری زمین کی طرف پھر
اس زمین میں جاکر اوترتا ہے اور پچھلی زمین میں ایک بوند بھی نہیں گرتی اور اللہ کے لیے اس تصریف میں
حجت بالغہ اور حکمت قاطعہ ہے کہا ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ نے یہ تو نہیں ہے کہ ایک سال میں دوسرے
سال سے مینہ زیادہ ہووے ولکن اللہ پھیرتا ہے اسکو جہاں چاہتا ہے پھر پڑھی دونو نے یہ آیت وَلَقَدْ
صَرَّفْنٰهُ بَیْنَهُمْ لِیَذَّكَّرُوْا فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا اور تذکر سے یہ غرض ہے کہ زمین کے زندہ
ہو جانے سے سمجھ لیں کہ جس نے زمین کو زندہ کیا وہ احیاء اموات عظام رفات پر قادر ہے یا یہ معنے کہ
اگر بارش نہ ہووی تو سمجھے کہ یہ پیسے کسی گناہ کی وجہ سے ہے پھر اس گناہ کو سوچ بچار کر چھوڑ دے اور اللہ

اور اس سے توبہ کرے عمر غفرہ کے مولی کہتے ہین جبریل علیہ السلام موضع جنائز مین تہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا اے جبریل مین چاہتا ہون کہ بادل کا بہید معلوم کرون تو جبریل نے عرض کی اے سایہ کے نبی یہ بادلون کا فرشتہ
ہے اس سے دریافت کر لیجے ملک السحاب بولا تاتینا صِکَاکٌ مُخَتَّمَۃٌ اِسْقِ بِلَادَ کَذَا وَکَذَا کَذَا وَکَذَا قَطْرَۃً یعنے
ہماری پاس مہری چہٹیان آجاتی ہین (جن مین یہ لکہا ہوتا ہے) فلان فلان شہرون کیطرف اتنی اتنی بوندین
بانٹ دے جا رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَھُوَ حَدِیْثٌ مُرْسَلٌ اور یہ جو فرمایا فَاَبٰی اَکْثَرُ النَّاسِ اِلَّا کُفُوْرًا تو ان سے وہ
لوگ مراد ہین جو کہتے ہین ہم فلان نچہتر کی وجہ سے برسائے گئے قَالَہٗ عِکْرِمَۃُ اور ایسا ہی ثابت ہوا ہے حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا اپنے یارون کو ایکدن مینہ کے پیچہے کہ رات مین ہو چکا تہا اَتَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ
رَبُّکُمْ قَالُوا اللہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِیْ مُؤْمِنٌ بِیْ وَکَافِرٌ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ
اللہِ وَرَحْمَتِہٖ فَذٰلِکَ مُؤْمِنٌ بِیْ کَافِرٌ بِالْکَوْکَبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ کَذَا فَذٰلِکَ کَافِرٌ بِیْ مُؤْمِنٌ
بِالْکَوْکَبِ یعنی تم جانتے ہو تمہاری مالک نے کیا فرمایا بولے اللہ اور اسکا رسول بہتر جانتا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا صبح
کے وقت میری بندون مین سے کوئی ایمان لے آتا ہے اور کوئی منکر ہو جاتا ہے رہے وہ لوگ جو کہتے ہین کہ ہم
برسائے گئے اللہ کے فضل اور رحمت کے ساتھہ تو وہ تو میرے ساتھہ ایمان لاتے ہین اور ستارے کے منکر اور رہے
وہ لوگ جو کہتے ہین ہم فلان نچہتر کی وجہ سے برسائے گئے تو وہ میرے منکر ہین اور ستارے پر ایمان لانیوالے
اَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ انتہے قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ کَثِیْرٍ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ وفتح کا لفظ یہی ہے بُشْرًا جمع ہے بشور کی اور اسکو نشرا نون کے
ساتھہ بھی پڑہا گیا ہے اور ریاح سے جنس ریح مراد ہے اور وہ پروا ہے اور دکن کی ہوا اور پہاڑ کی ہوا بخلاف
پچہم کی ہوا کے کہ وہ عذاب کی ہوا ہے جسکے ساتھہ قوم عاد ہلاک ہوئی اور شمالی ہوا وہ ہے جو شام کی طرف سے
چلتی ہے اور جنوبی وہ ہوا ہے جو شام کے مقابل سے آتی ہے اور اسکو یمانیہ بہی کہتے ہین اور صبا (پروا) مطلع
شمس کیطرف سے آتی ہے اور اسکو قبول بہی کہتے ہین اور دبور ہوا مغرب کی طرف سے آتی ہے اور ریح مؤنث
ہے اکثر کے قول پر اور کبہی مذکر بہی ہو جاتی ہے معنے کا خیال کرکے اور کہا ابن انباری نے ریح مؤنث ہے بلا
علامت (یعنے مؤنث معنوی) اور اسیطرح ریح کے سارے نام مگر اعصار (بگولا) تو وہ مذکر ہے اور اس آیت
کی تفسیر سورہ اعراف مین گذر چکی ماء کو موصوف کیا طہور کے ساتھہ نعمت کے اشعار اور منت کی تتمیم کے لیے اسکے
مابعد کے ساتھہ کیونکہ ماء طہور اہنا و انفع ہوتا ہے اس پانی سے جو ملا جلا پانی ہو اور اس مین تنبیہ ہے کہ جب لوگون
کو اپنے ظاہر کی طہارت کی ضرورت ہے تو انکو اپنے باطن کا پاک کرنا بطریق اولی ضروری ہے ازہری نے کہا لغت

ین طہور کہتے ہین پاک پاک کنندہ کو اور اس چیز کو جس سے طہارت حاصل کرین ابن الانباری نے کہا طہور
بفتح طا اسم ہے اسیطرح وضوا اور وقود اور ضم کے ساتھ مصدر ہے اور یہی لغت مین معروف ہی اور جمہور کا یہ
مذہب ہے کہ طہور بمعنے پاک پاک کنندہ ہے اور اسکا مؤید ہے اسکا مبنی ہونا مبالغہ کے لیئے اور اسپر دلالت
کرتی ہے وہ حدیث جو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا دریا کے حق مین ہُوَ الطَّهُوْرُ
مَاءُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ یعنے دریا کا پانی پاک کنندہ ہے اور اسکا مردار حلال ہے اخرجہ ابوداود والترمذی
والنسائی اور ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ اس نے کہا طہور بمعنے طاہر ہے اور اس پر دلیل لی اس نے اللہ
تعالی کے قول وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا سے اور بہر صورت شرع وارد ہوی ہے کہ ماء فی نفسہ طاہر
اپنے غیر کا مطہر ہے فرمایا اللہ سبحانہ وتعالی نے وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ یعنے اور اوتارا تم
پر آسمان سے پانی کہ اس سے تم کو پاک کرے اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خُلِقَ الْمَاءُ طَهُوْرًا یعنی
پانی پاک کنندہ بنا ہے اور اہل سنن اور امام احمد وغیرہم نے ابوسعید کی حدیث سے نکالا کہ کہا گیا یا رسول اللہ
کیا ہم وضو کیا کرین بضاعہ کے کنوین سے اور وہ کنواں ایسا ہے کہ پڑتے ہین اس مین حیض کے لتے اور
کتون کا گوشت اور گندگی تو فرمایا اِنَّ الْمَاءَ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهٗ شَيْءٌ یعنے پانی پاک کنندہ ہے اسکو کوی چیز
پلید نہین کرتی اور اس حدیث کی سند مین ایک طویل گفتگو ہے جسکو حافظ ابن حجر نے تلخیص مین بیان کیا
ہے اور اسی گفتگو کو شوکانی شرح منتقے مین نقل کیا ہے پھر اللہ سبحانہ نے انزال کی علت بیان کی اور
فرمایا لِنُحْيِيَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا بلدہ موصوف ہے میت کے ساتھ حالانکہ یہ صفت ہے مذکر کی کیونکہ بلدہ بمعنے بلد
ہے زجاج نے کہا بلدہ سے مکان مراد ہے یا یہ کہ اس مین مذکر اور مؤنث برابر ہے اور احیا سے یہان
نبات کا نکالنا مراد ہے اس مکان سے جس مین نبات نہ ہو انعام پر گفتگو گذری اور انعام کو خاص کیا ذکر
مین کیونکہ یہی ہماری نجینی ہے اور اسپر اکثر اہل بدو کی معاش کا مدار ہے اسی لیے انکے سقی کو انسانون کی
سقی پر مقدم کیا جیسے مقدم کیا ان پر احیاء ارض کو کیونکہ احیاء ارض انکی حیات کا باعث ہے تو مقدم کیا اسکو
جو وہ سبب ہے انکی حیات ومعاش کا اور اناسی جمع انسان ہے سیبویہ کے مذہب پر اور یہی قول ارجح ہے
اور مبرد اور فراء اور زجاج کا یہ قول ہے کہ اناسی جمع ہے انسی کی اور اسپر یہ اعتراض ہے کہ جس لفظ مین یائے نسبت
ہو اسکی جمع فعالی کے وزن پر نہین آتی اور فراء کا ایک اور قول ہے کہ اناسی انسان کی جمع ہے اور قول اول پر
اصل اناسی اناسین ہے جیسے سرحان اور سراحین اور بستان اور بساتین تو یاء عوض ہے نون کا ولقد

صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا یعنے ہمنے احوال ظلال اور انشاء سحاب اور انزال مطر کے ذکر کو قرآن اور تمام کتب
سماویہ مین پہیر پہیر کر سنایا تا لوگ دہیان کرین اور عبرت لین بعض نے کہا صرفناہ کی ضمیر لوٹتی ہے اقرب مذکورات
کیطرف اور وہ مطر ہے یعنے پہیرا ہمنے مطر کو انکے درمیان بلدان مختلفہ اور اوقات متغایرہ مین اور صفات
متفاوتہ پر کبھی وابل (زور کا مینہ) ہوتا ہے اور کبھی طل (اوس) اور کبھی جود (عمدہ بارش) اور کبھی رذاذ (نرم
مینہ) اور کبھی دیمہ (موسلادہار مینہ جس مین چمک اور کڑک نہ ہو) بعض بلاد مین ہم اسکو زیادہ برساتے ہین اور
بعض مین کم بعض نے کہا ضمیر لوٹتی ہے قرآن کیطرف بعض نے کہا راجع ہے ریح کی طرف اور ضمیر کے مطر
کی طرف راجع ہونے کی صورت مین معنے مین اختلاف ہے بعض نے تو وہی معنے کیے جو ہمنے بیان کیے اور
بعض نے کہا صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ وَابِلًا وَطَشًّا وَطَلًّا وَرَذَاذًا یعنے طرح طرح بانٹا ہمنے انکی درمیان مینہ کو
کسی قوم پر زور کا مینہ اترتا ہے اور کسی پر ریزہ اور کسی پر اوس اور کسی پر نرم بعض نے کہا اس کی تصریف سے
اسکے ساتھ انتفاع کی تنویع مراد ہے پینے مین اور پلانے مین اور زراعات مین اور کفور سے کفران نعمت
مراد ہے اور اسکے ساتھ عدم مبالات عکرمہ نے کہا اس سے مراد انکا کہنا ہے انواء کے حق مین ہم برسای
گئے فلان نخھتر کیوجہ سے نحاس نے کہا ہم نہین جانتے اہل تفسیر کے درمیان اختلاف اس مین کہ کفر سے یہان
انکا یہی کہنا مراد ہے ہم فلان نخھتر کی وجہ سے برسای گئے وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ۝ فَلَا
تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ۝ وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا
مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا
وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ۝ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ
ظَهِيْرًا ۝ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ اور اگر ہم چاہتے اٹھاتے ہر بستی مین کوی ڈرانے
والا سو تو کہا نہ مان منکرون کا اور مقابلہ کر انکا اس سے بڑے زور سے اور وہی ہے جسنے ملا چلائی دو
دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھاتا اور یہ کھاری ہے کڑوا اور رکھا ان دونون کے بیچ پردہ اور اوٹ روکی اور
وہی ہے جسنے بنایا پانی سے آدمی پہر ٹھیرایا اسکا جد اور سسرال اور ہے تیرا رب کر سکتا اور پوجتے ہین
اللہ کو چھوڑ کر وہ چیز کہ نہ بھلا کرے انکا نہ برا اور ہے منکر اپنے رب کی طرف سے پیٹھ دی رہا اور تجھ کو ہمنے بھیجا
یہی خوشی اور ڈر سنانیکو **ف** یہ جو فرمایا اور اگر ہم چاہتے اٹھاتے ہر بستی مین کوی ڈرانیوالا سو تو کہا
نہ مان منکرون کا اور مقابلہ کر انکا بڑے زور سے تو اس سے یہ مراد ہے کہ نبی کا آنا تعجب نہین اللہ چاہے

بنیونکی کثرت کردی ہر بستی مین ایک نبی سو تو شبہ نکہا کافرون کی انکار سے اور یہ جو فرمایا پہر ٹہیرایا اسکا جد اور سسرال تو آپ اپنی اولاد کا جد ہے اور جہان انکا بیاہ ہوا انکی سسرال ہر اور رب کر سکتا ہے یعنے ماری پہر جلاوی ہاتہے مافی الموضح ف اللہ سبحانہ و تعالی فرماتا ہے اگر ہم چاہتے تو ہر بستی مین ایک ایک ڈرانے والا بہیجتے جو انکو اللہ عزوجل کی طرف بلاتا ولیکن خاص کیا ہم نے تجہ کو ای محمد بعثت کی ساتہ جمیع اہل ارض کیطرف اور حکم کیا ہمنے تجہ کو کہ تو پہونچا دیوی انکو یہ قرآن کما قال تعالی وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ یعنے تو کہہ اور اترا ہے مجہہ کو یہ قرآن کہ تم کو اس سے خبردار کردون اور جسکو یہ پہونچی اور جیسی فرمایا وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ یعنے اور جو کوی منکر ہو اس قران سے سب فرقون مین سو آگ ہے وعدہ اسکا اور جیسی فرمایا وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا یعنے اور ایک کتاب ہے کہ ہمنے اتاری برکت کی سچ بتاتی اپنے اگلے کو اور تا تو ڈراوی اصل بستی کو اور ساری جہان کو اور جیسی فرمایا قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا یعنے تو کہہ اے محمد مین رسول ہون اللہ کا تم سب کیطرف اور صحیحین مین ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بُعِثْتُ اِلَى الْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ یعنے مین بہیجا گیا رسول بناکر عرب و عجم کی طرف اور فرمایا كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً یعنے پہلی پیغمبر ایک خاص قوم کی طرف بہیجے جاتے اور مجہکو سب لوگون کی طرف بہیجا گیا اخرجاہ ایضا ولہذا فرمایا فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا اور جاہدہم بہ کی مجرور ضمیر قران کی طرف راجع ہے قالہ ابن عباسؓ و ہذہ الایۃ کما قال تعالی يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ یعنے ای نبی لڑای کر کافرون سے اور منافقون سے اور تندخوی کر انپر اور انکا ٹہکانا دوزخ ہے اور یہ جو فرمایا وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ تو اسکے یہ معنے ہین کہ اللہ نے دو قسم کا پانی پیدا کیا میٹہا اور کڑوا پہر پانی میٹہا جیسے ندیون کا پانی اور چشمون کا اور کوؤن کا وَهٰذَا هُوَ الْعَذْبُ الْفُرَاتُ الزُّلَالُ یعنے اور یہی ہے میٹہا پانی جو پیاس بجہاتا ہے اور عمدہ یہ قول ہے ابن جریج کا اور اسیکو اختیار کیا ابن جریر نے اور اس معنے مین کوئی شک نہین ہے اسلیے کہ وجود مین کوی ایسا دریا نہین ہے جو ساکن ہو اور پہر میٹہا ہو اور اللہ سبحانہ و تعالی نے خبر دی ہے ایک ایسے امر کی جو واقعی ہے تو کہ خبردار کرے بندون کو اپنی نعمتون پر اور وہ شکر کرین تو میٹہا پانی وہ یہی ہے جو لوگون کے درمیان چہوڑا

ہوا ہے اسکو اللہ سبحانہ نے بانٹ دیا لوگون کے درمیان ندیون مین اور چشمون مین ساری زمینون مین کیونکہ لوگ محتاج ہین اسکے اور بانٹا انکی حاجت کے موافق اور جسقدر انکے نفوس اور اراضی کو کافی ہو اور رہا کڑوا پانی تو وہ کہاری ہے اور شور ہے اسکو پی نہین سکتے جیسے ان دریاون کا پانی جو مشارق اور مغارب مین معروف ہین جیسے بحر محیط اور بحر قلزم اور بحر یمن اور بحر بصرہ اور بحر فارس اور بحر چین اور بحر ہند اور بحر روم اور بحر جرر اور وہ تمام بحار ساکنہ جو انکے مشابہ ہین وہ چلتے نہین ہین ولکن موج مارتے ہین اور ہلتے ہین سردی کے موسم مین اور سخت ہواؤن کے اوقات مین اور ان بحار مین سے بعض مین مد و جزر بہی ہوتا ہے تو ہر مہینے کے ابتدا اور شروع مین مد اور فیضان حاصل ہوتا ہے اور پانی طغیانی مین ہو جاتا ہے جب مہینہ نقصان مین پاؤن رکہتا ہے جزر ہو جاتا ہے اور پانی کم ہونے اور پیچہے ہٹنے لگتا ہے یہانتک کہ پہلی حالت پر آجاتا ہے جب دوسرے مہینے کا چاند دکہائی دیا تو مد شروع ہوا چودہوین رات تک پہر پندرہوین سے جزر شروع ہو جاتا ہے پہر اللہ سبحانہ نے یہی عادت اور سنت رکہی ہے اور وہ پوری طاقت کا مالک ہے پہر جتنے دریا ساکن ہین ان سب کو اللہ تعالے نے کڑوا بنایا ہے تو کہ بسبب بیٹہا ہونے پانی کے ہوا نہ گندی ہو پہر وجود مین بگاڑ آجاوے اور تو کہ نہ خراب ہو آب و ہوا زمین کی ان جاندارون کے ساتہہ تو اس مین مرجاتے ہین اور چونکہ بحار ساکنہ کا پانی کہاری ہے انکی ہوا بہی ٹہیک ہے اور ان کا مردار پاک ہے ولہذا فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب آپ پوچہے گئے ماء بحر سے وضو کرنے کی بابت تو فرمایا هُوَ الطَّهُورُ مَآؤُهٗ وَالْحِلُّ مَيْتَتُهٗ یعنے دریا کا پانی پاک کنندہ ہے اور اس مین کی مری چیزین مچہلیان یا اور آبی جانور حلال ہین رَوَاهُ الْأَئِمَّةُ وَمَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَهْلُ السُّنَنِ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ اور یہہ جو فرمایا وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا تو حاجز سے خشکی مین مراد ہے جو ایک کو دوسرے مین ملجانے سے روکتی ہے کما قال تعالی مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ یعنے چلائے دو دریا مِل کر چلتے ان مین ہے ایک پردہ زیادتی نہین کرتے پہر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جہٹلاوگے اور جیسے فرمایا أَمَّن جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَالَهَا أَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ یعنے بہلا کس نے بنایا زمین کو ٹہیراؤ اور بنائین اسکے بیچ ندیان اور رکہے اس مین بوجہ (پہاڑون کے) اور رکہا دو دریا مین اوٹ اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتہہ کوئی نہین اون بہتون کو سمجہ نہین مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے اگر حاجز سے

ارض یابس مراد نہ لین اور اس سے ایک حاجز اور حائل غیر محسوس مراد لین اور دو پانی میٹھے اور کھاری ٹہرے
ہوئے اور ملے ہوئے دنیا مین موجود ہون اور ایک دوسرے پر چڑہ ہتی نہ کرین تو یہ اللہ کی قدرت تامہ اور صنعت
کاملہ کی دلیل ہوگی مالا یقادر قدرہ اور میٹھا اور کڑوا پانی ٹہرا ہوا زمین کے بہت حصون مین موجود ہے چنانچہ
دہلی اور پانی پت کی بہت کنوئین تو بالکل کھاری ہین لیکن پانی پت مین ایک کنوان ایسا بھی موجود ہے
جس مین ایک جانب کا پانی میٹھا ہے اور دوسری طرف کا کھاری اور پنجاب کی ایک بستی مین جسکا مجھے
نام یاد نہین رہا ایک کنوان موجود ہے جسکی ایک طرف کا پانی نکالکر ہانڈی پکا وین تو خوب عمدہ
پکتی ہے اور دوسری طرف کا پانی نکالکر پکا وین تو خیر سے گلتی ہی نہین اور پنجاب کے شش دریا جو کوٹ
مٹھن پر ملکر کراچی سے ورے کھاری دریا مین جا ملتے ہین تو وہان بھی ان دریاؤن کے پانی اور
اس کھاری دریا کے پانی مین ایک خفیف سا خط نظر آتا ہے لیکن اس خط کے ورے کا پانی میٹھا
ہے اور خط سے پری کا پانی کڑوا اور ہماری مالک کی قدرتین نیاری ہین مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ
يَشَأْ لَمْ يَكُنْ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا اور یہ جو فرمایا
وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا تو اس کے یہ معنے ہین
کہ پیدا کیا انسان کو ضعیف نطفہ سے پہر اسکو برابر کیا اور ٹہیک کیا اور بنایا کامل الخلقت نر یا
مادہ جیسے چاہا پہر ٹہیرایا اسکا جد اور سسرال تو وہ ابتدا امر مین باپ کا بیٹا ہوتا ہے پہر نکاح کرتا ہے
تو اسکے سسرال ہو جاتے ہین پہر اصہار اور داماد اور قرابات والا ہو جاتا ہے ولہذا فرمایا وَكَانَ
رَبُّكَ قَدِيْرًا فتح کا بیان یہ ہے کہ اگر ہم چاہتے تو تیرے زمانہ مین اے محمدؐ رسول اٹھا دیتے ہر بستی مین
جو انکو ڈراتے پہر ہلکی ہو جاتے تجہ پر نبوت کے اٹھانے کی تکلیف جیسے ہمنے انکے درمیان بارش کو بانٹا
ولکن ہمنے یہ کام نہین کیا بلکہ تجہی کو رسول ٹہیرایا اکیلا اور بند کیا رسالت کے امر کو تجہی پر تیرے اجلال کے
لیے اور تیرے حال کی تعظیم کے لیے اور تجہ کو باقی رسولون پر فضیلت دینے کے لیے اور تیرے اجر کے
بڑہانے کے لیے سو تو اس نعمت کے مقابل مین شکر کر اور ثابت رہ اور دعوت اور اظہار حق مین کوشش کر اور
اطاعت نہ کر کافرون کی انکے ٹہاکرون کے اتباع مین بلکہ تکلیف اٹہا اللہ کیطرف بلانے مین اور برقرار
رہ اس مین اور بے قرار نہ ہو اور جہاد کر قرآن مجید کے ساتھہ اور پڑہ انپر وہ قوارع اور نوافذ اور زواجر اور
اوامر اور نواہی جو قرآن مجید مین موجود ہین بعض نے کہا ضمیر مجرور وجاہدہم بہ مین اسلام کی طرف لوٹتی

ہے یا سیف کیطرف اور پہلا قول راجح ہے اور یہ سورت نازل ہوئی ہے مکہ مین اور قتال کا حکم ہجرت کے بعد ہوا ہے بعض نے کہا ضمیر مجرور لوٹتی ہے ترک طاعت کی طرف جو اللہ تعالیٰ کے قول فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ کی طرف لوٹتی ہے یعنے ترک طاعت کی وجہ سے جہاد کر بعض نے کہا ضمیر اسکی طرف راجع ہے جس پر سیاق دلالت کرے کیونکہ اللہ سبحانہ اگر ہر بستی مین نذیر بھیجتا تو نہ واجب ہوتا ہر نذیر پر مگر اسی بستی والون کے ساتھ مجاہدہ کرنا جس کیطرف اسکو بھیجا گیا اور جب بند کیا امر کو ایک نذیر پر ساری جہان کے لیے تو ناچار لکٹھے ہوئے اسپر سب مجاہدے اسلیے بڑا ہوا اسکا جہاد اور عظیم اور ہوا جامع ہر مجاہدہ کے لیے اور جو بعد ان دونون کے ہون مین ہر وہ مخفی نہین ہے اور سفہاء سے دلیلون کے ساتھ مجاہدہ کرنا اعداء کے سیوف کے ساتھ مجاہدہ کرنے سے بڑا ہے اور غرض اس سے مومنون کی تحریک ہے پھر اللہ نے ایک اور دلیل بیان کی توحید پر اور فرمایا وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ مرج بحرین سے ابکا ارسال مراد ہے ایک دوسرے کے جوار مین یا انکو ملا کر چھوڑنا مراد ہے سطرح کہ مل نہ جاوین مجاہد نے کہا اَرْسَلَهُمَا وَاَفَاضَ اَحَدَهُمَا اِلَى الْاٰخَرِ یعنے چھوڑ رکھا ہے انکو اور بہایا ان مین سے ایک کو دوسرے کیطرف ابن عرفہ نے کہا خَلَطَهُمَا فَهُمَا يَلْتَقِيَانِ یعنے انکو ملا دیا ہے پھر وہ ملجاتے ہین کہا زہری نے خَلَّى بَيْنَهُمَا لَا يَلْتَبِسُ اَحَدُهُمَا بِالْاٰخَرِ یعنے انکے درمیان پردہ ڈالدیا ہے پھر ان مین سے ایک دوسرے سے نہین ملتا فرات وہ میٹھا پانی ہے جو حلاوت کی طرف مائل ہو اور اجاج وہ کھاری پانی ہے جو نہایت مالح ہو بعض نے کہا جو نہایت خار ہو بعض نے کہا اجاج وہ پانی ہے جو سخت کروا ہو ابن عباسؓ نے کہا خَلَعَ اَحَدَهُمَا عَلَى الْاٰخَرِ فَلَيْسَ يُفْسِدُ الْعَذْبُ الْمَالِحَ وَلَيْسَ يُفْسِدُ الْمَالِحُ الْعَذْبَ یعنے خلعت کیطرح پہنا دیا ہے ایک کو دوسرے پر تو نہ میٹھا کھاری کو میٹھا کرلیتا ہے اور نہ کھاری میٹھے کو کھاری کرلیتا ہے وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا برزخ سے حاجز اور حائل مراد ہے جسکو اللہ تعالےٰ نے دونون کے درمیان اپنی قدرت کے ساتھ رکھدیا ہے جو ان کو تمازج سے مانع ہے اور وہ حائل محسوس نہین ہوتا اور حجر محجور بمعنے ستر مستور ہے تو برزخ حاجب ہے اور حجر مانع ہے بعض نے کہا حجرا محجورا استعوذ کا کلمہ ہے گویا ہر بحر اپنے صاحب سے متعوذ ہے اور یہ قول کا قائل ہے اور یہ استعارہ تمثیلیہ ہے بعض نے کہا بحر عذب سے بڑی بڑی ندیان مراد ہین جیسے نیل اور فرات اور جیحون (اور اور جاری ندیان) اور بحر اجاج سے بحار مشہورہ مراد ہین اور برزخ انکے درمیان خشک زمین ہے بعض نے کہا حجر محجور کے معنے حرام محرم کے ہین یعنے حرام ہے یہ کہ یہ

مالح عذب ہوجاوے اور یہ عذب مالح ہوجاوے اور اسی آیت کی مثل ہے اللہ سبحانہ کا قول سورہ رحمن مین مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ
یَلْتَقِیٰنِ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے حجر محجور کی تفسیر مین مروی ہے
کہ اللہ نے ایک کو دوسرے کے ملنے سے روک دیا ہے اپنے امر اور قضا کے ساتھ پہر اللہ نے انسان کے پیدا کرنے
کے احوال مین سے ایک حالت کو بیان کیا اور فرمایا وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا یعنے اسی نے منی کی بوند
سے انسان کو پیدا کیا تو ماء سے نطفہ مراد ہوگا بعض نے کہا ماء سے مطلق پانی مراد ہے جو اللہ تعالے کے قول
وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ مین مراد ہے بعض نے کہا اس آیت مین وہ پانی مراد ہے جس مین آدم علیہ
السلام کی مٹی کا خمیر کیا گیا اور بنا دیا اسکو اللہ نے مادہ بشر کا ایک جزو تو کہ جمع ہوجاوے اور سہولت کے
ساتھ اشکال اور ہیئات کو قبول کرے قَالَهُ اَبُو السُّعُوْدِ فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا یعنے کیا اسکو نسب والا
اور صہر والا بعض نے کہا نسب سے مراد وہ قرابت ہے جسکا نکاح حلال نہین ہے اور صہر سے وہ قرابت مراد ہے جسکا
نکاح حلال ہے قَالَهُ الْفَرَّاءُ وَالزَّجَّاجُ بعض نے کہا صہر وہ نکاح کی قربت ہے تو زوجہ کے قریبیون کو
اختان کہتے ہین اور زوج کے قریبیون کو احماء اور اصہار اختان اور احماء دونون کو شامل ہے قَالَهُ
الْاَصْمَعِیُّ قاموس مین ہے صہر بالکسر قرابت ہے اور ختن ہے اور جمع اسکی اصہار ہے مصباح مین ہے
کہا خلیل نے صہر وہ عورت کے اہل بیت ہین کہا خلیل نے اور بعض عرب وہ ہین جو احماء اور اختان دونو
قرابتون کو اصہار کہتے ہین اور کہا ازہری نے صہر شامل ہے عورتون کی قرابتون پر ذو المحارم پر اور
ذوات محارم پر جیسے عورت کی مان باپ اور اسکے بہن بہائی اور انکی اولاد اور چچے اور ماموں اور
خالائین تو یہ لوگ عورت کی خاوند کے اصہار ہین اور جو محارم مرد کیطرف ہون تو یہ لوگ مرد کی عورت
کی اصہار ہین کہا ابن سکیت نے ہر وہ قرابت والی جو زوج کی طرف سے ہون اسکا باپ ہو یا اسکا بہائی
یا اسکا چچا تو یہ عورت کی احماء ہین اور جو قرابت والی عورت کی طرف سے ہون تو وہ اختان ہین اور
اصہار ان دونو قسمون کو شامل ہے انتہے اور قرطبی مین ہے نسب اور صہر یہ دونو ایسے لفظ ہین
کہ ہر ایک قرابت کو شامل ہے جو آدمیون کے درمیان ہوتی ہے کہا مفسرون نے اور نسبی قرابتین سات
مین جنکو حرم کیا ہے اللہ کے قول حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّهٰتُکُمْ وَبَنٰتُکُمْ وَاَخَوٰتُکُمْ وَعَمّٰتُکُمْ وَخٰلٰتُکُمْ
وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُکُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَکُمْ وَاَخَوٰتُکُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ
نِسَآئِکُمْ نے اور وَرَبَآئِبُکُمْ سے وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ تک بیان ہر قرابت سببی کا

اور سین چہ پبی قراتین مذکور ہین اور ساتوین مذکور ہے اللہ تعالی کے قول ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم من النساء
مین ابن عطیہ اور زجاج وغیرہ نے رضاع کو منجملہ نسب کے ٹہرایا اور اس قول کا مؤید ہے حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کا یہ فرمانا یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب یعنی دودہ سے بہی وہی رشتہ حرام ہو جاتا ہے
جو نسب سے حرام ہوتا ہے اور عمر بن خطاب پوچہے گئے صہر نسب اور صہر سے تو فرمایا ما اراکم الا وقد عرفتم
النسب واما الصھر فالاختان والصحابۃ یعنے مین خیال کرتا ہون کہ نسبی ناتہ تو تم کو معلوم ہے اور
رہا صہری ناتہ تو وہ عورت کی رشتہ دار ہین اور یار غار اور حبیب اللہ سبحانہ توحید کے دلائل بیان کرچکا تو
پہر قبائح کفار اور انکے سیرت کے فضائح کے ذکر کیطرف عود کیا اور فرمایا ویعبدون من دون اللہ
ما لا ینفعھم ولا یضرھم وکان الکافر علی ربہ ظھیرا ۝ وما ارسلنک الا مبشرا
ونذیرا ۝ قل ما اسئلکم علیہ من اجر الا من شاء ان یتخذ الی ربہ سبیلا ۝ وتوکل
علی الحی الذی لا یموت وسبح بحمدہ وکفی بہ بذنوب عبادہ خبیرا ۝ الذی خلق
السموات والارض وما بینھما فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش الرحمن فسئل بہ خبیرا ۝
واذا قیل لھم اسجدوا للرحمن قالوا وما الرحمن انسجد لما تامرنا وزادھم نفورا ۝ ترجمہ
ہین اللہ کو چہوڑ کر وہ چیز کہ نہ بہلا کرے انکا نہ برا اور ہے منکر اپنے رب کیطرف سے پیٹہ دے رہا اور تجہہ کو
ہمنے بہیجا یہی خوشی اور ڈر سنانیکو تو کہہ مین نہین مانگتا تم سے اسپر کچہہ مزدوری مگر جو کوئی چاہے کہ لے
رکہے اپنے رب کیطرف راہ اور بہروسا کر اس جیتے پر نہین مرتا اور یاد کر اسکی خوبیان اور وہ بس ہے
اپنے بندون کے گناہون سے خبردار جسنے بنائے آسمان اور زمین اور جو انکے بیچ ہے چہہ دن مین
پہر قائم ہوا تخت پر وہ بڑی مہر والا سو پوچہہ اس سے جو اسکی خبر رکہتا ہو اور جب کہیے انکو سجدہ کرو
رحمن کو کہین رحمن کیا ہے کیا سجدہ کرنے لگین گے ہم جسکو تو فرماویگا اور بڑہتا ہے انکا بدکنا ف
اللہ تعالی خبر دیتا ہے کہ مشرک لوگ اللہ کو چہوڑ کر اصنام کی عبادت کرنے مین جو مالک ضرر و نفع نہین
جاہل ہین انکے پاس اصنام کی عبادت پر کوئی دلیل نہین ہے جو انکو انکی عبادت کی طرف قائد
ہو اور نہ کوئی حجت ہے جو انکو اصنام کی پرستش کی طرف مؤدی ہو اور یہ تو انکی عبادت کرتے ہین مجرد آرا
داہوا اسکے ساتہہ تو یہ پیار رکہتے ہین اصنام سے اور لڑتے ہین اصنام کی راہ مین اور دشمنی کرتے
مین اللہ اور رسول سے ان مین ولہذا اللہ سبحانہ و تعالی نے فرمایا وکان الکافر علی ربہ ظھیرا

یعنے شیطان کی مدد کرتے ہین اللہ کے حزب اور جتھے پر اور شسن لو اللہ کا جتھا ہی اوپر ہوگا کما قال تعالی وَ
اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰہِ اٰلِہَۃً لَّعَلَّہُمْ یُنْصَرُوْنَ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَہُمْ وَہُمْ لَہُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ
یعنے اور بکڑے ہین مشرکون نے اللہ کو چھوڑ کر اور حاکم کہ شاید انکی مدد کرین نہ سکین گے انکی مدد کرنی اور
یہ شرک انکی فوج ہو کر چلے آتے ہین یعنے یہ الٰہ جنکو مشرکون نے چھوڑ کر اپنا حمائتی سمجھا ہے وہ انکی مدد کی
مالک نہین ہین اور یہ بہروے مشرک بتون کی مدد کے لیے آحاضر ہوتے ہین پر انجام بھلا اور مدد اللہ کے
لیے ہی اور اسکے رسول کے لیے اور مسلمانون کے لیے مجاہد نے اللہ تعالی کے قول وَکَانَ الْکٰفِرُ عَلٰی رَبِّہٖ
ظَہِیْرًا کی تفسیر مین کہا اور کافر مدد کرتا ہے شیطان کی اللہ کی معصیت پر اور اعانت کرتا ہے اسکی اور سعید
بن جبیر سے آیت کی تفسیر مین ایسا ہی مروی ہے کہ شیطان کا مددگار ہوجاتا ہے شرک اور کفر کر کر اپنے
رب کے مخالف اور زید بن اسلم نے ظہیرا کی تفسیر کی موالیگی کے ساتھ یعنے شیطان کا دوست بنجاتا ہے
اللہ کی مخالفت پر بہر اللہ تعالے نے اپنے رسول کے وسطے فرمایا صلوات اللہ وسلامہ علیہ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا
مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا یعنے تجہ کو جو بہیجا ہے تو مسلمانون کو بشارت دینے اور کفار کو ڈرانے کے لیے یا یہ معنے
ہین بشارت دینے والا بہشت کی اللہ تعالے کے فرمانبردارون کو اور ڈرانے والا سخت عذاب سے انکو
جو خلاف کرین او امر الٰہی کا اور یہ جو فرمایا قُلْ مَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ تو اسکے یہ معنے ہین کہ مین ابلاغ
اور انذار پر تم سے کچہ مزدوری نہین مانگتا اور یہ کام تو مین اللہ کے چاہنے کے وسطے کرتا ہون بہر جس
شخصکو سیدہی راہ چلنا منظور ہے وہ چلے اور استثنار الا من شاء ان یتخذ الآیہ مین منقطع ہے اور سبیل
سے طریق اور مسلک او رمنہج مراد ہے جس مین پیروی ہو اسچیز کی جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے بہر
فرمایا وَتَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ یعنے اپنی ساری کامون مین اس اللہ پر بہروسا کر جو جیتا ہے اور
کبھی نہ مریگا وہ جو اول ہی اور پچھلا اور باہر اور اندر اور وہ سب جانتا ہے وہ دائم ہے باقی ہے سرمدی
ہے ابدی ہے زندہ ہے سب کا تہامنے والا رب ہر چیز کا اور اسکا مالک بنالے اسی کو اپنا ڈہاسنا
اور اپنی پناہ اور وہی اس لائق ہے کہ اسپر بہروسا کیا جاوے اور وہی اسکے سزاوار ہے کہ اسکی طرف
گھبرا دین وہ تجہ کو کافی ہے اور تیری مدد کریگا اور تائید کرے گا اور تجھے فتح دیگا کما قال تعالی یٰاَیُّہَا
الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ
اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ یعنے اے رسول پہونچا جو تجکو اترا تیرے رب سے اور اگر یہ نہ کیا تو تونے

کچھ نہ پہونچایا اسکا پیغام اور اللہ تجھ کو بچا لیگا لوگون سے اللہ راہ نہین دیتا منکر قوم کو شہر بن حوشب سے مروی ہے کہ سلمان فارسی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینے کے کسی گلی مین ملے تو اونہون نے حضرت کو سجدہ کیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا تَسْجُدْ لِي يَا سَلْمَانُ وَاسْجُدْ لِلْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ یعنے مجھ کو سجدہ مکر اے سلمان اور اس جیتے کو سجدہ کر جو نہ مرے گا رَوَاهُ بْنُ أَبِي حَاتِمٍ کہا حافظ ابن کثیر نے اور یہ حدیث مرسل ہے حسن ہے اور اللہ نے اپنے قول وسبح بحمدہ مین اپنی حمد اور تسبیح کا ملا کر ذکر کیا و لھذا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اپنی نماز کے رکوع سجود مین) کہا کرتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وہذہ الآیۃ کما قال تعالی رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا یعنے مالک مشرق کا اور مغرب کا اس بن کسی کی بندگی نہین سو پکڑ اسیکو کام سونپا اور جیسے فرمایا فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ یعنے اور اسی کیطرف رجوع ہے کام سارا سو اسکی بندگی کر اور اسپر بھروسا کر اور تیرا رب بیخبر نہیں جو کام کرتے ہو اور فرمایا قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ آمَنَّا بِهِ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ یعنے تو کہہ وہی رحمان ہے ہمنے اسکو مانا اور اسیپر بھروسا کیا سو اب جان لوگے کون پڑا ہے صریح بہکاوے مین اور یہ جو فرمایا وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا یعنے اور وہی بس ہے اپنے بندون کے گناہون سے خبردار کیونکہ اسکا علم پورا ہے اور اسپر کوی خافیہ مخفی نہین ہے اور نہ اس سے ایک بھونگا بھر چیز چھپ سکتی ہے اور یہ جو فرمایا الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ الآیۃ تو اسکے یہ معنے ہین کہ حی لایموت اور خبیر وہ ذات پاک ہے جسنے اپنی قدرت اور سلطنت کے ساتھ سات آسمان اسقدر اونچے اور اسقدر فراخ بنائے اور ساتون زمین اسقدر نیچے اور اسقدر موٹین تیار کین چھہ دنون مین پھر تدبیر کرنے لگا کام کی اور کھولنے لگا حق اور وہ ہے بہتر چکانے والا اور یہ جو فرمایا ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ الرَّحْمٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا یعنے ایسے شخص کی خبر پوچھہ اسی سے جو اسکی خبر رکھتا ہو اور اسکو جانے ہو تو اسی کی پیروی کر اور اسی کی اقتدا اور یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ کوی شخص اعلم باللہ اور اس سے زیادہ خبردار اللہ کے بندی اور اسکے رسول محمد صلعم سے بڑھکر نہین ہے صلوات اللہ وسلامہ علیہ جو علے الاطلاق دنیا اور آخرت مین اولاد آدم کے سردار ہین جو نہین بولتے تھے اپنے چاؤ سے اور وہ تو پہونچتا تھا انکو حکم پھر جو اونہون نے فرمایا وہ حق ہے اور جسکی خبر دی وہ صدق ہے وہ ایسے امام ہین کہ جب لوگ جھگڑین کسی چیز مین تو انپر واجب ہے کہ اپنے نزاع کو اسکے پاس لیجاوین جو بات آپکے اقوال کے مطابق اور جو کام آپکے افعال کے موافق ہو وہ حق

ہے اور جو مخالف ہو تو وہ مردود ہے اسکے قائل اور فاعل پر وہ قائل و فاعل کوئی ہو کما قال فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ
شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا یعنے
پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز مین تو اسکو رجوع کرو طرف اللہ کی اور رسول کی اگر یقین رکھتے ہو اللہ تعالی پر اور پچھلے دن
پر یہ خوب ہے اور بہتر تحقیق کرنا اور فرمایا وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِیْهِ مِنْ شَیْءٍ فَحُكْمُهٗ اِلَی اللّٰهِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّیْ عَلَیْهِ
تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ یعنے اور جس بات مین پھوٹے ہو کوئی چیز ہو اسکی حکومت ہے اللہ کے حوالے وہ اللہ ہے رب
میرا اوسی پر مجھ کو بھروسا اور اسی کیطرف میری رجوع اور فرمایا وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا یعنے اور تیرے
رب کی بات پوری ہوئی جو اخبار مین سچی ہے اور اوامر و نواہی مین انصاف والی ہے ولہذا فرمایا فَاسْئَلْ بِهٖ
خَبِیْرًا ابن جریج نے اسکی تفسیر مین کہا مَا اَخْبَرْتُكَ مِنْ شَیْءٍ فَهُوَ كَمَا اَخْبَرْتُكَ یعنے جس چیز کی مین تم کو
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر خبر دون وہ ویسی ہی ہے جیسے مینے تمکو عیانا خبر دی اور کہا شمر بن
عطیہ نے اللہ کے قول فاسأل بہ خبیرا کی تفسیر مین کہ قرآن مجید خبیر باللہ ہے پھر اللہ نے انکار فرمایا ان مشرکون
پر جو اللہ کو چھوڑ کر اصنام و انداد کو سجدہ کرتے ہین اور فرمایا وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا
وَمَا الرَّحْمٰنُ یعنے کہتے ہین کہ ہم رحمان کو نہین پہچانتے ہین اور وہ برا جانتے تھے اسکو کہ اللہ کو رحمن کہا
جاوے جیسے اونہون نے اسکا انکار کیا حدیبیہ کے دن جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاتب (امیر المومنین
حضرت علی علیہ السلام) کو لکھہ بسم اللہ الرحمن الرحیم تو وہ بولے ہم تو نہ رحمن کو پہچانین اور نہ رحیم کو ولکن تو
لکھہ جیسے تو لکھا کرتا تھا بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ ولہذا فرمایا اللہ تعالی نے قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ
اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یعنے کہہ اللہ کہکر پکارو یا رحمن کہکر جو کہکر پکاروگے سو اسکے ہین
نام خاصے اور یہان فرمایا وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ یعنے ہم رحمن کو نہین پہچانتے
اور نہ اسکا اقرار کرتے ہین کیا ہم سجدہ کرلین اسکو جو تو فرما دے یعنے تیرے مجرد قول پر ہم سجدہ کرلین وَزَادَ
هُمْ نُفُوْرًا اور اس سے انکو نفرت ہے اور رہے مسلمان تو وہ عبادت کرتے ہین اللہ کی جو رحمن اور
رحیم ہے اور ایک کہتے ہین اسکو الوہیت مین اور سجدہ کرتے ہین اسی کیواسطے اور علماء رحمہم اللہ نے اتفاق
کیا ہے کہ یہ سورہ فرقان کا سجدہ مشروع ہے قاری اور مستمع کے لیے اور یہ بات ثابت ہے اپنے محل مین و
اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ فتح کا بیان یہ ہے کہ یہ اصنام انکو نافع
نہین ہین اگر انکی عبادت کرین اور ضار نہین ہین اگر انکو چھوڑ دیوین زجاج نے کہا اللہ کے قول وَكَانَ

الکافر علیٰ ربہ ظہیرا کی تفسیر مین کہا اسلیے کہ کافر متابعت کرتا ہے شیطان کی اور مدد کرتا ہے اسکی اللہ کی معصیت پر کیونکہ انکے اصنام کی عبادت کرنے مین شیطان کی عبادت ہی اور ابو عبیدہ نے کہا ظہیر سے ہین معین ذلیل مراد ہے یعنے کافر کی اللہ کے پاس کوئی عزت نہین ہے بعض نے کہا معنے یہ ہین اور کافر اپنے اس رب پر جسکو وہ پوجا کرتا ہے اور وہ بت ہی قوی ہے اور غالب ہے اسکے حق مین جو چاہے کرسکتا ہے کیونکہ جماد کو دفع نفع کی طاقت نہین ہوتی اور یہ بھی جائز ہے کہ ظہیر جمیع ہو اللہ تعالےٰ کے قول اسقول کیطرح والملٰئکۃ بعد ذٰلک ظہیر اور اسصورت مین معنے یہ ہونگے کہ بعض کافر بعض کافرون کی مدد کرتے ہین رسول کی مخالفت پر یا اللہ کے دین کی مخالفت پر اور کافر سے جنس کافر مراد ہوگا اور سبب نزول کا کافر معین ہونا اسقول کے منافی نہین ہے جیسے کہا گیا ہے جسکے حق مین یہ آیت اتری وہ ابو جہل تہا اور ابن عباسؓ نے کہا یہ آیت ابو الحکم کے حق مین اتری ہے جسکا نام حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو جہل رکہا اور اسکے باپ کا نام ہشام تہا تو صحیح یہ قول ہے کہ یہ آیت ایک کافر کو شامل ہے اور قل ما اسالکم علیہ مین ضمیر مجرور قرآن کی طرف راجع ہے یا تبلیغ رسالت کی طرف جسپر لفظ ارسال کا دلیل ہے یا مطلق دعوت کیطرف اجر سے دنیاوی اسباب مراد ہے قالہ ابن عباسؓ اور استثنا اللہ کے قول الا من شاء ان یتخذ الیٰ ربہ سبیلا مین منقطع ہے یعنے لیکن جو شخص استہ لینا چاہے وہ لے لے اور بعض نے کہا استثنا متصل ہے اور معنے یہ ہین مگر جو شخص اللہ سبحانہ کا قرب حاصل کرنا چاہے طاعت کے ساتہہ اور اسکو بیان کیا اجر کی صورت مین کیونکہ یہی حصول کا مقصود ہے اور جب اللہ سبحانہ نے بیان کیا کہ کفار ایک دوسرے کے مددگار ہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر اور حضرت کو ارشاد فرمایا کہ تبلیغ پر اجر طلب کرین تو حکم دیا آپ کو کہ آپ دفع مضار اور جلب منافع مین اللہ پر بہروسا کرین اور فرمایا وتوکل یعنے انکے شرور کے استکفا مین اور انکے اجور سے استغنا مین بہروسا کر علی الحی الذی لا یموت اس جیتے پر جو نہین مریگا کیونکہ اسیپر بہروسا کرنا لائق ہے اور خاص کیا حیات کی صفت کو اسلیے کہ زندہ ہے اس لائق ہے کہ اسپر مصالح اور منافع اور دفع مضار مین اعتماد کیا جاوی اور حیات علی الدوام نہین ہے مگر اللہ سبحانہ کے واسطے ان احیا کے سوا جنکی حیات منقطع ہوجانیوالی ہے کیونکہ جب وہ مر گئے تو جس نے انپر بہروسا کیا وہ برباد ہوا اور بعض صالحین نے اس آیت کو پڑہا پہر کہا لا ینبغی لذی عقل ان یثق بعدہا بمخلوق یعنے کسی عقل والے کو یہ جائز نہین ہے کہ اس آیت کے سننے یا پڑہنے کے بعد کسی مخلوق کا آسرا کرے توکل کہتے مین بندے کے اعتماد کو اللہ پر جمیع امور مین اور اسباب و وسائط مین انکے استعمال کا حکم ہوا ہے لیکن انپر اعتماد کا حکم

نہین ہوا اور تسبیح سے تنزیہ عن صفات النقصان مراد ہے جو مقترن ہو اسکی حمد کے ساتھ بعض نے کہا التسبیح بمعنی
صلوٰۃ ہے خبیر کہتے ہین مطلع علی الامور کو جسپر کوئی چیز مخفی نہ ہو اور آیت وسبح بحمدہ الآیۃ مین وعید شدید ہو
گویا اللہ تعالےٰ یون فرماتا ہے جب تم نے رسول کی مخالفت مین قدم دہرا تو اللہ کا علم تمہاری مکافات اور مجازات
مین کافی ہے جس عذاب کے مستحق و مستوجب ہو پہر اس مین مبالغہ فرمایا یہ کہکر الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ تو زمین کو بنایا دو دن مین اتوار اور یکشنبہ مین اور آسمان و زمین کے
درمیان کی چیزین دو دن مین سہ شنبہ اور چہارشنبہ مین اور ساتون آسمانون کو دو دن مین پنجشنبہ اور جمعہ
مین اور فارغ ہوا اللہ سبحانہ وتعالی جمعہ کے دن کی آخر ساعت مین بعض نے کہا بنای اللہ نے آسمان و زمین
اتنے مقدار مین کیونکہ اسوقت نہ رات تہی نہ دن اور اللہ تعالے نے بنای آسمان و زمین اور سب مخلوق چہہ
دن مین حالانکہ وہ انکے لحظہ مین بنانی پر طاقت رکہتا ہے اپنی مخلوق کو رفق اور تثبیت سکہانیکی لیے اور
تدریج اور آہستگی کی تعلیم دینے کے لیے اگر اعتراض ہووے کہ عرش کو اللہ تعالےٰ نے سموات کی پیدا کرنی
کے بعد بنایا ہے اور اسپر اللہ کا قول ثم استوی علے العرش دلیل ہے تو جواب یہ ہے کہ ثم کا کلمہ خلق عرش پر
داخل نہین ہوا ہے بلکہ استوار علے العرش پر داخل ہوا ہے اور لغت مین عرش کہتے ہین سریر ملک کو
اور یہان عرش سے ایک جسم عظیم مراد ہے جو عالم کو محیط ہے ساتون آسمانون کے اوپر اور استوار اللہ سبحانہ
کی صفت ہے جسکے معنے یہ ہین کہ اللہ سبحانہ مخلوق سے مباین ہے اور وہ علی الذات ہے اور عالم کے اوپر
اور اس مسئلہ پر سورہ اعراف وطٰہٰ اور اسکے اخوات مین گفتگو گذر چکی اور الرحمٰن خبر ہے مبتدا محذوف
کی یعنے وہ رحمٰن ہے یا استوی کے ضمیر سے بدل ہے اور اسکو مجرور بہی پڑہا گیا ہے اسپر کہ حی کی لغت ہے یا
موصول کی یا مبتدا ہے اور اسکی خبر جملہ فاسئل بہ خبیرا ہے قالہ الاخفش اور ضمیر مجرور بہ مین ماذکر کیطرف
لوٹتی ہے اور وہ آسمانون زمینون کا بنانا ہے اور عرش پر قائم ہونا اور معنے یہ ہین اس مجمل مذکور کی
تفصیل اسکے عالم سے پوچہہ اور زجاج اور اخفش کے نزدیک با بمعنے مین عن کے ہے ای فاسأل عنہ
جیسے اللہ کے قول سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ لے عن عذاب واقع اور خبیر سے اللہ سبحانہ وتعالے
مراد ہے کیونکہ ان مخلوقات کی تفاصیل سے وہی خبردار ہے اسکے سوا اور کسیکو مخلوق مین سے انکی تفصیل
کا علم نہین ہے بعض نے کہا خبیر سے جبریل علیہ السلام مراد ہین لیکن پہلا قول راجح ہے اور یہ قول کہ اصل
مین یون ہے اگر تو اس سے شک مین ہے تو جو اس سے واقف ہے اس سے پوچہہ اس طرح کہ خطاب حضرت صلعم

اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے اور مراد آپکے سوا اور لوگ ہین تو یہ قول درست ہونے سی بمراحل دور ہے بعض نے کہا تو پوچھ
اس شخص سے جسکو کتب متقدمہ پر اطلاع ہے وہ تیری تصدیق کریگا بعض نے کہا ضمیر رحمان کے لیے ہے یعنے
اگر رحمن کے اطلاق کا اللہ سبحانہ پر انکار کرین تو تو پوچھ رحمان سے اس شخص کو جو تجھکو خبر دیوی اہل
کتاب مین سے اور خبیرا منصوب ہے مفعولیت پر یا حال موکدہ ہے اور ابو البقاء نے اسکے حال ہونیکو ضعیف
قرار دیا اور ابن جریر نے کہا فَاسْئَلْ حَالَ کُوْنِهٖ خَبِیْرًا اس صورت مین با بہ مین زائدہ ہوگی بعض نے کہا اللہ تعالی
کا قول یہ جاری ہے قسم کی جا بجا جیسے اللہ کے قول وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَاءَلُوْنَ بِهٖ مین اور پہلی وجہ ان سب
وجہون سے زیادہ مناسب اور زیادہ قریب ہے پہر اللہ سبحانہ نے خبر دی کہ وہ رحمن کے معنے سے جاہل ہین اور
فرمایا وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ مفسرون نے کہا ہے وہ بولے ہم تو نہین پہچانتے رحمن
کو یمامہ کے رحمن کے سوا یعنے مسیلمہ کے سوا زجاج نے کہا رحمان اسم ہے اسماء الٰہی مین سے بعض نے کہا یہ
سجدہ ان سجدون مین سے ہے جسکا کرنا ضروری ہے پہر مسنون ہے قاری اور مستمع کے واسطے کہ اس آیت
کے سننے اور پڑہنے کے وقت سجدہ کرے پہر اللہ سبحانہ نے وہ بات بیان کی کہ اگر کفار اس مین غور کرتے تو رحمان
کے لیے سجود کے واجب ہونیکو پہچان لیتے اور فرمایا تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا

وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا ○ وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ○
بڑی برکت ہے اسکی جسنے بنائے آسمان مین برج اور رکہا اس مین چراغ اور چاند اوجالا کرنے والا اور
وہی ہے جسنے بنائی رات اور دن بدلتے اسکے واسطے جو چاہے دہیان رکہنا یا چاہے شکر کرنا ف آسمان کے
بارہ حصے انکا نام برج ہر ایک پر ستارون کا پتا یہ حدین رکہی ہین حساب کو اور یہ جو فرمایا رات دن بدلتی
تو اس سے مراد یا تو بڑہنا گہٹنا یا آنا جانا یا یہ کہ ایک دوسرے کا بدلا دن کا کام رہگیا رات کو کیا رات کا دنکو
انتہی ما قال صاحب الموضح ف اللہ تعالی اپنے نفس مقدس کی تحمید وعظمت بیان کرتا ہے بروج کے
آسمان مین پیدا کرنے پر اور بروج سے کواکب عظام (سبعہ سیارہ) مراد ہین یہی قول ہے مجاہد اور سعید
بن جبیر اور ابو صالح اور حسن اور قتادہ کا بعض نے کہا وہ محل ہین آسمان مین چوکیدارون کے لیے اور
یہ قول مروی ہے امیر المومنین حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ اور محمد بن کعبؓ اور ابراہیم نخعیؒ اور سلیمانؒ
بن مہران اعمش سے اور یہ ایک روایت ابو صالح سے بہی ہے اور پہلا قول ظاہر ہے مگر یہ کہ کواکب عظام
وہی چوکیدارون کے لیے محل ہون اس صورت مین دونو قول جمع ہو جاوینگے وہذہ الآیۃ کما قال تعالی

وَلَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَجَعَلْنٰھَا رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ وَاَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابَ السَّعِیْرِ یعنے اور ہمنے
رونق دی ورلے آسمان کو چراغون سے اور انسے رکہی پہینک مار شیطانون کی اور رکہی انکو مار دہکتی آگ کی وکما
قال تعالی وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّھَّاجًا یعنے اور بنایا ایک چراغ چمکتا سراج سے چمکنے والا آفتاب مراد ہے جو وہ
چراغ کی طرح ہے وجود مین پہر فرمایا وقمرا منیرا یعنے اور چاند اوجالا کرنے والا نور آخر کے ساتہہ آفتاب کے
نور کے سوا کما قال تعالے ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا یعنے وہی ہے جسنے بنایا سورج
کو چمک اور چاند کو اوجالا اور خبر دی اللہ تعالے نے نوح علیہ السلام سے کہ اونہون نے فرمایا اپنی قوم کے
لیے اَلَمْ تَرَوْا کَیْفَ خَلَقَ اللّٰہُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِیْھِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝
یعنے کیا تمنے نہین دیکہا کیسے بنای اللہ نے سات آسمان تہ پر تہ اور رکہا چاند انمین اوجالا اور رکہا سورج چراغ
جلتا پہر فرمایا وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ خِلْفَۃً تو خلفت سے یہ مراد ہے کہ ایک دوسرے کے پیچہے چلا
آتا ہے نہین تہکتے جب یہ گیا وہ آی وہ گئی یہ آیا جیسے فرمایا وَسَخَّرَ لَکُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ وَسَخَّرَ
لَکُمُ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ یعنے اور کام مین لگای تمہاری سورج اور چاند ایک دستور پر اور کام مین لگای تمہاری
رات اور دن اور فرمایا یُغْشِی الَّیْلَ النَّھَارَ یَطْلُبُہٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِہٖ
اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ یعنے اوڑہاتا ہے رات پر دن اور سورج اور چاند اور
تارے کام لگے اسکے حکم پر سن لو اسی کا کام ہے بنانا اور حکم فرمانا بڑی برکت والا ہے اللہ جو صاحب ساری جہان کا
اور فرمایا لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَھَآ اَنْ تُدْرِکَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّھَارِ وَکُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ یعنے نہ
سورج کو پہونچے کہ پکڑے چاند کو اور نہ رات آگے بڑہے دن سے اور ہر کوی ایک ایک گہیرے مین پیرتے
ہین اور یہ جو فرمایا لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّکَّرَ اَوْ اَرَادَ شُکُوْرًا یعنے کیا رات دن کو بدلتی لپنے بندون کی عبادت
کی توقیت کیلیے پہر جسکا ورد یا وظیفہ رات مین رہجاے وہ دن مین اسکا تدارک کر لیوے اور جسکا دن مین عمل رہجاے وہ اسکو رات مین ادا کر لیوے صحیح حدیث
مین ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَبْسُطُ یَدَہٗ بِالَّیْلِ لِیَتُوْبَ
مُسِیْٓئُ النَّھَارِ وَیَبْسُطُ یَدَہٗ بِالنَّھَارِ لِیَتُوْبَ مُسِیْٓئُ الَّیْلِ یعنے اللہ عزوجل پہیلاتا ہے ہاتہہ اپنا رات
مین تو کہ توبہ کرے جسنے دن مین گناہ کیا اور پہیلاتا ہے اپنا ہاتہہ دن مین تو کہ توبہ کرے وہ جسنے
رات مین گناہ کیا حسن کہتے ہین حضرت عمرؓ نے ایک دن چاشت کی نماز کو لنبا کیا تو کسینے کہا آج آپنے
وہ کام کیا جو آپ اسکو نہین کیا کرتے تہے تو فرمایا مینے کیا یہ کام اسلیے کہ میری رات کے وظیفے

وھو الذی جعل الیل والنھار خلفة لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا رواہ ابو داود الطیالسی ابن ابی طلحہ نے ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا کہ وہ فرماتے ہین جس شخص کا رات کا کام رہجاوے وہ اسکا دن مین تدارک کر لیوے اور جسکا دن کا کام رہجاوے وہ رات مین اسکا تدارک کر لیوے اور یہی قول ہے عکرمہ اور سعید بن جبیر اور حسن کا اور مجاہد اور قتادہ کا خلفة کی تفسیر مین یہ قول ہے کہ رات دن کا سیاہی سفیدی مین مختلف ہونا مراد ہے انتہی ملخصا تفسیر ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے کہ بروج سے سبعہ سیارہ کی منزلین مراد ہین اور انکے محل اور وہ باران منزلین ہین جن مین وہ سیر کرتے ہین اور حسن اور قتادہ اور مجاہد کا یہ قول ہے کہ بروج سے کواکب عظام مراد ہین نام رکھا گیا ہے انکا بروج انکو ظاہر ہونے کے لیے اور پہلا قول راجح ہے اور اصل مین بروج کہتے ہین قصور عالیہ کو کیونکہ وہ کواکب منازل رفیعہ کیطرح ہین انکے لیے جو ان مین رہتے ہین اور بروج مشتق ہے تبرج سے اور تبرج کہتے ہین ظہور کو کہا زجاج نے برج ہر اونچی مکان کو کہتے ہین اس صورت مین تشبیہ اور نقل کی ضرورت نرہے گی کہا ابن عباس نے آیت کی تفسیر مین وہ بارہ برج ہین پہلے کا نام حمل ہے اور اسکو کبش بہی کہتے ہین دوسرے کا نام ثور ہے تیسرے کا نام جوزا ہے چوتہے کا نام سرطان ہے پانچین کا نام اسد ہے اور اسکو لیث بہی کہتے ہین چہٹے کا نام سنبلہ ہے ساتوین کا نام میزان ہے آٹھوین کا نام عقرب ہے نوین کا نام قوس ہے دسوین کا نام جدی ہے گیارہوین کا نام دلو ہے اور اسکو دالی بہی کہتے بارہوین کا نام حوت ہے اور انکو منظوم کیا ہے بعض نے اپنے اس قول مین

حمل الثور جوزة السرطان ورعی اللیث سنبل المیزان
ورمی عقرب بقوس جدی نزح الدلو برکة الحیتان

اور یہی کواکب سبعہ سیارہ کی منزلین ہین حمل اور عقرب مریخ کے لیے ہے اور ثور اور میزان زہرہ کے لیے ہین اور جوزا اور سنبلہ عطارد کے لیے ہے اور سرطان قمر کے لیے ہے اور اسد شمس کے لیے ہے اور قوس اور حوت مشتری کے لیے اور جدی اور دلو زحل کے واسطے قالہ المحلی اور بعض نے ان ساتون کو منظوم کیا ہے اپنے اس قول مین۔

زحل شری مریخہ من شمسہ فتزاھرت لعطارد الاقمار

تو زحل ساتوین آسمان مین تارا ہے اور مشتری چہٹے آسمان مین اور مریخ پانچوین آسمان مین اور شمس چوتہے آسمان مین اور زہرہ تیسرے آسمان مین اور عطارد دوسرے آسمان مین اور قمر پہلے آسمان مین حاصل یہ کہ سبعہ سیارہ مین سے پانچ تو دس برجون مین چلتے ہین ہر ایک دو دو مین اور سبعہ مین سے

دو تاری یعنے شمس و قمر دو برجون مین یعنے ہر ایک ایک برج مین اور اللہ کے قول وجعل فیہا سراجا مین سراج
سے آفتاب مراد ہے اور اسی کی مثل ہے اللہ کا قول سورہ نوح مین وجعل الشمس سراجا اور سُرُجًا بالجمع بہی پڑہا گیا
ہے اسصورت مین نجوم عظام مراد ہون گے پہلی قرارت کو ترجیح دی ابو عبیدہ نے اور زجاج نے دوسری قرأت کی تاویل
مین کہا کہ سرج سے شمس اور کواکب مراد مین اور خاص کیا قمر کو ذکر کرنے کے ساتھہ ایک نوع کی فضیلت کر لیے
عرب کے نزدیک کیونکہ انکا سال شہور قمریہ پر مبنی ہے ابو عبیدہ نے خلفۃ کی تفسیر مین کہا الخلفۃ کل شیئ بعد
شیئ اللیل خلفۃ للنہار والنہار خلفۃ للیل لان احدہما یخلف الاخر ویاتی بعدہ یعنی خلفت
ہر وہ چیز ہے جو دوسری چیز کے پیچھے آوے پہر رات خلیفہ ہے دن کا اور دن خلیفہ ہے رات کا کیونکہ
ایک ان مین کا پیچھے آتا ہے دوسرے کے اور اسی قبیل سے ہے عرب کا یہ قول خلفۃ النبات اور خلفت
نبات وہ پتے مین جو پہلے پتون کے پیچھے نکلین بہار کے موسم مین کہا فراء نے وہ جاتا ہے اور یہ آتی ہے
اور مجاہدؒ اور ابن عباسؓ نے کہا خلفت مشتق ہے خلاف سے تو دن سفید ہوتا ہے اور رات سیاہ اور پہلا قول
بہت قوی ہے بعض نے کہا استعاقب مین ضیاء اور ظلام مین اور زیادت اور نقصان مین کہا ابن عباسؓ
اور عمرؓ اور حسنؒ نے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ جس شخص کا عمل رہجاوے وہ دن مین اسکا تدارک کرے اور
جسکا دن مین رہجاوے وہ رات مین تدارک کرے وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا
وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ○ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ○ وَ
الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۖ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا
وَّمُقَامًا ○ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَكَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ○ اور بندے
رحمن کے وہ ہین جو چلتے ہین زمین پر دبے پاؤن اور جب بات کرنے لگین انسے بے سمجہ لوگ کہین صاحب
سلامت اور وہ جو رات کاٹتے ہین اپنے رب کے آگے سجدے مین یا کہڑے اور وہ جو کہتے ہین اے
رب ہٹا ہمسے عذاب دوزخ کا بے شک اسکا عذاب بڑی چٹی ہے اور بری جگہہ ہے ٹہراؤ کی اور بری
جگہہ ہے رہنے کی اور وہ کہ جب خرچ کرنے لگین نہ اوڑادین اور نہ تنگی کرین اور ہے انکی اسکے بیچ ایک
سیدہی گزران ف یہ جو فرمایا اور جب بات کرنے لگین انسے بے سمجہ لوگ کہین صاحب سلامت تو
اس سے یہ غرض ہے کہ وہ ایسے لوگون سے لگتے نہین نہ ان مین شامل ہوتے ہین اور نہ ان سے لڑتے
ہین اور اس سے اگلی آیت مین سجدے اور قیام کا ذکر کیا رکوع کا ذکر نہین کیا اسلیے کہ رکوع لنبا

نہین ہوتا **ف** ان آیات مین اللہ نے اپنے مسلمان بندون کی صفتون کو بیان فرمایا ہے کہ وہ زمین پر دبے پاؤن چلتے ہین سکینت اور وقار کے ساتھ سوا جرءت اور استکبار کے کما قال تعالیٰ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا یعنے اور نہ چل زمین پر اتراتا تو نہ پہاڑ ڈالے گا زمین کو اور نہ پہونچیگا پہاڑون تک لنبا ہو کر یہ جتنی باتین مذکور ہوئین ان مین سے مکروہ بات سے خدا بیزار ہوتا ہے اور جو چلتے ہین تو استکبار اور مرح اور اشرا اور بطر کے سوا چلتے ہین اور یہ غرض نہین ہے کہ وہ بیمارون کی طرح بناوٹ اور ریا کر کے چلتے ہین کیونکہ سید ولد آدم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جب چلتے تو گویا اونچی زمین سے نیچے اترتے اور گویا زمین آپ کے لیے لپٹی جاتی اور بعض سلف نے ضعف اور بناوٹ کے ساتھ چلنے کو برا جانا ہے یہانتک کہ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ انہون نے ایک جوان کو آہستہ چلتا دیکھا تو فرمایا تو بیمار ہے وہ بولا نہین یا امیر المؤمنین پھر آپنے درہ اٹھایا اسکو مارنے کے لیے اور فرمایا زور سے چل اور ہون سے مراد سکینت اور وقار ہے جیسے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اِذَا اَتَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَلَا تَاْتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَاْتُوْهَا وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا اَدْرَكْتُمْ مِنْهَا فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا یعنے جب تم نماز کیطرف آؤ تو دوڑتے نہ آؤ اور سکینت کے ساتھ آؤ پھر جتنا حصہ نماز کا تمکو ملجاوے اسکو پڑھ لو اور جو حصہ تم سے فوت ہو جاوے اسکو پورا کر لو عمر بن مختار رضی اللہ عنہم حسن بصریؒ سے اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ فِي الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا کہا مسلمان ایسے لوگ ہین کہ بخدا انکے کان اور آنکھین اور جوارح نوچ رہے اللہ کے آگے) یہانتک کہ نادان انکو بیمار خیال کرتا ہے حالانکہ وہ بیمار نہین ہین اور بخدا وہ تندرست ہین ولکن وہ ڈرتے ہین اسقدر جسقدر دوسرے لوگ نہین ڈرتے اور روکدیا ہے انکو دنیا کے تناول سے انکی آخرت کو جاننے نے پھر وہ کہتے ہین اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْۤ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ یعنے شکر اللہ کا جسنے دور کیا ہم سے غم بخدا انکو غم مین نہین ڈالا اس چیز نے جسنے لوگون کو غم مین ڈالا اور وہ اپنے جیون مین ایسی بڑی چیز کوئی خیال نہین کرتے جسکی وجہ سے وہ بہشت طلب کرین اور وہ روتے ہین دوزخ سے ڈر کر اور جو شخص ربانی نہ بنے اسکا جی دنیا پر ٹوٹ مرتا ہے اور جو شخص کھانے اور پینے کے سوا اللہ تعالیٰ کا اور کوئی احسان نہ سمجھے تو اسکا علم بہت کم ہے اور اسکا عذاب موجود اور یہ جو فرمایا وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا تو اسکے یہ معنے ہین کہ جب نادان تندکلامی سے پیش آتے ہین تو انکا مقابلہ اسکی مثل کے

ساتھ نہین کرتے بلکہ معاف کرتے ہین اور درگذر کرتے ہین اور نہین کہتے مگر بھلی بات جیسے حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جب آپ پر کوئی نادان تندی کرتا تو آپ زیادہ نرمی کرتے وکما قال تعالے وَاِذَا
سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ یعنے
اور جب سنین نکمی باتین اس سے کنارہ پکڑین اور کہین ہمکو ہمارے کام اور تم کو تمہارے کام سلامت رہو
ہمکو نہین چاہییں بے سمجھ نعمان بن مقرن مزنی کہتے ہین کہ ایک شخصکو ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم پاس گالیان دین تو جسکو گالیان پڑتین وہ کہتا علیک السلام تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے فرمایا سن تو تمہارے درمیان ایک فرشتہ ہے کہ تیری طرف سے اسکو جواب دیتا ہے جب یہ تجھ کو
گالی دیتا ہے تو وہ فرشتہ اسکو کہتا ہے بَلْ اَنْتَ وَاَنْتَ اَحَقُّ بِهٖ یعنے نہین تو ایسا ہی اور ایسا ہونے تو
ہی لائق ہے اور جب تو کہتا ہے وعلیک السلام تو کہتا ہے نہین یہ سلامتی کے لائق نہین ہے رَوَاهُ
الْاِمَامُ اَحْمَدُ حافظ ابن کثیر نے کہا اسحدیث کا اسناد حسن ہے اور صحاح ستہ والون نے اسکو نہین
نکالا مجاہد نے سلاما کی سدادا کے ساتھ تفسیر کی اور سعید بن جبیر نے کہا جواب مین اچھی بات کہتے ہین
اور حسن بصری کہتے ہین وہ کہتے ہین سلامتی ہووے تم پر اگر انپر جہالت کی جاوے تو نرمی کرتے ہین
صحبت مین رہتے ہین اللہ کے بندون کے دن مین پھر اللہ نے بیان کیا کہ انکی رات بہتر رات ہے اور فرمایا
وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا یعنے اسکی طاعت وعبادت مین مصروف رہکر رات کاٹتے
ہین جیسے فرمایا كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ یعنے رات مین
تھوڑا سوتے تھے اور سحریون مین معافی مانگتے اور فرمایا تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ
رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ یعنے الگ رہتے ہین انکی کروٹین اپنے سونے کی
جگہون سے پکارتے ہین اپنے رب کو ڈر سے اور لالچ سے اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہین اور فرمایا اَمَّنْ
هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ
وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ یعنے بھلا ایک جو بندگی مین لگا ہے گھڑیون رات کی سجدے
کرتا اور کھڑا خطرہ رکھتا ہے آخرت کا اور اسید رکھتا ہے اپنے رب کی مہر کی تو کہہ کوئی برابر ہوتے ہین سمجھ
والے اور بے سمجھ وہی سوچتے ہین جنکو عقل ہے وکہذا فرمایا وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ
جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا غرام بمعنے دائم ولازم ہے جو کبھی نہ ٹلے کما قال الشاعر ؎

ان عذابہا کان غراما وانہ یسلط جو یلا فانہ لا یبالی ولہذا حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا
کی تفسیر میں کہا ہر کہ جو چیز ابن آدم کو پہونچکر ٹل جاوے تو وہ غرام نہیں ہے اور غرام تو وہ ہے جو چمٹی رہے اور
لگی رہے جب تک رہیں زمین اور آسمان اور یہی قول ہے سلیمان تیمی کا محمد بن کعب قرظی نے کہا عذاب غرام
سے دنیاوی نعمتیں مراد ہین اللہ تعالیٰ نے کفار سے یہ نعمت طلب کی تو انہوں نے اس نعمت کو اللہ کیطرف
نہ لوٹایا پہر لازم کر دی اللہ نے انکے ساتھ اور داخل کریگا انکو آگ مین جسکا نظارہ بہت برا ہے اور برا مقام
ہے آرام لینے کا ابن ابی حاتم نے انہا ساءت مستقرا و مقاما کی تفسیر مین مالک بن حارث سے روایت کیا کہ انہون
نے کہا جب پہینکا جاوے گا آدمی کو آگ مین تو وہ ہلاک ہونے لگے گا اس مین جب دوزخ کے کسی دروازے
پر پہونچے گا نکلنے کے واسطے تو اسکو کہا جاویگا تو یہان ٹہر تو کہ تجہہ کو تحفہ دیا جاوے مالک بن حارث نے
کہا پہر اسکو سانپون اور بچہوون کی زہر کا ایک پیالہ دیا جاوے گا پینے کے لیے کہا مالک بن حارث نے
پہر اسکا چمڑا علاحدہ ہو جاوے گا اور بال علاحدہ ہو جاوینگے اور پٹھے علاحدہ ہو جاوین گے اور رگین علاحدہ
ہو جاوین گی عبید بن عمیر کہتے ہین اِنَّ فِی النَّارِ لَجُبَابًا فِيهَا حَيَّاتٌ أَمْثَالُ الْبُخْتِ وَعَقَارِبُ أَمْثَالُ الْبِغَالِ
الدُّلْمِ فَإِذَا قُذِفَ بِهِمْ فِی النَّارِ خَرَجَتْ إِلَيْهِمْ مِنْ أَوْطَانِهَا فَأَخَذَتْ بِشِفَاهِهِمْ وَأَبْشَارِهِمْ وَأَشْعَارِهِمْ
فَكَشَطَتْ لُحُومَهُمْ إِلَى أَقْدَامِهِمْ فَإِذَا وَجَدَتْ حَرَّ النَّارِ رَجَعَتْ یعنی آگ مین البتہ گمنام کنوین ہین جن
مین سانپ ہین اونٹون کی مثل اور بچہو ہین سیاہ خچرون کی مثل جب (اہل نار) کو دوزخ مین ڈالا جاویگا
تو وہ نکلین گے انکی طرف اپنی اپنی جگہون سے پہر پکڑ لین گے انکے ہونٹون کو اور چمڑون اور بالون کو
پہر کہینچ لین گے انکے گوشت پاؤن تک جب ان کو آگ کی حرارت پہونچے گی تو لوٹ جاوین گے (اپنے مکانون
کیطرف) رَوَاهُ ابْنُ أَبِی حَاتِمٍ انس بن مالک روایت کرتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ نے
فرمایا اِنَّ عَبْدًا فِی جَهَنَّمَ لَيُنَادِی أَلْفَ سَنَةٍ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِجِبْرِيلَ اذْهَبْ
فَأْتِنِی بِعَبْدِی هَذَا فَيَنْطَلِقُ جِبْرِيلُ فَيَجِدُ أَهْلَ النَّارِ مُكِبِّينَ يَبْكُونَ فَيَرْجِعُ إِلَى رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَيُخْبِرُهُ
فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ائْتِنِی فَإِنَّهُ فِی مَكَانِ كَذَا وَكَذَا فَيَجِیءُ بِهِ فَيُوقِفُهُ عَلَى رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ
فَيَقُولُ يَا رَبِّ مَا كُنْتُ أَرْجُو إِذْ أَخْرَجْتَنِی مِنْهَا أَنْ تَرُدَّنِی فِيهَا فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ دَعُوا عَبْدِی
یعنے ایک بندہ دوزخ مین ہزار برس تک یا حنان یا منان کہتا رہیگا پہر اللہ عزوجل جبرئیل کو حکم دیگا جا کر اس
بندے کو لے آ پہر جبرئیل جاویگا تو دوزخی اوندہے منہ گر کر پہل رہے ہونگے پہر جبرئیل لوٹ آوے گا

اور خبر دیگا کہ وہ تو اوندہی پڑی ہوئی ہے میں اور معلوم نہیں وہ بندا تیرا کونسا ہے) تب اللہ عزوجل فرما دیگا میرے پاس لے آ اسکو وہ فلان فلان جگہہ میں ہے پہر جبرئیل اسکو لاکر رب عزوجل کے سامنے کھڑا کر دیگا پہر اللہ فرما دیگا اے میرے بندے تو نے کیسا پایا اپنا مکان اور اپنے آرام کی جگہہ تو وہ عرض کریگا اے میرے مالک بہت برا مکان ہے اور بری آرام کی جگہہ ہے اللہ عزوجل فرما دیگا میرے بندیکو پہر لیجاؤ وہ عرض کرے گا اے میرے مالک جب تو نے مجہ کو وہاں سے نکالا تہا تو میں نے خیال کیا تہا کہ پہر تو مجہ کو اسمین نہ لوٹاویگا تو اللہ عزوجل فرمایگا میرے بندی کو چہوڑ دو رَوَاہُ اَحْمَدُ اور یہ جو فرمایا وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا یعنے وہ اپنے خرچ کرنے میں بے قدر نہیں ہیں کہ حاجت کے سوا بیجا خرچ کریں اور نہ اپنے عیال پر خرچ کرنے میں بخیل ہیں کہ انکے حق میں قصور کریں اور ما بہ الکفایت انکو نہ دیویں بلکہ وہ عادل ہیں نیک لوگ میانہ حال چلنے والے اور میانی چال سب چالوں سے عمدہ چال ہے وہذہ الاٰیۃ کما قال تعالےٰ وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ وَلَا تَبْسُطْهَا کُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا یعنے اور نہ رکہہ اپنا ہاتہہ بندہا اپنی گردن کے ساتہہ اور نہ کہولدے اسکو نرا کہولنا پہر تو بیٹہہ رہے الزام کہایا ہارا یعنے سب الزام دیں کہ اتنا کیوں دیا کہ آپ محتاج رہگیا ابوالدرداء کہتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مِنْ فِقْهِ الرَّجُلِ قَصْدُہٗ فِیْ مَعِیْشَتِہٖ یعنے آدمی کی سمجہ کی علامت میں سے ہے یہ بات کہ وہ اپنی گذران میں درمیانی چال چلے رواہ الامام احمد ولم یخرجوہ عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ یعنے جو شخص درمیانی چال چلتا رہے وہ فقیر نہیں ہوتا رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ اَیْضًا وَلَمْ یُخْرِجُوْہُ اَیْضًا حذیفہؓ کہتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَا اَحْسَنَ الْقَصْدَ فِی الْغِنٰی وَمَا اَحْسَنَ فِی الْفَقْرِ وَمَا اَحْسَنَ الْقَصْدَ فِی الْعِبَادَۃِ یعنے تونگری میں بہی میانی چال عمدہ ہوتی ہے اور مفلسی میں (بہی) میانی چال عمدہ ہوتی ہے اور عبادت میں (بہی) میانی چال پسندیدہ ہوتی ہے رَوَاہُ الْحَافِظُ اَبُوْبَکْرِ الْبَزَّارُ ثُمَّ قَالَ لَا نَعْرِفُہٗ یُرْوٰی اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور کہا حسن بصریؒ نے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں کوئی اسراف نہیں ہے اور ایاس بن معاویہ نے کہا جس چیز کے ساتہہ تو اللہ کے حکم سے تجاوز کرے وہ اسراف ہے اور ایاس بن معاویہ کے غیر نے کہا اللہ عزوجل کی نافرمانی میں خرچ کرنا اسراف ہے فتح میں کہا ہے یہ استانف کلام ہے اسکو چلایا گیا ہے اللہ کے نیک بندوں کے اوصاف بیان کرنے کے لیے

اور انکے احوال دنیویہ اور دینیہ ذکر کرنے کے لیے بندون کا حال بیان کرنے کے پیچھے بعض نے کہا عباد اللہ مین
اضافت تخصیص اور تشریف اور تفضیل کے لیے ہے ورنہ ساری مخلوق اللہ کے عباد ہین اور ہونا مصدر ہے سکینت اور
تواضع اور وقار کے معنے مین اور مفسرین کی ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ ہون مشیون سے متعلق ہے ای یمشون
مشیا ہونا ابن عطیہ نے کہا اور لائق ہے کہ اسکی یون تاویل کیجاوے کہ اس ماشی کے اخلاق مین ہون ہونا چاہیے
اسکی مشی کے مطابق اور رہا یہ کہ ہون کو صرف مشی کی صفت قرار دیا جاوے تو یہ باطل ہے کیونکہ بہت دبی پاؤن چلنے
والے بھیڑیے ہوتے ہین بری اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چال مین جھک کر چلتے گویا اترتے اچان سے ابن عباسؓ
نے آیت کی تفسیر مین کہا وہ مومن ہین جو زمین مین طاعت و عفاف اور تواضع کے ساتھ چلتے ہین اور ابن عباسؓ
نے ہون کی علم اور حلم کے ساتھ تفسیر کی اور معنے یہ ہین چلتے ہین سکینت اور وقار کے ساتھ تواضع کر کر نہ اترا
اور نہ تکبر کر کر بلکہ علم کے ساتھ حلم کے ساتھ وقار و عفت کے ساتھ اور اسی لیے بعض علما نے بازارون مین سوار
ہونے کو برا جانا ہے اور اللہ تعالے کا قول دیمشی فے الاسواق بھی بازارون مین سوار ہونیکی کراہت پر
دلالت کرتا ہے اور وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ مین اللہ نے بیان کیا کہ وہ برداشت کرتے ہین اہل جہالت و
سفاہت کی ایذا کی پھر نہین جہالت کرتے اسپر جو انپر جہالت کرے اور نہین مقابلہ کرتے بیوقوفون کا نحاس
نے کہا یہ سلام تسلیم سے مشتق نہین ہے اور یہ تو تسلم سے مشتق ہے عرب کہا کرتے ہین سلاما اور مطلب ہوتا ہے میں
تجھ سے بری ہون اور بیزار ہون یا بیزار ہونا چاہتا ہون اور سیبویہ نے اسکو مفعول مطلق قرار دیا اور کہا تقدیر
عبارت سلمنا سلاما ہے و یا مفعول بہ ہے یعنے یہی لفظ کہتے ہین اور ترجیح دی اسکو ابن عطیہ نے اور مجاہد نے
کہا سلام بمعنے سداد ہے یعنی جاہل کو نرمی اور لین کے ساتھ ایسا جواب دیتے ہین جس سے وہ ہٹ جاتا ہے کہا
سیبویہ نے مسلمانون کو مشرکون پر سلام کرنے کا حکم نہین ہوا لیکن اسکے یہ معنے ہین ہم تمسے بچنا چاہتے ہیں
اور تم سے بیزار ہین ہمارے تمہارے درمیان کوی بھلای برائی نہین ہے مبرد نے کہا سیبویہ کو یون کہنا چاہیے
تھا اس دن مسلمانون کو لڑائی کا حکم نہین ہوا تھا پھر انکو حکم ہوا کافرون کے ساتھ لڑنے کا محمد بن یزید بن مبرد
نے کہا اَخْطَأَ سِيْبَوَيْهِ فِيْ هٰذَا وَاَسَاءَ الْعِبَارَةَ کہا نحاس نے کہ سیبویہ نے ناسخ اور منسوخ مین کچھ گفتگو نہین
کی مگر اس آیت مین کیونکہ کہا اسنے اپنی اس کلام کے آخر مین پھر اسکو منسوخ کیا آیت سیف نے علامہ ابو الطیب
مرحوم اسکے بعد فرماتے ہین اور مین کہتا ہون اسیطرح ہوتی ہے آدمی کی کلام جب اپنے غیر علوم مین گفتگو
کرے اور اپنے طریق کے سوا کسے اور طریق مین چلے اور نہ مسلمانون کو مشرکون پر سلام کرنے کا حکم ہوا ہے

اور نہ وہ اس سے روکے گئے بلکہ حکم ہوا مسلمانوں کو درگذر کرنے اور بھلی طرح چھوڑنے کا تو نسخ کے دعوی کی کچھ ضرورت نہیں ہے اور خطیب مین ابو العالیہ سے مروی ہے کہ اس آیت کو آیت سیف نے منسوخ کردیا اور ادعاء نسخ کی آیت سیف یا کسی اور آیت کے ساتھہ کچھ حاجت نہیں ہے کیونکہ چشم پوشی سفہا سے اور انکے ساتھہ مقابلہ نہ کرنا ادب و مروت مین مستحسن ہے اور شریعت بہت بجالانے والی ہے عزت کو اور کہا ابن العربی نے مسلمانوں کو اسوقت کچھ مشرکین پر سلام کرنیکا حکم نہین ہوا تھا اور نہ انکو اس سے روکا گیا بلکہ انکو درگذر کرنے اور بھلی طرح چھوڑنے کا ارشاد ہوا تھا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کی مجلسون مین جاتے اور انکو دعا دیتے پر مداہنت نکرتے خلیل نحوی کہتے ہین ہین ابو ربیعہ اعرابی کے پاس آیا اور ان لوگون مین سے وہ زیادہ عالم تھا جسکو مین نے دیکھا تو وہ اسوقت چھت پر تھا پھر ہمنے سلام کیا تو اس نے ہم کو سلام کا جواب دیا اور بولا ہمارے لیے اِسْتَوُوْا ہم حیران ہوکر کھڑے ہوگئے اور ہماری سمجھ مین نہ آیا کہ ابو ربیعہ نے کیا کہا تو ایک اور گنوار جو اسکے پہلو مین بیٹھا تھا بولا تم کو ابو ربیعہ حکم کرتا ہے کہ اوپر آجاؤ خلیل کہتے (یعنے سوچا) تو یہ محاورہ اللہ کے اسقول کے قبیل سے تھا ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ پھر ہم چڑھے چھت پر وہ ابو ربیعہ بولا کیا فطیری رد لاط اور دودہ مین رغبت ہے ہم نے عرض کی ابھی کھا کر آئے پھر بولا سلاما پھر ہمکو معلوم نہ ہوا کہ اس نے کیا کہا وہ اعرابی بولا جو اسکے پہلو مین تھا اس نے تمپر متارکہ کا سلام کیا ہے جس مین نہ خیر ہے اور نہ شر خلیل نے کہا تو ابو ربیعہ کا یہ قول ماخوذ ہے اللہ عزوجل کے قول وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا سے حسن نے کہا یہ تو انکے دن کا بیان ہے پھر اللہ عزوجل نے انکی رات کا حال بیان فرمایا یہ فرما کر وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا اور اس مین بیان ہے انکے اسحال کا جو معاملہ خالق مین ہے اور پہلی آیت مین انکے اس حال کا بیان تھا جو معاملہ خلق مین ہے اور بیتوتت کو خاص کیا کیونکہ رات مین غالبا ریا اور سمعہ کا شائبہ نہین ہوتا اور قیام کو مؤخر کیا فاصلہ کے لیے اور بیتوتت وہ یہ ہے کہ پاوے تجھ کو رات تو سووے یا نہ سووے کہا زجاج سے مَنْ اَدْرَكَهُ اللَّيْلُ فَقَدْ بَاتَ نَامَ اَوْ لَمْ يَنَمْ كَمَا يُقَالُ بَاتَ فُلَانٌ قَلِقًا کہا نسفی نے اور ظاہر یہ ہے کہ اللہ نے انکی وصف کی ہے احیاء لیل کے ساتھہ یا احیاء اکثر لیل کے ساتھہ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا یعنے وہ لوگ باوجود اپنی طاعت کے اور اپنے حسن معاملہ کے خالق اور مخلوق کے ساتھہ اللہ کے داؤ سے نڈر نہین ہین بلکہ وہ اندیشہ رکھنے والے ہین ڈرنیوالے خائف اسکے عذاب سے اور غرام اس شر کو کہتے ہین جو لازم دائم ہو قالہ ابن زید جیسے یہ تفسیر مرفوعا مروی ہے زجاج

نے کہا غرام بہت سخت عذاب کا نام ہے اور ابو عبیدہ نے کہا غرام وہ ہلاک دائم ہے پہر اللہ سبحانہٗ نے انفاق بین توسط
کی تعریف بیان کی اور فرمایا وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا نحاس نے
کہا احسن اقوال آیت کے معنے مین یہ ہے کہ جو شخص غیر طاعت الٰہی مین خرچ کرے وہ مسرف ہے اور جو شخص اللہ
کی طاعت مین خرچ نہ کرے وہ مقتر ہے اور جو شخص اسکی طاعت مین خرچ کرے وہ مقادم ہے اور ابراہیم
نخعی نے کہا یہ وہ شخص ہے جو اکٹھا نہین کرتا اور نہ برہنا کرتا ہے (اپنے آپ کو) اور نہ اتنا خرچ کرتا ہے کہ لوگ
کہنے لگین اسنے اسراف کیا اور کہا یزید بن حبیب نے ان سے اصحاب مراد ہین جو وہ کہانا تنعم اور تلذذ کے لیے
نہین کہاتے تھے اور نہ جمال کے لیے کپڑا پہنتے ولکن اتنا کہانا کہا لیتے جس سے بہوک دور ہو جاتی اور اللہ کی عبادت
پر قوت حاصل ہوتی اور وہ کپڑا پہن لیتے جس سے اپنے عیب چہپا لیتے اور سردی گرمی سے بچاو ہو جاتا ابن
عباس نے کہا انسے وہ مسلمان مراد ہین جو نہین اڑاتے اللہ کی معصیت مین خرچ کر کر اور نہین تنگی کرتے
اللہ تعالی کے حقوق روک کر عمر بن خطاب فرماتے ہین یہی اسراف بس ہے کہ جو چیز چاہے خرید کر کہا لیوے بعض
نے کہا اسراف حد سے بڑہجانا ہے خرچ کرنے مین یہانتک کہ حد تبذیر مین داخل ہو جاوے اور اقتار روکنا ہے
ضروری خرچ کا قوام بالکسر وہ چیز ہے جسپر کوئی چیز ٹہیر جاوے اور قوام بالفتح عدل اور استقامت کو کہتے
ہین قالہ ثعلب فراء کے نزدیک کان کا اسم محذوف ہے اور وہ انفاق ہے اور قواما خبر کان ہے اور فراء
سے ایک اور قول مروی ہے وہ یہ کہ بین ذلک اسم کان ہے اور بین مبنی ہے فتح پر اسلیے کہ بین ظرف مفتوحہ
مین ہے کہا نحاس نے مین نہین جانتا کہ بین کیون مفتوح ہے اسلیے کہ بین کا کلمہ جب رفع کے محل مین
واقع ہوتا ہے تو مرفوع ہو جاتا ہے وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ
حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝ اور وہ جو نہین پکارتے
اللہ کے ساتھ اور حاکم کو اور نہین خون کرتے جان کا جو منع کی اللہ نے مگر جہان چاہیے اور بدکاری نہین
کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ بہڑے گناہ سے دونا ہو اسکو عذاب دن قیامت کے اور پڑا رہے اس
مین خوار ہو کر مگر جسنے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچہ کام نیک سو انکو بدل دیگا اللہ برائیون کی جگہہ
بہلائیان اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان اور جو کوئی توبہ کرے اور کرے کام نیک سو وہ پہر آتا ہے اللہ

کیطرف پہر آنیکی جگہہ **ف** یہ جو فرمایا اور نہین خون کرتے جان کا جو منع کی اللہ نے مگر جہان چاہیے تو اسکی
تفسیر مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان کی جان نہین مارنی سوای تین گناہ کے خون کے
بدلے مین یا بدکاری مین سنگسار کرنا یا راہ لوٹنے مین مارنا اور یہ جو فرمایا اور جو کوی کرے یہ کام وہ ملا گناہ
سے دونا اسکو عذاب ہے، تو یہ اسلیے کہ یہ گناہ اور گناہون سے بڑے ہین اور یہ جو فرمایا بدلدے گا برائیون
کی جگہہ بہلائیان تو اسکے معنے یہ ہین کہ گناہون کی جگہہ نیکیون کی توفیق دیگا اور کفر کے گناہ معاف
کردے گا اور دوبار جو توبہ کا بیان کیا تو یہ اسلیے کہ پہلا ذکر ہے کفر کے گناہون کا جسکے پیچہے ایمان ہے
اور اگلی آیت مین ذکر ہے اسلام مین گناہ کرنے کا وہ بہی جب توبہ کرے یعنے پہر اپنے کام سے توبہ
کے بیان جگہہ پاوے انتہی ما قال صاحب الموضح **ف** حافظ ابن کثیر مرحوم نے ان آیتون کی تفسیر مین
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہوا کہ کون گناہ بہت
بڑا ہے فرمایا اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ یعنے یہ کہ تو اللہ کا شریک ٹہیراوے حالانکہ اسنے تجہہ کو
پیدا کیا ہے وہ بولا پہر کون گناہ بڑا ہے فرمایا اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ یعنے یہہ کہ
تو اپنی اولاد کو مار ڈالے اس ڈر کے مارے کہ تیرے ساتہہ کہاویگا وہ بولا پہر کون گناہ بہت بڑا ہے فرمایا
اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ یعنے یہ کہ تو اپنے ہمسای کی بی بی سے زنا کرے عبد اللہ بن مسعود کہتے ہین
اور اتاری اللہ نے اسکی تصدیق (اپنی کتاب مین) وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الاٰية رواہ
الامام احمد وهكذا رواه النسائي عن هناد بن السري عن ابي معاوية به وقد اخرجه
البخاري ومسلم من حديث الاعمش ومنصور زاد البخاري وواصل ثلاثتهم عن ابي وائل
شقيق بن سلمة عن ابي ميسرة عمرو بن شرحبيل عن ابن مسعود به فالله اعلم اور بخاری
اور مسلم کے لفظ یہ ہین ابن مسعود سے کہ مینے عرض کی یا رسول اللہ کونسا گناہ بہت بڑا ہے آخر حدیث
تک مسروق کہتے ہین عبد اللہ بن مسعود کہتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایکدن نکلے مینے آپکے
پیچہے ہو لیا پہر بلند مکان پر بیٹہ گئے اور مین آپسے نیچے بیٹہ گیا اور میرا مونہ آپکے گہٹنون کے سامنے
تہا تو مینے غنیمت سمجہا آپ کی خلوت کو اور مینے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون یا رسول
اللہ کونسا گناہ بہت بڑا ہے فرمایا اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ یعنے یہ کہ تو اللہ کے لیے شریک
ٹہیراوی حالانکہ اللہ نے تجہہ کو بنایا ہے مینے عرض کی پہر کون گناہ بڑا ہے فرمایا اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ

کراهیۃ ان یطعم معک یعنے یہ کہ تو اپنی اولاد کو مار ڈالے اس سے کہ وہ تیرے ساتھ کہا ویگی یعنے عرض کی
پہر کون گناہ بہت بڑا ہے فرمایا ان تزانی حلیلۃ جارک یعنے یہ کہ تو زنا کرے اپنے ہمسایہ کی بی بی سے پہر آپ نے
پڑہی (استشہادا) یہ آیت والذین لا یدعون مع اللہ رواہ بن جریر سلمہ بن قیس کہتے ہین رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع مین فرمایا سلمہ بن قیس کہتے ہین وہ چار باتین تہین جنکو آپ نے فرمایا اور مینے
کبہی انکی حرص نہین کی جیسے یعنے انکو سنا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تہے لا تشرکوا باللہ
شیئا ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا تزنوا ولا تسرقوا یعنے اللہ کے ساتہہ کسی چیز کو شریک
نہ بناؤ اور نہ مارو وہ جان جسکے مارنے کو اللہ نے حرام کردیا ہے مگر جہان چاہیے اور نہ زنا کرو اور نہ چوری کرو
رواہ النسائی مقداد بن اسود کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے اصحاب کے لیے ما تقولون
فی الزنا قالوا حرمہ اللہ ورسولہ فھو حرام الی یوم القیامۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لاصحابہ لان یزنی الرجل بعشر نسوۃ ایسر علیہ من ان یزنی بامرءۃ جارہ قال فما تقولون
فی السرقۃ قالوا حرمھا اللہ ورسولہ فھی حرام قال لان یسرق الرجل من عشرۃ ابیات
ایسر علیہ من ان یسرق من جارہ یعنے زنا مین تمہارا کیا قول ہے صحابہ نے عرض کی زنا کو اللہ اور
اسکے رسول نے حرام کیا تو وہ حرام ہے قیامت کے دن تک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے اصحاب کے
لیے البتہ یہ کہ زنا کرے مرد دس عورتون کے ساتہہ بہت آسان ہے اسپر ہمسایہ کی عورت کے ساتہہ زنا کرنے
سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہر تمہارا چوری مین کیا قول ہے صحابہ نے عرض کی چوری کو اللہ اور
اسکے رسول نے حرام کیا ہے تو وہ حرام ہے فرمایا آدمی کا دس گہر کی چوری کرنا بہت اسان ہے اپنے ہمسایہ
کے گہر کی چوری سے رواہ الامام احمد ہیثم بن مالک طائی کہتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ما
من ذنب بعد الشرک اعظم عند اللہ من نطفۃ وضعھا رجل فی رحم لا یحل لہ کوئی گناہ
شرک کے پیچہے اللہ کے نزدیک اس نطفہ سے بڑہکر نہین ہے جسکو آدمی اس رحم مین ڈالے جو اسکے واسطے
حلال نہین ہے رواہ ابو بکر بن ابی الدنیا سعید بن جبیر نے ابن عباس سے سنا کہ وہ بیان کرتے تہے
کہ کچہ لوگون نے مشرکون مین سے بہت قتل کیے اور بہت زنا کیے پہر لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس
اور بولے جو بات تو کہتا ہے اور جسکی طرف تو بلاتا ہے وہ بات تو اچہی ہے اگر تو تبلاوے کہ ہمارے
اعمال کا کفارہ ہو جاوے گا تب یہ آیت اتری والذین لا یدعون مع اللہ الہا اخر الایۃ اور

اوتری یہ آیت بہی قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ رواہ ابن جریر ابو فاختہ سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرد کو فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یَنْھَاکَ اَنْ تَعْبُدَ الْمَخْلُوْقَ وَتَدَعَ الْخَالِقَ وَیَنْھَاکَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَکَ وَتَغْذُوْ کَلْبَکَ وَیَنْھَاکَ اَنْ تَزْنِیَ بِحَلِیْلَۃِ جَارِکَ یعنے اللہ تجہ کو منع کرتا ہے مخلوق کی پوجا کرنے سے خالق کو چہوڑ کر اور منع کرتا ہے تجہ کو اولاد کے مارنے اور کتا کہانے سے اور منع کرتا ہے تجہ کو اپنے ہمسائی کی بی بی کے ساتہہ زنا کرنے سے رواہ ابن ابی حاتم کہا سفیان نے جو اس حدیث کا ایک راوی ہے اور یہی تفسیر ہے اللہ تعالی کے قول وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ الآیۃ کی عبد اللہ بن عمرو سے اسکے قول وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ اَثَامًا کی تفسیر مین مروی ہے کہ اثام دوزخ مین ایک میدان ہے اور عکرمہ نے کہا یلق اثاما کی تفسیر مین کہ اثام دوزخ مین کئی جنگل ہین جن مین بدکارون کو سزا دیجاویگی اور ایسا ہی مروی ہے سعید بن جبیر اور مجاہد سے اور قتادہ نے کہا آثام بیڑیان ہین اور ہم کو یہ بات پہونچی ہے کہ اثام دوزخ مین ایک میدان ہے اور ہمارے لیے مذکور ہوا ہے کہ لقمان اپنے بیٹے کو کہا کرتا تہا اے میرے بچے زنا سے بچنا کیونکہ اسکے ابتدا مین خوف ہے اور اسکا انجام پچہتانا ہے ابو امامہ باہلی سے مرفوعا اور موقوفا دونون طرح مروی ہے کہ غی جسکا ذکر سورۂ مریم مین ہے) اور آثام یہ دونون کنوئین ہین دوزخ کے قعر مین رواہ ابن جریر وغیرہ اَجَارَنَا اللّٰہُ مِنْھَا بِمَنِّہٖ وَکَرَمِہٖ اور سدی نے آثام کی مطلق جزا کے ساتہ تفسیر بیان کی اور یہ تفسیر ظاہر آیت کے ساتہ مناسب ہے اور یہی تفسیر مذکور ہے اس سے پیچہے کی آیت یُضٰعَفْ لَہُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مین اور مہان سے حقیر اور ذلیل مراد ہے اور یہ جو فرمایا اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا تو اسکے یہ معنے ہین کہ ان صفات قبیحہ کی جزا تو وہی ہے جو مذکور ہوئی مگر جو توبہ کرے دنیا مین اللہ عزوجل کیطرف ان تمام کبائر سے تو اللہ اسکی طرف رجوع فرماتا ہے اور اس آیت مین دلیل ہے قاتل کی توبہ کے صحیح ہونے پر اور اس آیت اور آیت نساء وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا الآیۃ کے درمیان کوئی تعارض نہین ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنت صحیحہ ثابت ہوی ہے جس مین قاتل کی توبہ کی صحت کا بیان ہے جیسے اس شخص کا قصہ جس نے سو آدمی کو مار ڈالا تہا پہر اس نے توبہ کی تو اسکی توبہ کو اللہ منظور کر لیا اور اسکے سوا اور بہت حدیثین ہین اور فاولئک یبدل اللہ سیاتہم حسنات وکان اللہ غفورا رحیما کی تفسیر مین دو قول ہین ایک تو یہ کہ گناہون کے کام چہوڑ کر انکی جگہہ نیکیون کے کام کیے علی بن ابی طلحہ نے آیت کی تفسیر مین ابن عباس سے روایت کیا کہ یہ وہ مسلمان ہین جو اسلام سے پہلے گناہون کے کام کرتی

ہین پہر ہونہ ہوڑا اونہوں نے گناہون سی پہر اُنکو پہیر دیا اللہ نے بہلائیون کیطرف پہر بدلدین اُنکی برائیون کی جگہہ بہلائیان اور مجاہد نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ وہ اسکے نزدیک یہ شعر پڑہتے وبدلن بجہ خریفا وبعد طول النفس الوجیفا عطا بن ابی رباح کا اس آیت کی تفسیر مین یہ قول ہے کہ یہ دنیا کا حال ہے آدمی ایک بری صفت پر ہوتا ہے پہر اللہ تعالی اسکے بدل اسکو اچہی صفت پر کر دیتا ہے اور سعید بن جبیر نے کہا بدلدی اللہ نے عبادت اوثان کی جگہہ رحمان کی عبادت اور مسلمانون سے لڑنے کی جگہہ مشرکون سے لڑنا اور مشرکہ عورت کے ساتہہ نکاح کرنے کی جگہہ مسلمان عورتون کے ساتہ نکاح کرنا اور حسنؒ بصری نے کہا بدلدیا اُنکو برے عمل کیجگہہ نیک عمل اور شرک کی جگہہ اخلاص اور فجور کی جگہہ عفت اور کفر کی جگہہ اسلام اور یہی قول ہے ابو العالیہ اور قتادہؒ اور ایک دوسری جماعت کا اور دوسرا قول آیت کی تفسیر مین یہ ہے کہ سیات ماضیہ صرف خالص توبہ کرنے کے ساتہہ حسنات ہوجاتی ہین اور نہین ہے یہ ابدال مگر اس لیے کہ جب وہ سیات ماضیہ کو یاد کرتا ہے تو پچہتاتا ہے اور انا للہ پڑہتا ہے اور معافی مانگتا ہے پہر گناہ باین اعتبار طاعت ہوجاتا ہے اور قیامت کے دن اگرچہ اس گناہ کو اپنے اوپر لکہا ہوا پاوے گا پر وہ اسکو ضرر نہ کرے گا اور وہ گناہ اسکے صحیفے مین بہی نیکی کی صورت مین ہوجاوے گا جیسے یہ بات سنت سی ثابت ہی اور آثار نبویہ جو سلف رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہین اس بارے مین صحیح مین ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنِّي لَاَعْرِفُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنَ النَّارِ وَاٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا اِلَى الْجَنَّةِ يُؤْتٰى بِرَجُلٍ فَيَقُوْلُ نَحُّوْا عَنْهُ كِبَارَ ذُنُوْبِهٖ وَسَلُوْهُ عَنْ صِغَارِهَا قَالَ فَيُقَالُ لَهٗ عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا كَذَا وَكَذَا وَعَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَمَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّنْكِرَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَيُقَالُ اِنَّ لَكَ بِكُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً فَيَقُوْلُ رَبِّ عَمِلْتُ اَشْيَاءَ لَا اَرَاهَا هٰهُنَا قَالَ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ یعنے مین پہچانتا ہون اس شخص کو جو دوزخ سے سب سے پیچہے نکلے گا اور بہشت مین سب سے پیچہے داخل ہوگا ایک آدمی کو (حضرت رب العزت) مین لا دینگے پہر فرماویگا اللہ بطرف کردو اس سے اسکے کبیرہ گناہ اور سوال کرو اس سے صغیرہ گناہون سے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہر اسکو کہا جاویگا تو نے فلانے دن مین یہ کام اور یہ کام کیا اور فلان دن مین یہ اور یہ کام کیا وہ عرض کرے گا بے شک (اور) اس مین سے کسی گناہ کے انکار کی اسکو طاقت نہ ہوگی پہر کہا جاویگا تیرے لیے ہر برائی کی جگہہ بہلائی ہے اور بندہ عرض کرے گا ای میرے مالک مین نے اور بہت بری کام کیے جنکو مین نہین دیکہتا

بیان ابوذر کہتے ہین پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے یہانتک کہ آپ کی ڈاڑہین کہل گئین اَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ ابومالک اشعری کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب ابن آدم سوجاتا ہے تو فرشتہ شیطان کو کہتا ہے لا مجہے دے اپنا صحیفہ پہر وہ شیطان اسکو اپنی کتاب دیدیتا ہے پہر وہ فرشتہ اگر اپنے صحیفہ مین ایک نیکی پاتا ہے تو اسکے بدل دس برایان مٹا دیتا ہے شیطان کے صحیفہ سے اور ان کی جگہہ نیکیان لکہدیتا ہے تو جب کوئی تم سے سونے کا ارادہ کرے تو اللہ اکبر کہے ۳۳ بار اور الحمد للہ کہے ۳۴ بار اور سبحان اللہ کہے ۳۳ بار تو یہ سو نیکیان ہونگی رَوَاہُ الْحَافِظُ اَبُوالْقَاسِمِ الطَّبْرَانِیُّ سلمان فارسی کہتے ہین آدمی کو قیامت کے دن اسکا صحیفہ دیا جاویگا پہر وہ پڑہیگا اوپر سے تو اس مین اسکی برائیان لکہی ہونگی جب برا خیال کرنے لگے گا تو اسکی نگاہ نیچے کیجانب پڑجاویگی تو اس مین اسکی نیکیان مکتوب) ہونگی پہر اوپر کیطرف دیکہے گا تو وہ برائیان نیکیون سے بدلی ہوئین (نظر آوین گی) رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ ابوہریرہ رض کہتے ہین اللہ کے پاس قیامت کے دن کچہ لوگ آوین گے جنہون نے برائیان بہت کی ہونگی کسینے کہا ای ابوہریرہ رض وہ کون ہونگے تو کہا وہ وہ لوگ ہونگے جنکی برائیون کو اللہ بہلائیون سے بدلدے گا رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ اَیْضًا ابوحمزہ کہتے ہین ابوالصیف جو معاذ بن جبل کے صاحب تہے اونہون نے فرمایا بہشت مین چار قسم کے لوگ داخل ہونگے متقین پرہیزگار پہر شاکرین پہر ڈرنے والے پہر اصحاب یمین ابوحمزہ کہتے ہین انکو اصحاب یمین کیون کہا گیا تو ابوالصیف نے کہا اسلیے کہ انہون نے کام کیے برے اور بہلے دونو طرح کے) پہر دیے جاوینگے یہ اصحٰب یمین اپنی کتابین داہنے ہاتہون مین اور اپنی برائیون کو حرف بحرف پڑہین گے اور کہین گے اے ہمارے مالک یہ تو ہماری برائیان ہین پہر کہان گئین ہماری بہلائیان پہر اسوقت اللہ تعالی ان کی سیات کو حسنات سے بدلدے گا تب وہ کہین گے هَاؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ یعنے پہر وہ کہے گا لیجیو پڑہیو میرا لکہا مینے تو خیال کیا تہا کہ مجہ کو ملنا ہے میرا حساب تو آگے لوگ جنتیون مین سے بہت ہونگے رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ اَیْضًا اور امام ہمام علی بن حسین حضرت زین العابدین نے فرمایا یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ کی تفسیر مین کہ یہ تبدیل آخرت مین ہونگی اور مکحول نے کہا اللہ تعالی معاف کردیگا ان برائیون کو اور کردیگا ان کو بہلائیان رَوَاہُمَا ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ اَیْضًا مکحول کہتے ہین ایک بوڑہا بڑی عمر کا جسکے دونو ابرو آنکہون پر گر گئے تہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب مین آیا اور بولا یا رسول اللہ یہہ آدمی ہے جس نے دغا کیا اور بدکاری کی اور نہ چہوڑی کوئی حاجت نہ بڑی نہ چہوٹی مگر اسکو پورا کیا ہے

داہنے کے ساتھہ اگر اسکے گناہ زمین والون کے درمیان تقسیم ہون تو ان سبکو ہلاک کردین کیا اسکی توبہ بہی منظور
ہو جاویگی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسلمت یعنی کیا تو اسلام لایا وہ بولا مین اسبات کی گواہی دیتا
ہون کہ اللہ وحدہ لا شریک لہ کے سوا کوئی معبود نہین ہے اور محمد اسکا بندہ ہے اور اسکا رسول یعنے بے
شک مین مسلمان ہون تب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فَاِنَّ اللّٰہَ غَافِرٌ لَّکَ غَدَرَاتِکَ وَفَجَرَاتِکَ
وَیُبَدِّلُ سَیِّاٰتِکَ حَسَنَاتٍ مَا کُنْتَ کَذٰلِکَ پہر بے شک البتہ اللہ معاف کردے گا تیرے دہوکے
اور تیری بدکاریان اور بدل دیگا تیری برائیون کی جگہہ نیکیان جب تک تو مسلمان رہے گا وہ بولا یا رسول
اللہ اور معاف کردیگا میرے دہوکے اور بدکاریان فرمایا معاف کردے گا تیرے دہوکے اور بدکاریان
پہر پہرا وہ آدمی اللہ اکبر کہتا ہوا اور لا الہ الا اللہ کہتا ہوا رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ ایضًا ابو فروہ آیا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس اور اس نے عرض کی آپ فرمایئے اس شخص کی بابت جس نے تمام گناہ کیے اور
نہ چہوڑی کوئی حاجت نہ بڑی اور نہ چہوٹی کیا اسکے لیے توبہ ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
(کیا) تو اسلام لایا اس نے کہا بے شک مین اسلام لایا فرمایا پہر (اب) کر بہلائیان اور چہوڑ دے برائیون
کو پہر تیری (پہلی) برائیون کو اللہ بہلائیون سے بدلدے گا ابو فروہ بولا اور میرے غدرات اور فجرات فرمایا ہان تیرے
غدرات اور فجرات سب معاف ہو جاوینگی پہر ابو فروہ تکبیرین کہتا گیا یہانتک کہ چہپ گیا رَوَاہُ الْحَافِظُ اَبُو الْقَاسِمِ
الطَّبَرَانِیُّ وَرَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ مِنْ طَرِیْقِ اَبِیْ فَرْوَۃَ الرَّھَاوِیِّ عَنْ یَاسِیْنِ الزَّیَّاتِ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ الْحِمْصِیِّ عَنْ
یَحْیٰی بْنِ جَابِرٍ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ نُفَیْلٍ مَرْفُوْعًا ابوہریرہؓ کہتے ہین میرے پاس ایک عورت آئی اور بولی کیا
میرے لیے توبہ ہے مینے زنا کیا اور میرے لڑکا ہوا اور مینے اسکو مار ڈالا ابوہریرہؓ کہتے ہین مینے کہا
تیری توبہ منظور نہین ہے خدا کرے تیرے آنکھہ نہووے اور تیری عزت نہ نبے وہ اٹہی واویلا کرتی ہوئی
پہر مینے نماز پڑہی صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ اور مینے بیان کی آپ پر وہ بات جو عورت
نے کہی اور جو مینے اسکو جواب دیا تب فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بِئْسَمَا قُلْتَ اَمَا کُنْتَ تَقْرَءُ
ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ اِلٰی قَوْلِہٖ اِلَّا مَنْ تَابَ الْاٰیَۃَ یعنے تو نے بہت
برا جواب دیا کیا تو نے نہین پڑہی یہ آیت والذین لا یدعون مع اللہ الھا آخر سے الا من تاب الآیۃ تک
ابوہریرہؓ کہتے ہین پہر مین اس عورت کے پاس آیا اور مینے یہ آیت اسپر پڑہی تو وہ گرگئی سجدہ مین اور بولی اَلْحَمْدُ
لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لِیْ مَخْرَجًا یعنے سراہیے اس اللہ کو جس نے میرے بچاؤ کی سبیل نکالی رواہ الحافظ ابو زرعۃ

کہا حافظ ابن کثیر نے هٰذَا غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ اور اسکی سند مین ایک مجہول مرد ہے وَاللّٰهُ أَعْلَمُ وَقَدْ
رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ مِنْ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيِّ بِسَنَدِهِ بِنَحْوِهِ اور ابن جریر کے یہ لفظ مین پھر
نکلی وہ عورت حسرت کرتی ہوئی اور کہتی ہوئی یا حسرتاہ کیا یہ حسن (اور خوبروی) دوزخ کے لیے بنی ہے
اور اسی ابن جریر کے پاس ہے کہ جب ابوہریرہؓ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے لوٹے تو اسکو مدینے
کے گھرون مین ڈھونڈھتے پھرے پر وہ نہ ملی جب آیندہ رات ہوئی تو پھر وہ آئی تب ابوہریرہؓ نے اس کو
خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے کی اور وہ گر پڑی سجدے مین اور بولی سب تعریف اللہ ہی
کے واسطے ہے جس نے میری خلاصی کی صورت نکالدی اور میرے کردہ گناہ سے میرا پھرنا منظور فرمایا
اور اس نے آزاد کردی لونڈی جو اسکے پاس تھی اور اسکی بیٹی بھی اسکے ساتھ آزاد کردی اور اس نے
توبہ کی اللہ عزوجل کیطرف پھر اللہ تعالی نے اپنی عام رحمت کی خبر دی کہ میری رحمت بندونپر عام ، ہے اور سب کو
شامل ہے اور یہ کہ جو شخص ان مین سے اللہ کیطرف رجوع کرے اللہ تعالی اسکی توبہ قبول کرلیتا ہے جس
گناہ سے وہ توبہ کرے وہ گناہ بڑا ہو یا چھوٹا اور فرمایا وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ
إِلَى اللّٰهِ مَتَابًا یعنے جو شخص توبہ کرے اور نیک کام کرے اللہ اسکی توبہ قبول کرلیتا ہے وہذہ الآیۃ
کما قال تعالے وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُورًا رَحِيمًا یعنے اور جو کوئی
کرے گناہ یا اپنا برا کرے پھر اللہ سے بخشوالے پاوے اللہ کو بخشتا مہربان اور جیسے فرمایا أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ هُوَ
يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ یعنے کیا جان نہین
چکے کہ اللہ آپ قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندون سے اور لیتا ہے زکاتین اور اللہ ہی توبہ قبول کرنیوالا مہربان
ہے اور جیسے فرمایا قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ
الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ یعنے کہدے اے بندو میرے جنہون نے زیادتی کی اپنی جان
پر نہ آس توڑو اللہ کی مہر سے بیشک اللہ بخشتا ہے سب گناہ وہ جو ہے وہی ہے معاف کرنیوالا مہربان یعنے
اسکے لیے جو اسکی طرف توبہ کرکر آوے انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ فتح کا بیان یہ ہے کہ جب اللہ
نے فراغت پائی رحمان کے بندون کی طاعات بیان کرنے سے تو انکا گناہون سے بچنا بیان کرنا شروع
کیا اور معنے آیت کے یہ ہین اور وہ نہین پکارتے اللہ کے ساتھ کسی رب کو ارباب مین سے اور نہین شریک
ٹھیراتے اسکے ساتھ کسی چیز کو بلکہ اسکا اکیلا ہونا بیان کرتے ہین اور اخلاص کرتے ہین اسکے لیے

عبادت اور دعوت مین اور بخاری اور مسلم وغیرہما نے ابن مسعود سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھے گئے
کون گناہ بہت بڑا ہے تو آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک بناوے حالانکہ اس نے تجھے بنایا ہے مینے کہا پہر کون
گناہ بڑا ہے فرمایا یہ کہ تو اپنے بیٹے کو مار ڈالے اس ڈر سے کہ تیرے ساتھہ کہاویگا مینے عرض کی پہر کون گناہ
بڑا ہے فرمایا یہ کہ تو زنا کرے ہمسایہ کی بی بی سے اور اسکی تصدیق اللہ نے اتاری وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ
اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الآیۃ اور بخاری اور مسلم اور ابو داود اور نسائی نے ابن عباس سے نکالا کہ کچہ لوگون نے مشرکون مین سے
قتل عام کیا اور بہت زنا کیا پہر وہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے اور بولے جو بات تو کہتا ہے
اور جس امر کیطرف تو بلاتا ہے وہ بات تو نہایت عمدہ ہے اگر تو تبلا دے کہ ہمارے پس کردہ گناہون کا کفارہ
ہو جاویگا تب یہ آیت اتری وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ الآیۃ اور یہ آیت قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا
عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ الآیۃ اور حق سے حرم اللہ الا بالحق مین وہ سب حق مراد ہین جو جان کی حرمت اور عصمت کا زائل
کرنیوالا ہو جیسے ایمان کے پیچہے کافر ہو جانا اور نکاح کے بعد زنا کرنا یا کسی جان کو بغیر جان کے مارنا اور
کلام عرب مین آثام کہتے ہین مطلق عقاب کو فرائے کہا اَثَّمَهُ اللّٰهُ يُؤْثِمُهُ اَثَامًا یعنے اللہ نے فلان کو گناہ کی
سزا دی تو وہ ماثوم ہے یعنے گناہ کی سزا دیا گیا ہے اور عبد اللہ بن عمر اور عکرمہ کا یہ قول ہے کہ آثام دوزخ
مین ایک میدان ہے جسکو اللہ نے کافرون کی سزا کے لیے بنایا ہے اور سدی نے کہا آثام دوزخ مین
ایک پہاڑ ہے اور یہ فرمایا يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ تو مضاعفت کا سبب یہ ہے کہ مشرک جب شرک کے ساتھہ
معاصی کا مرتکب ہوتا ہے تو اسکے لیے دونا عذاب ہوتا ہے اسکے شرک اور معصیت پر اور یخلد فیہ مین ضمیر
مجرور راجع ہے عذاب مضاعف کیطرف مہانا سے ذلیل اور حقیر مراد ہے جو جامع ہو عذاب جسمانی اور روحانی
کا ابن عباس کہتے ہین ہم اس آیت کو بہانتک پڑہتے رہے کئی سال حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد سعادت
مہد مین پہر اتری یہ آیت اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا پہر مینے دیکہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نہین خوش ہوئے کبہی کسی چیز کے ساتھہ ایسے جیسے اس آیت کی نزول کی وجہ سے خوش ہوئے اور جیسے
خوش ہوئے انا فتحنا لک فتحا مبینا کے ساتھہ اور استثنا متصل ہے اس ضمیر سے جو یلق مین مستتر ہے اور معنے
یہ ہین مگر جو توبہ کرے تو وہ گناہ کی جزا کو نملے گا بلکہ اسکی عزت ہوگی اسطرح کہ اسکے گناہون کو بدلا جاوے گا
نیکیون کے ساتھہ بعض نے کہا استثنا منقطع ہے ابو حیان نے کہا اتصال ظاہر نہین ہوتا کیونکہ مستثنی منہ
پر اس بات کا حکم لگایا گیا ہے کہ اسکے لیے عذاب دونا ہوگا پہر تقدیر عبارت یون ہوگی اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ

وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا يُضٰعَفُ لَهُ الْعَذَابُ یعنے مگر جو شخص توبہ کرے اور ایمان لاوے اور اچھے کام کرے تو اسکے
لیے دونا عذاب نہ ہوگا اور انتفا تضعیف سے عذاب غیر مضعف کی نفی لازم نہین آتی کہا ابوحیان نے اور بہتر میرے
نزدیک یہ ہے کہ استثنا منقطع ہووے اور معنی یہ ہون لکن جو توبہ کرے آخر آیت تک قرطبی نے کہا علما کے درمیان
اس بات مین اختلاف نہین ہے کہ استثنا کافر اور زانی مین عام ہے اور مسلمانون مین سے قاتل مین ان کا اختلاف
ہے اور اسکا بیان گذر چکا سورہ مائدہ مین اور فاولئک یبدل اللہ سیاتہم حسنات مین ان لوگون کیطرف اشارہ
ہے جو پہلی آیت مین مذکور ہین اور سیات کی حسنات کی ساتھہ مبدل ہونے کے یہ معنی ہین کہ میٹ دیگا اسکے
پہلے گناہ توبہ کے ساتھہ اور ثبت کردیگا انکی جگہہ پچھلی نیکیان نحاس نے کہا اس آیت کی تفسیر مین بہت عمدہ
یہ قول ہے کہ کافر کی جگہہ مومن لکھا جاتا ہے اور عاصی کی جگہہ مطیع لکھا جاتا ہے کہا حسنؓ نے ایک قوم کا یہ خیال
ہے کہ یہ تبدیل آخرت مین ہوگی حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ یہ تبدیل دنیا مین ہوتی ہے کہ اللہ تعالی شرک کی جگہہ
ایمان بدل دیتا ہے اور شک کی جگہہ اخلاص اور بدکاری کی جگہہ عفت اور مومن کے قتل کی جگہہ مشرک کا قتل
زجاج نے کہا برائی کی جگہہ نیکی نہین لکھی جاتی لکن رکھی جاتی ہے برائی کی جگہہ توبہ اور نیکی توبہ کے ساتھہ اور
بعض نے کہا برائیان مبدل ہوجاتی ہین نیکیون کے ساتھہ اور یہی قول ہے صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت
کا اور بعض نے کہا معصیت کا ملکہ نفس مین طاعت کے ملکہ سے بدل دیا جاتا ہے اسطرح کہ معصیت کا ملکہ دور
کیا جاتا ہے اور اسکی جگہہ طاعت کا ملکہ ثبت کیا جاتا ہے بعض نے کہا تبدیل عبارت ہے غفران سے اور
معنے یہ کہ اللہ تعالی انکی سیات کو معاف کردیتا ہے یہ نہین ہے کہ برائیان نیکیان ہوجاوین کہا علامہ ابوالطیب
مرحوم نے اور اللہ تعالی کے کرم مین یہ بات کوی بعید نہین ہے کہ جب بندے کی توبہ درست ہوجاوے تو اللہ اسکی
ہر برائی کی جگہہ نیکی ثبت کردیوے اور بیشک فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ بن جبلؓ کے واسطے
وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ یعنے اور برائی کرنے کے پیچھے نیکی کر وہ نیکی
اس برائی کو میٹ دیگی اور لوگون کے ساتھہ عمدہ خلق کے ساتھہ برتاو کرا ور ابن عباسؓ نے کہا اللہ تعالے ان کو
کفر کے بدلے مین اسلام دیا اور معصیت کے بدلے مین طاعت اور انکار کے بدلے مین معرفت اور جہالت کے بدلے
مین علم ابوذرؓ کہتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دن قیامت کے ایک مرد کو لاوینگے پھر حکم ہوگا
کہ اسکے صغیرہ گناہ پیش کرو پھر اسکے صغائر پیش کرینگے اور کبائر برطرف رکھے جاوینگے اس سے پھر اسکو حکم
ہوگا تونے فلان فلان کام کیا اور وہ اقرار کرے گا انکار نہ کرسکے گا اور وہ ڈرتا ہوگا کبائر کے پیش ہونے

سے پہر کہا جاویگا دیدو اسکو پہر برائی کے بدل جو اس نے اسکو کیا بہلائی اَخْرَجَہُ اَحْمَدُ وَھَنَّادٌ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ
ابْنُ جَرِیْرٍ وَالْبَیْہَقِیُّ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اور احادیث تکفیر سیات اور انکی حسنات کے ساتھہ تبدیل مین کثیرہ ہین قفال
نے کہا احتمال ہے کہ آیت اولی ان لوگون کے حق مین نازل ہوئی ہو جنہون نے مشرکون مین سے توبہ کی و لہذا
فرمایا آیت اولی مین اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ پہر اسپر عطف ڈالا ان لوگون کی توبہ کا جنہون نے مسلمانون میں سے
توبہ کی و لہذا فرمایا وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّہٗ یَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ مَتَابًا تو اس آیت مین توبہ کے بعد عمل صالح
کا بیان فرمایا بعض نے کہا جس شخص نے زبان سے توبہ کی اور اسپر عمل نہین کیا تو اسکی توبہ نافع نہین ہے بلکہ جو شخص
توبہ کرے اور اپنی توبہ کو اعمال صالحہ کے ساتھہ ثابت کرے تو اس شخص نے توبہ کی جیسے توبہ کرنی چاہیے اور
اور اسیکا نام نصوح ہے اور آیت کے معنے یہ ہین جو شخص توبہ کا ارادہ کرے تو وہ رجوع کرے اللہ کیطرف پس جزا
معنے مین امر کے ہے کذا قیل تو کہ شرط اور جزا متحد نہ ہوجاوے کیونکہ یون نہین کہا جاتا من تاب فانہ یتوب
بعض نے کہا معنے یہ ہین جو شخص شرک سے توبہ کرے اور فرائض کو ادا کرے ان لوگون مین سے جنہون نے قتل
نہین کیا اور نہ زنا کیا تو وہ مرنے کے بعد اللہ کے پاس جزا حسن پاویگا جسکی وجہ سے اپنے غیر پر افضل ہوگا قاتلون
اور زانیون سے تو آیت اولی راجع ہے شرک کیطرف اور آیت ثانیہ اللہ کی طرف جزا اور مکافات کے واسطے
لیکن پہلا قول راجح ہے پہر اللہ نے ان توبہ کرنے والون نیک کام کرنے والون کی تعریف بیان کی اور فرمایا

وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ○ وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ
لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا ○ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ
اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ○ اور وہ جو شامل نہین ہوتے جہوٹے کام مین اور جب ہو نکلین کہیل
کی باتون پر نکلجاوین بزرگی رکہکر ف یعنی گناہ مین شامل نہین ہوتے اور کہیل کی باتون کیطرف
دہیان نہین کرتے نہ اس مین شامل ہون نہ ان سے لڑین ف اور وہ کہ جب انکو سمجہائے انکے رب کی باتین
نہ ہو پڑین ان پر بہرے اندہے (یعنے دہیان سے سنین) اور وہ جو کہتے ہین اے رب دے ہمکو ہماری عورتون
کی طرف اور اولاد کی طرف سے آنکہہ کی ٹہنڈک اور کر ہم کو پرہیزگارون کے آگے ف آنکہہ کی ٹہنڈک یہ کہ
وہ اپنی راہ پر ہون ہم پرہیزگارون کے آگے ہون اور وہ ہمارے پیچہے ف حافظ ابن کثیر فرماتے ہین
کہ یہ صفتین بہی منجملہ صفات عباد رحمان کے ہین وہ یہ کہ رحمان کے بندے شامل نہین ہوتے زور مین
بعض نے کہا زور وہ شرک اور عبادت اصنام ہے بعض نے کہا زور سے کذب اور فسق اور کفر اور لغو اور

باطل مراد ہے اور محمد بن حنفیہ نے کہا زور سے لغو اور غنا مراد ہے اور ابو العالیہ اور طاؤس اور ابن سیرین اور ضحاک اور ربیع بن انس وغیرہم کا زور کی تفسیر مین یہ قول ہے کہ زور وہ مشرکون کی میلے ہین اور عمرو بن قیس نے کہا زور وہ بیہودہ گوئی کی مجلس ہے اور امام مالک نے زہری سے روایت کیا کہ زور سے شراب کا پینا مراد ہے تو عباد رحمان نہ شراب پیتے ہین اور نہ اسکی رغبت کرتے ہین جیسے حدیث مین آیا ہے مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یَجْلِسُ عَلٰی مَائِدَۃٍ یُدَارُ عَلَیْہَا الْخَمْرُ یعنے جو شخص مانے اللہ کو اور پچھلے دن کو تو نہ بیٹھے ایسے خوان پر جسپر شراب گھمائی جاوے بعض نے کہا زور سے جھوٹی گواہی مراد ہے یعنے دوسرے شخص پر جھوٹی گواہی نہین دیتے جیسے صحیحین مین ابوبکرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ ثَلٰثًا قُلْنَا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الشِّرْکُ بِاللّٰہِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَکَانَ مُتَّکِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ اَلَا وَشَہَادَۃُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ یُکَرِّرُہَا حَتّٰی قُلْنَا لَیْتَہٗ سَکَتَ یعنے کیا مین تم کو نہ بتلاؤن کہ بہت بڑے گناہ کون ہین تین بار فرمایا ہمنے عرض کی کیون نہین یا رسول اللہ فرمایئے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور مان باپ کی نافرمانی کرنا اور تکیہ لگائے تھے پھر بیٹھ گئے اور فرمایا سن لو اور جھوٹ بات سن لو اور جھوٹی گواہی پھر اس کلمہ کو بار بار فرماتے رہے یہانتک کہ ہم نے کہا کاش آپ چپ کر جاوین (کیونکہ آپکو تکلیف ہو رہی ہے) اور سیاق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مراد اللہ کے قول لَا یَشْہَدُوْنَ الزُّوْرَ سے یہ ہے کہ وہ زور مین حاضر نہین ہوتے ولہذا فرمایا وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا یعنے وہ حاضر نہین ہوتے زور مین اور جب انکو گذرنے کا زور پر سے اتفاق ہو جاتا ہے تو گذر جاتے ہین اور نہین آلودہ ہوتے اس سے کسی چیز کے ساتھ ولہذا فرمایا مَرُّوْا کِرَامًا محمد بن مسلم کہتے ہین مجھکو خبر دی ابراہیم بن میسرہ نے کہ ابن مسعودؓ گذرے ایک کھیل پر پھر اسپر کھڑے نہوئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَقَدْ اَصْبَحَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَاَمْسٰی کَرِیْمًا یعنے البتہ تحقیق صبح شام کی ہے عبداللہ بن مسعودؓ نے کریم ہونے کی حالت مین پھر ابراہیم بن میسرہ نے حضرت کے اس قول پر یہ دلیل بیان کی وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا اور یہ جو فرمایا وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّہِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْہَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا تو اس مین مومنین کی صفت کو بیان کیا ہے کما قال تعالیٰ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُہُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْہِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْہُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ یعنے ایمان والے وہی ہین کہ جب نام آوے اللہ کا ڈر جاوین دل انکے اور جب پڑھیے ان پر اسکی کلام زیادہ آوے انکو ایمان اور اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہین بخلاف کافر کے کہ جب وہ

اسکی کلام سنتاہی تو اس مین کچھ اثر نظر نہین آتا اور نہ اسکی وہ حالت بدلتی ہے جس پر وہ ہوتا ہی بلکہ اپنے
کفر اور طغیان اور جہالت اور ضلالت پر مستمر رہتا ہے کما قال تعالی وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ
يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ وَاَمَّا الَّذِيْنَ
فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ یعنے اور جب نازل ہوئی ایک
سورت تو بعضے انمین کہتے ہین کس کو تم مین زیادہ کیا اس سورت نے ایمان سو جو لوگ یقین رکہتے ہین انکو
زیادہ کیا ایمان اور وہ خوشوقتی کرتے ہین اور جن کے دلمین آزار ہے سو انکو بڑہائے گندگی پر گندگی
اور وہ مرے کافر ہی اور یہ جو فرمایا نہ ہو پڑین انپر بہرے اور اندہے تو یہ انکا حال ہی کافر کے حال کے خلاف
ہے اسلیے کہ جب کافر پر اللہ کی آیات پڑہی جاتی ہین تو اس مین اثر نہین کرتین اور وہ اپنے حال پر مستمر
رہتا ہے گویا انکو سنا ہی نہین کما قال تعالے وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا
یعنے اور جب پڑہی جاتی ہین کافر پر ہماری آیتین پیٹہ دیے جاتا ہے غرور سے گویا ان کو سنا ہی نہین اور
مجاہد نے کہا اللہ کے قول لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا کی تفسیر مین کہ نہین سنتے اور نہین دیکہتے اور نہین
سمجہتے کچہ کہا حسن بصری رضنے نے بہت ایسے لوگ ہین کہ قرآن کو پڑہتے ہین پر اوسپر گرجاتے ہین بہرے اور
اندہے ہوکر اور قتادہ رضنے نے اللہ تعالی کے قول وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا
وَّعُمْيَانًا کی تفسیر مین روایت کیا کہ نہین بہرے ہوتے حق کے سننے سے اور نہین اندہے ہوتے اسکے دیکہنے
سے تو وہ بخدا ایسے لوگ ہین کہ سمجہتے ہین اللہ کی کتاب کو اور فائدہ اٹہاتے ہین اللہ کی کتاب سنکر ابن عون
کہتے ہین مینے شعبی سے سوال کیا کہ ایک مرد قوم کو سجدہ کرتے ہوئے دیکہتا ہے اور نہین سنی ہوتی اس نے
سجدہ کی آیت کیا سجدہ کرے انکے ساتہ تو شعبی نے یہ آیت پڑہی اور بولا نہ سجدہ کرے انکے ساتہ اسلیے کہ اس نے
سجدہ کی آیت مین غور نہین کی اور مومن کو لائق نہین ہے کہ ہر جاہی بنی اور موافقت کرے مگر سمجہ بوجہ اسکام
کو اور یقین حاصل کرکر اور یہ جو فرمایا وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ
اَعْيُنٍ تو اسکے یہ معنے ہین کہ وہ اللہ سے سوال کرتے ہین کہ انکے اصلاب مین سے ایسی اولاد نکالے جو اللہ
کی اطاعت کرین اور اسی وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کرین ابن عباس رضکہتے ہین یعنے ایسی اولاد پیدا کرے
جو اسکی طاعت کے ساتہ عمل کرے پہر ٹہنڈی ہون انکی وجہ سے آنکہین دنیا اور آخرت مین عکرمہ رضی اللہ
عنہ کہتے ہین انکی غرض اس دعا سے کچہ اولاد کی خوبروی اور جمال کی نہین ہو ولکن اونہون نے ارادہ

کیا ہے کہ انکی یا اولاد اسکی مطیع ہو اور حسن بصری سی پوچہا گیا اس آیت کی تفسیر مین تو اونہون نی فرمایا اسکے یہ معنی
ہین کہ دکہا دی اللہ مسلمان بندیکو اسکی بی بی اور اسکے بہائی اور اسکے کسی اور ناتیوالے سی اسکی فرمانبرداری
بہ خدا کوی چیز مسلمان کی آنکہہ کو اس سے بڑہکر ٹہنڈا نہین کرتی کہ وہ دیکہے اپنے بیٹے کو یا پوتے کو یا بہائی
کو یا کسی اور رشتہ دار کو فرمانبرداری کرنیوالا اللہ عزوجل کے لیے اور کہا ابن جریج نے آیت کی تفسیر مین کہ وہ
عبادت کرین تیری پہر اخلاص کرین تیری عبادت مین اور نہ کہینچ لادین ہمپر گناہ (یعنے ہماری نافرمانی نکرین)
اور عبد الرحمان بن زید بن اسلم نے کہا سوال کرتے ہین اللہ سے اپنی بی بیون اور اولاد کے لیے یہ کہ انکو
اسلام کی ہدایت کرے جبیر بن نفیر کہتے ہین ہم مقداد بن اسود کے پاس بیٹھے تہے ایک دن تو گذرا اسکے پاس
ایک مرد اور بولا خوشی ہو ان دونون آنکھون کے لیے جنہون نے دیکہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم
آرزو کرتے ہین کہ ہم دیکہتے جو تو نے دیکہا اور حاضر ہوتے جہان تو حاضر ہوا پہر غصہ ہوا مقداد تو مین تعجب
کرنے لگا کہ اس بیچارے نے تو کوی بری بات نہین کہی پہر متوجہ ہوا مقداد اس مرد کی طرف اور بولا کیا چیز
برانگیختہ کرتی ہے مرد کو پہر کہ وہ آرزو کرتا ہے وہان حاضر ہونے کی جہان سی اسکو اللہ نے غائب رکہا نہین
جانتا کہ اگر اسوقت حاضر ہوتا تو اسوقت مین یہ کیسا ہوتا بخدا ضرور حاضر ہوئین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے پاس قومین جنکو سونہ کے بل گرادیا اللہ نے دوزخ مین اسلیے کہ نہ حکم مانا اونہون نی حضرت صلعم کا اور نہ
سچا جانا اونہون نے حضرت صلعم کو کیا تم تعریف نہین کرتے اللہ کی کہ تم کو اس نے نکالا تمہاری مان کے پیٹ سے
نہین پہچانتے ہو تم مگر اپنے مالک کو اور سچا جانتے ہو حضرت صلعم کو اس چیز مین جسکو آپ لائے اور اٹہا چکے
آفتین تمہارے لیے اور لوگ البتہ تحقیق بہیجا تہا اللہ تعالے نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت
بری حال پر کہ ایسے بری حال پر کسی پیغمبر کو مبعوث نہین کیا بہیجا آپ کو جہالت کے تورے مین نہین سمجہتے
تہے کہ عبادت اوثان سی بڑہکر کوی اچہا دین ہے پہلے آئے حضرت صلعم فرقان کو جس نے فرق کردیا حق اور باطل
کے درمیان اور راس نے جدای ڈالدی والد اور اسکے ولد مین اور وہ ایسا زمانہ تہا کہ دیکہتا تہا مرد اپنے
والد اور ولد اور بہائی کو کافر اور کہولدیا تہا اسکے دل کے قفل کو اللہ نے ایمان کے لیے وہ جانتا تہا کہ اگر
میرا بیٹا یا بہای مرجاوے گا تو دوزخ مین جاوے گا پہر نہ ٹہنڈی ہوتی تہی اسکی آنکہہ اور وہ جانتا تہا
کہ میرا حبیب دوزخ مین جاوے گا اور اسی بارے مین اللہ نے فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ
لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا رواه الامام احمد کہا حافظ

ابن کثیر نے ھٰذَا اِسْنَادٌ صَحِیْحٌ وَلَمْ یُخْرِجُوْہُ اور ابن عباسؓ اور حسنؒ اور سدیؒ اور قتادہؒ اور ربیع بن انس کا ایسا ہی
قول وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا کی تفسیر مین یہ قول ہے کہ ہم کو پیشوا بنا کہ ہماری پیروی کیجاوے بہلائی مین اور اُنکے
غیر نے کہا اسکی تفسیر مین ھُدَاۃً مُھْتَدِیْنَ دُعَاۃً اِلَی الْخَیْرِ یعنے کر ہمکو ہدایت کرنیوالے ہدایت پانیوالے
بلانیوالے بہلائی کیطرف تو اونہون نے چاہا کہ ہماری عبادت متصل ہووے ہماری اولاد کی عبادت کے ساتھ
اور یہ کہ متعدی ہووے اُنکی ہدایت کا نفع اُنکے غیر کیطرف اور ایسی ہدایت مین بہت ثواب ہے اور عمدہ انجام
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِذَا مَاتَ ابْنُ اٰدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُہٗ
اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْا لَہٗ اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِہٖ مِنْ بَعْدِہٖ اَوْ صَدَقَۃٍ جَارِیَۃٍ یعنے جب ابن
آدم مرجاتا ہے تو اسکا عمل منقطع ہوجاتا ہے مگر تین صورتون مین (ایک تو یہ کہ) اولاد نیک رکھتا ہو جو اسکے
لیے دعا کرے (دوسرا کسی کو) علم سکھا جاوے جس سے (لوگون کو) اسکے پیچھے فائدہ پہونچے (تیسرے)
ایسی خیرات کرجاوے جو جاری رہنے والی ہو جیسے سرا بنانا مسجد بنانا کسی راہ مین کنوان لگوانا پلین بنوانا
وغیر ذالک رواہ مسلم فی صحیحہ انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر نے تفسیرہ فتح کا بیان یہ ہے کہ زور مین حاضر ہونے
سے شہادت زور مراد ہے یا زور سے کذب اور باطل مراد ہے اور دوسرے قول کی طرف گئی ہین جمہور مفسرین
کہا زجاج نے لغت مین زور کہتے ہین جہوٹ کو اور اللہ کے ساتھ شرک کرنے سے بڑہکر اور کوئی جہوٹ نہین
ہے کہا واحدی نے اکثر مفسر اسپر ہین کہ زور اس آیت مین بمعنے شرک ہے اور حاصل یہ ہے کہ کلمہ یشہدون اگر
شہادت سے مشتق ہے تو کلام مین مضاف محذوف ہے لایشہدون شہادۃ الزور اور اگر یشہدون ماخوذ ہے
شہود اور حضور سے جیسے وہ جمہور کا مذہب ہے تو اسکے معنے مین اختلاف ہے قتادہ نے کہا اہل باطل کے ساتھ
انکے باطل مین موافقت نہین کرتے اور محمد بن حنفیہ نے کہا حاضر نہین ہوتے کھیل اور سرود مین ابن جریج
نے کہا زور سے کذب مراد ہے اور مجاہد سے بہی ایسا ہی مروی ہے بعض نے کہا مراد یہ ہین جہوٹون کی مجلسون مین آتے
اور گناہگارون کی مجلس مین آتے تو نہین پاس جاتے ایسی مجالس کے شر اور اہل شر سے بچنے کے لیے بعض نے کہا
زور سے اعیاد مشرکین مراد ہین بعض نے کہا زور سے بین کرنا مراد ہے اور بہتر یہ ہے کہ زور کو خاص نہ کیا
جاوے ایک نوع کے ساتھ دوسرے نوع کے سوا الغرض زور سے مطلب معنے یہ ہین وہ لوگ جو نہین حاضر ہوتے
وہان جسپر زور کا اسم صادق آتا ہے وہ کوئی چیز ہو اور ابن عباسؓ کہتے ہین زور ایک بت تہا مدینہ مین لوگ
کہیلتے تہے اسکے اردگرد ہر ہفتے مین پہر فرمایا وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا یعنے اور اگر کبہی اتفاقاً بلا قصد لغو یا

بہانا کا گند ہو جاوے تو اس سے اعراض کر کے بلا التفات اپنی بزرگی رکھکر گذر جاتے ہین اور اسی قسم سے ہے
فواحش سے چشم پوشی کرنا اور گناہون سے در گذر نا اور جس چیز کی تصریح مین شرم آوے اس سے کنایہ کرنا کہا ابن عباسؓ
نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب جب صنم مذکور پر گذرتے تو بزرگی رکھکر گذر جاتے اور اسکی طرف نہ دیکھتے
وہذہ الآیۃ کقولہ تعالے وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوا عَنْہُ وَقَالُوا لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ
لَا نَبْتَغِی الْجَاہِلِیْنَ یعنے اور جب سنین نکمی باتین اس سے کنارہ پکڑین اور کہین ہمکو ہمارے کام اور تم کو تمہارے
کام سلامت رہو ہمکو نہین چاہیین بے سمجھ امام ہمام جعفر باقرؓ کہتے ہین کہ جب وہ فروج کا ذکر کرتے ہین تو انسے
کنایہ کرتے ہین بعض نے کہا لغو سے شتم اور ایذا مراد ہے اور لغو پر گرے ہوئے قول اور فعل کو کہتے ہین کہا حسن
نے لغو وہ ساری گناہ ہین بعض نے کہا لغو سے ذی لغو مراد ہے ابن قتیبہ نے لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْہَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا
کی تفسیر مین کہا نہین غفلت کرتے ان سے جیسے بہرے کہ انکو سنا ہی نہ ہو اور جیسے اندہے کہ انکو دیکھا ہی نہین
ابن جریر نے کہا آیت مین گرنا مراد نہین ہے بلکہ یہ اللہ تعالی کا قول ویسا ہی ہے جیسے کہا جاتا ہے فلان قعد
یبکی یعنے فلان بیٹہا روتا ہے اگرچہ وہ قاعد نہو کہا ابن عطیہ نے ذکر کا سننے والا گویا قائم ہے
پہر جب اس نے اعراض کیا تو گویا گر پڑا اور خرور کہتے ہین بے ڈہب گرنے کو بعض نے کہا معنے یہ ہین جب ان
پر آیات الٰہی پڑہی جاتی ہین انکے دل ڈر جاتے ہین پہر گرتے ہین سجدے مین روتے اور نہین گرتے اسپر بہرے
گونگے فراء نے کہا نہین بیٹھے رہتے اسی حالت پر گویا انکو سنا ہی نہین کشاف مین کہا ہے کہ اس مین
انکے گرنیکی نفی نہین ہے بلکہ اس مین تو گرنیکا ثبوت ہے اور نفی تو بہرے اندہے ہونیکی ہے تو غرض صاحب
کشاف کی یہ ہے کہ نفی قید کی طرف متوجہ ہے نہ مقید کیطرف کہا مفضل نے قرۃ عین مین تین قول ہین ایک تو
یہ کہ آنسو ٹھنڈی ہون کیونکہ آنسوؤن کا ٹھنڈا ہونا سرور کی دلیل ہے جیسے آنسوؤن کا گرم ہونا حزن اور غم کی دلیل
ہے دوسرے سو جانا کیونکہ سونا فراغ خاطر اور غم کے دور ہونے کے ساتھ حاصل ہوتا ہے تیسری رضا کا حاصل ہونا
ابن عباسؓ نے کہا انکی مراد یہ ہے کہ ہماری اولاد عامل بالطاعت ہو جسکی وجہ سے ہماری آنکھین دنیا اور آخرت
مین ٹھنڈی ہون کیونکہ کوئی چیز مومن کی آنکھ کو اس سے بڑہکر ٹھنڈا نہین کرتی کہ وہ دیکھے اپنی بی بی یا اپنی
اولاد کو فرمانبردار اللہ عزوجل کے پہر وہ حرص کرے کہ وہ بہی خوشی پاوین انکے ساتھ جنت مین پہر پورا ہو وے
اسکا سرور اور ٹھنڈی ہووے اسکی آنکھ اسکے ساتھ پہر فرمایا کہ وہ کہتے ہین واجعلنا للمتقین اماما یعنے
ہمکو ایسا بنا کہ بھلائی اور مراسم دین کی اقامت مین ہماری پیروی کیجاوے اور فرمایا اماما اور نہین فرمایا

ائمۃ کیونکہ امام سے جنس امام مراد ہے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا ثُمَّ یُخْرِجُکُمْ طِفْلًا فرا نے کہا اللہ تعالی نے اماما فرمایا اور
ائمہ نہین فرمایا جیسے فرمایا دو شخصون کی بابت اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور فرا کی غرض صرف اس سے یہ ہے
کہ یہ واحد اس قبیل سے ہے جس سے جمع مراد لی جاتی ہے اور اخفش نے کہا امام جمع ہے ام کی ماخوذ اَمَّ یَؤُمُّ سے
فعال کے وزن پر جیسے صاحب اور صحاب اور قائم اور قیام بعض نے کہا امام مصدر ہے جیسے صیام اور قیام
بعض نے کہا اس سے یہ مراد ہے کہ ہم مین سے ہر ایک کو امام بنا بعض نے کہا اونھون نے ارادہ کیا کہ ہمکو ایک امام
بنا دے کیونکہ ہمارا کلمہ ایک ہے اور ہمارا طریق متفق ہے بعض نے کہا کلام مین قلب ہے اور معنے یہ ہین اِجْعَلِ
الْمُتَّقِیْنَ لَنَا اِمَامًا اور یہی قول ہے مجاہد کا بعض نے کہا یہ دعا صادر ہے ان سے انفراد کے طور پر اور ہر ایک
کی عبارت انمین سے دعا کے وقت یہ ہے وَاجْعَلْنِیْ لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ولکن قوم کی عبارات کو بصیغہ متکلم مع الغیر
حکایت کیا گیا ہے ایجاز اور اختصار کے قصد کے لیے کقولہ تعالی یٰاَیُّهَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا
صَالِحًا اور اس صورت مین لفظ امام کو اپنی حالت پر رکھا جاویگا قفال نے کہا میرے نزدیک یہ بات ہے کہ امام
کو جب اسم کی جا بجا رکھدیتے ہین تو یہ واحد آتا ہے گویا یون کہا گیا اِجْعَلْنَا حُجَّةً لِلْمُتَّقِیْنَ اور اسکی مثل ہے
بیّنہ کا لفظ کہا کرتے ہین هٰؤُلَاءِ بَیِّنَةٌ فُلَانٍ جنداوی نے کہا امام کے لفظ مین جمع وغیر جمع مین برابر ہے
تو مطابقت حاصل ہے کہا نیشاپوری نے اس آیت مین دلیل ہے اس پر کہ دینی ریاست ان چیزون مین سے
ہے جسکا طلب کرنا واجب ہے اور اس مین رغبت کرنا لازم اور بہت قریب معنے یہ ہین کہ اونھون نے اس مرتبہ
کا سوال کیا جسکا آیت مین مذکور ہے کہا ابن عباسؓ نے آیت کی تفسیر مین کر ہم کو ہدایت کے امام کہ لوگ ہم سے
ہدایت پاوین اور نہ کر ہمکو ضلالت کے امام کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا اہل سعادت کے لیے وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً
یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا یعنے اور انکو ہمنے کیا پیشوا راہ بتاتے ہماری حکم سے اور فرمایا اہل شقاوت کے لیے وَجَعَلْنٰهُمْ
اَئِمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ یعنے اور کیا ہمنے انکو سردار بلاتے ہین دوزخ کیطرف اُولٰٓئِكَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ
بِمَا صَبَرُوْا وَیُلَقَّوْنَ فِیْهَا تَحِیَّةً وَّسَلٰمًا ۙ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ○ قُلْ مَا یَعْبَؤُا
بِكُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ یَكُوْنُ لِزَامًا ○ انکو بدلا ملے گا کوٹھون کے جھروکے
اسپر کہ ٹھیرے رہے اور لینے آوینگے انکو وہان دعا اور سلام کہتے ہوئے یعنے فرشتے لگے آگے لیجاوینگے کام نا
کرین انمین خوب جگہ ہے ٹھراؤ کی اور خوب جگہ رہنے کی یعنے ایسی جگہ تھوڑی دیر ٹھیرنا ملے تو بھی غنیمت
ہے انکا تو وہ گھر ہے تو کہ پرواہ نہین رکھتا میرا رب تمہاری اگر نہ تم اسکو پکارا کرو سو تم جھٹلا چکے اب آگے

ہوتا ہے ہنیاف یعنے بندہ معزور نہ ہووے خاوند کو اسکی کیا پرواہ مگر اسکی التجا رحم کرتا ہے اب ہوتی ہے ہیبت یعنی
ڈراہی اور جاد ف حب اللہ تعالی نے اپنے مومن بندون کی صفات جمیلہ اور اقوال اور افعال جلیلہ کو بیان فرمایا
تو اسکے بعد فرمایا جو لوگ ان صفات مذکورہ کرساتھہ متصف ہین ان کو قیامت کے دن جنت ملیگی امام ہمام ابو جعفر
باقرؒ اور سعیدؓ بن جبیر اور ضحاکؒ اور سدی نے کہا جنت کو غرفہ کہا بسبب بلند ہونے اسکے کے آور یہ انکو جزا جو ملیگی
تو انکی استقامت کے بدلے جو وہ دین حق پر اور ان صفات پر ٹہیرے رہی یعنے آوینگے انکو دعا اور سلام کہتے
اور کیجاویگی انکی توقیر اور تعظیم فلهم السلام وعليهم السلام کما قال تعالی جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا
وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ
بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ باغ ہین رہنے کے داخل ہونگے انمین اور وہ جو نیک ہوئے انکے باپ دادی مین اور
جوروؤن مین اور اولادین اور فرشتے آتے ہین ان پاس ہر دروازے سے سلامتی ہووے تمپر بدلے اسکے کہ تم
ثابت رہی سو خوب ملا پچھلا گہر اور یہ جو فرمایا خالدین فیہا یعنے ہمیشہ رہا کرین اس مین فہذہ کما قال تعالی خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا یعنے رہا کرین نچاہین وہان سے جگہہ بدلنی وکما قال تعالی وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا
فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ یعنے اور وہ
جو نیک بخت ہین سو جنت مین ہین رہا کرین اس مین جب تک رہی آسمان و زمین مگر جو چاہے تیرا رب بخشش
ہے بے انتہا اور یہ جو فرمایا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا یعنے خوب جگہہ ہے نظارہ مین اور خوب جگہہ ہے آرام
لینے اور اترنے کی پہر فرمایا قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ یعنے اگر تم اسکو نہ پکارو اور اسکی عبادت نہ
کرو تو وہ تمہاری کچہ پرواہ نہین کرتا کیونکہ اس نے مخلوق کو پیدا کیا ہے توکہ عبادت کرین اسکی اور ایک کہین
اسکو اور پاکی بیان کرین اسکی صبح اور شام کہا مجاہد اور عمرو بن شعیب نے مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ کی تفسیر مین ما يفعل
بكم یعنے تم کو کیا کریگا اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ لولا دعاؤکم مین دعا سے ایمان
مراد ہے یعنے اگر تم ایمان نہ لاؤ تو تمہاری کچہ پرواہ نہین کریگا اور اللہ تعالی نے کفار کو خبر دی کہ اسکو انکی
کچہ حاجت نہین ہے اور اگر انکی ضرورت ہوتی تو محبت ڈالتا انکے دل مین ایمان کی جیسے محبت ڈالی مسلمانون
کے دل مین ایمان کی سو تم جہٹلا چکے اب لازم ہوگا تمہارا جہٹلانا تمہاری ہلاکت کا سبب دنیا اور آخرت
مین اب داخل ہوگا اس مین بدر کا دن بہی جیسے لزام کی تفسیر بدر کے ساتہ عبد اللہ بن مسعود اور ابی بن کعب
اور محمد بن کعب قرظی اور مجاہد اور ضحاک اور قتادہ اور سدی وغیرہم نے کی ہے اور حسن بصریؒ نے کہا

لزام سے قیامت کا دن مراد ہے اور ان دونون قولون مین کوئی منافات نہین ہے تمام ہوئی تفسیر سورہ فرقان کی
وللہ الحمد والمنة لتحقیق کا بیان یہ ہے اولئک مین اشارہ ہے جو صفات مفصلہ کے ساتھہ موصوف ہین اور اس مین دلیل
ہے کہ وہ متمیز ہین ان صفتون کے ساتھہ اور لوگون سے پورے طرح ممیز ہونا اور امور مشاہدہ کے سلک مین وہ منتظم ہین
اور یہ مبتدا ہے اور ما بعد اسکا اسکی خبر ہے اور جملہ مستانفہ ہے بعض نے کہا اور کہا غرفہ سے بلند درجہ مراد ہے
اور وہ جنت کے اعلے و افضل منزلین ہین جیسے دنیا مین غرفہ اس مسکن کو کہتے ہین جو دنیا کے مساکن سے اعلے
ہو اور اصل مین غرفہ نام ہے ہر اونچی بنا کا اور غرفہ کی جمع غرف ہے ضحاک نے کہا غرفہ سے جنت مراد ہے اور
معنے یہ ہین بدلا ملے گا انکو جنت اور غرفہ کو واحد کہا گیا اسلیے کہ یہ لفظ جنس پر دلالت کرتا ہے اسکی دلیل
اللہ تعالی کا یہ قول ہے وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ آمِنُونَ یعنے اور وہ حجرون مین نڈر ہونگے سہل بن سعد روایت
کرتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلْغُرْفَةُ مِنْ يَاقُوتَةٍ حَمْرَاءَ وَزَبَرْجَدَةٍ خَضْرَاءَ وَ
دُرَّةٍ بَيْضَاءَ لَيْسَ فِيهَا فَصْمٌ وَلَا وَصْمٌ یعنے حجرے کے سرخ یاقوت اور سبز زبرجد اور سفید موتی کے بنے
ہونگے جن مین شکست و شگاف نہ ہوگا اَخْرَجَهُ الْحَكِيمُ التِّرْمِذِيُّ بِمَا صَبَرُوا بسبب انکے صبر اور ٹھیرنے کے
تکلیفات اور طاعات کی مشقتون پر اور بسبب چھوڑنے اہوا، اور شہوات اور تحمل مجاہدات کے اور تلقے
سے عطا، مراد ہے جیسے اللہ کے قول وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا مین یعنے اور دیگا انکو تازگی اور خوشی اور بعض
نے اسکو يَلْقَوْنَ پڑہا ہے مخفف بفتح یار اور اسیکو فراء نے پسند کیا اور اسکے معنے مین پاوینگے کہا فراء نے
اور اسپر دلیل یہ ہے کہ عرب کے لوگ کہا کرتے ہین فُلَانٌ يُلَقَّى بِالسَّلَامِ وَالتَّحِيَّةِ وَالْخَيْرِ اور یلقے کا استعمال
بہت کم کرتے ہین اور معنے یہ ہین کہ بعض بہشتی بعض کو دعائین دینگے اور بھیجے گا انکی طرف اللہ سبحانہ سلام
اور بعض نے کہا تحیة کہتے ہین بقاء دائم اور ملک عظیم کو بعض نے کہا تحیة بمعنے سلام ہے بعض نے کہا ملائکہ انکو
دعائین دینگے اور انپر سلام کرینگے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ تحیة اور سلام انکو اللہ کی طرف سے ہوگا اور اسی قبیل
سے ہے اللہ تعالی کا یہ قول تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ یعنے تحیہ انکا جسدن اللہ کو ملینگے سلام ہوگا بعض
نے کہا تحیة سے طول حیات اور آباد رہنے کی دعا مراد ہے اور سلام سے آفات سے سلامتی کی دعا مراد ہے بعض نے
کہا تحیة سے انکا ہدایا اور تحفون کے ساتھہ اکرام کرنا مراد ہے اور سلام سے اللہ کا سلام کہنا جیسے اللہ کا یہ قول
اسپر دلیل ہے سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ رَحِيمٍ یعنے سلام بولنا ہے رب مہربان سے اور اللہ کا قول حسنت مستقرا
ومقاما اللہ کے قول ساءت مستقرا ومقاما کے مقابل ہے جو دوزخ کے وصف مین عنقریب گذرا اور کریمہ

قل ما یعبؤ بکم ربی مین اللہ سبحانہ وتعالی نے بیان کردیا کہ وہ کل کی طاعت سے غنی اور بے نیاز ہے اور انکو تکلیف دی ہے تو کہ تکلیف سے فائدہ اوٹھاوین کہا جاتا ہے ماعبأت بفلان جب اسکا کسی کے نزدیک کچہ قدر نہ ہو اور وہ اسکی پرواہ نہ کرے اور یعبا ماخوذ ہے عبا سے جو بمعنے ثقل ہے کہا خلیل نے ما اعبأ بفلان اسوقت بولتے ہین جب کسیکی تحقیر منظور ہو یعنے مین اسکو کیا کرون اور غرض یہ ہوتی ہے کہ اسکا وجود اور عدم دونو برابر ہین اور یہی قول ہے ابوعبیدہ کا کہا زجاج نے مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ کی تفسیر مین تمہارا کیا مقدار ہے اسکی نزدیک یا کیا کریگا تمکو یا کیا کرے گا اللہ تم کو عذاب کرکر اور لولا دعاءکم کے یہ معنے ہین لولا دعاءایاکم لتعبدوہ یعنے اگر وہ تم کو اپنی عبادت کی طرف نہ بلاوے تصور تمین دعاء جو مصدر ہے مضاف ہے اپنے مفعول کی طرف اور یہی فراء کا مختار ہے اور اسکا فاعل محذوف ہی اور لولا کا جواب بہی محذوف ہی تقدیر عبارت یہ ہے لولا دعاءکم لم یعبأ بکم اور اسقول کا مؤید ہے اللہ کا یہ قول وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ اور خطاب لولا دعاءکم مین جمیع ناس کو ہے اور ابن عباسؓ نے دعا کی ایمان کے ساتہ تفسیر کی ہے بعض نے کہا مصدر مضاف ہی ہے فاعل کیطرف اور معنے یہ ہین اگر تم اسکی طرف شدائد مین فریاد نہ کرو اور جو لوگ دعا کے فاعل کے مضاف ہونے کے قائل ہوئے ہین ان مین سے ہے قتیبی اور فارسی کہا ان دونون نے اور اصل عبارت اسطرح ہے لَوْلَا دُعَاءُکُمْ اٰلِهَةً مِّنْ دُوْنِهٖ اور لولا کا جواب محذوف ہے اور وہ لم یعذبکم ہے کہا ابو السعود نے اللہ نے رسول کو ارشاد فرمایا ہے کہ بیان کردے لوگون کے لیے کہ نعما جلیلہ کے ساتہ فائزہ ہین جو ان نعمتون مین رغبت ہین اللہ انہون نے ان نعما کو حاصل کیا ہے ان محاسن کیوجہ سے جو مذکور ہوئین اور اگر انکے وہ محاسن نہ ہوتے تو اللہ تعالی انکا ہرگز اعتبار نہ کرتا اور انکا جو اعتبار کیا ہے اور انکی پرواہ کی ہے اور انکے ذکر کو بلند کیا ہے تو وہ اسلیے کہ اونہون نے اسی اکیلے کی پوجا کی نہ اور کسی امر کے لیے اور اگر انکی عبادت نہ ہوتی تو انکی ہرگز پرواہ نہ کرتا اور یا اسکے نزدیک ذرہ بہ مقدار کے سوا ہے نہ بکتے قالہ الزمخشری بیر جمیع ناس میز سے اللہ نے کفار کو خاص کیا اور فرمایا فقد کذبتم اور ابن زبیر نے اسکو پڑہا ہے فقد کذب الکافرون اور یہی قرءت ہے ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ کی جیسے اسکو ابن جنی نے حکایت کیا اور اس قرءت مین بین دلیل ہے اسپر کہ خطاب یعبؤ بکم ربی لولا دعاءکم مین جمیع ناس کو ہے پہر فرمایا فَسَوْفَ یَکُوْنُ لِزَامًا یعنے تکلیف کی جزا تم کو عنقریب لازم ہو گی اور جمہور مفسرین اسپر ہین کہ لزام سے اسجگہہ قتل بدر مراد ہے جو بدر کے دن مشرکون کو لگا اور یہی قول ہے ابن مسعودؓ کا اور ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ لزام سے آخرت کا عذاب مراد

ہے کہا ابو عبیدہ نے لزام سے فیصل مراد ہے [illegible] تمہارے اور مسلمانون کے درمیان [illegible] فیصلہ ہوگا اور ثعلب نے کہا تمہاری تکذیب تم کو چمٹ جاویگی پھر تم کو توبہ نصیب نہ ہوگی اور جمہور قرا [illegible] بکسر اللام ہے ابن جریر نے کہا لزام سے عذاب دائم اور ہلاکت فنا کرنیوالی مراد ہے اور ابو السماک نے لزام بفتح اللام پڑھا ہے کہا ابو جعفر نے مصدر لزم ہے اور لزام کا مکسور اللام ہونا اولی ہے ابن عباسؓ نے کہا لزام سے موت مراد [illegible] بعض نے کہا وبال مراد ہے اور صحیحین مین ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ پانچ علامتین جو قیامت کے آنیکے قبل ہین گذر چکین دخان (جسکا ذکر سورہ حم دخان مین ہے گذر چکا اور انشقاق قمر (جسکا ذکر سورہ قمر مین ہے) گذر چکا اور غلبہ روم (جسکا ذکر سورہ روم کے ابتدا مین ہے) گذر چکا اور بطشہ (جسکا ذکر سورہ دخان کی آیت یوم نبطش البطشۃ الکبرے مین ہے) گذر چکا اور لزام گذر چکا (جسکا ذکر سورہ فرقان مین ہے) سب تعریف اور حمد اللہ سبحانہ کے واسطے ہے جسکی مدد اور حسن توفیق سے سورہ فرقان کی تفسیر ختم ہوئی اب شروع ہوتی ہے تفسیر سورہ شعرا کی وباللہ التوفیق

اللہ سبحانہ وتعالی کا شکر ہے کہ تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان جلد نہم ماہ شعبان سنہ ۱۳۱۲ ہجری مقدسہ مین شیخ عبدالرحمن و احمد و عبد الحی پسران شیخ محی الدین مرحوم تاجران کتب کے اہتمام سے مطبع صدیقی لاہور مین بہت ہی خوشنمائی کے ساتھ زیور طبع سے [illegible] شائقین قرآن مجید کے لیے توشہ آخرت ہوی پروردگار اسکے مؤلف اور طبع کرانیوالون [illegible] جمیع آفات دینی و دنیوی سے اپنے حفظ و امان مین رکھے اور جلد دسوین بھی چھپنی شروع ہو گئے ہے انشاء اللہ تعالی بہت جلد چھپکر ہدیہ ناظرین ہوگی